فہرست مضامین رسالہ عصمت بابتہ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

اعلان

یوں تو زبان اردو کے قدردانوں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو مولوی محمد عبد الراشد صاحب الخیری کے نام سے واقف نہ ہو۔ مگر تعلیم نسواں کے حامیوں میں ایک بھی ایسا نہ نکلے گا جس نے مولنا موصوف کا نام نہ سنا ہو۔

ناظرین عصمت یہ سنکر خوش ہوں گے کہ گو مولوی صاحب مجھکو بہت روز سے اڈیٹری میں مدد دیتے رہے تھے لیکن اب وہ باقاعدہ اڈیٹری میں میرے ساتھ شامل ہو گئے ہیں +

یقین ہے کہ مولنا موصوف کی شرکت سے رسالہ اور بھی ترقی کرے گا۔ اور ہمارے ناظرین کو آیندہ مولوی صاحب کے بیش بہا مضامین اور اس طرز تحریر کے مطالعہ کا جو خصوصیت سے مقبول ہے زیادہ موقعہ ملے گا +

شیخ محمد اکرام

عصمت

صراط مستقیم

جہاں وہاں کا وسیع۔ دلچسپ اور پرفضا میدان کلفت کے گرد و غبار سے بالکل صاف تھا۔ نہ وہاں ریت کے ٹیلے تھے۔ نہ خار دار جھاڑیاں۔ آندھیوں کے طوفان تھے نہ بادِ سموم کی لپٹ۔ درندوں کی دہاڑ تھی۔ نہ شیروں کی چنگھاڑ۔ اس میدان میں لطف تھا تو ہر ایک جانب جس طرف دیکھیں سبز گھاس کا قدرتی فرش نظر آتا۔ قسم قسم کے درخت خودرو پھول اور جنگلی پھل اپنی اپنی بہار دکھاتے کسی جگہ خودرو پھول کا تختہ دل کو لبھاتا تو کہیں کوئی خوبصورت اور میٹھا پھل طبیعت کو للچاتا کسی قطعہ زمین کا سہانا سماں اپنی طرف کھینچتا تو کہیں لمبی گھاس کے نیچے سے کوئی آہستہ آہستہ بہتی ہوئی ندی اپنے کنارے پر لا بٹھانے کی کوشش کرتی کبھی بلبل کی پیاری آواز اپنا راگ سنانے کی طرف طبیعت للچاتی تو کبھی پپیہے کی میٹھی صدائیں روح خوش کرتیں۔ اس خوبیوں بھرے میدان کی جس جانب آنکھ اٹھا کر

دیکھی تو دو راہیں کھلی نظر آئیں۔ بائیں طرف ایک چوڑی اور صاف راہ کھلی ہوئی
تھی جس کے دونوں طرف اونچے اونچے سبز درخت دکھائی دے رہے تھے
جن میں سے چھوٹی چھوٹی نازک چڑیوں کے چہچہانے کی آواز آ آ کر دل کو بھاتی تھی
جن درختوں کی سبز شاخوں میں کہیں کہیں سرخ رنگ کے ہوئے خوبصورت
پھل نظر آتے ہوں۔ درختوں کی قطار کی خوبصورتی کو زیادہ کرتے کبھی کبھی اس
طرف سے جو ہوا چلتی ہو تو پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ کو
معطر کر جاتا۔ اس منظر کا لطف کرنے والوں کا جی جس قدر تماشے کی سیر کرنے
کو زیادہ للچاتا اور وہ غور سے اس کی طرف دیکھتے تو انہیں ایسی اچھی اچھی چیزیں
نظر آتیں بس جو نشان پر جہاں تک ان کی نگاہ کام کرتی انکو کوئی مفید چیز
جو کوئی ندی یا نہر سی معلوم ہوتی دکھائی دیتی۔ ہر چند ان تماشوں کی طبیعت
اسطرف جانیکو جوان کے اسی میدان سے ہی زیادہ دلبر تھا اور وہ سوچ
گر جوں ہی وہ اس کے رستے پر قدم رکھنے کا خیال کرتے کوئی غیبی آواز انکو
اسطرف کا خیال کرنے سے منع کرتی اور کبھی جب ... جسقدر رستہ اگر بڑھے
اسی ہی جست جیسے اس کی سیر میں تھا ... ہولناک درندے بیٹھے
ہوئے نظر آئیں جن کے خوشنما پھولوں پر سب بچھو بیٹھے ہوئے ہوں
اسکی حد میں قدم رکھتے ہی کہیں تیر بیٹھے۔ سانپ بچھو انکو نقصان پہنچاتے
دائیں طرف جو آنکھ اٹھا کر دیکھتے تو ایک تنگ راستہ نظر آتا جسکی طرف طبیعت
کو رغبت کرنے والا بہت تھوڑا سامان تھا۔ اس کے دروازے پر موٹے
موٹے حرفوں میں جنت کے پھولوں سے صراط مستقیم لکھا ہوا تھا اور دور سے

ایک ننھا سا چراغ جو مسافروں کی رہنمائی کے واسطے دن کے وقت بھی روشن نظر آتا
دکھائی دیتا تھا۔ لوگوں کی طبیعت کو مسترد کچھ تھوڑا بہت رجوع کرنے والی بھی
جسے آواز تھی جو نکہ۔ دلفریب راہ کی طرف جانے سے روک رہی تھی۔ اس تنگ رستہ
پر قدم رکھنے کی وجہ آواز ترغیب دیتی اور کہتی کہ اس کے دروازہ پر لکھے الفاظ
سے نہیں کہ دھوکا ہے لیکن وہ دلفریب راستہ جس طرف چلنے کو تمہاری طبیعت
چاہتی ہے۔ اصل ایسا ہی دلکش نہیں کہ جیسا دور سے دکھائی دیتا ہے سمجھنا چاہیے کہ ہر چمکتی
ہوئی چیز جو آنکھ کو دھوکا دیتی ہے سونا ہی نہیں ہوتی بلکہ مار ہائے سینہ کے زہر سے
بھی آلودہ۔ ویسے بارے میں کسی شے کی دلفریبی پر عقل کو ہاتھ سے کھونا
چاہیے اور خوشنمائی کو دیکھ کر اس کی ذاتی پر ہو شیدا کرنا چاہیے ہر چند کہ ان کی بہتری
چاہنے والی اور ہر وقت نصیحت دینے والی یہی آواز ان کو اس تنگ راہ پر جانے کی
صلاح دیتی اور وسیع راہ پر جانے سے روکتی مگر ان لوگوں کی طبیعت پر اس آواز کی
تو عجب لی کچھ ایسا جادو گری تھی کہ را کام ہی ! بار بار اسی طرف مائل جاتا دو دل
ناسور کا مقابلہ ہوتے تو وسیع راستہ کی خوشنمائی ایسا اثر کئے بغیر رہتی اور غیب کی
آواز بھی اپنا فرض ادا کرتی خیال کرتے کہ اب کیا کریں کون سی راہ اختیار کرنی
کس پر جانا چاہیے۔ آخر کار بہت کشمکش کے بعد اس جماعت کی ایک کثیر تعداد
نے اسی دلفریب اور وسیع راہ کی سیر کا قصد کیا اور تھوڑے سے صراط مستقیم
پر ہو لئے۔ دن ڈھلتا جاتا تھا شام ہونے کے قریب تھی آفتاب کا چہرہ
آن کی کی کلفت سے زرد پڑ گیا تھا مغرب کی طرف کا آسمان سونے
کی طرح دور سے چمک رہا تھا اور سورج کی شعاعیں درختوں پر پڑ کر انکی پتوں اور

اونچی اونچی چوٹیوں کو چمکا رہی تھیں۔ رفتہ رفتہ آفتاب کی چمک اور دھوپ کی تیزی کم ہو گئی
تھی اب اس کے رخ پر نور میں وہ جمال باقی نہ تھا کہ جس سے آنکھ اسپر نہ ٹھہر سکے
بلکہ اسکی سرخی بہت مدہم پڑ گئی تھی۔ اور چند لمحہ چشم انسانی اس کے چہرہ کی طرف
ٹکٹکی لگا کر دیکھ سکتی تھی یہ اسوقت آسمان میں ایک گول سنہری گیند کی مانند معلوم
ہوتا اور اسکا منظر اسقدر دلفریب تھا کہ شاید ایک بھی آنکھ ایسی نہ تھی کہ محو نظارہ
نہ ہو گئی ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو اس دلفریب نظارہ کو سراہتا نہ ہو۔ [illegible]
گمنامی کے سیاح اس نظارہ کا لطف اٹھاتے اور اسکی خوبصورتی کی تعریف
کرتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے۔ رات کا وقت اب بہت دور نہ تھا۔
درختوں کی شاخیں ابھی تک سرسبز تھیں اور ہوا کے خوشگوار جھونکے ان سے
اٹھکھیلیاں کئے بغیر نہ رہتے تھے اس راہ کی معتدل ہوا کو اپنے سیاحوں سے بھی
گستاخیاں کیے بغیر چین نہ پڑتا اور بار بار ان سے مذاق کرتی کبھی کسیکا کوئی کپڑا
اڑا دیتی اور کبھی کسی کی ہلکی سی چیز گرا دیتی تماشائی اسکی شوخیوں سے
ایسے خوش ہوتے کہ کھلکھلا کھلکھلا کر ہنستے اور اسکی اداؤں کی تعریف کرتے
یہ دلفریب ہوا چھوٹے چھوٹے سرخ و سفید پھولوں سے جو کھیلتی نظر آتی تو
ان کے دل اور بھی خوش ہوتے۔ ہوا کی پیاری اداؤں اور غروب آفتاب
کے دلفریب منظر نے انہیں ایسا محو کیا کہ یہ اس چوڑے راستہ پر زیادہ
سرگرمی اور خوشی کے ساتھ جلدی جلدی قدم بڑھانے لگے۔ (باقی)

برج کماری

محل بی بی مریم۔ آگرہ کے مفصل حالات آیندہ پرچہ میں درج ہونگے ۔

دسترخوان

جو چیز جس غرض سے ایجاد ہوئی جب وہ غرض ہی پوری نہ ہو تو اسکا استعمال کس کام کا۔ یا اگر وہ غرض تو پوری ہو اور اس میں ایک فائدہ کے ساتھ بہت سے نقصان ہوں تو ایسے قاعدے کو سلام۔ میں نے بعض گھروں میں دسترخوان کے ساتھ بہت برا سلوک دیکھا ہے۔ میلا کچیلا پھٹا ہوا دھبے پڑے ہوئے تو خیر معمولی بات ہے لیکن کہیں تو اتنا گندہ دیکھا ہے کہ دیکھ کر گھن آتی ہے۔ روٹی لپیٹ کر رکھنے سے تو شاید کوئی خوش نصیب ہی دسترخوان بچا ہو ورنہ عام طور سے تو دسترخوان کے معنی ہی یہ سمجھے گئے ہیں لیکن تعریف کے قابل بات یہ ہے اور سگھڑ گھر والی وہ ہے کہ دھبہ تو کیا سلوٹ تک نہ پڑی ہو ادھر کھانے سے فراغت ہوئی ادھر دسترخوان تہ کرکے رکھ دیا روٹی لپیٹنے کی ضرورت ہو تو اور کپڑا ہو۔ انگریزی میز پر کھانے کے وقت ایک چیز سروی ایٹ سفید سفید رومال ہوتے ہیں جو کھاتے وقت گود میں پھیلا لیتے ہیں تاکہ کپڑوں پر دسترخوان پر دھبے نہ پڑیں اور اگر ہاتھ منہ پونچھنے کی ضرورت ہو تو اس سے کام لیں ہمارے ہاں اگر بڑوں کو نہیں تو بچوں کو تو ضرور کھانے کے وقت ایک کپڑا اسی قسم کا گلے میں لٹکا لینا چاہیئے جو کچھ گریگا اسی پر گریگا۔

یہ ضرور نہیں کہ کھانا میز ہی پر رکھا جائے۔ میز ہو تخت ہو فرش ہو جو کچھ بھی ہو مگر دسترخوان ایسا اجلا اور صاف ہو کہ کھانے کی رونق بڑھا دے یہ نہیں کہ کھانا کھانے والا آدھا ہی پیٹ کھا کر اٹھ کھڑا ہو اور دسترخوان سے چھٹکارا غنیمت سمجھے۔

ن ج۔ بیگم۔

"ننھی"

بھائی محمود نے جب سے انگریزی کی پہلی کتاب لا کر دی ہے مجھ سے ہر روز تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی تک سبق شروع نہیں کیا۔ مجھ پر خدا کی پھٹکار ہے کہ گھر کے اور تو سارے کام کرونگی مگر انگریزی کا سبق لینا بھول جاتی ہوں۔ دو ایک دفعہ قصد کر کے کتاب لیکر بیٹھی بھی مگر سبق میں دل نہیں لگا تو اٹھا کر رکھ دی۔ دوسری بات اصل یہ ہے کہ گھر کے دھندوں ہی سے فراغت حاصل نہیں ہوتی جو کسی اور طرف توجہ کروں۔ بھائی جان یہ سمجھتے ہیں کہ میں جان بوجھکر انگریزی سے دل چراتی ہوں۔ وہ تو دس سے چار تک کالج میں رہتے ہیں انکو کیا خبر کہ یہاں کی دیکھ بھال کے علاوہ سینے پرونے کا ایک انبار لگا ہوا ہے جو ختم ہونیکو نہیں آتا۔ ابھی کل اُن کا انگریزی پڑھنے کی بابت بحث ہوئی ہے اگر اس ہی دن صبح سے لیکر شام تک کی مصیبت جھیلنی پڑ جاویں تو ایک پوری کہانی ہو جائے +

اماں جان کو روز اپنے معمول کے موافق پانچ بجے اٹھیں اور وضو کر کے مجھکو آواز دی ننھی! ننھی! اٹھ بیٹی نماز کا وقت تنگ ہوا جاتا ہے۔ اٹھو! آفتابے میں گرم پانی رکھا ہے وضو کر کے جلدی سے جا نماز پر آ جاؤ۔ انکی آواز سے میری آنکھ کھلی اور کلمہ پڑھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور جلدی جلدی وضو کر کے اُن کے برابر ہی جا نماز پر سنتیں پڑھنے کھڑی ہو گئی جب نماز وغیرہ سے فارغ ہوئی تو اماں جان تو وظیفہ پڑھنے بیٹھ گئیں اور میں قرآن شریف الماری میں سے اتار کر اسکی تلاوت کرنے لگی ایک ہی رکوع ختم کیا ہوگا کہ اتنے میں ابا جان تسبیح ہاتھ میں لئے کھنکارتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور اماں جان سے پوچھا کہ محمود ابھی اٹھا یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ "رات کو کتاب پڑھتے پڑھتے بہت رات گئے سویا تھا اس وجہ سے میں نے ابھی نہیں اٹھایا کہیں کچی نیند میں

اٹھنے سے طبیعت خراب ہو جاتی۔ اس پر دادی گی کے لہجے میں بولے کہ آج ہی پڑھنا ختم ہے اسکو
کبھی تنی لوہیں نہیں ہولی کہ سویرے اٹھ کر خدا کے دو دو حرف تو ادا کر لیا۔ اگر کل رات سے گئے سویا تھا تو
برسوں کیا ہوا تھا؟ ایسا ہی کیا غضب ہے کہ مسلمان کی اولاد ہو کر خدا اور رسول کو بالکل بھلا دیا
خیر ہمارا کام تو سمجھا دینا۔ اب کوئی بچہ تو ہے نہیں کہ دھمکا ڈرا کر نماز پڑھوائیں ماشاء اللہ بیس اکیس برس
کی عمر ہو چلی آئی۔ احکام شرع کی پابندی کا خیال اسکو خود ہونا چاہیے۔ اس کے بعد میری طرف
مخاطب ہو کر بولیں۔ لو کنیز! قرآن پڑھ چکو تو بھائی کو جگا دینا۔ غرض بہت دن چڑھ آیا میں نے
جلدی جلدی دوسرا رکوع ختم کیا اور قرآن شریف کو جزدان میں لپیٹ کر جگانے اٹھا یا چاہتی تھی کہ آپ
اسی اثنا میں بھائی جان بھی خود ہی اٹھ بیٹھے اور ماما کو آواز دی کہ جلدی گرم پانی چوکی پر رکھ دو۔
خدا بخش سے کہو کہ میری بائیسکل صاف کرے۔ اس کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ میاں منظور (میرا چھوٹا
بھائی جس کی عمر آٹھ برس کی ہے اور جسکو میں ننھا کہکر پکارتی ہوں) آنکھیں ملتے ملتے پلنگ سے اٹھ چلے
آتے ہیں۔ ہیں! اٹھا اٹھا منہ دھلوا کر سبق یاد کرانے بیٹھی۔ آٹھ بجے تک آج کے پارے سنے نحو کی گردان
اور جو استاد نے گھر پر کام کرنے کو دیا تھا وہ پورا کرایا۔ جب اس سے بھی فارغ ہوئی تو دالان میں آ کر
باورچی خانہ کا رخ کیا۔ آج بھائی جان کا سہ ماہی امتحان تھا۔ اس وجہ سے انکو سویرے ہی کالج جانا تھا۔
اور رات ہی کو اماں سے سویرے کھانے کی تاکید کر دی تھی۔ یوں تو ہمارے ہاں رہتے رہتے سات
برس گزرے مگر ابھی تک اس قدر بھی نہیں کہ میرے یا اماں جان کے دیکھے بغیر ڈھنگ سے تمامی کھانا تیار کر
لے۔ بھائی جان کی تاکید سے انہوں نے بس اتنا کیا کہ صبح ہی اٹھ کر کیا بوٹی کا گوشت تیار اور خشخاش
پیس الگ بگھار کے رکھ دیا اور زیرہ ہری مرچیں اور پودینہ کتر کر الگ ایک برتن میں رکھ
دیا۔ پہلے پڑھائی چڑھائی جتنا انکی سمجھ میں آیا اتنا گھی ڈال دیگچے پر دھر دیں اور لگیں میری
راہ دیکھنے۔ میں پہنچی تو اماں جان بولیں۔ اری! جب تک لڑکی آئے تم ایک آدھ کباب بنا کر دکھائی

میری لوکی گئی نہ جلے۔ چنانچہ انہوں نے بڑھتے بڑھتے تینوں اُپلے کی طرح کا ایک انیڑا منیڑا کباب سا
معاملہ بہرے گی میں چھوڑ دیا۔ ابھی وہ ایک طرف پورے طور پر پکا بھی نہ تھا کہ انکو اس کے اُلٹنے
کی پڑی۔ اُلٹنے میں کباب ٹوٹا۔ وہ الگ گرے۔ بچتے بچتے کبی کی حیثیت جو ان کے ہاتھ پر پڑی تو بکا
اُٹھیں "اوئی بیوی!" کوا اب میرے بس کا روگ نہیں۔ القصہ میں نے جا کر اس کو درست کیا اور
اُن سے کہا کہ تم دوسرے چولھے پر بھائی جان کے لیے پراٹھے ڈالو۔ اس طرح ادا مار کرکے وقت لگا تا تیار
ہوا۔ کھانا کھا کے بھائی جان تو اپنی بائسکل پر منہ کرکے مدرسہ گئے اور میں نے منے کو اچکن پہنا کر خدا بخش
کے ساتھ مدرسے بھیجا۔ ان دونوں کے چلے جانے کے بعد ہم سب ساڑھے گیارہ بجے تک کھانے
وغیرہ سے فارغ ہو گئے تو میں نے بقچی میں سے اپنا سینا نکالا۔ بھائی جان کی دو قمیصوں کے کپڑے
کو پڑے پڑے آج آٹھ روز ہو گئے تھے اس لیے ایک کو کتر کر کے مشین میں سے نکالا اور دوسری
کتر کر رکھ دی۔ اماں جان میرے جہیز کے ایک دوپٹے میں گوکھرو ٹانک رہی تھیں انہوں نے کہا
بیٹی بھائی کی قمیص سل چکی ہو تو اسکا ایک بخیہ رہ گیا ہے آؤ میرا ہاتھ بٹالو۔ میں نے اُن کے
ساتھ دوپٹے میں لگ گئی اور ابھی وہ ختم ہی ہونے پایا تھا کہ ملانے ظہر کی اذان دے دی۔
اماں جان تو جلدی سے تیار ہو گئیں اور مجھ سے کہا باقی کو جلدی سے ختم کرکے تم بھی نماز کے
لیے آجانا۔ میں نے اُسکو تھوڑی دیر میں پورا کرکے رکھ دیا اور اپنی بقچی جو کھلی پڑی تھی اس کو
ٹھکانے سے رکھا۔ اس کے بعد جب ظہر کی نماز سے بھی فراغت پائی تو اس کمرے میں گئی کہ اپنا
کرتا کاڑھوں یا اردو کا ہاتھ صاف کرنے کے لیے کاپی پر لکھنے کی مشق کرنے بیٹھوں۔ میں اسی
دھیان میں تھی کہ حسن بچے میرے چھوٹے دالان میں آکر کہا بڑی بیوی پوچھتی ہیں کہ آج شام کو
کیا پکے گا کیا کھانا پکوایا جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اُن سے کہو میرا تو کچھ نہیں بھائی جان کی
مرضی ... آج ... ہے۔ ... کو کہدیں۔ اس کے جانے کے بعد میں نے یہی فیصلہ

کیا کروں لکھنے اور وقت کا ڈھنگ ہو گیا ہے تو مشق کرتی ہوں کیونکہ میرا خط ابتک سست ہیں بہت میرا یہ جی چاہتا ہے کہ جیسا بھائی جان لکھتے ہیں ویسا ہی میں بھی لکھنے لگوں ان کا لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے موتی جڑ دیئے اور پختگی اس طرح کی ہو کہ چاہے جتنے صفحے لکھوا لو بھلا مجال ہے ایک حرف سے دوسرے حرف میں ذرا فرق آئے برخلاف اس کے میری یہ کیفیت ہے کہ کچا پن تو ہے ہی اور کئی حرف ایسے بدشکل بنتے ہیں کہ جن کے دیکھنے سے وحشت ہو اگر سفید کاغذ کا پورا صفحہ بھرتی ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے ایک بڑے سے مکوڑے کی ٹانگیں سیاہی میں بھر کر کاغذ پر چھوڑ دیا ہے یہ کچھ میرا ہی حال نہیں ہے بلکہ جتنی بھی سہیلیاں ہیں اور جو ماشاء اللہ مجھ سے کئی گنا زیادہ پڑھی لکھی ہوشیار ہیں اُن کے خط بھی میں نے ایسے ہی دیکھے اور اگر ہو گی بھی تو میرے سے کوئی اُنیس بیس کا فرق ہوگا خیر اب تو میں نے اپنا خط مشق کر کے بہت سنوار لیا ہے مگر ابھی کچا پن باقی ہے میں نے کاپی کے کوئی مشکل سے تین صفحے لکھے ہونگے کہ کیا دیکھتی ہوں بھائی جان مسکراتے ہوئے میرے دالان کی طرف چلے آتے ہیں میں اپنے دل میں سمجھ گئی کہ پرچے اچھے کئے ہونگے جو ایسے خوش خوش نظر آتے ہیں دالان میں قدم رکھتے ہی اُن کی انگریزیت شروع ہوئی اور کہنے لگے "نینی! معاف کرنا میں بوٹ سمیت تمہاری اُجلی چاندنی پر چلا آیا ہوں" اس پر میں بولی کہ "بھائی جان اسکا تو کچھ ہرج نہیں یہ بتاؤ کہ پرچے کیسے کئے" وہ بولے "ریاضی میں مجھکو ڈر تھا کیونکہ سارے مضمونوں میں سے میں فقط اس ایک مضمون سے ڈرتا تھا مگر شکر ہے کہ اس دفعہ پروفیسر صاحب نے پرچہ آسان دیا تھا اس لیے پاس ہونے کے قابل تو کر دیا ہے اور انگریزی اور پولیٹیکل اکانومی کے پرچے تو معمولی تھے ان میں ایک سوال بھی نہیں چھوڑا" بھائی جان کو ماشاء اللہ کالج میں یہ تیسرا سال ہے اور اکثر وہ کالج کے لڑکوں کا اور اپنی پڑھائی کا ذکر گھر میں تو کیا کرتے ہیں مگر مجھکو آج تک خاک خبر نہیں کہ یہ نگوڑی پولیٹیکل اکانومی کیا بلا ہوتی ہے۔ ہاں یہ سنتی ہوں کہ جہاں لڑکوں کو اور بہت سی کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں

والا بس مضمون کی ہی ایک کتاب ہوتی ہے اِس لیئے میں نے بھائی جان سے مناسب موقع
جا کر پوچھا کہ "اچھی بھائی! یہ تو بتاؤ کہ یہ پولیٹکل ایکونومی کس شے کا نام ہے؟" وہ ذرا خفگی کے لہجے
میں بولے "بس! اگر تم میرے کہنے پر چلتیں اور جب میں نے انگریزی کی کتاب لا کر دی ہے اگر اُسوقت
سے سبق لینا شروع کر دیتیں تو آج مجھ سے یہ سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑتی بلکہ خود ہی معلوم کر لیتیں
قابل ہو تیں۔ مگر خدا جانے تم کو انگریزی سے کہاں کی ضد آن پڑی ہے کہ میرے کہنے کا خاک اثر نہیں
ہوتا۔ آخر میں جو کہتا ہوں تمہارے فائدہ ہی کے لیے کہتا ہوں۔ اپنی سہیلی خورشید کو ہی تو دیکھو
کہ انگریزی کی کوئی سی کتاب دیدو فرفر پڑھتی چلی جاتی ہے اور یہ تو تم ہی کہتی تھیں کہ جو میم صاحب
انکو پڑھانے آتی ہیں اُن سے خورشید انگریزی میں خوب گِٹ پِٹ کرتی ہیں۔ اور تم کو تو کسی میم
کی بھی ضرورت نہیں میں تمہیں پڑھانے کو موجود ہوں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے جو آج ہی سے شروع کر دو۔
یہ تو میں جانتی تھی کہ بھائی جان جو کچھ کہتے ہیں میرے ہی نفع کی کہتے ہیں مگر اسوقت میرے
ذہن میں کچھ ایسی سمائی کہ اُنسے خواہ مخواہ بحث کرنے پر آمادہ ہو گئی اور اگرچہ انگریزی زبان سے
مجھے کوئی دل عداوت نہیں مگر ہم اور ہمارے بھائی بہن ہیں یہ مرض ہے کہ جس بات پر بھائی محمود اڑ
جائیں گے اور بحث کرنی شروع کر دیں گے اُس کی میں ایسی خلاف ہو گئی کہ توبہ ہی بھلی چنانچہ
اِسی انگریزی پڑھنے کے معاملے پر میں نے کہا کہ "بھائی جان! میرا اور بی خورشید جہاں کا
کیا مقابلہ؟ وہ تو ہر بات میں میموں کی حرص کرتی ہیں۔ انگریزی بولتی رہی جُدا۔ انہوں نے
تو اپنی ساری وضع قطع ہی انگریزنوں کی سی بنالی ہے یہاں تک کہ سر کے بال بھی انگریزی
وضع سے گوندھتی ہیں اور شام کو گاڑی میں بیٹھ کر ہوا خوری کو نکلتی ہیں۔ وقت کی پابندی
کا ایسا خیال ہے کہ اگر کوئی سہیلی ملنے جائے تو بس جتنا وقت ملنے کے لیے دیا ہے اُس سے ایک
منٹ اِدھر اُدھر نہیں ہو گا۔ خیر مجھکو انکی اور تو ساری باتیں پسند ہیں یا نہیں پر ایمان کی یہ ہے

کہ ان کے گندمی رنگ پر انگریزی سایہ اور انگریزی آستینوں دار کرتی زیادہ ہی بھتی ہے اور نہ
انکے منہ سے انگریزی ہی بھلی معلوم ہو۔ پھر آپ ہی بتایئے کہ میں انگریزی بولتی کیا اچھی لگی
دوسرے انگریزی پڑھ کے مجھے کسی دفتر میں بابو تھوڑا ہی بننا ہے اس کے جواب میں بھائی محمود نے
کہ کوئی بابو بننے کے لئے انگریزی تھوڑا ہی پڑھا کرتے ہیں۔ میں جس غرض سے تم سے کہتا ہوں
کہ انگریزی پڑھو وہ یہ ہے کہ آجکل انگریزی خواں لڑکیوں کی قدر ہے علاوہ ازیں اگر تم کو
انگریزی آتی ہوگی تو ہر قسم کی مفید مطلب کتابیں مطالعہ کر سکتی ہو جو اپنی زبان میں موجود
نہیں ہیں اور زمانے کی رفتار سے واقفیت حاصل کر سکتی ہو کہ اور قوموں کی عورتوں نے
کس طرح ترقی کی اور ہمکو کیا کرنا چاہیے کہ ہندوستان کی عورتوں میں تعلیم عام ہو اور وہ اپنے
حقوق اور فرائض سمجھیں نیز انگریزی تہذیب اور اس کے فوائد سے آگاہ ہو کر اس کے قدم
بقدم چلیں تاکہ قوم کی حالت میں نمایاں ترقی ہو اور انگریزی خاتونوں کے ساتھ رابطہ
اتحاد بڑھے۔ ہماری قوم کو جہاں اور بڑی بڑی ضرورتیں ہیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہماری
عورتیں تعلیم یافتہ ہوں تاکہ آئیندہ نسلیں جہالت کے گڑھے سے آسانی سے نکل سکیں۔ انگریزوں کے
بچوں کو دیکھو کہ وہ باتیں جو ہمکو برسوں میں جا کر سکولوں میں حاصل ہوتی ہیں وہ انکو گھر کی تعلیم کے اثر
سے کھیل کود میں معلوم ہو جاتی ہیں۔ انکی مائیں بچپن ہی سے حب الوطنی اور قومی عظمت کے قصے
بچوں کے کان میں ڈالتی رہتی ہیں کہ بڑے ہو کر وہ کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے انکی قوم کے نام پر دھبا آئے
یہی وجہ ہے کہ آج انکی نسل کا آفتاب نصف النہار پر ہے۔ برخلاف اس کے ہمارے بچوں کو جب تک وہ مڈل
کی جماعت میں پہنچیں یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی کوئی کارنمایاں کیا تھا یا نہیں
اگر ماں پڑھی لکھی ہوگی تو علاوہ ابتدائی تعلیم کے بچے سے بجائے جن و پری کی کہانی
کے بانیان قوم و ملت کے سچے قصے کہیگی جس سے بچے کے دل میں قومی حمیت کی حس پیدا ہو اور

سکا ہی جی چاہے کہ اپنی قوم کی خدمت کر کے اپنے بزرگوں کا نام روشن کروں اور یہ یاد رہے
کہ قوم میں اس حمیت کا پیدا ہونا معراج ترقی کی پہلی سیڑھی ہے مگر یہ سب مقصد اسوقت تک
نہیں حاصل ہو سکتے جب تک کہ ہماری عورتوں میں انگریزی کا چرچا عام نہو اور انکی دماغی
کو انگریزی تعلیم کے وسیلے سے وسعت نہ دیجائے جب بھائی جان یہ مختصر سی اپنی تقریر ختم کر چکے
تو میں بولی کہ یہ تو آپکا کہنا درست ہے کہ اگر مائیں تعلیم یافتہ ہونگی تو بچوں پر بھی انکی تعلیم کا اثر
اچھا پڑے گا مگر میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ فقط انگریزی پڑہنے میں کہاں کے لعل لگے
ہوئے ہیں جنمیں سے سارے جہان کے مطلب حل ہو جائیں۔ اور بقول بڑی خالہ اماں کے
"اگلے زمانے کے لوگوں میں بھی قوم کی ساکھ کا خیال تھا اور اپنے وطن کے ساتھ محبت تھی۔
پر انکو کون انگریزی پڑھاتے تھا" اور جیسے وہ اکثر کہا کرتی ہیں "وہ سچ ہے کہ بیٹی اب انگریزوں
کا راج ہے تو ریاستیں انکی باس خصوص میں آ رہی ہیں۔ مردوں کے دل میں بھی یہ سمائی ہے کہ
جو کچھ ہے یہ انگریزی پڑہنے میں یہاں تک کہ گھر کی بیٹھنے والی بہو بیٹیوں کو انگریزی پڑھوانے
پہ آمادہ ہو گئے ہیں بھائی جان میں بذات خود تو نہ انگریزی کے خلاف اور نہ اس کے موافق مگر
کسی لڑکی کو ایسا ہی گٹ پٹ کرنے کا شوق ہو تو اسے اختیار ہے مگر یہ ضرور ہے کہ سب سے پہلے اپنی
مادری زبان میں کچھ لیاقت پیدا کریں اور گھرداری کے متعلق جو باتیں ہیں ان میں سلیقہ
حاصل کریں اس کے بعد چاہے انگریزی چھوڑ یونانی پڑھیں تو مضائقہ نہیں کئی روز کا ذکر
ہے جب "گرافک" ایک تصویروں دار انگریزی رسالہ آیا تھا تو آپنے جاپانی لڑکیوں کے ایک
بڑے مدرسہ کی تصویریں مجھکو دکھائی تھیں اور مجھکو اچھی طرح یاد ہے کہ آپنے کہا تھا کہ اس مدرسے کا نام
ٹیمون یونیورسٹی ہے اور وہ ٹوکیو میں ہے جہاں کوئی تیرہ سو لڑکیاں پڑھتی ہیں مجھکو انکی پڑھائی کا
طریق بہت پسند آیا کہ علاوہ انگریزی علموں کے وہاں گھرداری کا طریق بھی سکھایا جاتا ہے اور اس میں

تھا سینے پرونے کا ہی سگھڑاپا شامل نہیں بلکہ گھر کا کہہ رکھا دیکھا رہنا یہ سب باتیں پڑھائی میں داخل ہیں۔ وہاں تو لوگوں بھی انگریزی نہیں پڑھتا اور یہ قومی جوش اور وطن کی الفت ان لوگوں میں اتنی ہے کہ ہندوستان میں انکی نسبت ایک رزمہ برابر بھی نہیں اور آپ جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری زبان میں مفید کتابیں نہیں تو بھائی جان یہ قصور ہم لڑکیوں کا یا آپ انگریزی پڑھے مردوں کا؟

میں نے ابھی پوری بات بھی ختم نہ کی تھی کہ باہر ڈیوڑھی پر کہاروں نے آواز دی "ڈولی اتروالو" میں دوڑی دوڑی باورچیخانہ میں گئی جہاں مغلانی سالن بگھار رہی تھی میں نے اُس سے کہا کہ بوا! تم ڈولی اتروالو میں سالن کو دیکھتی ہوں" وہ تو ڈولی میں سے بچی لا اور صحن کے چبوترے پر رکھ گٹھری بیٹھ گئی اور میں حیران کہ یا الٰہی اس وقت کون مہمان آیا ہے۔ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتی ہوں کہ بڑی خالہ اماں بچی نواسی کا ہاتھ پکڑے چلی آتی ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر جھک کر سلام کیا انہوں نے دعا دیکر گلے سے لگایا۔ پھر میں نے کنیزہ کو پیار کیا اور گود میں اٹھا کر اندر دالان میں لے گئی۔ اماں جان عصر کے فرض پڑھ رہی تھیں جب فارغ ہوئیں تو اپنی بڑی بہن سے جا کر گلے ملیں اس کے بعد بھائی جان نے آکر بڑی خالہ کو آداب کیا۔ انہوں نے کہا "بیٹا جیتے رہو اللہ تم کو حسن علم اور صاحب نصیب کرے! کہو بھئی کی پڑھائی کی بھی کچھ خبر لیتے رہتے ہو؟" اس پر تو بھائی جان کا موقع بن آیا اور کہنے لگے کہ حضرت! میں تو اپنی طرف سے بہتیرا سمجھاتا ہوں کئی دن سے انگریزی کی کتاب بھی لا کر دیدی ہے کہ سبق شروع کریں مگر ان کو انگریزی سے ایسی چڑ ہے کہ جب کبھی تاکید کرتا ہوں کہ کتاب لیکر بیٹھو جب ہی مجھ سے بحث کرنے کو کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ابھی آپ کے آنے سے قبل مجھ سے بحث ہو رہی تھی کہ بتاؤ انگریزی پڑھنے سے کیا فائدہ آپ ہی کچھ انکو سمجھائیے"۔ اب مجھ سے نہ رہا گیا اور میں بولی "خالہ اماں! بھائی جان مجھ سے کہتے ہیں کہ تم بھی خورشید جہاں کی طرح انگریزی باتیں سیکھو"۔ یہ میں جانتی تھی کہ خالہ اماں کو خورشید کی

کھلی وضع قطع بات چیت ایک آن نہیں بھاتی چنانچہ انہوں نے کہنا شروع کیا تو بڑی بُوا خدا نہ کرے
کہ تم خورشید جہاں کی باتیں سیکھو۔ خدا کے فضل سے آجتک ہمارے خاندان میں کوئی ایسی بات
نہیں ہوئی جسپر چار غیر انگلی اٹھائیں۔ تمہاری اور خورشید کی کیا حرص؟ میری بلا سے اپنا اپنا اُن کو
مبارک رہے۔ انہوں نے انگریزی پڑھکے جو نام پیدا کیا ہے وہ ہمارے گھرانے کے شایاں نہیں
اور اصل یہ ہے کہ بچاری خورشید کا بھی اسمیں کیا قصور؟ اسکو گھر والوں نے جس طرح اٹھایا اور جس طرح
اٹھی بگڑا۔ اُنکا تو آوا کا آوا ہی انگریزی قطع کا ہے۔ بھائیوں کو دیکھو تو وہ پیچ دار انگریزی
ٹوپی پہن کر یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے ذرا سا اسلامی نور جو چہرے پر باقی رہگیا ہے وہ بھی ڈھک جاوے اور
خدا کے آگے سجدے سے بھی معذور ہیں۔ اُن کی حرمات ہی دنیا سے انوکھی ہے۔ یہ کہو کہ خدا نے گورا
رنگ نہیں دیا ورنہ وہ لوگ تو اپنی انگریزیت کے زعم میں زمین پر قدم بھی نہ دہرتے۔ میرے صاحبزادے
کو بھی ایکدن یہ شوق اٹھی تھی کہ انگریزی ٹوپی خرید لاؤں مگر میں نے دھمکا کر کہا کہ بیٹا تمہاری
عقل تو نہیں جاتی رہی جو یہ خبط سمایا ہے۔ تم تو ہر وقت قوم قوم کرتے رہتے ہو کہ ہماری قوم
کو یہ کرنا چاہیے اور وہ کرنا چاہیئے جب تم ہر بات میں انگریز بن جاؤگے تو بتاؤ وہ ہندوستانی
قومیت کہاں باقی رہیگی — قوم کی بہتری کے تو یہ معنی ہیں کہ اور لوگوں کی جو اچھی باتیں ہیں
وہ سیکھو اور اپنے ہاں جو عمدہ عمدہ باتیں ہیں اُن کو برقرار رکھو۔ یہ تھوڑا ہی کہ اپنی تو ہر ایک بات
بُری اور غیر قوم کی چیز اچھی خواہ وہ ہمارے ملک کے رواج کے موافق ہو یا نہیں غرض جب سے میں نے
انکو دھمکایا ہے اس دن سے انہوں نے پھر انگریزی ٹوپی خریدنے کا نام نہیں لیا۔ اور اس ٹوپی
پر کیا منحصر ہے ہر معاملہ میں تم چھوٹی تانتی کے لوگوں کو سوچ بچار کر کام کرنا چاہیئے یہ نہیں کہ آنکھیں
بند کر کے تقلید شروع کردو۔ میاں محمود! میں تم سے بھی یہی کہتی ہوں کہ تم ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن
کی پیدائش تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو یہی کہ ہر طرف انگریزی کی چیخ پکار ہے۔ بس سمجھ بیٹھے

کہ ہمارے باپ دادا میں تو گویا کچھ شعور ہی نہ تھا جو کچھ ہندوستان میں آجکل رونق نظر آتی ہے وہ
انگریزوں کی بدولت۔ مگر بیٹیا! یاد رہو کہ تمھارے بزرگوں نے جو اتنے سو برس ہندوستان پر حکومت کی
تو انگریزوں کے بدولت نہیں۔ اور یہ جو پرانے رسم و رواج تم دیکھتے ہو ان میں کوئی نہ کوئی خوبیاں
ضرور ہونگی جو اب تک قائم ہیں۔ تم جیسی نئی پود کو یہ نہ چاہیے کہ اندھا دھند ہر ایک پرانے طریقے
کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکو بلکہ یہ چاہیے کہ پہلے سوچو سمجھو کہ اگر ہم فلاں بات انگریزوں کی
طرح کریں گے تو ہماری قوم کے لیے اس سے کیا فائدہ نکلیگا۔ اور تم تو انگریزی پڑھے لکھے ہو
تم خود جانتے ہو کہ اگر سرد زمین کے پودے کو گرم زمین میں بوئیں تو کیا نتیجہ ہوگا؟ یہی نا کہ
تھوڑے دن میں جل کر خاک ہو جائیگا بس یہی حال رسم رواج طریقہ رہائش اور ساری باتوں کا
ہے۔ اگر تم کو اپنی موتیا چنبیلی سے ایسی نفرت ہو گئی ہے کہ ان پرانی وضع کے پودوں کا
دیکھنا ناگوار گزرتا ہے اور انکی بجائے ایسے انگریزی پیڑ چمن میں لگانے کو جی چاہتا ہے
کہ جنکے پھول دیکھنے میں تو واہ واہ اور جو پاس سے سونگھو تو مرے ہوئے چیونٹوں کی بو
آئے تو بیٹا! پہلے ایسی کیاری کی زمین تو ان کے موافق کر لو جب ہی ہمارے موتیا کی
چمپا چنبیلی کے اکھاڑنے کا نام لینا۔ مگر میری ان باتوں سے تم یہ نہ سمجھنا کہ میں انگریزی
پڑھنے کے خلاف ہوں۔ ہرگز نہیں۔ انگریزی تم با شوق پڑھو اور اپنے بیٹوں کو پڑھواؤ۔
مگر لڑکیوں کو جو تم خواہ مخواہ انگریزی کی طرف دھکیلتے ہو تو یہ تمھاری کوتاہ اندیشی ہے
ان کے لیے پہلے وہ تعلیم ضروری ہے جس سے اپنے گھر کا سارا سلیقہ آجائے۔ جب مائیں بنیں
تو اپنے بچوں کو ابتدائی تعلیم دے سکیں اور یہ جو عورتوں میں وہم توہمات ہیں کہ فلاں گھر میں جن رہتا
ہے اور فلاں عورت کے سر پر سید صاحب آتے ہیں ان فضول باتوں سے ان کے دل پاک ہوں
افسوس یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو کہاں تک سمجھاؤں ایک بات ہو تو کہی جائے۔ آج جو تم یہ

چاہتے ہو کہ ہماری عورتیں گھر سے باہر پھرا کریں اور میموں کی طرح پڑھی لکھی ہوں۔ اگر وقت سے پہلے یہ بات ظہور میں آئی تو تم لوگوں کو سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ بن نہ پڑے گی اور پھر وہی مثل صادق آئیگی کہ اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ ابھی پردہ ہی کو لو جب تم تعلیم یافتہ لوگ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہو تو یہ بھول جاتے ہو کہ اب ہندوستان میں ہمارا راج نہیں۔ اس پردہ ہونے پر تو یہ حالت ہے کہ اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں سٹیشن پر یہ واقعہ ہوا اگر یہ پردہ بالکل ہی اٹھ گیا تو شریف بیویوں کی حرمت کا بس اللہ ہی حافظ ہے نی الحال کم از کم یہ تو فائدہ ہے کہ پردہ نشین ہونے کی وجہ سے ہم لوگوں کی عزت و آبرو تو برقرار ہے اور جو انگریزی پڑھوانے کی بابت پوچھو تو تم دیکھ لوگے کہ ایک وہ زمانہ آئیگا کہ عورتوں کو نہ خاوند کی پرواہ ہوگی اور نہ بچوں کی خواہش۔ اسوقت جا کر تم کو معلوم پڑے گی کہ ہائے ہم نے کیوں ایسا کیا جو آج ہماری قوم کی تعداد گھٹتی چلی جاتی ہے" جب تک خالہ اماں بھائی جان کو یہ نصیحت کرتی رہیں وہ چپکے بیٹھے سنا کئے اور جی ہاں درست کے سوائے ایک حرف زبان سے نہ نکلا۔ میں اپنے دل میں یوں خوش کہ اچھا ہوا خالہ اماں آج قابو پر آگئیں کیونکہ میری ننھیال میں وہ سب سے زیادہ عقلمند شمار کی جاتی ہیں اور جسوقت وہ بولنے پر آئیں کسی کی مجال نہیں کہ چوں بھی کر سکے۔ میں جو کچھ ذرا اُلجھ کر بحث بھائی جان سے کرتی بھی ہوں تو وہ خالہ اماں کی زبانی سنی سنائی بات ہوتی ہے۔ المختصر یہ کہ ہم سب ابھی دالان میں بیٹھے ہنس رہے تھے اور اماں جان پٹاری کے پاس بیٹھی پان بنا رہی تھیں۔ بھائی جان کا ارادہ ہوا کہ خالہ اماں کے جواب میں کچھ کہیں کہ اتنے میں ماما نے آ کر کہا چھوٹے میاں آپ کے دوست ڈیوڑھی پر کھڑے ہیں۔ یہ سنتے ہی بھائی جان تو اپنے کمرہ میں سے ٹینس کا بلا ہاتھ میں لیکر باہر گئے اور میں کنیز کی انگلی پکڑ چمن میں سیر کرنے لگی۔

(رؤف)

ا۔ لندن"

ڈاک کے ٹکٹ

انگریزی میں ایک مثل ہے جسکا مطلب ہے کہ جو چیز روزمرہ نگاہ کے سامنے رہتی ہے بے وقعت ہو جاتی ہے غالباً یہ مثل ڈاک کے ٹکٹوں پر خوب صادق آتی ہے آجکل خط بھیجنا اس قدر آسان ہو گیا ہے کہ پیسہ دو پیسہ کے خرچ سے ہندوستان کے ہر حصہ میں اور ایک آنہ یا ڈھائی آنہ کے صرف سے انگلستان۔ امریکہ وغیرہ وغیرہ ممالک میں خط پہونچ جاتا ہے کبھی ہمکو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ پیشتر خطوط بھیجنے میں کتنی دقتیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ اور کس قدر محصول ڈاک ادا کیا جاتا تھا۔ نہ یہ معلوم کہ ڈاک کے ٹکٹ کب سے ایجاد ہوئے اور کس کی ایجاد نے ہمپر یہ احسان کیا +

خدا بھلا کرے رولینڈ ہل کا جو اس قاعدہ کا بانی ہوا کہ خطوط کا محصول بھیجنے والے سے بلحاظ وزن کے لیا جاوے ورنہ اس سے پیشتر یہ دستور تھا کہ پانیوالا محصول ادا کرتا اور جتنی دور خط بھیجا جاتا اتنا ہی اسپر محصول زیادہ لیا جاتا +

اس ایجاد کے متعلق ایک دلچسپ حکایت ہے آج سے ستر برس پہلے کا ذکر ہے کہ رولینڈ ہل شمالی انگلستان میں سیاحت کر رہا تھا۔ اثنائے سفر میں ایک گاؤں میں اسکا گذر ہوا۔ دیکھا کہ سرا کے دروازہ پر ڈاکیہ خط دینے کے لئے کھڑا ہے۔ اندر سے ایک بھولی بھالی لڑکی نکل کر آئی ڈاکیہ کے ہاتھ سے خط کو نہایت اشتیاق کے ساتھ لیا اور آنکھوں سے لگایا مگر یہ سنکر کہ خط کا

محصول ایک شلنگ (بارہ آنہ) ہے اسکی خوشی رنج سے بدل گئی۔ حسرت بھری نگاہوں سے خط کو اولٹ پلٹ کر دیکھا اور ٹھنڈا سانس بھر کر کہا ہم غریبوں کو کھانے کو تو میسر نہیں ہے خط کا محصول کس طرح ادا کریں۔ عرصہ دراز کے بعد میرے پیارے بھائی نے اپنی خیریت کا خط بھیجا تھا۔ مگر میں بدبخت اسکو لینے سے مجبور ہوں۔" شریف اور فرشتہ سیرت رولینڈ ہل کو یہ دیکھکر لڑکی پر ترس آیا اور اُسنے ڈاکیہ کو محصول ادا کرکے لڑکی کو خط دلوا دیا اور ڈاکیہ محصول لے کر چلا گیا۔ لڑکی نے اِس نیک مرد کا بہت بہت شکریہ ادا کیا مگر ساتھ ہی اِس کے افسوس ظاہر کیا کہ اُسکا ایک شلنگ مفت میں ضائع ہوا۔ سیاح نے متعجب ہوکر دریافت کیا" کہیں غریبوں اور بیکسوں کی امداد کرنے سے بھی روپیہ پیسہ ضائع ہوا کرتا ہے۔ لڑکی مسکرا کر بولی کہ یہ تو آپ کا فرمانا صحیح ہے مگر مجھکو خط کا مضمون اوپر ہی سے معلوم ہو گیا ہم دونوں بھائی بہن میں اتنی تو مقدرت نہیں کہ محصول دے کر خطوط لیا کریں اس لیے اُسکے بچنے کے لیئے ہم دونوں نے یہ ترکیب نکالی ہے کہ کچھ نشانیاں مقرر کرلی ہیں جو خطوط کے اوپر بنائی جاتی ہیں۔ اُن کے ذریعہ سے ایک دوسرے کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے یہ خط اندر سے بالکل سادہ ہے۔

دوران سفر میں یہ واقعہ اسکی پیش نظر رہا اور یہ خیال اِس کے دماغ میں چکر آتا رہا کہ جس قاعدہ کی وجہ سے اِس قدر بے عنوانیاں ہوں وہ ضرور ناقص ہے محصول زیادہ ہونے کی وجہ سے کم خطوط بھیجے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جاوے کہ خطوط کا محصول گھٹا

دیا جاوے تو ضرور عوام الناس زیادہ خطوط بھیجنا شروع کر دینگے اور گورنمنٹ کی آمدنی
میں بھی اضافہ ہو جاویگا۔ کیونکہ دوست آشنا۔ عزیز و اقارب تاجر پیشہ وغیرہ
جو کہ گرانی محصول کے باعث ایک دوسرے کو خطوط نہیں لکھتے جلد جلد لکھا
کریں گے +

چنانچہ اُسنے اپنی تجاویز کو گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا جسکو گورنمنٹ نے نہایت
قدر دانی کی نگاہ سے دیکھا۔ ۱۸۴۰ء انسانی ترقی اور شائستگی کی تاریخ میں وہ
مشہور سال ہے جبکہ ٹکٹ ڈاک ایجاد ہوا اور اول اول جزائر برطانیہ (انگلینڈ
اسکوٹ لینڈ و آیرلینڈ) کے ایک سرے سے دوسرے تک صرف ایک پینی (ایک آنہ)
میں خط جانے لگا۔ سال بہ سال اِس نئے انتظام میں ترقیاں ہونے لگیں۔ اور
خطوط کی تعداد اِس قدر بڑھ گئی جسکا قانون بنانے والوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا
کیونکہ دس ہی سال کی قلیل مدت میں پچگونہ خطوط آنے جانے لگے۔ برطانیہ
عظمیٰ کے ہمسایہ سلطنت فرانس نے بھی اِس طریقہ کو مفید اور آسان دیکھکر
۱۸۴۸ء میں اپنی قلمرو میں رائج کیا اور جرمنی نے ۱۸۵۰ء میں رفتہ رفتہ
تمام مہذب ممالک نے اِسکو پسند کر کے اِس سے فائدہ اُٹھایا اور اب تو دنیا کا
شاید ہی کوئی ترقی یافتہ حصہ ہوگا جہاں پر ڈاک خانہ نہو۔

بڑے بڑے شہروں کا تو ذکر ہی کیا ہے جہاں پر دن اور رات ڈاک خانوں
میں کبھی کام بند نہیں ہوتا۔ آجکل تو چھوٹے چھوٹے گاؤں میں ڈاک خانے
ہیں اور جہاں پر نہیں ہیں ان مقامات پر مقررہ دنوں میں ڈاکیہ خط
لے کر جاتا ہے +

خطوط کی ذیل میں رفتہ رفتہ رجسٹری - بیمہ - پارسل - منی آرڈر - ویلیو پے ایبل (قیمت طلب) پارسل وغیرہ اور کئی مفید اور عمدہ طریقوں نے اہل عالم کو گرویدہ کرلیا - ہماری بہت سی بہنوں کو یہ بات بڑے اچنبھے کی معلوم ہوگی کہ ہندوستان کا محکمۂ ڈاک بعض لحاظ سے یورپ اور امریکہ کے ڈاک خانوں پر فوقیت رکھتا ہے:

(۱) وہاں پر ملک کے اندر پوسٹ کارڈ کا محصول نصف پینی (آدھ آنہ) ہے اور ہمارے یہاں ایک پیسہ +

(۲) اُن ملکوں میں منی آرڈر کا روپیہ ڈاکیہ مکان پر نہیں لاتا - بلکہ جس کے نام منی آرڈر آئے وہ خود ڈاک خانہ سے جاکر روپیہ وصول کرے یہاں پر معمولی فیس ادا کیجئے اور ملک کے دور دراز مقام پر روپیہ بھیجئے ڈاکیہ عالی شان محل سے لیکر ادنیٰ جھونپڑی کے دروازہ پر روپیہ پہونچا دے گا +

(۳) ویلیو پے ایبل پارسل کا رواج ہندوستان کے سوائے اور کسی ملک میں نہیں +

یہ طریقہ بہت سہل مفید اور ہر دلعزیز ثابت ہوا ہے - چنانچہ ہندوستانی ڈاک خانہ کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال بہ سال پوسٹ کارڈ کی فروخت اور ویلیو پے ایبل پارسل کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور زمانہ روز بروز رولینڈ ہل کے اصول کی تائید کرتا ہے جس قدر آسانیاں پیدا ہوتی ہیں - ڈاک خانہ کو فائدہ ہوتا اور عوام کو آرام ملتا ہے - ویلیو پے ایبل پارسل اور غالباً منی آرڈر کے موجودہ طریقہ کی ایجاد کا

نخر آگرہ کے مشہور و معروف بزرگ[1] رائے سالگ رام کو حاصل ہوا۔ جو کسی وقت صوبجات متحدہ کے پوسٹ ماسٹر جنرل تھے۔ غالبًا یہ بیان کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ آجکل پرانے استعمالی ٹکٹ جمع کرنے کا انگریزوں کو بہت شوق ہے۔ اُن کی دیکھا دیکھی ہم ہندوستانیوں کو بھی اِس مشغلے سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ کمیاب اور پرانے استعمالی ٹکٹ جن کی اصلی قیمت نصف آنہ یا ایک آنہ کسی وقت میں ہوگی آجکل ہزارہا روپیہ قیمت پاتے ہیں +

شوقین لوگ خوبصورت کتابوں میں ہر ایک ملک و سلطنت کے ٹکٹ علیحدہ علیحدہ چسپاں کرتے ہیں اور یہ مختلف رنگ اور وضع کا مرقع نگاہ کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے ٹکٹ جمع کرنے کے کچھ فائدے بھی ہیں۔ علم جغرافیہ اور تاریخ سے واقفیت ہوتی ہے۔ ہمارے حضور ملک معظم جارج پنجم کے پاس پرانے اور استعمالی ٹکٹوں کا بے نظیر مجموعہ ہے۔

سید رضا حیدر رضوی

---

[1] اس صوفی منش بزرگ نے ہندوؤں میں ایک نئے مذہبی فرقہ کی بھی بنیاد ڈالی ہے۔ جس کے مقلد رادھے شوامی کے پیرو کہلاتے ہیں۔ پنجاب میں اِس کے ماننے والے بہت ہیں ۳

ماں اور ڈاکٹر

سوال۔ کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ میں اپنے چھوٹے سے لڑکے کے لیے کیا کروں جس کے سر پر بہت پسینہ آتا ہے۔ پسینہ یا تو سوتے میں یا کھیل کود کی مشقت میں آجاتا ہے وہ کبھی طاقتور نہیں ہوا بلکہ برخلاف اس کے ہمیشہ سست کمزور رہے۔

جواب۔ جس بات کی آپ شکایت کرتی ہیں وہ عام کمزوری ہے۔ آپکو اسے کھیل میں اتنی مشقت نہ کرنے دینا چاہیے اس کے قواکو مضبوطی کی ضرورت ہے اسکو مقوی غذائیں دینی چاہییں اور تازہ ہوا جسقدر ممکن ہو۔ اس کو ہڈی مضبوط کرنے والی غذائیں مثلاً ملائی۔ گوشت۔ انڈے۔ سبز ترکاریاں۔ میوہ جات وغیرہ دینے چاہییں اور گرم دودھ جسقدر کہ تم اسکو دے سکو۔ اسکو روزانہ شیر گرم پانی کا جسمیں ایک مٹھی بھر نمک پڑا ہوا ہو غسل دینا چاہیے۔ رفتہ رفتہ اسکو اس بات کا عادی کرو کہ غسل کے بعد ٹھنڈے پانی میں اسپنج بھگو کر تمام جسم کو رگڑ دو۔ پہلے شیر گرم پانی سے شروع کرو اور رفتہ رفتہ اسکو سرد کرتی جاؤ +

سوال۔ کیا آپ مجھکو ہدایت کریں گی کہ میری لڑکی چار برس کی کھانے کے بعد معدے میں درد کی اکثر شکایت کرتی رہتی ہے۔ اسکو قبض نہیں ہے

اور خاصی تندرست معلوم ہوتی ہے میں اسکو دودھ بکثرت پلاتی رہتی ہوں۔

جواب۔ تمہاری لڑکی کو ہاضمہ کی شکایت ہے۔ مہربانی فرماکر اسکو اسقدر دودھ نہ دیا کیجئے جتنا کہ آپ دیتی ہیں اور اگر دیں بھی تو گرم دودھ دیجئے۔ بچوں کو دوپہر کے کھانے کے ساتھ دودھ نہیں دینا چاہیئے اس سے زیادتی ہوجاتی ہے کیونکہ دودھ بجائے خود ایک غذا ہے۔ اسکے بدلے گرم لیمونیڈ جو تازہ لیموؤں سے بنایا گیا ہو بہتر ہے۔ یا پتلا جو کا پانی اور اسمیں تھوڑا سا لائم جوس ملا ہوا بھی وہی اثر رکھتا ہے۔

سوال۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ بچوں کے سینوں کو نمک کے پانی سے اسپنج کے ساتھ رگڑنے کی صلاح دیتی ہیں۔ مجھکو پھیپھڑوں کی کمزوری کی شکایت ہے اور اکثر زکام و نزلہ ہوجاتا ہے کیا یہ عمل میرے واسطے بھی مفید ہوگا؟

جواب۔ بے شک یہ ٹھنڈے نمکین پانی کا علاج تمہارے واسطے بہت مفید ہوگا۔ اپنی کمر کے گرد ایک کپڑا لپیٹ لو اور ٹھنڈے پانی کے برتن کے پاس جس میں ایک مٹھی بھر نمک پڑا ہوا ہو کھڑی ہوجاؤ اور آزادی سے اپنی گردن اور سینہ کو اسپنج بھگو بھگو کر رگڑو پھر ایک خشک تولیہ سے اتنا رگڑ کر پونچھو کہ جسم سرخ ہوجائے اور ایک چمچہ ناریل کا تیل لیکر ملو تاوقتیکہ وہ جذب ہوجائے +

ترجمہ

کرسچین بیبیاں

ہم اسلام کے نام لیوا ہیں اور دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مذہب دنیا کے لیئے ایک رحمت ہے مگر اپنے مذہب کی اس قدرتی محبت کا ہم پر کبھی یہ اثر نہیں ہوا کہ ہم دوسرے مذہبوں کی کسی طرح حقارت کریں یا ان لوگوں کو واجب التعظیم نہ سمجھیں جو اپنے مذہب پر نیک نیتی کے ساتھ کاربند ہیں ہمارے نزدیک ہر بہن اور ہر بھائی خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی ایسے ہی قابل عزت ہیں جیسے کوئی مسلمان بھائی یا مسلمان بہن۔ اور ہم اس اصول کو اپنے رسالہ میں ہمیشہ ملحوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے خیال میں ہر اخبار نویس کو جو اپنے فرض منصبی کی اہم ذمہ داری سے آگاہ ہو اس اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیئے ؎

ماہ اپریل کے عصمت میں ایک مضمون بعنوان "تہذیب کی ترقی" شائع ہوا تھا جس میں سلطان بیگم صاحبہ نے زنانہ رسالوں پر رائے زنی کرتے ہوئے ایسی نکتہ چینی کی تھی جس کے ایک حصے کا روئے سخن تہذیب النسواں کی طرف تھا اور ایک حصہ کا عصمت کی طرف۔ یہ مضمون انہوں نے پہلے تہذیب النسواں میں چھپنے کے لیے بھیجا تھا وہاں اس مضمون کا یہ حشر ہوا کہ اس کے چند جملے جو تہذیب کے مفید مطلب تھے درج کر دیئے گئے اور جو باتیں تہذیب کے بعض مضامین کے متعلق تھیں بالکل چھوڑ دی گئیں۔ اور صرف وہ جسترو

جس میں اُس ناول پر اعتراض تھا جو عصمت میں چھپ رہا ہے شائع کیا گیا۔ سلطان بیگم صاحبہ کو قدرتی طور پر مضمون کی یہ قطع برید جو ایڈیٹری کی جائز اصلاح سے یقیناً متجاوز تھی ناپسند ہوئی اور اس لیے انہوں نے وہ مضمون عصمت میں درج ہونے کو بھیج دیا اور یہ ہدایت کی کہ اسکو مکمل درج کیا جائے +

اس کے مکمل درج ہونے کی صورت میں چونکہ وہ تمام اعتراضات جو تہذیب کے متعلق تھے اور تہذیب میں دبا دیئے گئے تھے ظاہر ہو گئے بہ اشاعت تہذیب کو غالباً ناگوار ہوئی۔ لیکن اس رنج کا اظہار براہ راست کرنے کی بجائے پیرایہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ ۲۵ر جون ۱۹۱۱ء کے تہذیب میں "زرحین بیبیوں کا تصور" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا ہے جسکے نیچے راقم مسز ریڈ لکھا ہے اور اسمیں یہ کوشش کی گئی ہے کہ دیسی عیسائی بہنوں کو بظاہر سلطان بیگم صاحبہ کے خلاف اور در اصل عصمت کے برخلاف برافروختہ کیا جائے۔

ہمارا طرز عمل تہذیب کے متعلق شروع سے یہ رہا ہے کہ اس خیال کو کہ وہ اخبار ایک عرصہ تک تعلیم نسواں کے لیے مفید خدمت کر چکا ہے ملحوظ رکھیں۔ وہ جس تنگ خیالی کا اظہار منیجر صاحب تہذیب نے عصمت کے جاری ہونے پر وقتاً فوقتاً کیا ہے وہ اس طرز عمل کا متقاضی نہ تھا اس سے پہلے جب رسالہ خاتون جاری ہوا تو مدتوں تہذیب میں صاحب موصوف نے زہر اُگلا اور دیگر زنانہ رسالوں کے متعلق بھی انکی بالعموم یہی روش رہی جسے دیکھتے ہوئے ہمیں بھی اس سے بہتر سلوک کی شروع ہی سے اُمید نہ تھی تاہم یہ

ہم چلاتے رہے اور چاہتے ہیں کہ بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے اپنے طریق پر کام کریں اور انہیں اپنے طریق پر کرنے دیں۔ کیونکہ تو تو میں میں کا اثر کبھی ناظرین اور ناظرات پر اچھا نہیں پڑتا۔ مضمون زیر بحث میں اگر فقط ہم پر حملہ ہوتا تو ہم اب بھی سکوت اختیار کرتے لیکن چونکہ اس میں دیسی عیسائی بہنوں کے متعلق ایک سخت غلط فہمی پیدا کی گئی ہے اسواسطے کچھ نہ کچھ حقیقت حال کہنا لازم آیا +

ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جس فقرہ سے مسز ریڈ والے مضمون میں یہ مطلب لیا گیا ہے کہ دیسی عیسائی بہنوں کو یورپین عیسائیوں کے مقابلے میں حقیر دکھاکر ان کی دل آزاری مقصود ہے اس سے سلطان بیگم صاحبہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا بلکہ اس کے سیدھے اور صاف معنے یہ ہیں کہ وہ ان رواجوں کو جو ہم ہندوستانیوں کے اور بالخصوص مسلمانوں کے قومی شعار کے خلاف ہیں مذموم بتاتی ہیں اور قومیت سے ہٹتے چلے جانے کے میلان کو روکنا چاہتی ہیں۔ انکا سارا مضمون جسمیں لباس اور فیشن اور زبان اور خیالات کے متعلق رائے دی گئی ہے ثابت کر رہا ہے کہ فقط یہی ایک مطلب اس فقرہ کا ہوسکتا ہے۔ مذہب اگرچہ عقیدہ سے قبول کیا جائے تو کسی کے لیے باعث طعن یا ننگ نہیں ہوسکتا لیکن ہر قوم کو جو بحیثیت قوم زندہ رہنا چاہتی ہے یہ حق حاصل ہے کہ اپنے ان افراد کو جو بلاوجہ اپنے اچھے بھلے اوضاع و اطوار کو ترک کرکے بناوٹ سے کچھ اور بننا چاہیں روک دے۔ مثلاً اگر کوئی ہندوستانی بی بی ہندو یا مسلمان مذہب عیسائی

سچے دل سے قبول کرے۔ مگر اپنا نام اور اپنی وضع ہندوستانی رکھے تو کسی معقول پسند ہندوستانی مرد یا عورت کو اس پر اعتراض نہو گا لیکن اگر وہ اپنا نام بدل دے اپنا طرز کلام بدل دے اور ایسے طریق اختیار کرے جس سے یہ معلوم ہو کہ اسکو اپنے باپ دادا سے نسبت عار معلوم ہوتی ہے تو یقیناً سب معقول ہندوستانی اسکو حقارت سے دیکھیں گے۔ اور انکا ایسا کرنا بجا ہوگا۔ مثلاً اگر مسز ریڈ صاحبہ دیسی عیسائی بہن ہین تو ہم ان سے باادب پوچھتے ہیں کہ انہیں سلطان بیگم صاحبہ کے اس جلسے پر کہ کاش یورپین ہمیں کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب انہوں نے خود اپنے اس نام سے ہی کوشش کی ہے اور انکی مستقل استدعا یہ ہے کہ کاش وہ یوروپین ہی سمجھی جائیں +

جو کرسچین بی بی عیسائی ہو کر اس بات کو محسوس کریں کہ مذہب بدلنے سے ملک نہیں بدلا گیا اور دوسرے مذہب کی دیسی بہنوں سے اسیطرح ملیں جسطرح ہندوستانی ہندوستانی آپسمیں ملتے ہیں وہ یقیناً نہایت عزت اور احترام سے دیکھی جائیں گی۔ لیکن جو محض تبدیل مذہب کو ذریعۂ امتیاز بنانا چاہینگی تو عام رائے لازمی طور پر ان کے برخلاف ہوگی اور ان کی وہ حرکات جنمیں وہ لہجہ بدل کر یا بے ضرورت انگریزی الفاظ استعمال کر کے یا بھدے طریق سے انگریزی لباس پہن کر دوسروں کو مرعوب کرنا چاہیں گی پسندیدہ نہ ہوگا +

ہم اُمید کرتے ہیں کہ تہذیب کے مضمون زیر بحث کی یہ کوشش کہ کرسچین

بیبیوں میں سلطان بیگم صاحبہ کے مضمون کے ایک فقرہ کے متعلق خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا کریں ناکامیاب رہے گی اور خصوصاً ہمارے اِس بیان کے بعد کہ ہمنے اس فقرہ کے درج ہونے کی اجازت دیتے وقت اِس کے معانی دل آزاری کے نہیں سمجھے۔ اور اِس سے کوئی دل آزاری مقصود تھی کوئی معقول کرسچین لی بی مسز ریڈ صاحبہ کی تحریر سے متاثر نہ ہوگی +

ہماری ناظرات میں کئی کرسچین بیبیاں ایسی ہیں جو باعتبار اپنے علم اور لیاقت کے اپنی ساکی وضع کے اور اپنے حب وطن کے ہماری دلی تعظیم کی مستحق ہیں اور ہم انہی کے ہاتھ میں یہ فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ سلطان بیگم صاحبہ کے اِس نقرہ سے کیا مطلب نکلتا ہے۔ یوں مسز ریڈ صاحبہ کو اختیار ہے کہ بات کا بتنگڑ بنائیں اور منیجر صاحب کو اختیار ہے کہ اس مضمون کو بغیر اصلاح کے خوشی خوشی درج کریں اور مسز ریڈ صاحبہ کا یہ فقرہ ایک ہمعصر کے متعلق قایم رہنے دیں کہ تمہید میں جو وجہ اِس مضمون کو دوبارہ شائع کرنے کی لکھی ہے وہ محض غلط اور فرضی معلوم ہوتی ہے“

شاید مضمون نگار کو الہام کا بھی دعوےٰ ہے کہ تمہید لکھنے والے کی وجوہات کے غلط اور فرضی ہونے کا علم انہیں ہوگیا۔ اگر اِس کے جواب میں کوئی الہام مضمون نگار کے متعلق بھی کسیکو ہو اور وہ اِس کا اظہار کردے تو شاید مشکل آپڑے مگر ہماں تو اب بھی اِس ضروری رفع غلط فہمی کے بعد زیادہ بات بڑھانا پسند نہیں۔ ورنہ کہنے کو تو بہت کچھ گنجائش ہے +

ندانند کہ مارا سر جنگ نیست   وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست   مرتبہ

آگ کی احتیاط

چھوٹے بچوں کو آگ کے پاس چھوڑنا سخت غلطی ہے اور کپڑوں کو بھی آگ کے قریب خشک کرنے کے واسطے لٹکانا ٹھیک نہیں جتنک بار چیانہ کی آگ بجھا یا اچھی طرح دبا نہ دیجائے سونے کے واسطے بستر پر ہرگز نہ جانا چاہیئے اگر خدانخواستہ کسی کپڑے میں آگ لگ جائے تو فوراً اوسکو کسی چیز سے دبانا چاہیے۔کیونکہ آگ بغیر ہوا کے نہیں جل سکتی ہی ایسے شخص کا جسکے کپڑے میں آگ لگ گئی ہو خوف سے بھاگنا بدتر سے بدتر کام ہے کیونکہ ہوا اُس کے شعلہ کو اور تیز کرتی ہے۔جب کسی گھر میں آگ لگنی شروع ہو تو سب سے پہلا یہ کام ہے کہ تمام آدمیوں کو اس سے علٰحدہ کردینا چاہیئے اگر دیکھو کہ دھواں بہت زیادہ ہوگیا ہے تو ایک رومال اپنے اور بچوں کے منہ اور ناک پر لپیٹ لو اگر تمکو باہر نکلنے میں آگ کے اندر سے گذرنا ہے تو سر اور منہ پر ایک بھیگا ہوا کپڑا لپیٹ کر جاؤ مٹی کا پانی آگ بجھانے کے واسطے اکسیر ثابت ہوا ہے۔

اگر دیکھو کہ لیمپ جلتے جلتے بگڑ گیا اور اسمیں آگ لگ گئی تو مٹی بھر کر تمک ڈالدو کسی ایسی میز یا تخت پر جو ہلتا ہو لیمپ رکھنا نادانی ہے۔اور کسی ایسے بچہ کو لیمپ کے پاس بٹھانا جو ناسمجھ ہے اس سے زیادہ نادانی ہے۔جب آندھی کے دن ہوں یا ہوا تیز چلتی ہو تو آگ کی بہت احتیاط کرنی چاہیئے کوئی چنگاری ہوا سے اُڑنے نہ پائے خصوصاً اُن گھروں میں جہاں روئی۔گھاس پھونس وغیرہ بالکل باہر ہوں۔

(ترجمہ)

اخبار کی ایجاد

پیاری بہنو! آج میں تمہیں اخبار کے پیدائش کی دلچسپ کہانی سناتی ہوں غور سے سنو اور سمجھو کہ بڑی بڑی چیزوں کی ایجاد اکثر چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہوتی ہے لیکن وہی چیزیں کچھ دن بیتنے پر ملک کے لیے فخر اور قوم کا ہاتھ پیر بن جاتی ہیں اِن سے انسان کی آرزوئیں وابستہ رہتی ہیں اور ایسے ایسے مشکل مسئلے حل ہوجاتے ہیں جن پر صدیوں سے تاریکی چھائی ہوتی ہے۔

اخبار جس سے آجکل ملک اور قوم کی آرزوئیں پروان چڑھ رہی ہیں، جو اندرونی مہذب اور تعلیم یافتہ گھروں میں میز کی رونق بڑھا رہا ہے، جو سرکار سے ہمارے جائز حقوق دلوا رہا ہے، جو بُرے رسم ورواج پر بحث کرکے تہذیب کو سنوار رہا ہے۔ جو ہم عورتوں کو اِس پست حالت سے اُبھار رہا ہے اور جو پُرانی مذموم باتوں کو نئی تہذیب کی خیراد پر چڑھا کر چھیل چھال کر خوب صورت بنا رہا ہے انگلستان میں پیدا ہوا اور تم کو سنکر حیرت ہوگی کہ اِس کے ایجاد کا سہرا نوابوں، شہزادوں اور رئیسوں کے نوکروں کے سر بندھا۔

لندن میں کچھ دنوں پہلے یہ دستور تھا کہ وہ لوگ جنکو خدا نے اچھی قسمت والا بنایا تھا اور جو روپیہ پیسہ کی طرف سے بے فکر تھے موسم بہار کا زمانہ شہر کے باہر دیہات میں گزارتے بہار کا مزا لوٹتے اور تندرستی کا زیور پہن کر شروع جاڑے میں شہر چلے آتے تھے حسن اتفاق سے جاڑے ہی کے زمانہ میں جنگ ہسپانیہ چھڑ گئی

لندن میں ہر خاص و عام کو اس جنگ سے بڑی دلچسپی تھی، نئی باتوں کے لیئے کان ہر وقت منتظر رہتے تھے اور تازہ خبریں سن سنکر لطف حاصل کیا کرتے تھے مگر جبکہ جنگ نے طول پکڑا اور گرمی کا موسم آگیا تو وہاں کے امرا اپنی عادت کے موافق دیہاتوں میں نکل گئے، لیکن مشکل یہ آن پڑی کہ وہاں لڑائی کی کانی خبر معلوم نہیں ہوتی تھی اور جو اڑتی پڑتی سنی سنائی معلوم بھی ہو جاتی تو اس کا مشکل سے یقین آتا۔

ضرورت ایجاد کی ماں ہے، اک نہایت صحیح اور مستند مقولہ ہے، اور اسی اصول کو مدنظر رکھ کر اُن امرا نے اپنے اپنے خادموں کو شہر کے اندر تازہ خبروں کے لیے اپنے دوست آشنا، عزیز و اقارب کے پاس خط دیکر بھیجنا شروع کیا۔ خاص اسی کام کے لیے اک بڑی جماعت روز لندن جایا کرتی اور اُن خطوں کے جواب میں جنگ کی تازہ خبریں لایا کرتی، خدا کی دین کہو یا حسن اتفاق اِن خادموں کے دماغ میں تو دو احد نے کچھ ایسی روشنی پہونچائی کہ اِن سبھوں نے اک مجلس قائم کرکے اپنے مالکوں کے نظر میں معزز اور سرخرو ہونے کی اک نئی ترکیب نکالی وہ اُن خطوں کو جنمیں لڑائی کا ذکر ہوتا چاک کرڈالتے جنگ کے متعلق جو خبریں ہوتیں چن کر اکٹھا کرتے اُسے دوسکے پرچوں پر تحریر کرتے اور اپنے آقا تک پہونچاکر انعام حاصل کرتے، چونکہ اس ترکیب سے بہت زیادہ خبریں ایک شخص واحد کو ملاکرتیں اس لیے سب کی نظروں میں یہ بات کھپ گئی اور دن تا ان اس میں خوب ہی خوبی دکھائی دینے لگی، جب نوکروں کی جماعت نے یہ دیکھا کہ روزی کمانے کا دولت پیدا کرنے کا، اور عزت

حاصل کرنے کا یہ ایک نہایت نفیس ذریعہ ہے، تو اُس نے زائد پرچے لکھ کر
دوسرے دوسرے دولتمند لوگوں کے ہاتھ قیمتاً فروخت کرنے شروع کر دیئے
جب روپیہ کی چاٹ پڑی اور ہری ہری سوجھنے لگی، نوکری قید معلوم ہونے
لگی تحکم رہنا دوبھر ہونے لگا۔ اسپر عقل نے کی رہبری، بس پھر کیا تھا
وہ لوگ جھٹ پٹ نوکری کو استعفا دے کر اپنا خاص دفتر قایم کرکے اخبار نکالنے
لگے، تب پھر جاڑا شروع ہوا دیہات میں آرام کی زندگی بسر کرنے والے
قدرت کا نظارہ کرنے والے، سبزہ زار کا لطف اٹھانے والے شہر کو پھرے
اِن کے واپس ہونے کے کچھ دن پیچھے جنگ ہی ختم ہوگئی مگر اخبار کا سلسلہ
نہ ٹوٹا حالات جنگ کی جگہ اب اِس میں مختلف قسم کی خبریں تمدنی، اور
ملکی چھپنے لگیں جوں جوں علم کی روشنی پھیلتی گئی اخبار عوام میں اک نئی
صورت سے جلوہ گر ہونے لگا اور اسکی مانگ بہت زیادہ ہونے لگی، بھلا
ایک شخص اتنی فرمائشیں کیوں کر پوری کر سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری دوسری
جماعت مختلف قاعدے اور ضابطے کے ساتھ اخبار نکالنے لگی، گو اس
معززہ قوم کی پہل نوکروں کی جماعت سے ہوئی۔ مگر پھر بڑے بڑے نوابوں اور
رئیسوں کو اس کام کے کرنے میں عار نہ آئی۔

ابتدا میں ہفتہ وار اخبار شائع ہوتے تھے مگر پھر کچھ روز بعد ہفتہ میں دو
مرتبہ چھپنے والے اخبار بھی نکلنے لگے۔ سب سے پہلا روزانہ اخبار اسپکٹیٹر[1]
ملتا ہے جسے اسٹیل[2] نے ایڈیسن کے صلاح سے نکالا تھا اور جس میں زیادہ تر مضامین

---

[1] انگریزی زبان کا سب سے اعلیٰ درجہ کا تھا اور مصرف ظرافت تھا،
[2] اسٹیل ایڈیسن کا دوست تھا اور خود بھی صاحب قلم تھا +

ایڈیٹر ہی کے قلم کے ہوتے تھے یہ اخبار اتنا مقبول ہوا کہ شروع ہی میں اس کی اشاعت تین ہزار روزانہ کی تھی اور جس سال اسٹامپ ایکٹ جاری ہوا ہے اس سال اس کی تعداد چار ہزار روز کی پہونچ چکی تھی حالانکہ ان دنوں انگلستان کی آبادی آجکل کی آبادی سے چھ گنی کم تھی اور اب تو اس قدر کثرت ہوگئی ہے کہ دن میں دو بار شائع ہونے والے اخبار بھی کثرت سے چھپتے ہیں۔

ہمارا عصمت اِس ماہواری اخبار کا نمونہ ہے جو اٹھارہویں صدی میں معمولی اخبار سے جدا کر دیا گیا اور جس میں اب مختلف خبروں کی بجائے ادبی، تمدنی اور ملکی مضامین شائع ہوتے ہیں +

دیکھا بہنوں یہ تھی اخبار کی رام کہانی جو میں نے تم سے کہہ سنائی اگر وقت نے اجازت دی اور تم نے پسند کیا تو میں نئی نئی چیزوں کی ایجاد کی دلچسپ کہانی، جھوٹی نہیں سچی، تمہیں اکثر سناؤں گی۔

بنت سید رمضان علی تحصیلدار۔

اے نسیم صبح اے گہوارہ جنبان چمن ۔۔۔ ہو اگر تیرا گذر سوئے حوا مان چمن

ان سے کہنا میری جانب سے بعد اظہار شوق ۔۔۔ ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں جو وہ یاران چمن

اِک گرفتار قفس نے ہے کہا تم کو سلام ۔۔۔ اور پوچھے ہے مزاج سرو و ریحان چمن

پھر یہ دینا میری جانب سے نوید صا نفرا ۔۔۔ سیر گلشن ہو مبارک تم کو مرغان چمن

پھر یہ کہنا کھینچکر سینے سے آہ جانگداز ۔۔۔ ہے قفس میں بند وہ مرغ خوش الحان چمن

تنکے چنتا ہی پڑا کنج قفس میں اب غریب ۔۔۔ آشیاں کیسا کہاں کی فکر سامان چمن

ادائیگی فرض کی خوشی

نیک کلمہ کہنا اچھا ہے مگر نیک فعل اس سے بہتر ہے کیونکہ نیک فعل تو ایک جذبہ ہے اور نیک قول صرف ایک کلمہ ہی ہے اگر نیک قول و فعل ایک ذات میں جمع ہوں تو کیا ہی بات ہے۔

دنیا میں بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اپنے ادائیگی فرض میں بہت پابند ہیں سچ پوچھو تو فرض ایک مہربان اور ہمدرد ماں ہے۔ اگر ہم اس کے فرمانبردار اور نمک حلال ہو جائیں تو ہمکو بہت خوشی اور لا انتہا اطمینان بخش سکتی ہے۔ ماں کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے بچے بڑے ہو کر دنیا میں اسکا نام روشن کریں۔ اسکی تربیت کی داد دیجائے اور جو لوگ انکو لالچ کے دشوار گزار راستہ میں ملیں ان کی وہ مدد کریں۔ ہماری دوسری ماں فرض کی خواہش ہے کہ ہمکو کارآمد بنائے تاکہ ہم ان لوگوں کی جنکو ہماری مدد کی ضرورت ہے مدد کریں اور عام طور سے اس خوش اور بشاش دنیا کو اپنی کوششوں سے اور بھی زیادہ بہتر بنائیں۔ اپنے فرض کو ادا کرنے سے بے انتہا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ گو ہم کتنے ہی ذلیل طبقہ میں پیدا ہوئے ہوں یا ہو گئے ہوں ہم سبکو اتنا وقت اور موقعہ مل سکتا ہے کہ ہم نیک کام کر سکیں۔ اگر کوئی مہربانی عقلمندی۔ ملائمت۔ خوش مزاجی۔ فیاضی۔ ہمدردی اور محبت کے افعال کرتا ہے تو وہ صرف اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ اگر ہم کوشش کرکے

کسی کے غم و مصیبت میں مدد کریں یا اگر کسی کی زندگی کو روشن بنادیں تو ہم صرف
دنیا اور زندگی کی بڑی تعمیر میں اپنا حصہ لیتے ہیں۔ اگر ہم دوسروں کے
لیے ہی اسیطرح زندہ رہیں جسطرح اپنے لیے رہتے ہیں تو گویا ہم اپنی مہربان
ماں "فرض" کی خواہشوں کی فرمانبرداری کرتے ہیں جب ہم اپنے نورایمان
کی رہنمائی سے اپنی فیاض ماں کی فرمانبرداری کرتے ہیں تو وہ ہم پر مسکراتی ہے
یہ ہمارا دل ہی ہے جو ہمکو بتاتا ہے کہ ہمارا کام کیا ہے اور کیا نہیں جو
ایمان بتاتا ہے اسپر چلو اور سب کچھ ٹھیک ہوگا +

ایک شخص کا فرض ادا کرنا یہہ ہے کہ اس سے سب محبت کریں۔ اکثر
سیدھے سادے ایماندار غریب لوگ ہوتے ہیں جو خوش رہتے ہیں کیونکہ
وہ جانتے ہیں کہ وہ اپنی پیاری اولاد کے لیے محنت و مشقت کرنے کو
یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ
ہوتے ہیں جو ادائگی فرض کی خوشی کے معنے خوب جانتے ہیں +

ہر شخص ایک ایمان رکھتا ہے جو اسکو بتاتا ہے کہ یہ کام
اچھا ہے یہ برا ہے اسکی پیروی کرو ورنہ تم کبھی ٹھیک نہیں ہوسکتے۔

ترجمہ

(چار برس کا بچہ ماں سے) اماں یہ آگ کا دھواں کہاں چلا جاتا ہے ؟
(ماں) اوپر ہوا میں چلا جاتا ہے۔
(بچہ) وہاں سے پھر کہاں جاتا ہے۔
(ماں) آسمان پر
(بچہ) تو پھر اسمیاں کا دم نہیں گھٹتا۔

جوؤں کا علاج

عام طور پر دو قسم کی جوئیں دیکھنے میں آتی ہیں سیاہ یا سفید یہ سر کے بالوں اور کپڑوں میں رہتی ہیں اور بہت انڈے دیتی ہیں جنھیں لیکھیں کہتے بعض دفعہ ان کی کثرت سے کھجاتے کھجاتے زخم بڑھ جاتے ہیں۔ بہتر علاج یہ ہے کہ پٹرولیم سے بالوں کو اچھی طرح بھگو کر ایک پٹی باندھ دیں اور دو پہر کے بعد گرم پانی اور صابون سے دھو ڈالیں نیم کا تیل بازاروں میں عام طور پر بکتا ہے یہ بھی جوؤں کے مارنے کے واسطے بہت اچھا ہے مگر اسکی بو بہت سخت ہوتی ہے اِس کے بعد بھی گرم پانی اور صابون سے سر دھو ڈالنا چاہیے۔ سرکہ بھی جوؤں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اگر بدن میں جوئیں پڑ گئی ہوں تو سہاگہ اور پھٹکری گرم پانی میں اچھی طرح ملا کر نہا لیں۔ اور میلے کپڑوں سے بالکل الگ رہیں۔ میلا کچیلا رہنا یا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا جسکے جوئیں پڑی ہوں نہ چاہیے۔

برسات کے دنوں میں اگر احتیاط نہ کیجائے تو بھیگنے سے بالوں میں بہت جلد جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اِسیطرح جاڑے میں بنیان یا روئی کا کپڑا زیادہ روز تک جسم پر رہنے سے جوئیں پڑ جاتی ہیں +

دسترخوان پر کبوتر پکے ہے چار برس کی لڑکی کھا چکی تو الگ بیٹھ کر رونے لگی۔
(ماں) کیوں رولی ہے؟
(بیٹی) کبوتر اچھی طرح نہیں مرے میرے پیٹ میں تڑ رہے ہیں۔

اٹھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام عین شباب پر تھا۔ اس کے تمام اعضا قوی تھے۔ اس کے ہر رگ و ریشہ میں صحت کا خون رواں تھا۔ اس کے رخسار و منہ پر فتح مندی اور خوش اخلاقی کا غازہ لگا تھا۔ وہ زمانہ محض مذہبی اور اخلاقی ترقی کا زمانہ نہ تھا بلکہ علمی اور ملکی ترقی کا زمانہ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر الذکر کے ساتھ اخلاقی ترقی وابستہ ہے اور اخلاقی ترقی مذہبی ترقی ہے۔ اس لحاظ سے اسلام نے بڑا کام جو ترقی کے لیے کیا وہ اشاعت علم کا تھا۔ اور سب سے بڑی خوبی جو اسلام میں تھی وہ یہ تھی کہ ہر صیغہ میں علم میں عمل میں فن سپہگری میں الغرض ہر ایک بات میں ان لوگوں نے وہ ترقی کی جس سے بچہ بچہ واقف ہے۔ یہ ترقی صرف مردوں تک محدود نہ تھی بلکہ اسمیں عورتوں کا بھی بہت کچھ حصہ تھا۔ اور وہ ہر بات میں مردوں سے قدم بقدم چلتی تھیں۔ علم سے بہرہ ور ہنر سے واقف یہاں تک کہ فن سپہگری میں (جو مردوں ہی کا حصہ سمجھا جاتا ہے) سے بھی اکثر ماہر تھیں۔ اور اولاد کی تربیت نہایت اعلیٰ درجہ کی کرتی تھیں۔ خانگی اور عام معاملات میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں تعلیم کا وہ شوق تھا کہ قوم کے بچوں کو درس دینا فخر سمجھتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدوں کی رسد رسانی بھی ان ہی کے ذمہ ہوتی تھی۔ اب یہ حال ہے کہ ان کے قوائے جسمانی اور روحانی اسقدر

پست اور بیکار ہو گئے ہیں کہ مردوں کو ان کے فرائض اور ان کے اخلاق کی پاسبانی کرنی پڑی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ قومی گاڑی میں دوسرے گھوڑے کا کام دیتیں اسلئے مردوں پر انکا بوجھ بھی پڑ گیا حق تو یہ ہے کہ صدیوں کی پستی اور ذلت کے بعد ہمارے مردوں نے تو خواب غفلت سے آنکھیں کھول دی ہیں مگر عورتیں ابھی بیدار نہیں ہوئیں۔

معزز بہنو تمہیں معلوم رہے کہ مرد تمہاری رفاقت کے بغیر قومی ترقی کا بیڑا نہیں اٹھا سکتے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آیندہ نسلوں کو آدمی بنانا محض تمہارے ہی ہاتھ میں ہے۔ تم اسلامی فوج میں بجائے رسد رساں سپاہیوں کے ہو۔ اپنا فرض منصبی تندہی سے ادا کرتی رہو انکو ہمت اور جرأت کی غذا کھلاؤ تو میدان کارزار میں وہ خود ان مشکلات زمانے سے جو ہر ایک قوم کو ترقی کے دشوار راستہ میں پیش آتی ہیں سینہ سپر ہونگے تم ان کے اخلاق کی اصلاح بچپنے ہی سے کرنی لازم ہے۔ گھروں کا انتظام کرو اور انکو امن کا گہر بناؤ انتظامی کثافت کو اپنے انتظام خانہ داری اور سلیقے سے دور کر دو۔ اپنے شوہروں کی خوشنودی کے لیے سعی بلیغ کرو اور انکو قومی اصلاح کی دھن لگا دو۔ تمکو اسبات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ مردوں کی موجودگی میں جو بیچارے سارے دن کے تھکے ہارے گہر میں امن کی تلاش میں آتے ہیں کوئی ایسی بات نہ کرو جو انکو کڑوی معلوم دے حتی الوسع یہی کوشش کرو کہ فساد تمہاری چار دیواری سے دور ہی رہے جب تم ان باتوں پر کاربند ہو جاؤ گی تو تم دیکھو گی کہ تمہاری اس قوم کے دن

پہنچیں گے اور تمہاری پیاری قوم اس دنیا کے افق پر سورج کی مانند چمکنے لگیگی
یہ سمجھے رہو کہ یہ باتیں بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوسکتیں محض سے کہنے
سننے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانا چاہیئے۔ جہاں تک
ہوسکے تعلیم حاصل کرو اور اس محدود دائرے میں جہاں تک تمہاری رسائی
ہو اسکو پھیلانے کی کوشش کرو۔ برائے خدا بچوں کو تعلیم دینا بھی اپنی رسومات
میں شامل کرلو۔ اور اپنے پیارے شوہروں کو ویسے ہی زور کے ساتھ اپنے
بچوں کی تعلیم پر مجبور کرو۔ جیسا تم اُن کی منگنیوں یا بیاہ شادیوں پر کیا کرتی ہو
اب غور طلب بات یہ ہے کہ ہم تعلیم کیسے حاصل کرسکتے ہیں اور ہماری
تعلیم کیا ہونی چاہیئے۔ اِس اہم مسئلہ پر کچھ لکھتے ہوئے میرا قلم جھجکتا ہے
مگر میں بلا تامل چند بے ربط سے خیالات ظاہر کرتی ہوں۔

میں جانتی ہوں بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ پردہ میں کوئی تعلیم
نہیں ہوسکتی۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ جسقدر تعلیم کی ضرورت ہمیں اسوقت ہے
وہ بہت آسانی سے ہوسکتی ہے۔ موجودہ صورت میں یہی بہتر معلوم ہوتا ہے
کہ جسقدر تعلیم یافتہ عورتیں زنانہ درسگاہوں سے نکلیں اُنکا فرض ہونا چاہیے
کہ وہ اُجرت پر یا شوقیہ اپنی ناخواندہ بہنوں کو سبق دیا کریں۔ اور ہمکو چاہیئے
کہ ہم اپنے تعلیم یافتہ بھائیوں اور شوہروں سے ہمیشہ نئی نئی باتیں پوچھا
کریں۔ اور اگر موقع بن پڑے تو ان سے سبق حاصل کرنے سے گریز نہ کریں
مذہبی تعلیم حاصل کرنا ہمارا سب سے بڑا فرض ہونا چاہیئے۔ اِس سے نہ صرف
ہمکو اپنے پیارے مذہب سے کافی واقفیت حاصل ہوگی بلکہ یہ ہمکو اخلاقی سبق

بھی سکھائیگا اور ہم اپنے معزز بزرگوں سے اخلاق سیکھ سکینگے +

تعلیمی نصاب کی نسبت میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں۔ کہ ہمارے لیے وہ کتابیں جو آجکل سکولوں میں جاری ہیں نہایت اچھی ہیں۔ ان میں کسی قسم کی بداخلاقی کی بات پیدا نہیں ہوتی۔ ہمکو چاہیئے کہ ہم اتنی قابلیت حاصل کر لیں کہ ہم سائنس وغیرہ کے اچھے اور مفید اصول اپنے مردوں کے سمجھانے سے سمجھ سکیں۔ تاریخ کا مطالعہ ہمارے لیے بہت مفید ہے +

تربیت اولاد کا خیال سب پر مقدم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارا سب سے بڑا فرض منصبی یہی ہے۔ میں موجودہ طریقہ تعلیم سے جو کچھ زنانہ مدرسوں میں رائج ہے کسیقدر اختلاف کرتی ہوں۔ بے جا انگریزی پر زور دیا جاتا ہے حالانکہ اُردو ہماری ملکی زبان کا خاطرخواہ انتظام نہیں +

میں چاہتی ہوں کہ اس بارے میں عصمت میں اور بہنیں بھی اپنے خیالات ظاہر کریں +

ممتاز جہاں بیگم

ہم اس سے پہلے بھی نامہ نگاران عصمت کو متوجہ کر چکے ہیں اور اب پھر یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ مضمون نگار زبان کا خاص طور پر لحاظ رکھیں۔ موٹے موٹے لفظوں کا استعمال کرنا جو لڑکیوں کی سمجھ سے باہر ہو ہم ہرگز پسند نہیں کرتے مضمون نگار بیبیاں اگر مضمون لکھکر اپنے کسی عزیز کو دکھالیں تو مضائقہ نہیں لیکن عورتوں کے پرچہ میں جہانتک ہو سکے زبان وہی ہونی چاہیے جو ہم روزمرہ بولتے ہیں +

(ایڈیٹر)

ریگستان کی روٹی

(۱) تاڑ کی سب قسموں میں شاید چھوارے کا درخت بہت مشہور ہے اُس کے پھل کو کھجور کہتے ہیں جو لوگ افریقہ کے بڑے ریگستان کے کناروں پر اور عرب کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں اُنکی یہ خوراک ہے کھجور کا درخت ان کے لئے ایسا ہی کارآمد ہے جیسے کہ اونٹ نہایت مفید جانوروں میں سے ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ بہت سی حالتوں میں اسپر اُن کی زندگیاں منحصر ہیں۔ کیونکہ وہ اُن مقامات پر اُگتا ہے جہاں اور کوئی خوراک پیدا کرنے والا درخت یا پودا نہیں اُگ سکتا +

(۲) اس درخت کا تنہ پتلا ہوتا ہے جسکی اونچائی نوّے یا سو فٹ تک پہنچ جاتی ہے اسکی چوٹی پر پتوں کے گچھے بارہ فٹ لمبے ہوتے ہیں جن کے کناروں پر مثل پر کے جھالر لگی ہوتی ہے۔ ان پتوں اور تنے کے درمیان پھل کے خوشے لگتے ہیں۔ جن کی اُس ملک کے لوگ بہت قدر کرتے ہیں

(۳) اکتوبر میں کھجوریں پک جاتی ہیں بعض درختوں میں بیس گچھے پیدا ہوتے ہیں مگر قاعدہ یہ ہے کہ آٹھ سے دس تک پیدا ہوتے ہیں۔ ہر گچھے کا وزن بارہ سے بیس پونڈ تک ہوتا ہے۔ جنوبی یورپ میں جسطرح سے کہ انگور کی فکر ہوتی ہے یا انگلستان میں گیہوں کی فصل کی یا بنگال میں چاول کی اُسی طرح سے یہاں کھجور کی فصل کیطرف اُمید لگی رہتی ہے

اگر اوس میں کمی آجاتی ہے تو عرب میں قحط کا خوف ہوتا ہے۔

(۴) یہ پھل تازہ بھی کھایا جا سکتا ہے۔ مگر بہت سی مقدار کھجور کی خشک کیجاتی ہے اور جب ستو بنائے جاتے ہیں تو بطور غذا کے کام دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بیرسنتے ہیں کہ فصل آجاتی ہے۔ کھجور کو ریگستان کی روٹی کہتے ہیں۔ نخلستان کے لوگ ان پھلوں کو سکھا کر اور پیس کر ایک قسم کی روٹی بنا لیتے ہیں اور آبادی کے لوگوں کی بعض حصہ میں سے انہیں حصوں کی روٹی سال کے زیادہ حصوں تک اسی سے چلتی ہے +

(۵) جب درخت تیس برس کے ہوتے ہیں تو پورے قد کو پہنچتے ہیں۔ اور کامل طور سے بہت سے پھل دیتے ہیں جب تک کہ ان کی عمر سو برس کی نہو جائے پھر وہ گرنے شروع ہوتے ہیں اور دو سو برس کی عمر کے بعد خشک ہو جاتے ہیں۔ عرب والوں کے لیے کھجور کے درخت کی برکتیں بے شمار ہیں اس کے پتوں کا ٹھنڈا سایہ ان سخت گرم ملکوں میں اچھا ہوتا ہے۔ آدمی اور اونٹ اس کے پھل کھاتے ہیں۔ اس کے تنہ سے ایک میٹھا عرق حاصل ہوتا ہے۔ اس عرق کو کھجور کے درخت کا دودھ کہتے ہیں۔ اور جس سے شراب بھی بن سکتی ہے۔ اس کی لکڑی سے ایندھن اور جھونپڑے بنتے ہیں رسیاں چٹائیاں۔ ٹوکرے اور بسترے اور سب قسم کی اشیاء پتوں کے ریشوں سے بنائی جاتی ہیں۔ فی الحقیقت عرب والے یہ نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی قوم بغیر کھجور کے کیسے زندہ رہ سکتی ہے +

(۷) ایک عربی عورت کا دلچسپ قصہ بیان کیا جاتا ہے جو ایک لیڈی

کی نوکری میں انگلستان گئی تہی۔ وہ وہاں کئی برس تک رہی۔ ایک زمانہ کے بعد یہ عورت اپنے ملک میں پہنچی جہاں اسکو ایک بڑا سیلاح اور زمانہ دیدہ سمجھا گیا۔ اس کے دوست اس کی باتیں سُننے سے کبھی نہیں جھکتے تھے اور سوالات پوچھتے چلے جاتے تھے۔ اُن کے جواب میں وہ انگلستان کا حال وہاں کے عمدہ گھروں امیر لوگوں اور اپنے دیکھے ہوئے بڑے بڑے تماشوں کا بیان اس خوبصورتی سے کرتی تہی کہ عرب والے اپنی ریگستانی زمین اور اس کے ادھر اُدھر پھیلے ہوئے چند چھوٹے چھوٹے گاؤں سے نفرت کرنے لگے۔

( ) مگر یہ جینی کی یہ حالت مدت تک نہ رہی کیونکہ اس عورت نے ایکدن یہ کہدیا کہ اس خوش ملک میں یقیناً ایک نقص ہے۔ میں نے اپنے یہاں کا مشہور درخت کھجور کا بہت تلاش کیا مگر نہ ملا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ انگلستان میں کھجور کا درخت ایک بھی نہیں ہے۔ وہ ملک بغیر کھجور کے ہے اُس کے دوستوں کے چہرے اسی خیال سے روشن ہوگئے۔ اُنہوں نے کہا آہا خیر اب تو حالت بدل گئی۔ اب ہمیں انگلستان میں رہنے کی خواہش نہیں۔ وہاں تو کھجور نہیں ہوتی۔ ہمکو بیچارے انگریزوں پر سخت افسوس معلوم ہوتا ہے۔ فقط

"زبیدہ خاتون"

---

۱۲ انچ کا ایک فیٹ۔ تین فٹ کا ایک گز۔ (۲۲۰) گز کا ایک فرلانگ۔ (۸) فرلانگ یا ۱۷۶۰ گز کا ایک میل۔

کام کی باتیں

(۱)۔ کنکھجورا اگر کسی جگہ کاٹ کہائے تو سوڈا یا پھٹکری۔ یا نمک وغیرہ پیس کر لگا دیں اور اگر بھڑ۔ یا تتیہ ڈنک مار دے تو دیا سلائی کا مصالحہ لگا دینا بہت مفید چیز ہے +

(۲) ہینگ کو تیل میں اچھی طرح حل کرکے اگر ڈالدیں تو دیمک وہاں سے فوراً دور ہو جائے گی

(۳) لیس صاف کرنے کا طریقہ۔ پہلے استری کو گرم کرکے لیس کی چکنائی وغیرہ نکالکر صاف اور سیدھا کرلو اس کے بعد تھوڑا سا زیتون کا تیل پھیرو اب ایک برتن میں پانی بھر کر لیس اور صابون کے بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ڈالکر آگ پر رکھدو اور خوب پکنے دو۔ پھر اتار لو۔ اور دھو ڈالو۔

۴۔ ریشمین یا مہین کپڑا مشین کی سلائی میں اگر کھنچ آتا ہو تو ایک سخت کاغذ کا ٹکڑا کپڑے کے نیچے رکھہ دینا چاہیئے۔ سلائی کے بعد کاغذ نہایت آسانی سے علیحدہ ہو جائیگا +

۵۔ پانی کی شناخت اگر کرنی ہو تو رات کو ایک گلاس میں لیکر مصری کا ٹکڑا ڈالدو اور کسی جگہ رکھدو صبح کو اگر پانی کا رنگ بدلا ہوا نہ ہو اور صاف نظر آئے تو پانی خالص ہے۔ اگر پانی خالص نہ ہوگا تو رنگ بدلا ہوا ہوگا

بہن کی یاد

پیاری بہنوں کے بچھڑنے کا دردِ فرقت کچھ وہی بہنیں اچھی طرح محسوس کر سکتی ہیں جنہیں اِس قسم کے حادثن سے پالا پڑ تا رہا ہو۔ ایک باپ کی دو بیٹیاں ایک ماں کی گود میں پلی ہوئی لڑکیاں۔ ایک زمین ایک آسمان ایک مکان ایک چادر دیواری کے اندر پرورش پائی ہوئی بہنیں جب ایک دوسرے سے ضروریات زمانہ کے مطابق علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ تو اُن کی دردِ کلفت کو کچھ دردمند بہنیں ہی خوب سمجھ سکتی ہیں۔ آہ بدقسمتی سے میری بہن بھی مجھ سے چھٹ گئی۔ مہینوں سے اسکی پیاری شکل دیکھنے کو ترستی ہوں۔ آہ بہن بہن پیاری بہن بے شک تو آرام میں ہے سنتی ہوں کہ تیرے رہنے کا مکان نہایت عمدہ اور نفیس ہے۔ جانتی ہوں کہ تو اچھا پہنتی اور اچھا کھاتی ہے۔ اپنے گھر میں تو آباد ہے۔ تیرے شہر کی فضائیں جنت کی ہواؤں کو مات کرتی ہیں۔ تیرا شہر۔ تیری سسرال خوش قسمتی سے بہت عمدہ جگہ ہے وہاں کے لہلہاتے باغ سرسبز شاداب اور شیریں چشمے پہاڑوں کی قدرتی دلآویز نظارے پژمردہ دلوں کے کھلنے کے لیے کافی ہیں۔ مگر آہ تو اور میں ایک دوسرے کو دیکھکر مسرور نہیں ہو سکتے۔ میرے واسطے سب ہیچ۔

میں جانتی ہوں۔ کہ تیرا شہر ہندوستان میں عروس البلاد (شہرِ دلہن)

کہلاتا ہے۔ تیرے شہر کو ہندوستان کا نائب السلطنت اپنے قدموں سے موسم گرما میں رشک اکسیر بناتا ہے وہاں کی باد نسیم کے جھونکے دردمند دلوں کو مطمئن بناتے ہیں وہاں کی آب وہوا کی ہر ادا میں جانبخش قوت ہے وہاں کے سر بفلک کشیدہ کوہسار کا نظارہ کسقدر دلفریب ہے۔ مگر آہ میں تو اور ہم نہیں میرے واسطے سب ہیچ +

غنچے چٹک رہے ہیں کلیاں کھل رہی ہیں۔ پائیں باغ کی کیفیت روح افزا ہے۔ بادصبا اٹکھیلیاں کھیلتی چلتی ہے سنتی ہوں کہ اکثر طبیعتوں پر ان کا اثر ہو جاتا ہے۔ مگر آہ تیری بدنصیب بہن تجھ سے بچھڑی ہوئی۔ تیمم بہن کا دل اسطرح پژمردہ ہے۔ کوئی خوش کرنیوالی چیز اس کے مجروح دل پر مرہم نہیں لگا سکتی۔ کوئی دلبستگی کا سامان اس کے لیے دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ ادنےٰ سے ادنےٰ چیز میری روح کو خوشوقت بنا سکتی ہے۔ صرف اسی صورت میں کہ تو اور میں ہم یکجا ہوں۔ ورنہ سب کچھ ہیچ ہے۔

بہن آکہ میں تیری پیاری اور من موہنی صورت دیکھوں۔ میں تجھی کو پیار کرتی ہوں اور تجھی کو چاہتی ہوں۔ میری انتہائے آرزو میرا دوسرا ارمان بس یہی ہے۔ کہ ایک دفعہ جی بھر کر بچھڑی بہن سے ملوں۔ آے کاش موئی مٹی کی دو نشانیاں جو پریشان ہیں۔ پھر یکجا ہو جائیں۔ بہن آ کہ تجھے میں گلے سے لگاؤں۔ تیری محبت میرا ایمان۔ تیرا دیکھنا میری تلاوت۔ تیری خدمت گذاری میری عبادت۔ بہن آ کہ پژمردہ دلوں کو

بہم ہو کر شگفتہ کریں۔ آ آ بھیے دیکھ کہ تیرے لیے میں کسقدر بیچین ہوں۔ تیرے دیدار کے لیے میری روح کس قدر کشمکس میں مبتلا ہے۔ بہت مدت سے صبر کر رہی ہوں کہ شاید ملاقات میسر آ جائے۔ مگر آہ صبر کے بعد پھر آخری منزل قبر ہے۔ اے خدا اے خدا جس نے یعقوبؑ کے بچھڑے ہوئے فرزند یوسفؑ کو اتنی مدت کے بعد پھر ملایا تھا۔ کیا تیری مخلوق میں سے ایک یتیم لڑکی اس بات کی امید رکھے؟ کہ اپنی بچھڑی بہن سے پھر ملے گی۔

راقمہ

بنت خواجہ غلام قادر صاحب مانچھی

---

(۱) وہ شخص جو (بدلائل) بحث کرنا نہ چاہے۔ ضدی اور ہٹ دھرم ہے اور جو بحث کر ہی نہ سکتا ہو بیوقوف اور بے عقل ہے اور جو بحث کرنیکی جرأت ہی نہ رکھتا ہو آزاد نہیں ہے غلام ہے۔

(۲) جو شخص کبھی اپنی رائے نہ بدلے کبھی اپنی غلطی کی اصلاح نہیں کر سکیگا۔

(۳) جو شخص دوسرونکی بھلائی چاہتا ہے اسکی اپنی بھلائی پہلے ہو جاتی ہے

(۴) ہمارے اعمال یا افعال جو ہم سے سرزد ہوئے ہیں ہمارے اپنے بچوں کیطرح ہیں بلکہ ہمارے بچے ہماری ذات سے علٰحدہ رہتے ہیں اور ہماری مرضی کے مطابق سب کچھ کرتے ہیں۔ بچوں کا گلا گھونٹ دینا ممکن ہے لیکن اپنے افعال کا نہیں۔ وہ ہمارے بعد بھی ہمیشہ تک رہیں گے۔ اس لیے پہلے ہی انسان کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

(۵) بڑے رتبہ کے شخص کے لیے جھک جانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ ادنے درجے کا آدمی اوپر اوٹھ سکے +

ایڈیٹر کیسے کہتے ہیں

تہذیب نسواں مورخہ ۲۵ جون کے صفحہ ۴۰۴ پر میں مندرجہ ذیل عبارت پڑھ کر نہایت متعجب ہوئی۔ "اگر بہن سلطان بیگم صاحبہ کا یہ خیال ہے کہ مضامین کا کام ایڈیٹر مرحومہ کرتی تھیں تو یہ خیال غلط ہے مضامین کا انتخاب اور انکا پسند ناپسند کرنا اور انکی اصلاح یہ سب کام اجرائے اخبار کے دن سے میرے ہی سپرد رہے ہیں اور اب تک میں ہی کرتا ہوں"

مرحومہ ایڈیٹر صاحبہ تہذیب سے ملنے کا مجھے کبھی موقع نہیں ملا مگر میں غائبانہ ہمیشہ ان کی دلی مداح رہی اور ان کے وجود پر فخر کرتی تھی کہ ہم عورتوں میں ایسی بیبیاں بھی موجود ہیں جو قابلیت کے ساتھ اخبار کی ایڈیٹری کر سکیں اور میں نے معتبر بہنوں سے جو ان سے ملی تھیں یہ بارہا سنا کہ انکا نام ایڈیٹری میں محض نمائشی یا فرضی نہیں ہے بلکہ حقیقت میں وہ سب کام ایڈیٹری کا اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں۔ اور اپنے قابل اور مونہ شوہر سے صرف مشورہ کی امداد لیتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ دور و نزدیک کی بہنوں میں جو ہر دلعزیزی مرحومہ کو حاصل تھی وہ اسی عقیدت کی وجہ سے تھی اور سب بہنیں بے تامل مضامین انکو سوچ سمجھ بھیجتی تھیں اگر عام طور پر یہ معلوم ہوتا یا بہنوں کا یہ خیال ہوتا کہ ایڈیٹری عملی طور پر ان کے شوہر کے ہاتھ میں ہے تو باوجود اس کے کہ وہ ان کے

شوہر کو اپنا بزرگ سمجھتی تھیں۔ انہیں یہ حوصلہ نہ پڑتا کہ وہ بے تکلف اونکو مضمون بھیجیں یا خطوط میں دل کھولکر باتیں لکھیں۔ میں نے مرحومہ کی وفات کے بعد ایک اڑتی سی خبر سنی تھی کہ مولوی ممتاز علی صاحب نے کسی سے کہا ہے یا کہیں چھپوایا ہے کہ "لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مرحومہ کے گذر جانے سے اخبار کا کام بگڑ جائیگا کیونکہ پہلے ہی ایڈیٹری چنداں مرحومہ کے ہاتھ میں نہ تھی" مگر مجھے اس خبر کا یقین نہیں آتا تھا اور میں سمجھتی تھی کہ کسی دشمن نے محض حسد کے مارے یہ دیکھکر کہ مرحومہ کی وفات پر مستورات کے ہر طبقہ میں سچا ماتم ہوا ہے جس سے مرحومہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے یہ بات اُڑا دی ہوگی۔ اول تو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ امر واقعہ یہ ہی تھا کہ عملی طور پر ایڈیٹری مولوی صاحب کے ہاتھ میں تھی اور دوسرے مجھے یہ خیال آتا تھا کہ اگر ایسا ہو بھی تو یہ ایک ایسی راز کی بات ہے کہ کوئی متین شخص اپنی ایسی لائق بیوی کی وفات کے بعد اسکو زبان سے نہ نکالیگا لیکن جو سطریں میں نے اوپر نقل کی ہیں جب یہ عبارت میں نے خود تہذیب کے صفحہ نمبر مولوی صاحب کے دستخط کے ساتھ لکھی ہوئی دیکھی تو مجھے کئی طرح کی حیرت کا سامنا ہوا اور اب تک بھی میں دل میں اسباب کا فیصلہ نہیں کر سکی کہ اصلیت اس معاملہ کی کیا ہے ایک خیال تو یہ آتا ہے کہ یہ فقرے مولوی صاحب نے محض اس خیال سے لکھدیئے کہ یہ اعتراض رفع ہو جائے کہ اخبار تہذیب میں مضامین کے انتخاب میں وہ احتیاط نہیں رہی جو مرحومہ کے سامنے تھی۔ اور اس کی اشاعت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔ اور دل یہ چاہتا ہے کہ کاش یہ ہی

وجہ ایسی تحریر کی ہو گو ایک ذرا سے نقصان سے بچنے کے لیے ایسا لکھنا مولوی صاحب کی شان کے لائق نہیں اور اگر خدانخواستہ حقیقت وہی ہے جو مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں تو مجھے فقط یہ افسوس ہے کہ میری اور سینکڑوں اور بہنوں کی وہ خوشی کہ ہم بھی ایک نامور ایڈیٹر طبقہ نسواں میں اس گئے گذرے زمانہ میں پیدا کر چکے ہیں خاک میں ملجائے گی اور ہمیں مایوسی کے ساتھ یہ کہنا پڑے گا کہ ہمارے ایسے نصیب کہاں تھے کہ یہ واقعی طور پر ہماری ایک بہن کو نصیب ہوتی اور ہمیں شاید ابھی ایک مدت تک انتظار کرنا پڑے گا کہ ہم میں ایسی لائق بہنیں نکلیں جن کے علمی کارنامے روز روشن کی طرح چمکیں اور ان کی نسبت کسی کو یہ سوال کرنے کی مجال ہو کہ یہ ان ہی کے کارنامے تھے یا انہیں کسی اور کی بھی شرکت تھی

آخر میں میں نہایت ادب سے ایک سوال مولوی صاحب سے بذریعہ آپکے پرچے کے کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایڈیٹر کسے کہتے ہیں؟ یہ سب امور جنکا مولوی صاحب نے مرحومہ کی زندگی میں اپنے متعلق ہونا بیان کیا ہے وہی ہیں جو ایڈیٹر کے خاص فرائض ہیں۔ باقی کسی مضمون کا لکھنا یا نہ لکھنا یہ ایڈیٹر کی خوشی کی بات ہے اور اس بارہ میں ایڈیٹر کی حیثیت خود بھی کم و بیش دوسرے مضمون نگاروں کی سی ہوتی ہے

"مرحومہ کی ایک بہن"

ہم کوئی مضمون عصمت میں ایسا درج کرنا نہیں چاہتے جو مفید یا دلچسپ نہ ہو۔ افسوس ہے کہ دو مضمون اس رسالہ میں تہذیب النسواں کے متعلق ایسے لکھے گئے جن سے ناظرین عصمت کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم آیندہ کوشش کریں گے کہ اس قسم کا کوئی مضمون درج ہو۔ خواہ تہذیب ہماری بابت کچھ ہی لکھے۔ امید ہے کہ نامہ نگاران عصمت اس کا لحاظ رکھیں گے

ایڈیٹر

صفائی

سڑے ہوئے مادوں اور میل کچیل کے ذرات ہمیشہ ہوا میں گھومتے رہتے ہیں۔ یہ ذرے سانس کے ذریعہ سے جسم کے اندر پہونچنے کے علاوہ جسم کے بالائی حصہ پر بھی جم جاتے ہیں اِس سے صحت پر بہت برا اثر ہوتا ہے۔

جسم کے اندرونی فضلات مختلف طریقوں سے خارج ہوتے ہیں زہریلے بخارات جو ہمارے سانس کے ذریعہ اندر پہونچتے ہیں وہ تو سانس ہی کے ذریعہ نکل بھی جاتے ہیں۔ بعض فضلات پسینہ کی صورت میں خارج ہوتے ہیں ان ہی فضلات کے نکلنے کے واسطے جسم کی بالائی جلد میں بیشمار چھوٹے چھوٹے سوراخ رہتے ہیں جن کو مسامات کہتے ہیں بعض حصوں میں تو ان سوراخوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ صرف ایک انچ مقام پر جو ایک انگشتی میں ڈھک سکے تین ہزار مسامات ہوتے ہیں۔ اِن ہی لاکھوں سوراخوں میں سے ہمیشہ پسینہ بہا کرتا ہے +

بعض اوقات اِن سوراخوں پر میل کچیل کے ذرات جم جانے سے اِن کے منہ بند ہو جاتے ہیں اور جو پسینہ خارج ہونے کے لئے ان نالیوں میں جمع ہوتا ہے وہ نکلنے کا رستہ بند پاکر پھر اندر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ سوراخوں میں جمے ہوئے ذرات بھی بعض دفعہ شامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے بہت بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے +

اسی سے اکثر دفعہ جسم پر ورم ہو جاتا ہے۔ پھنسیاں نکل آتی ہیں۔ پھوڑے اور دنبل وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض اندرونی فضلات جب تک کسی زہریلے مادے کی صورت اختیار کر کے خارج نہ ہو لیں اس وقت تک جلد کو نجات نہیں حاصل ہوتی۔ جب پسینہ کی جسم کے اندر سے باہر نکل آنے میں کوئی مزاحمت نہیں ہوتی تو وہ جلد کے اوپر نمایاں ہو جاتا ہے۔ اسوقت اس کا صاف کر دیا جانا بہت ضروری ہے۔

جلد کو ہمیشہ پاک وصاف اور متعدد خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لیئے پانی سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں۔ جب کبھی ممکن ہو پورے جسم کے غسل میں کبھی کوتاہی نہ کرنا چاہئے۔ جلد جلد نہانا نہایت فائدہ مند ہوتا ہے۔ اگر روزانہ غسل کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو کم از کم تمام جسم کو اسفنج سے ایک دفعہ ہر روز صاف کر لینا بہت اچھا ہے۔ چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو تو جو سب سے زیادہ کھلے ہوئے رہتے ہیں ہر روز تین چار دفعہ ضرور دھونا چاہیئے فقط

سید خورشید علی

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ذرا سی سردی لگی معدہ میں کچھ خرابی ہوئی اور زکام ہو گیا تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر ایسی عورتیں ہر روز صبح کے وقت ٹھنڈے پانی سے غسل کریں اور اگر ٹھنڈے سے نہ کر سکیں تو گرم سے۔ موزے پہنیں۔ کپتی اور دیر ہضم چیزوں کے کھانے سے پرہیز کریں تو بہت مفید ہوگا +

سیر یورپ

گذشتہ سے پیوستہ

۱۰ جون۔ کل کا تمام دن مینہ کی وجہ سے ایسا خراب گذرا تھا کہ ہم نے طے کر لیا کہ اگر ایسا ہی دن ہوگا تو ہم ہرگز نہ جائیں گے۔ مگر تجربہ کاروں کا خیال تھا کہ اگلے روز کا الٹ ہونا یقین ہے خوش نصیبی سے کیونکہ بروقت صاف اور کھلی ہوا تھی نہ خنکی صبح کو مینہ تھا نہ ابر دھوپ سے سارا شہر چمک اٹھا تھا نیک آثار دیکھکر ہمارا شوق تیز ہوا اور موٹر میں چلنے کا انتظام کر لیا اچھی فاخرہ پوشاکیں پہن لیں کیونکہ یہاں زیادہ تر بیبیوں کا جگمگھٹ ہوتا ہے اور فیشن کے مربیا لباسوں کی نمائش کی غرض سے موجود ہوتے ہیں۔ خواہ دھوپ ہو یا بارش وہ لوگ کسی صورت یا حالت میں رکتے نہیں جاتے ہی ہیں۔ ہم نے اپنے ساتھ تھوڑے سے سینڈوچ[1] احتیاطاً رکھ لئے تھے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئیں پونے گیارہ بجے ہوٹل سے چلے اور ٹھیک سوا دو گھنٹے بعد منزل طے کرتے ہوئے آخر ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ہماری گاڑی اندر داخل ہوئی۔ ہم سب نے اپنے اپنے اجازتی تمغے پہن لئے تھے حد معین تک گاڑی جا سکی پھر ہمکو اترنا پڑا۔ تمام راستہ دونوں طرف سبز کھیت اور خوبصورت گھاس سے مخملی ہو رہا تھا۔ خاص شہر لندن سے نکلتے ہی اردگرد تمام ملک پر عجیب

۱؎ ڈبل روٹی کے دو پتلے ٹوسٹ جن میں گوشت ہوتا ہے ،،

رونق برس رہی تھی خوشرنگ زرد پھولوں سے اور زیرے کے سفید پھولوں
سے ہر میدان چمک رہا تھا وینڈسر محل کے قریب عجائب سرو
کے جنگل دیکھے کتنی قسم کے سرو ہو سکتے ہیں ابا! آنکھیں روشن اور
دلخوش ہوگیا۔ جسوقت ہم بالکل نزدیک پہنچے اسوقت گاڑی قطار میں پڑگئی
اسکوٹ میں ایک یہ چیز بھی دیکھنے کی ہے کہ بادشاہ کی سواری کس حشم سے
آتی ہے اگر اس قطار میں اتنی دیر نہ پڑتے۔ جاتے تو ضرور ہم تمام
کروفر دیکھ سکتے۔ کیونکہ ٹھیک وقت پر پہنچے تھے۔ پولیس نے ہمارے
اجازتی تمغے دیکھے اور سب کام بن گیا اور یہ معلوم کرنے سے کہ پرنس
آف سنجیرہ کی سواری ہے بات بن گئی اور ہماری موٹر کو فوراً الگ کر دیا اور
بہ آسانی رستہ طے کر لیا اور روک ٹوک بہت ہی کم کہیں کہیں ہوئی مگر
ایسی آفت کی نہیں ہوئی۔ جہاں تین میل کی گاڑیوں کی قطار لگ
گئی ہو وہاں رکاوٹ نہ ہونا لندن کی نادر پولیس کے ہی امکان سے
باہر ہے دو پھاٹک تھے ایک میں سے گذر کر اندر چلے۔ باغ بہت
بڑا تھا اس کو طے کر کے ایک عمارت تھی اسمیں سب داخل ہوئے۔
دمیں ہم ہی چلے گئے سر کرزن کو ہمیں دیکھ تو ہم بچکچائے کہ کیا کرنی
عطیہ بہن کو اور مجھے ایک جگہ ٹھیرا کے حضور اور بھائی نزدیک کے زینے
سے چڑھ گئے اور پڑ گئے وہاں ان لوگوں کو ٹھیک معلوم ہوا تو آکے
ہم کو لے گئے۔ مگر اسی وقت میں نے دیکھا کہ جو لوگ وہاں موجود تھے
ان کے سرخ بردی لگے ہوئے تھے اور ہمارے سبز رنگ کے تھے

میں نے عطیہ سے کہا کہ ضرور اس کی کوئی وجہ ہوگی۔ ہنوز یہ الفاظ میرے منہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ سر کرزن وائی وغیرہ آئے اور میرا قیاس درست نکلا۔ کیونکہ ہمکو بالکل الگ جگہ بیٹھے گئے جسکو وائل انکلوزر کہتے ہیں ایک نہایت وسیع زمین کا ٹکڑا ہے جس کے اطراف میں صدیں بنا لی ہیں اس کے اندر ٹراسٹینڈ بز اور ایک چھوٹا ہے جو خاص بادشاہ اور شاہی خاندان کا ہے اور اس میں شاہی محل کے بڑے بڑے اہلکار بہت ہی تھوڑے اور چیدہ بلائے جاتے ہیں یعنے وہاں گویا ان کو آسنے کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ وہ خاص خاص لوگ جن کو از راہ تواضع بادشاہ کیطرف سے جگہ دی جاتی ہے۔ بادشاہ اور شاہی خاندان کی جگہ نیچے ہوتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی اور جو مدعو ہوتے ہیں ان کی پہلے منزلے پر ہوتی ہے ؞ باقی آیندہ

بہار کا موسم شروع ہو چکا تھا چاندنی رات اور ٹھنڈی ہوا دنیا والوں کے واسطے جنت کا نمونہ تھی ان رنیق کی یا جو بیس سال ہمدم و غمگسار رہا آبادی سے قبرستان لیگئی وہ آرام گاہ جسمیں سلمان ہمیشہ کے واسطے میٹھی نیند لے رہا تھا آنکھ کے سامنے تھی سرو کے پتے سیٹھے اور سر سے سر دھنیں کہہ رہے تھے اسے مٹی کو پوجنے والی بیگم رشتۂ محبت ٹوٹ چکا۔ جا جا اور ادھر کا رخ نہ کر ؞

مشرق سے ہوا کا ایک جھونکا آیا اور یہ آواز سنائی دی۔ جمیرہ آسمانی فرشتہ اور ہوائی چڑیاں تیرے گیت گا رہی ہیں تیرے سر پہ وہ تاج ہے جسمیں خلوص اور وفا کے جواہرات قیامت تک جگمگاتے رہیں گے ؞

گچھے کی کڑھت

یہ اور کڑھائیوں کی طرح مشکل نہیں۔ صرف اتنا خیال رکھنا چاہیے
کہ ایک ٹانکا کاٹا جائے تو نکال لیا اور دوسرا ٹانکا پتی کی دوسری نوک میں سے
یا بیچ میں نکال لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ الٹے اور سیدھے دونوں رخ ایک سے
نہ ہونگے۔ سیدھی طرف تو کے بڑے بڑے اور لمبے لمبے خط سے دکھائی
دیں گے اور الٹی طرف چھوٹے چھوٹے ٹانکے دکھائی دیں گے اس
بوٹی سے پورا حال معلوم ہوگا یہ گچھے کی کڑھت ہے +



اس کڑھت میں ڈورا زیادہ صرف ہوتا ہے مگر کام خوب ابھرا ہوا ہوتا ہے
موتیے کی کڑھت کی بھی ایک قسم ہے مگر دونوں میں صرف اتنا فرق
ہے کہ موتیے میں پتی کے سرے پر ایک گھنڈی سی موڑ کر بنا دیتے
ہیں اور ٹانکا سیدھا نہیں نکالتے ہیں بلکہ آڑا تاکہ خم پڑ کر ڈورے
کی لہر بن جائے +

ع۔ ب

وہ لوگ جو آج حاجتمندوں کو مدد دیں گے کل خدا ان کو مدد دے گا۔ حدیث

الوان نعمت

شلجم کی کھیر (۱) شلجم آدھ سیر عمدہ۔ (۲) دودھ سیر بھر خالص۔ (۳) قند حسب پسند (۴) عرق کیوڑا تولہ بھر۔

ترکیب پہلے شلجم کو چھیل کر کدوکش کر لیں پھر ایک پتیلی میں پانی چولہے پر چڑھا دیں جب پانی ابلنے لگ جائے تو اس میں شلجم ڈال دیں اور دو جوش آنے پر چھان لیں اسی طرح تین بار کریں۔ پھر اچھی طرح پیس کر دودھ میں ڈالدیں اور چولہے پر چڑھا دیں کفگیر سے چلاتے جائیں جب کچھ گاڑھی ہو جائے تو اس میں مٹھاس ڈالدیں اور پکائیں جب جمنے کے قابل ہو جائے تو کیوڑا ملا کر اتار لیں اور جما کر اوپر سے ورق لگا کر ٹھنڈے ہونے پر نوش جان فرمائیں فقط

بیگم یعقوب علی خاں

گیہوں کی کھیر (۱) گیہوں پاؤ سیر (۲) دودھ عمدہ چھ سیر (۳) شکر کھانڈ ۳ سیر (۴) گلاب خالص پاؤ سیر (۵) زعفران ڈیڑھ تولہ۔ (۶) خشخاش یا بادام آدھ پاؤ۔

ترکیب تیاری گیہوں کو کچھ بھگو کر کوٹو بھوسہ جدا ہو کر چاول نکل آئیں گے ان چاولوں کو دھو کر دودھ میں گلاؤ اس کے بعد شکر زعفران بادام کے بعد ملا کر پکاؤ کہ کچھ گاڑھی ہو جائے پھر گلاب ملا کر چولہے سے اتار لو اور ٹھنڈے کر کے مزہ سے کھا لو۔ مگر بہن ہمیں نہ بھولو فقط

خاکسار اہلیہ محمد شمس الدین منشی فاضل۔

سیدۃ النساء

گذشتہ سے پیوستہ

ان تمام واقعات کے بعد جو اب تک لکھے گئے اور جن سے سیدہ فاطمہ کی روزمرہ زندگی کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ پاک بی بی باوجود اس عبادت اور ریاضت کے گھر والی ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض کس طرح انجام دیتی تھی۔ جابر انصاری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسالتمآب صلعم نے دیکھا کہ حضرت سیدۂ خاتون کے جسم پر اونٹ کی کھال کا لباس تھا ایک ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ اور دوسرا ہاتھ امام حسن علیہ السلام کو دودھ پلانے میں مصروف تھا۔ یہ حالت دیکھکر آنحضرت صلعم کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا فاطمہ دنیا کی تکلیفوں کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی خوشی کی منتظر رہ۔

باوجود حسن بصری کی اس روایت کے کہ سیدہ کی عبادت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ تمام رات خدا کے حضور میں کھڑی رہتی تھیں حضرت علی کا بیان ہے کہ مجھکو گھر کے کام دھندوں میں کبھی فاطمہ کے متعلق کوئی شکایت نہ ہوئی ایک دفعہ جب چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اور حضرت علی نے یہ فرمایا کہ فاطمہ مشکیں اٹھاتے اٹھاتے بدن تھک گیا اسوقت کہ قیدی آنحضرت صلعم کے پاس آئے ہوئے ہیں جاؤ اور درخواست کرو کہ ایک لونڈی کام کاج کے واسطے ہمیں بھی دیدیں۔ رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اپنی اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حالت بیان کی اور ایک لونڈی کی درخواست کی جو نہ ملی۔ اور آنحضرت نے فرمایا فاطمہ اسوقت مسجد میں چار سو آدمی

ایسے موجود ہیں جن کے پاس کہ نے کو نکڑا ہے۔ بیشک گھر کے کام خود انجام دے اور بیوی ہونے کی فضیلت کا تمغہ رکھا لیا ہو کہ کل قیامت کے روز علی مجھے یاد تو طلب کرے۔

سلمان کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے حکم سے سیدہ خاتون کے خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ بچے پڑے سوتے تھے اور ان کی بزرگ ماں چکی چلا رہی تھی مگر زبان سے کلام اللہ کی تلاوت جاری تھی یہ دیکھ کر مجھ پر ایک خاص حالت طاری ہو گئی اور میں نے سوچا کہ معمولی عورتیں اپنی زندگی کس عیش و آرام سے بسر کریں اور رسول کی بیٹی یوں عمر گذارے

صاحب علل الشرائع کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی گھر میں تشریف لائے دیکھا سیدہ خاتون دال پکانے میں مصروف ہیں اور زبان سے ذکر خدا جاری ہے۔

ان باتوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس پاک بی بی نے کس طرح دنیا اور دین دونوں چیزیں رکھیں اور اس طرح زندگی بسر کی کہ کوئی فرض جانے نہ پایا عبادت الٰہی کی کہ خدا کے آگے ہر چیز ہیچ سمجھی باپ کی خدمت کی تو یہاں تک کہ سب سے زیادہ پیاری ہوئیں اور شوہر کے حقوق ادا کیے تو ایسے کہ حضرت علی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "احمد کے بعد فاطمہ کا مجھ سے جدا ہونا ثابت کر گیا کہ کوئی دوست کسی کے پاس ہمیشہ نہ رہے گا"

باقی آئندہ

راشد الخیری

زندہ گڑنے والی لڑکیاں

روایت ہے کہ جب حضرت قیس بن عاصمؓ مشرف با سلام ہو کر رسول صلعم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے تو کسی انصاری صحابی نے ان سے لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کی رسم کی نسبت تقریر کرنے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت قیس نے جو دردانگیز ساکہ بیان کرکے رسول مقبول صلعم اور تمام حاضرین کو رلا دیا تھا اسے کسی قدر مبالغہ یا رنگ آمیزی کے بغیر اس نظم میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اسلام کی برکتوں میں سے ایک بڑی برکت یہ بھی کہ اس نے جن وحشیانہ عادات کو جیسے رسم و عادت نے طبیعت ثانیہ بنا رکھا تھا اس طرح بدل دیا گویا فطرت ہی بدل گئی۔ مسلم

بدخوار و سیاہ بخت کے گھر — پیدا ہوئی ایسی کون دختر
رحم آیا ہو کچھ بھی مجھ کو جس پر — گاڑ آیا ہوں زندہ میں نہ جاکر

سرداروں میں ایک ہو گیا تھا! — اس خبط نے آہ مجھ کو مارا!
یہ فخر یہ ناز تھا ہمارا — مرتا تھا اسی پہ ملک سارا

قصوں میں لیکن ایک دختر — رحم آیا کبھی مجھے تو اس پر
پیدا ہوئی جب وہ خوب منظر — تھا اُن دنوں میں سفر میں باہر

جب آ کے سفر سے حال پوچھا — بی بی نے کہا کہ "ایک بیٹا
(بیٹا نہیں۔ چاند کا سا ٹکڑا!) — پیدا ہوا لیکن آہ مردہ"

اس قصہ کو گذرے ہونگے دس سال — اک روز کا سنیے ہائے احوال
اک غیرتِ ماہ۔ حورِ تمثال — کھولے ہوئے سر کے تا کمر بال

زیور سے کچھ اس طرح لدی تھی — گویا کہ دلہن بنی ہوئی تھی

بی بی کے قریب وہ کھڑی تھی — کچھ پیار کی بات ہو رہی تھی

میں دیکھ کے بول اٹھا کہ بی بی — بتلاؤ تو ہے یہ کون لڑکی ؟

کیا حسن و جمال ہے الٰہی ! — انسان نہیں جن کی ہے دیوی"

وہ آنکھوں میں آنسو بھر کے بولی — یہ رشکِ پری۔ یہ بت۔ یہ دیوی

یہ زہرہ جبین۔ یہ پیاری لڑکی — ہے آپ کی کم نصیب بیٹی

اندازے تھے سارے دیکھے بھالے — تب جان کے دیکھنے پڑے لالے

ہمشیرہ کے کر دیا حوالے — تا بیٹی بنا کے اس کو پالے"

چپ ہو رہا کھینچ کر میں اک آہ — ماں سمجھی کہ باپ کو بھی ہے چاہ

منشا سے مرے ہوئی نہ آگاہ — اک دن کا ہے ذکر ہا ؛ باللہ

تنہا جو ملی وہ غیرتِ ماہ — ویرانہ کو لے چلا میں ہمراہ

واں کھود کر اک گڑھا اُسے آہ — داخل کیا اُس میں انا للہ

کہنے لگی "ابا پیارے ابا ؟ — ہے آپ کا کہئے کیا ارادہ؟

یوں مجھ پہ نہ ڈالو مٹی بابا — یوں چھوڑ نہ جاؤ مجھ کو تنہا"

کہتی رہی یوں ہی گو وہ لڑکی — بھرتا ہی رہا مگر میں مٹی

پھر چھپ گئی شکل بھولی بھالی — اور ہو گئی بند وہ صدا بھی

ہے ہے وہی شکل پیاری پیاری — چھائی ہے ان آنکھوں میں ہماری

اُف اُف وہ صدائیں دھیمی دھیمی — ان کانوں میں گونجتی ہیں اب بھی

یوں زیرِ زمیں اُسے دبایا — یوں لعل کو خاک میں ملایا

جو جذبہ دماغ پر تھا چھایا — جوشِ پدری پہ غالب آیا

بزم عصمت

سُنا ہے دہلی میں کسی صاحب نے مالاؤں کی ایک ایجنسی قائم کی ہے وہاں سے سلائی کرنیوالی اور پیشہ ور عورتیں آسانی سے مل سکتی ہیں اگر کسی بہن کو معلوم ہو تو عصمت کے ذریعہ سے مطلع فرما کر ممنون کریں۔ خدیجہ

لکھائی چھپائی مضامین کے لحاظ سے یہ رسالہ آپ ہی اپنی نظیر ہے خدا کرے کہ عصمت ہفتہ وار ہو۔ مسز محمد عبد القدیر لاہور

عصمت کو ہفتہ وار کرنے کی نسبت اکثر خط آتے رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ اسکا فیصلہ کرنے سے پہلے سب بہنیں اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں مجھے عصمت کے ہفتہ وار کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ جائنٹ ایڈیٹر۔

ی کی پہیلی کا جواب جن بہنوں نے بھیجا ہے اور قرعہ ڈلوا دیا ہے انکے نام درج کئے جاتے ہیں۔ بیگم صاحبہ نمبر اول کی خدمت میں انعامی کتاب بھیجدی گئی۔ جمیلہ بیگم بنت نذیر الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر۔ ن ب بنت محمد شفقت علی خانصاحب بھوپال۔ ربیدہ خاتون صاحبہ رقیہ حسن بیگم صاحبہ بھوپال۔ ن۔ مسز عبد الستار صاحبہ دہلی۔ ہمشیرہ عبد القیوم صاحبہ لاہور ک۔ و۔ ن صاحبہ بھوپال۔ مسز لطافت علی صاحب سیدپور۔ ح۔ ب۔ س حیدر آباد گڑہ ایس ح۔ بیگم صاحبہ پیلی بھیت۔ مسز سید حسن مرزا صاحب حیدر آباد دکن۔ حمیدہ خاتون صاحبہ جہانگیر آباد۔ مسز مشتاق احمد زاہدی صاحبہ بہاولپور۔ مسز محمد۔ کی صاحبہ اناؤ۔ مسز عبد الحلیم خانصاحب کانپور۔ بنت سید منیر حسین صاحب لکھنؤ۔ ہمشیرہ محمد عثمان صاحب بھوپال۔ ر۔ب۔ ہمشیرہ کریم بیگ صاحب جالون۔

جون کے سوال کا حل جن بہنوں نے اس طرح لکھا ہے صحیح ہے۔

۹۸۷۶۵۴۳۲۱ = ۴۵
۱۲۳۴۵۶۷۸۹ = ۴۵
۸۶۴۱۹۷۵۳۲ = ۴۵

ان کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ پہلی۔ دوسری۔ تیسری۔ چوتھی۔ چار بہنیں ہیں پہلی

دو اگر توکل میں تحریر فرمائیں بھیجدی جائیں۔ پہلا انعام چار روپیہ کی کتابوں کا ہے۔ دوسرا تین روپے کی اور تیسرا دو روپیہ کی اور چوتھا ایک روپیہ کی۔

سرور جہاں بیگم صاحبہ الہ آباد۔ ص۔ ح۔ ب۔ لکھنؤ۔ مسز مولوی محمد ذکی صاحب اٹاوہ۔ بنت حفیظ اللہ صاحب ارت۔ خاتون صاحبہ۔ بدایوں۔ مسز محمد محسن صاحبہ اٹاوہ۔ فاطمہ بیگم صاحبہ بریلی اہلیہ منشی مشرف علی صاحب بریلی زوجہ ایڈیٹر صاحبہ بہائی بہ۔ ژدوہ۔ ہمشیرہ یوسف الزماں صاحبہ اٹاوہ ہمشیرہ محمد الظفر صاحب۔ ف۔ ب صاحبہ بدایوں۔ اے بیگم صاحبہ ج۔ ل خواہر محمد عثمان صاحبہ بھوپال۔ ر۔ خ۔ ف۔ صاحبہ۔ علیگڈہ۔ ہمشیرہ سید محمد مرتضیٰ صاحب اٹاوہ۔ بنت عبدالعلی صاحبہ میانوال۔ دختر صاحبہ خالق صاحب۔ محمد زماں خاں گجرات۔ اندرون خانہ مولوی محمد ابوالحسن صاحب بدایوں۔ مسز رحیم بخش صاحب سیالکوٹ۔ رسیدہ خاتون صاحبہ بریلی۔ ایک لیڈی دکن سے۔ مسز عبدالرزاق صاحبہ کانپور۔ ایس۔ ایس۔ ل صاحبہ۔ تملہ ہمشیرہ عالمت حسین صاحب ایٹہ۔ مسز محمد لطف صاحب کانپور

میرے سر پر گھر سے چیچک کے داغ بن گیا ہے کسی دوا سے رفع ہو سکتے ہیں اگر کوئی بہن یا بھائی بتائیں تو بیحد ممنون ہونگی۔ م۔ ب حیدرآباد دکن۔

گوند کا حلوا تیار کرنے کی ترکیب پہلے بھی دریافت کی تھی اب پھر التماس ہے کہ کوئی بہن یا بھائی لکھکر ممنون کریں۔ مسز حیات بادشاہ۔

محترمہ بہن لطفیہ جہاں بیگم صاحبہ چونکہ پچیس جولائی کو دہلی تشریف لا رہی ہیں اسلئے گھڑی کا قرعہ بجائے ۲۰ جولائی کے یکم اگست کو ڈالا جائیگا۔ اور نتیجہ اگست کے پرچہ میں شایع ہوگا۔ بہنیں یا معترض کے جواب کی جبتک کہ سوال میں درخواست نہ کی جائے مرد جواب دینے کی تکلیف نہ کریں +

مخزن چونکہ لاہور چلا گیا ہے اسلئے عصمت کے متعلق تمام خط و کتابت دفتر عصمت دہلی کے نام سے ہو۔ منیجر

عالم نسواں

ہر ہائی نس عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنے خلف اصغر صاحبزادہ حاجی محمد حمید اللہ خانصاحب کو علیگڈھ کالج میں تعلیم کے واسطے بھیجا ہے +

ملکہ میری معہ اعلیٰ حضرت ایڈورڈ تشریف لے جاتی ہیں۔ وہاں سپاہ کی قواعد ہوگی +

ہر اکسیلنسی لیڈی منٹو ہندوستان عورتوں کی فلاح میں جوج کو جاتی ہیں بہت کوشش فرما رہی ہیں۔ حال میں آپنے مسز کوئی سے جو اس شاخ کی سپرنٹنڈنٹ ہیں ملاقات کی اور حاجی عورتوں کو ہمدردی کا پیام روانہ کیا +

حضور ملکہ الگزنڈرا کا خط جو مئی کے پرچہ میں درج ہوا تھا اب اسکی نقلیں بکنی شروع ہوگئیں۔ درجہ اول کی قیمت پچاس روپیہ ہے اور معمولی کی بارہ آنے +

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ بیبیوں کی دستکاری کی نمایش بدستور ناگپور میں ہوگی نمونے ۲۰ دسمبر تک نور محمد صاحب اسسٹنٹ سکرٹری علیگڈہ کے پاس پونہچ جانے چاہییں +

الہ آباد کی نمایش میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ پردے والی عورتیں شریک ہوسکیں اور ہر چیز آسانی سے دیکھ لیں۔

ملکہ الگزنڈرا نے اپنے ہاتھ سے ایک علم سکاٹ صاحب کو دیا ہے جو قطب جنوبی گئے ہیں اور کہدیا ہے کہ آخری حد پر جاکر گاڑدیں +

قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ

علمائے اہلِ قلم شمس العلماء مولانا حاجی حافظ مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی [illegible] مولوی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس حمائل شریف کو [illegible]
[illegible]
جامع القرآن [illegible]
کے مطابق [illegible] میں نے [illegible]
حمائل شریف کو [illegible] صحیح پایا [illegible]
[illegible]
کرتا ہوں کہ [illegible] صنعت حمائل شریف کو [illegible]
تبرک ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنا چاہئے۔
[illegible]
[illegible]

(۱) قرآن پاک [illegible] کا معجزہ [illegible]
[illegible] معجزہ صرف تحریر ہے۔
(۲) چنانچہ حمائل شریف [illegible] صنعت جس کا یہ اشتہار ہے [illegible]
(۳) صفحات [illegible]
(۴) [illegible] صنعت تحریر [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible] سطروں کے نیچے والی سطر [illegible]
(۷) [illegible] حروف سے [illegible]
(۸) حروف سے نیچے والی سطریں [illegible] اور درمیانی چھوٹی سطر [illegible]
(۹) [illegible] درمیانی چھوٹی سطر سے [illegible] سکتے ہیں [illegible]
(۱۰) [illegible] قرآن شریف میں [illegible] معجزہ [illegible]

شمس العلماء مولوی [illegible] صاحب [illegible]
فارسی [illegible] لاہور۔
شمس العلماء [illegible] اول
معلم علوم [illegible] سکول لاہور۔
جناب مولوی [illegible] صاحب صدیقی پروفیسر [illegible] کالج
جناب مولوی [illegible] پروفیسر [illegible] لاہور
جناب [illegible] پروفیسر [illegible] کالج لاہور۔
جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible] لاہور۔

ایک سو روپیہ انعام

[illegible] حمائل شریف [illegible]
صنعت کی [illegible] بیان کریں [illegible]
[illegible] صنعت حمائل شریف اپنی
طرز کی [illegible] حمائل شریف دنیا بھر [illegible]
[illegible] چھپی ہے۔

ہدیہ حمائل شریف مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول [illegible] خریدار۔ ملنے کا پتہ:- مولوی حکیم غلام محی الدین ناظم دار [illegible] لاہور



جلد ۴ نمبر ۲

اگست ۱۹۱۰ء

یعنی

شریف ہندوستانی بیبیوں کے لئے

اُردو میں

پاکیزہ خیالات علمی اور ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ذخیرہ

ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اور

ہر پرچہ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے

طبع زاد مضامین اور مشہور مقامات و مناظر کی تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے

شیخ محمد اکرام
محمد عبد الراشد الخیری
ایڈیٹر - مسز محمد اکرام - جائنٹ ایڈیٹر

باہتمام [illegible] محمد اکرام [illegible] پریس دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک قسم اول [illegible] فی پرچہ [illegible]

خواتین ہند کے لئے نعمت عظمیٰ

مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب نے دہلی میں مدرسہ طبیہ زنانہ شفاخانہ زنانہ قائم کر کے مستورات ہند کی اس دائمی مصیبت کو دور کرنے کا انتظام فرمایا ہے جو بیماری مستورات کو مرد معالج سے خاص کیوجہ کافی طبی امداد سے پیش آتی ہے۔ ہندوستانی دواخانہ دہلی اس مدرسہ و شفاخانہ کو اپنی آمدنی دیتا ہے۔ اس دواخانہ کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ طب یونانی اور ویدک کی وہ ادویات جو عموماً کام میں آتی رہتی ہیں۔ بیرونہ خاص مجرب دوائیں جو حکماء کی بیاضوں میں محفوظ چلی آتی ہیں ان کو عمدگی سے تیار کرے اور نیز ان ادویات سے ملک کی عام شکایات کو دور کرے۔ ذیل میں مستورات کے متعلق اس دواخانہ کی چند مجرب دوائیں درج کیجاتی ہیں۔ چونکہ ہندوستانی دواخانہ مستورات کی خدمت اور ہمدردی کیلئے وقف ہے اس لئے جو خواتین کسی پرانی بیماری کے مشکل علاج کے لئے طبی مشورہ و امداد کی خواہشمند ہونگی۔ ان کے خط کو مسیح الملک کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا اور جو جوابات معالج تحریر فرمائیں گے وہ انکو بھیجدیا جائیگا۔ بیماری کی کیفیت واضح طور پر مگر اختصار کے ساتھ لکھنی چاہئے۔ نہایت اخفا اور دیانتداری کیساتھ خواتین کی اس خدمت کو انجام دیا جائیگا +

مستورات کے لئے چند خاص دوائیں

حب مروارید اس زمانہ میں اکثر خواتین ناتوان کرنے والی شکایات میں مبتلا رہتی ہیں طبیعت کا نڈھال رہنا کلیجہ پر گرمی کا ہونا۔ اور دل اداس پریشان رہنا دماغ کا کمزور ہو جانا کھلکر بھوک نہ لگنی۔ اور روز بروز قوت میں کمی معلوم ہونی۔ یہ گولیاں اس مرض میں استعمال کرنے سے چند روز میں فائدہ ہو جائے گا۔ اور جلد صحت کا حاصل ہو جانا محسوس ہوگا۔ یہ دوا اعلیٰ مقویات سے بنی ہے۔

ترکیب استعمال۔ صبح اور شام کو ایک ایک یا دو دو گولیاں عرق عنبر کے ساتھ یا یونہیں کھالی جائیں۔ قیمت۔ فی تولہ چھ روپے (۶ے)

خط کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ

تار کا پتہ۔ "میڈیسنز"

اینٹکزیما۔ تمام امراض جلد بدن کا علاج

جو لوگ اکزیما۔ یا زخمی ٹانگ یا بہت دیر تک اچھے نہونیوالے زخم اور مزمن جلدی بیماریوں
میں مبتلا ہوں انکو جاننا چاہیے کہ اینٹکزیما کے استعمال سے انکو فوراً آرام اور دائمی فائدہ
حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ جوانوں اور بچوں کی جلدی بیماریوں کے دفعیہ کیواسطے انگلستان کی بڑی مشہور
دوا ہے۔ اینٹکزیما میں نہ چکنائی ہوتی ہے نہ کوئی زہریلی چیز ہوتی ہے اور نہ یہ نظر آتی ہے۔ اور نہ اسکے
لگانیکے لیے پٹیوں کے باندھنے کی ضرورت ہے۔ یہ چکنائی دار مرہم نہیں ہے بلکہ ملائی جیسی ایک
رقیق شے ہے جو زخم کی جگہ جذب ہو کر خشک ہو جاتی ہے۔ اور زخم کی سڑن دور کر کے بدبو کو دفع کرتی ہے۔
جلد کو درست۔ تمام سوزش اور جلن کو رفع کر کے بیماری کو دفع کر دیتی ہے۔ یہ دوا ایک خوشنما اور خوشبودار
مرہم ہے اور جلدی امراض کیلئے حیرت انگیز طور سے بہتر علاج ہے اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔

جلدی بیماریوں کے مریضوں کو بہت سے زخموں پر مرہم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت بالکل
نہیں ہے۔ انکو چاہیے کہ اینٹکزیما کا استعمال کریں یہ نہایت خشک ڈال دینے والی ملائی جیسی
سیال شے ہے۔ جو سرخ بادہ اور تمام قسم کے زخم اور جلدی امراض کی جلن کو تعجب انگیز طور سے دفع کر دیتی ہیں

جہاں ہسپتال کے مرہموں بلکہ اور سب قسم کے علاجوں سے فائدہ نہ ہوا ہو وہاں اینٹکزیما
کے علاج سے اور اس کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ پس تم بھی آج ایک بوتل
اینٹکزیما کی خرید کر کے اس کے خواص کو آزما لو۔ ہندوستان میں تمام انگریزی
دوا فروشوں و سوداگروں کی دوکان سے یہ دوا مل سکتی ہے +

قیمت ایک روپیہ (عہ) فی بوتل علاوہ خرچ روانگی و محصول ڈاک

اسٹرنس کا ڈیل اوف کاڈلور اکسٹریکٹ

نہایت عمدہ غذا اور مقوی دوا تمام نازک مزاج عورتوں اور بچوں کے
لیے ہے۔ اس میں کاڈلور آئیل کے تمام طبی شفا بخش اوصاف موجود ہیں
طبیعت فوراً قبول کرتی ہے ہاضمہ تکلیف کرتی ہاضمہ میں فرق نہیں آتا
چکنائی بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے۔

قیمت۔ نو۔ اونس کی بوتل عہ/ اور سولہ اونس کی بوتل عہ/

رسالہ ہر مرض کی ادویات — جس میں اور دیگر ادویہ تیار کردہ کارخانہ فریڈرک اسٹرنس ڈایٹرائٹ ملک امریکہ کے مفصل حالات ہیں نائلس اینڈ ونائنز کمپنی ایجنسی کشمیری دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو۔

زامول کریم

[illegible] قسم کے داغ اور [illegible] دھوڑ [illegible]
[illegible] ہر قسم کی علامت [illegible]
[illegible] کے استعمال سے [illegible]
[illegible] کے لیے [illegible]
[illegible] کس طرح [illegible]
[illegible] انگلیوں [illegible]
[illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] فی ٹیوب [illegible] محصول [illegible]

اسٹرنس کا پک کیور

ہر قسم کے درد سر کے واسطے آسان نہایت
یقینی زود اثر اور بلا زود ہی خریداروں کو
دھوکے سے بچانے کے واسطے اسٹرنس صاحب کی
دوا ویسی ہی جن پر سرخ روشنائی سے
دستخط انگریزی میں چھاپے گئے ہیں
۱۲ ٹکیہ کا بکس قیمت بارہ آنے ۱۲/

فہرست مضامین رسالہ عصمت بابتہ ماہ اگست ۱۹۱۰ء

عصمت

بڑوں کا ادب

اس سے بڑھکر خوشی کا وقت اور اس سے زیادہ شکر کا موقعہ کیا ہوگا۔ کہ وہی لوگ جو آج سے بیس پچیس برس پہلے تعلیم نسواں کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے لڑکیوں کے پڑھانے لکھانے کی طرف روز بروز متوجہ ہوتے جاتے ہیں اور جس فرقہ کو چار دیواری سے باہر قدم رکھنا بھی قریب قریب گناہ تھا اب اس کے لیئے انجمنیں سوسائیٹیاں مدرسے۔ کلب غرض جو جو سامان ممکن تھے سب ہی موجود ہوگئے اور ہوتے جارہے ہیں۔ غور سے دیکھو تو وہ صدی ایک نعمت تھی جس نے برسوں کے جمے ہوئے زنگ دلوں سے چھڑا دیئے اور ہند کے متوالوں کو یہ بتادیا کہ عزت سے بسر کرنی ہے تو عورتوں کی عزت کرو۔ باپ دادا کا نام رکھنا ہے تو بہو بیوں کا احترام ہاتھ سے نہ دو مرنا ہے تو انکی حق تلفی نہ کرو۔ اور رہنا ہے

توکورے بیٹیوں کو تعلیم یافتہ مائیں بنا دو۔

جیتوں پر اثر ہو ہی رہا تھا۔ نئی تہذیب کے سیلاب نے جہالت کا کوڑا کرکٹ سب بہا دیا اور ایک دن ایسا آگیا کہ وہی بیویاں جو منتوں مرادوں کو ایمان اور تعویذ گنڈوں کو ایک بڑا ایک سمجھتی تھیں فضول ڈھکوسلا خیال کرنے لگیں کوشش کا نتیجہ تھا یا زمانہ کی رفتار کا اثر یہ دن آنے والا تھا آیا۔ آنا اور ٹرہتا نہیں آیا تو اب آیا آیا۔ اور ضرور آیا کہ ان ہی ناقص العقلوں کے منہ سے انشاء اللہ پھول جھڑیں اور قلم سے موتی برسیں مگر اتنا افسوس ضرور ہے کہ اس دورے اچھی بُری چیز کا امتیاز نہ کیا اور کوڑے کرکٹ کے ساتھ وہ جوہر بھی بہا دیے جن پر دے کی بیٹھنے والیاں ہمیشہ ناز کرتی تھیں گو قدرت کا قانون وہ باتیں خاک میں ملا چکا اور ملا رہا ہے مگر آج بھی ایسی بہوئیں اور بیٹیاں کسی نہ کسی کونہ میں نکل آئیں گی جنھوں سے عمریں ختم کر دیں۔ اور بزرگوں کے سامنے زبان نہ ہلائی ساس نندوں کی جائز ناجائز سہتے ماں باپ کی اچھی بُری باتیں اپنے کلیجہ پر سہیں لیکن زبان تک نہ آنے دیں۔ مذہب نہیں بتاتا تھا تعلیم انہیں سکھاتی تھی صحبت انہیں جتاتی تھی کہ بزرگوں کی تعظیم بڑوں کی عزت ان کی زندگی کا ایک فرض ہے۔ جواب دینا تو درکنار ان سے یہ بھی بعید تھا کہ وہ کسی بزرگ کے سامنے چیخ کر بات کریں یہ تعلیم کچھ اس طرح ان کی گھٹی میں پڑی تھی کہ وہ غیروں تک کی بزرگی کا لحاظ کرتی تھیں ان کے ہاتھ تکنے والی مامائیں ان کے ہاں جی کہتے تابعدار نوکر بھی اگر کوئی کام بگاڑ دیتے تھے تو محض ان کی بزرگی کے لحاظ سے

زبان نہ الٹتی تھی اور یہ کہکر چپ ہو جاتی تھیں نانی اماں کے زمانہ کی بڑھیا ہر گودیوں میں کھلایا۔ آج ہم کیا اس کے سامنے تیز ہو کر بولیں انکا مقولہ اچھا تھا یا برا۔ مگر یہ تھا کہ کٹ جائے وہ زبان اور پھوٹ جائے وہ منہ جو بڑوں کی بڑائی اور بزرگوں کی بزرگی کا لحاظ نہ کرے۔

اب یہ دیکھکر صدمہ ہوتا ہے کہ لڑکیاں بزرگی کا لحاظ تو درکنار اتنا تک خیال نہیں کرتیں کہ جو کچھ ہماری زبان سے نکل رہا ہے صحیح ہے یا غلط سو آئی تو سات پشتوں تک کو کھنگال ڈالا۔ کوسنے فضیحتیاں۔ ڈانٹ ڈپٹ غرض کسی چیز سے انکار نہیں یوں تو شاید ہی کوئی مذہب ایسا ہو جس نے بزرگوں کے ادب کی تاکید نہ کی ہو لیکن اسلام ہمکو ایسے واقعات بتا رہا ہے کہ بے ساختہ ان نیک اور پاک بندوں پر منہ سے دعا نکلتی ہے۔ جو اپنے سچے مذہب کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر گئے اور دکھا گئے کہ اسلام کی سچی تعلیم کیا ہے۔ خالد ابن ولید یعنی وہ شخص جس کے مسلمان ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ کہے کہ مدینہ نے اپنے جواہر کا ٹکڑا میری گود میں ڈال دیا وہ شخص جسکی تلوار۔ عراق و عجم پر بجلی کیطرح گری جسکی شجاعت کا بڑے بڑے بہادر لوہا مان گئے جس کی جرأت نے ملکوں میں تہلکہ ڈالدیا۔ جس کے نام پر آجتک عرب فخر کر رہا ہے وہ شخص جسکی تجویزیں میدان جنگ میں دشمنوں کے واسطے سبق تھیں۔ اور آج سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی لوگ اسی لکیر کے فقیر چلے آرہے ہیں۔ وہ شخص جو موتہ میں صرف تین ہزار آدمی لیکر ایک لاکھ سے

یا وہ لشکر پر ٹوٹ پڑا اور ایک پل مارتے میں خون کی ندیاں بہا دیں اور اس وقت تک میدان سے نہ ہٹا جب تک اسلام کا جھنڈا موتہ میں نہ گاڑ دیا۔ یہ شیر عرب جو آج مٹی میں ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے پڑا آرام کر رہا ہے جس وقت ایلیا فتح کر چکا تو ایک روز شام کے وقت ٹہلتا ہوا گرجا میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک بڈھا آدمی بیٹھا ہوا ہے خالد نے دریافت کیا کون ہے بڈھا بجائے اس کے کہ کوئی جواب دیتا لگا بڑبڑانے قریب جاکر دیکھا تو کوس رہا ہے اور برا بھلا کہہ رہا ہے وہ سپہ سالار جس نے دو گھنٹہ میں ایلیا کو مسمار کر دیا ہے بڈھے کی یہ حقیقت سمجھتا تھا اور پاس پونچا۔ بڈھا ادھر تو عزیز اقارب کی موت ادھر ایک زبردست شکست اور سب سے زیادہ ملک کی بربادی زندگی سے بے زار تھا مطلق نہ ڈرا۔ اور چیخ چیخ کر لعن طعن کرنی شروع کی۔

اسلام کی سچی تعلیم دیکھنے کا وقت ہے خالد ابن ولید وہ سپہ سالار جس کی تلوار سے خون ٹپک رہا ہے ایک معمولی بڈھے کی زبان سے یہ باتیں سن رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے۔

"ضعیف العمر شخص کیا کروں مجبور ہوں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سن چکا ہوں کہ "عورتوں اور بچوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اور بڈھوں پر ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ تیری ان باتوں کا جواب خالد کی زبان نہ دیتی تلوار دے دیتی"۔

خالد ابن ولید ہی پر کیا موقوف غور کرنے کی ضرورت ہے توجہ کرنے کی

دیر سے ایک و نہیں بیسیوں باتیں دیکھنے والے کو ایک سے ایک اعلیٰ اور افضل بڑی اور چھوٹی دکھائی دینگی اور کچھ یہی نہیں کہ مرد ہی اپنے بزرگوں کا نام روشن کر گئے ہوں عورتیں بھی ایسے ایسے کام کر گئیں اور وہ وہ جوہر دکھا گئیں کہ آجتک تاریخ انپر ناز کر رہی ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ کو توجسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر کو اس غرض سے بلایا ہے کہ ہم دونو میاں بیوی کے ایک معاملہ کا آکر فیصلہ کر جاؤ۔ اور ام المومنین نے باپ کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لفظ کہے ہیں کہ اچھا آپ تمام واقعہ بیان کیجئے مگر دیکھئے غلط نہ کہئیگا۔ بیٹی کی زبان سے سنتے ہی حضرت ابوبکر کو غصہ آگیا اور حضرت عائشہ کے منہ پر ایک تھپڑ مارا۔ بیاہی تہائی بیٹی اور باپ کا تھپڑ مار دینا اور وہ بھی میاں کے سامنے اگر ام المومنین کو ناگوار ہوتا تو کوئی بڑی بات نتھی مگر نہیں بالکل خاموش ہوگئیں اور ایک حرف زبان پر نہ لائیں غرض ایک وقت تھا کہ لڑکیاں بزرگوں کا ادب کرنا اپنا جوہر سمجھتی تہیں دنیا انکی تعریف کرتی تھی کنبے والے انکو فرمانبردار اور پڑوسی انکو سعادتمند کہتے تہے ایک نہیں بیس نصیحتیاں کر ڈالو بیگناہ بے قصور چپکی بیٹھی سنتی ہی ہیں اور جواب نہیں دیتیں۔ وہ سمجھتی تھیں کہ ان کے ساتھ زبان ملاکر ہماری عزت نہ بڑہے گی ہاں جواب نہ دینے سے ان کا دل بڑھ جائیگا گو یہ کچھ دے نہ دیں گے مگر دلیں تو خوش ہو جائیں گے کہ کیسی نیک کوک کی بیٹی ہے دھن بھاگ اس ماکے جس نے ایسی بیٹی اٹھائی

افسوس ہے کہ یہ جوہر اب زائل ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ ایسی لڑکیاں مشکل سے نظر آئیں گی اور شاید آیندہ چلکر بالکل ہی نظر نہ آئیں۔ جو بزرگوں کے سامنے کڑک کر بولنا عیب سمجھیں مگر کہنا صرف اتنا ہے کہ ان صبح شام کے مہمانوں کو گھبرایا ہوا سمجھو یا سٹھیایا ہوا مگر اتنا یقین کر لو کہ ان کے پہلو میں پڑے نازک دل میں پھانس لگی، روٹھے انکا ادب انکا لحاظ باپ دادا تک کی عزت بڑھا دیگا۔ دیکھنے سننے ملنے جلنے والے تعریفیں کرینگے جو لڑکیاں آج اپنے بڑوں کی عزت نہ کریں گی انکو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے چھوٹوں سے تعظیم کی توقع رکھیں کسی بزرگ کی گستاخی کرتے وقت اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ اگر ہمارا چھوٹا ہم سے اسطرح پیش آتا تو ہمارا دل کیا کہتا +

جن کاموں کی وجہ سے انسان سچی تعریف کا مستحق ہے انمیں سے ایک غصہ کا ضبط کرنا بھی ہے اور یہ ہی ہے وہ چیز جو آدمی کو آدمی کہلوا سکتی ہے ورنہ ویکر تو چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہے تعریف کے قابل ہیں وہ لڑکیاں اور بہت اچھی ہیں وہ بیٹیاں جو غصہ کے وقت انجام سوچ لیں۔ اور زبان سے کوئی لفظ نکالنے سے پہلے سمجھ لیں۔

ظفر آدمی اسکو نہ جانئیگا وہ ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

راشد الخیری۔

مخزن کا دفتر چونکہ لاہور چلا گیا ہے اسلئے عصمت کے متعلق خط و کتابت دفتر عصمت دہلی سے ہونی چاہیئے +

خانہ داری کا بجٹ

سنا ہے کہ تمام سرکاری دفتروں اور محکموں میں ہر سال ایک رقم ہر کام کے واسطے مقرر ہو جاتی ہے۔ تنخواہوں کا روپیہ اتنا۔ کاغذ قلم دوات کا اتنا ٹکٹوں کا اتنا اور یہ بجٹ کہلاتا ہے جب وہ روپیہ سرکار سے منظور ہو گیا تو اب کوئی حاکم یا دفتر کا افسر جو خرچ کا ذمہ دار ہے جتنی رقم منظور ہو گئی اس سے زیادہ صرف نہیں کر سکتا اگر اس میں سے کچھ بچا کر دکھائے تو وہ بہت نیک خواہ ہے +

اگر اسیطرح ہم اپنے تمام سال کا ایک بجٹ پہلے سے مقرر کر لیں اور یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس مد میں جتنی رقم رکھی ہے اس سے زیادہ ہم ہرگز صرف نہیں کر سکتے بلکہ یوں سمجھو کہ ہمارے پاس ہے ہی نہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمکو بہت فائدہ ہو اکثر بہنیں شکایت کرتی ہیں کہ گھر کے خرچ اندھے ہوتے ہیں کچھ پتہ ہی نہیں چلتا ادھر روپیہ بھنا ادھر ختم لیکن بجٹ کی تجویز یہ شکایت رفع کر دے گی۔ فرض کرو اکتوبر کا مہینہ آرہا ہے ہمنے مہینہ بھر کا ایک تخمینہ تیار کر لیا کہ اس ضرورت کو اس رقم میں پورا کرنا ہے گھی اتنا۔ آٹا اتنا۔ ایندھن اتنا۔ گوشت اتنا۔ کپڑا اتنا۔ متفرق اتنا۔ اب اگر ایک دن بجائے چار آنہ کے گوشت میں چھ آنے صرف ہو گئے تو دوسرے دن چاہے دال ہی کیوں نہ پکانی پڑے مگر اس بجٹ میں فرق نہ آنے پائے۔

امید ہے کہ دوسری بہنیں بھی اس تجویز پر رائے دینگی +

بلقیس

عصمت کی سچی قدردان بہنیں ہی عصمت رسالہ کی اشاعت میں کوشش کر رہی ہیں +

بستر یا بچھونا

اگر ہم اس اصول پر عمل کرنے لگیں کہ جو چیز جس کام کی ہے اس سے وہی
کام لیا جائے تو ہماری خانہ داری میں یہ اصول سب سے زیادہ مدد دے گا۔ اس
ذراسی غفلت نے اکثر گھروں کی خاک سی اڑا رکھی ہے تولیہ سے منہ ہاتھ
پونچھنے کے بدلے وہ برف لانے کے لئے چیز لپیٹ کر رکھ دینے
کے لئے وہ اگر ضرورت آپڑی تو گوشت ترکاری کے لیے وہ غرض ایک چیز
اور بیسیوں کام۔ نتیجہ یہ کہ نہ کام ڈھنگ کا ہوتا ہے نہ چیز ٹھیک رہتی ہے۔
اگر کسی چیز سے وہی کام لیا جائے جو اس کے واسطے موزوں ہے تو ہر تول
چیز بچی رہے اور ہمیشہ کام درست ہو۔ شروع میں مجھکو ایک بہن کے ہاں جانے
کا اتفاق ہوا انکی تو یہی دستور ہے کہ میرے اطلاع دیتے جا لڑکی
مگر انکی غلطی مجھ سے نہ چھپی ہوئی تھی کہ جلدی سے بچھونا کھول چادر نکال جو کی
رکھ جادی آم کے دھبے تو میرے سامنے ہی بچوں نے ابھی لگا دیتے تھے۔
چادروں کا رنگ میرے بعد جیسا ہوا ہوگا کیونکہ جب میں چلی ہوں تو جامنیں
گھر میں آچکی تھیں میرا خیال یہ ہے کہ اگر میری طرح کوئی اور بہن یہ غلطی کریں کہ
سے بہے ستے پوچھے بچھے کیسے ناں جا آریں تو انکو کسی خاطر مدارات ڈھنگ
کی توقع ہرگز نہ رکھنی چاہیے نہ گھر والی بیوی کے واسطے یہ ضرور ہے کہ وہ
ایسے بن بلائے مہمان کے کارن صرف اپنی نمائش کی خاطر کسی چیز کا ناس کریں
ہمارے بچھونے میں عام طور پر چار چیزیں ہوتی ہیں۔ دری۔ چادر تکیہ رضائی

چادر نہیں دری کے بدلے توشک رضائی کے بدلے لحاف یہی یہ چار چیزیں اگر احتیاط کی جائے اور صرف رات کے سونے کے واسطے ہوں تو جلد میلی ہونگی۔ زیادہ میلی ہونے والی دو چیزیں ہیں چادر اور تکیے کے غلاف۔ یہ کچھ ایسی زیادہ لاگت کی چیزیں نہیں میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بچھونا میلا کیوں دکھائی دے۔ ہاں تکیوں کے جلد خراب ہونے کی ایک یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ سر کے تیل سے غلاف بہت جلد میلا ہوتا ہے۔ لیکن بعض بیویوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ایک اور کپڑا غلاف کے اوپر سوتے وقت بچھا لیتی ہیں تاکہ غلاف بہ قدر جلد خراب نہوں +

کہنے کو تو گھر کی ہر چیز ہی گھر والوں کے مذاق کا پتہ دیتی ہے مگر بعض بعض چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر ذرا سی لاپروائی بھی برتی جائے تو خاصی اچھی سگھڑ بیوی کو بھی پھوہڑوں کا پھوہڑ بنا دیگی اگر کسی اجنبی جگہ جانیکا اتفاق ہو تو ظاہر ہے کہ بچھونا رات کے واسطے ضرور ساتھ لینا پڑیگا اور کئی آدمیوں کی نظر سے گذرے گا اگر میلا ہوا تو دیکھنے والے ضرور نام رکھیں گے۔

اگر کوئی لڑکی اپنی صفائی کی طرف تو پوری کوشش کرے دن میں کئی کئی مرتبہ ہاتھ منہ دھوئے سر بھی روز گوندے کپڑے بھی جلدی جلدی بدلے مگر ان چیزوں کی طرف توجہ نہ کرے تو وہ غلطی کرتی ہے عورت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے سنوارنے سے پہلے گھر سنوارے یہ نہیں دری میلی۔ رضائی چکٹ۔ تکیے چوہا +

سلمیٰ بیگم۔ از میرٹھ

مخزن لاہور چلا گیا ہے عصمت کے متعلق تمام خط وکتابت دفتر عصمت دہلی کے پتہ سے ہونی چاہیئے۔ (منیجر عصمت)

ایّام گذشتہ کی جھلک

(عالم خواب میں)

رات کے گیارہ بجے میں تمام کاموں سے فارغ ہو کر جسوقت کوٹھے پر چڑھی تو عجب سناٹے کا عالم تھا گرمی کا موسم مئی کا مہینہ تمام دن اِس شدت کی گرمی پڑی کہ خدا کے بندے الامان پکار اُٹھے اِس مصیبت میں بیچارے محنتی آدمیوں اور اُنکی بیوی بچوں کا تمام دن کام میں لگے رہنا مرے کو مارے شاہ مدار اور مُئے پر سو درّے تھے۔ شام ہوئی تو بیچارے اِدھر تو ہوئے کام سے فارغ اُدھر ہوا خوب چلنے لگی بستر پر لیٹنا تھا کہ نیند میں کسی بات کا ہوش نہ رہا نہ دن بھر کی محنت کی تکان تھی نہ اِن کلمستوں کی خبر تھی جو غریبوں کے بے رحم ہاتھوں نے انکی جانوں پر ڈال رکھی تھیں۔ غرض دنیا عالم خواب میں تھی اور میں عالم اضطراب میں +

میرے اضطراب کی وجہ کچھ نہ پوچھو چھ برس کی عمر میں میری پیاری والدہ مجھے بچہ اور میرے چھوٹے بھائی کو جس کی عمر دو برس کی تھی دودھ پیتا چھوڑ اور دنیا کی مصیبتوں کا کٹھن پہاڑ میرے سر پر دھر خدا کے ہاں رخصت ہوئیں جسوقت میری والدہ کا انتقال ہوا اسوقت رات کا پچھلا پہر تھا صبح ہونے میں کچھ دیر باقی تھی میں اپنے بستر پر پڑی سو رہی تھی کہ اتنے میں رونے پیٹنے کے شور غل نے مجھے یک لخت جگا دیا۔ اٹھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ مکان میں کہرام

بچا ہوا ہے۔ اماں کی آنکھیں بند تھیں اور وہ محبت بھری نگاہیں جن سے وہ مجھے اور میرے پیارے مسعود کو دیکھا کرتی تھیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی تھیں میرے ابا جان منہ پر رومال رکھے رو رہے تھے اور مجھے دیکھ دیکھ کر ان کی طبیعت اور بھی بے بس ہو رہی تھی۔ میری والدہ مرض طاعون میں ہفتہ کی رات بیمار ہوئیں اور اسی مرض سے دوسرے دن بیر کی صبح ہونے سے پہلے وہ رخصت بھی ہو گئیں۔ ابا جان نے مسعود کے لیے ایک کھلائی رکھی اور کھانا وغیرہ سب باورچی پکانے لگا۔ کنبے کے سب لوگوں نے دو چار مہینے کے بعد ابا جان سے کہا کہ تم شادی کر لو۔ ان بچوں کو بھی آرام ہوگا اور تمھیں بھی لیکن ابا جان نے کہا میں بچوں کی مٹی پلید نہیں کرنی چاہتا۔ بہت سے پیغام آئے بہت لوگوں نے کوشش کی لیکن ابا جان نے وہی اپنی نہیں رکھی۔

میرے چچا جان لاہور ہی میں پڑھتے تھے۔ جب وہ امتحان میں شامل ہوئے تو تمام یونیورسٹی میں ایم۔ اے کے امتحان میں اول آئے اور اسی کالج میں جسمیں وہ طالب علم کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے پروفیسر مقرر ہوئے ہمارے دادا جان۔ ہمارے چچا جان کے بچپن ہی میں انتقال کر چکے تھے۔ لیکن ابا جان نے ان کی تعلیم میں ایسی کوشش کی کہ کیا کوئی والدین کریں گے غرض جب میری والدہ مرحومہ کی برسی ہو گئی تو ابا جان نے چچا جان کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی ہمارا مکان بھی لاہور ہی میں ہے اور ہماری چچی بھی لاہور ہی سے بیاہی آئیں۔

میرے ابا جان اگرچہ بال بچوں کو بہت چاہتے تھے لیکن جب

میری عمر بارہ تیرہ برس کی ہوگئی تو روپیہ پیسے کا کرکمنا رکھانا انہوں نے میرے
سپرد کرنا شروع کیا یہاں تک کہ پندرہ برس کی عمر میں آمدنی خرچ وغیرہ کی
جو جتنی مجھے ہوتی تھی ابا جان کو ہوتی تھی مسعود اب گیارہویں برس میں تھا
انہوں نے اسکو علی گڈھ بھجوا دیا اور ایک مکان جس کے نیچے دو دکانیں
تھیں انار کلی میں اس کے نام سے خرید کر اسکا کرایہ اس کے صرف میں لگانے
لگے لیکن آہ ابھی وہ اچھی طرح وہاں پڑھنے بھی نہ پایا تھا کہ ہمارے ابا جان
بخار میں مبتلا ہوگئے اور وہ بھی ایسے کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی تھی۔ آخر
خطرناک ثابت ہوا جس نے گفتگو کی طاقت بھی باقی نہ چھوڑی بھائی اور چچا جان کو
ہماری بابت (اگرچہ بات مشکل سے ہوتی تھی) وصیت کرکے اور ہمیں ان کے
سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے۔ سب آخری بات جو انہوں نے
چچا جان سے کہی یہ تھی "مسعود کو ولایت بھیجنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا" ہماری
والدہ تو مدت ہوئی مر چکی تھیں اللہ کا مرنا تھا کہ زندگی وبال ہوگئی ان کی محبت
ان کی غمگساری ان کا ہماری خاطر تکلیفیں اٹھانا میرے دل پر ہر وقت نقش تھا
اور دن رات اسی فکر میں غرقاب رہتی تھی۔ مسعود علیگڈھ میں پڑھتا تھا اور اسکا
دل بھی وہاں بہلا ہوا تھا لیکن ابا جان کی موت سے مجھے اسکا خیال
اور زیادہ رہنے لگا۔ میں دن میں دو تین دفعہ ابا جان کو یاد کر کے روتی تھی
تو دو دفعہ ضرور اسکو یاد کر کے۔ ابا جان کی برسی ہوگئی لیکن آہ ایک برس
ہی میں کیا انقلاب ہم پر وارد ہوئے۔ سوائے اس مکان کے جو مسعود کے
نام سے خرید لیا گیا تھا جس میں ہم رہتے سہتے تھے۔ باقی سب روپیہ

نقدی یا زیور کی صورت میں تھا بیس ہزار روپے ابا جان نے ایک بنک میں خاص مسعود کو ولایت بھیجنے کے لیے جمع کر رکھے تھے لیکن آہ چچا جان نے سب تیغہ کر کے صاف کہدیا ان دو کانوں کے سوا اور کچھ بھی جائداد اور نقدی نہیں مسعود کو علیگڈھ میں خرچ نہ بھیجا وہ لاچار ہو کر نام کٹوا لاہور میں آگیا۔ ہم بیکسوں کا ہمدرد کون تھا جو ہمدردی کرتا ایک ماموں البتہ تھے لیکن انکی سال ہی تو سبری چچی تھیں وہ کب گوارا کرتے کہ بیوی کو ناراض کر کے ہماری حمایت اور ہمدردی کرتے مسعود پڑھنے سے ہاتھ دھو کے ادھر اُدھر دربدر مارا مارا پھرتا ہے اور میری دن رات آہ وزاری میں گذرتی ہے لیکن بیچکے سے نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔

گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے۔

جسوقت میں تمام دن کے کام دھندے میں لگی رہنے سے چور ہو کر کوٹھے پر جا بیٹھی ہی تو اسوقت مسعود کو چچی نے اپنی بہن کے گھر جو میری ہمسائی ہیں کسی کام کے واسطے بھیج رکھا تھا۔ میں اوپر جا پڑی ہی تو مجھے اکیلے ڈر لگنے لگا اور ڈر کے مارے رونے رونے چیخ نکل گئی لیکن بڑی مشکلوں سے دلکو سمجھایا کہ

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟

آخر اس مرض کی دوا ہے؟

تھوڑی دیر میں بخار چڑھ آیا اور سر میں درد بڑے زور کا ہونے لگا لیکن آہ اب وہ گھر اور اسباب میرا نہ تھا کہ جو دوا جی چاہتا نکال لیتی تمام رات درد میں تڑپتی رہی ہی چار بجے آنکھ لگ گئی تو ایک عجیب خواب دیکھا ÷

ــنے دیکھا کہ صبح کا وقت اور گرمی کا موسم ہے میں اپنے مکان کے صحن
میں ایک آرام کرسی پر لیٹی ہوئی روزانہ اخبار پڑھ رہی ہوں میری والدۂ جنکی
شکل اب مجھے کچھ یونہی سی یاد ہے" پاس بیٹھی ہوئی قرآن شریف کی تلاوت بڑی
خوش الحانی کے ساتھ کر رہی ہیں اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرے ابا جان
بڑے خوشی خوشی اندر آئے اور ایک سرخ رنگ کا لفافہ آتے ہی انہوں نے
اماں جان کو دیدیا اور کہا مسعود کے ایک دوست نے علیگڈھ سے تار دیا ہے کہ "مسعود
بارہ بجے لاہور کے اسٹیشن پر پہنچ گئے" اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ مسعود چلا آرہا ہے
والدۂ محترمہ مسعود سے لپٹ گئیں اور دیر تک گلے سے لگائے رکھا اس کے بعد
مجھ سے کہا "تم کب تک اخبار پڑھتی جاؤگی اٹھکر گھر کو دیکھو بھالو- میں اٹھی اور
ماما کو بلا کر کھانے کے متعلق سمجھایا- اتنے میں چچا جان اور ماموں جان آگئے
اور بڑی محبت سے مسعود سے ملے پھر ابا جان سے کہنے لگے بھائی جان اب تو
مسعود کے ولایت کے خرچ کا بندوبست کیجئے؟ جسکا جواب ابا جان نے ہنسکر
یہ دیا کہ خدا کو منظور ہوگا تو سب کچھ ہو جائیگا- میں نے چائے کا سامان درست کیا
اور سب کو چائے بنا کر دینے لگی چچا جان اور ماموں جان میری لیاقت کی
تعریفیں کرتے جاتے تھے اور چائے پی رہے تھے کہ مجھے کسی نے آواز دی
آنکھیں کھولکر دیکھا تو چچی کہہ رہی تھیں "کم بخت ساری رات سونیکو کیا کم ہے؟ آدھا دن
چڑھ گیا تھا اور میرے بہت سے کام جو چچی نے میرے سپرد کئے تھے یونہی پڑے ہوئے
تھے خیال مجھے کس طرف لیگیا- آہ ماں کی محبت باپ کی غمگساری ماموں اور
چچا کی نہ دیکھی باتیں + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا +

بقلم "بنت حفیظ اللہ- امرتسر"

الوان نعمت

امرتیاں۔ سیر بھر قند یا کھانڈ کا پہلے شیرہ بنالو اور کوئی سیر بھر کے قریب بھوئی
ماش کی دال اچھی طرح پیسکر ست کر لو گھی ایک سیر کڑھائی میں ڈالکر آگ پر رکھدو
جب گھی اچھی طرح پگھل جائے تو ایک کپڑے کی صافی میں چھید کرو اور پسی ہوئی
دال اسمیں لیکر مٹھی سے خوب بھینچو اور گھی میں زنجیرہ سا بناتے جاؤ۔ جب دیکھو کہ
اچھی طرح پک گئیں تو اتار کر شیرے میں ڈال لو۔ ن۔ ج ب

رس گلے۔ کھویا۔ آدھ سیر۔ ماش کی دال آدھ سیر شکر۔ ڈیڑھ سیر گھی
آدھ سیر بادام چار تولے نشاستہ دو تولے خشک اور کیوڑا جتنا مناسب سمجھو
پہلے قوام یا شیرہ شکر کا بنائیں پھر دال کو اچھی طرح پیسکر نشاستہ ملائیں اور لت
کیوڑہ کیبہ ملا کر گولیاں بناؤ پھر گھی میں تل تل کر شیرے میں ڈال لیں۔ ملت

گوبھی انگریزی طریقہ کی پہلے پتے کاٹ لو۔ اور پھر ڈنٹھل کاٹو اور انکو نہایت ٹھنڈے پانی میں
دھو لو۔ اس کے بعد پانی میں نمک ڈالکر ایک گھنٹہ بھر رکھا رہنے دو اگر
نمک کے بدلے سرکہ ڈالو تو کیڑے جلد مر جائیں گے۔ اب گوبھی کے
دو ٹکڑے کر لو۔ اور نمک اور کالی مرچ مل دو اور پھر ابلتے ہوئے پانی میں
ڈالکر ابلنے دو اور اتار لو۔

سعید جہاں بیگم۔

تصویر انقلاب

شیخ سعدی (اللہ انہیں جنت نصیب کرے) اپنی مشہور کتاب کریما میں فرماتے ہیں

سماں دنیا کی بہت سی باتیں یاد رکھو وہاں ایک بات سعدی کی بھی یاد رکھنا کہ اس

پانچ دن دنیا سے دل نہ لگانا۔ ہمیشہ رہی حالت کو قرار نہیں کہنے کو تو سب ہی کہتے ہیں

بعض کہتے ہی نہیں سمجھتے بھی ہیں کہ دنیا فانی زندگی چند روزہ لیکن ہم سمجھتے اور

نے پر اگر عمل بھی کرنے لگیں اور شیخ کی اس نصیحت کو جو سونے سے لکھنے کے

ق ہے ہر وقت اور ہر لمحہ اپنے سامنے رکھیں تو حالتوں میں آسمان زمین کا

ق ہو جائے کیونکہ طاقتور اپنے زور پر گھمنڈ کرے جو جانتا ہے کہ ایک طاقت

مجھ سے زبردست بھی ایسی ہے جو دم بھر میں میری طاقت کو خاک میں ملا دیگی

سر سیتے وہ امیرانہ دولت پر ناز کرے جو سمجھتا ہے کہ میری دولت کاغذ کی ناؤ

ہے اور ... اتنی قدرت رکھتا ہے کہ پل مارتے ہیں مجھے بھیک منگوا دے زبان

... جو چیز ہے اگر جو لکھنا وہ کرے اور چیز علم اسی وقت کام کا ہے جب اس پر عمل ہو جیسے

یوں جاننے کو کوئی شخص دنیا جہاں کی باتیں جانے مگر اسکا جاننا کس کام کا جب اس پر عمل ہی نہ ہو

دنیا فانی ہے اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ موت اور انقلاب یہ دو کھٹکے انسان کی جان

کے ساتھ ہر وقت لگے ہوئے ہیں خاصے اچھے تندرست ہٹے کٹے کھاتے پیتے ذرا

دل کی حرکت بند ہوئی اور ہمیشہ کو سو گئے سلطنتوں کے بادشاہ ہاتھیوں کے مالک

پر ہمیشہ عیش آرام کرتے حکومت کے ڈنکے بجاتے آناً فاناً میں روٹیوں کو محتاج ہو گئے

تاریخ بغداد ایک واقعہ ایسا بیان کر رہی ہے جسکو سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس لڑکے کی پیدائش پر ہزاروں لاکھوں دینار و درہم تقسیم ہوئے ایک قصیدے پر تیئیس ہزار درہم کا انعام ملا تھا۔ اس لڑکے کو تقدیر کیا وقت دکھاتی ہے۔ زمانہ برامکہ کے اقبال کا چراغ گل کر چکا ہے۔ ابن شاعر جو محض ایک قصیدے سے عمر بھر کے لیے مالا مال ہو گیا غسل کے واسطے حمام میں جاتا ہے جو لڑکا خدمت کے واسطے مقرر ہوا ہے وہ نہلا رہا ہے۔ امیر نہاتے نہاتے اپنے اسی قصیدے کے شعر گنگنانے لگا اور لڑکے کی آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے شروع ہو گئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ جس بچہ کی پیدائش نے معمولی شاعر کو امیر کبیر بنا دیا تھا آج وہی بچہ اس کے ہاتھ پاؤں مل رہا ہے۔ کیا اچھی نصیحت کی ہے۔ ابو نواس نے سلطان عبد العزیز کو "عزیز ہوا ذلت کہ" اس تاجدار سر کو بے تاج کر دینا زمانہ کے آگے کوئی بڑی بات نہیں۔

مئی کے پرچہ میں ناظرین عصمت ہر مجسٹی ملکہ الگزنڈرا کی تصویر دیکھ چکے ہیں تاج تو سر پر رکھا ہوا ہے اطمینان و فارغ البالی چہرہ سے ٹپک رہی ہے اور اتنا پتہ دے رہی ہے کہ یہ ساتوں سمندر پار بسنے والی ملکہ رحم و ہمدردی کا پتلا ہے۔

اپریل ۱۸۶۱ء پہلا موقعہ تھا جب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی ملاقات شہزادی الگزنڈرا سے ہوئی۔ مگر افسوس یہ خوشی پائدار نہ نکلی اور شہزادے کے والد بزرگوار کی موت نے کرکری کردی اس صدمہ کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ شہزادی کو بیت المقدس اور مصر جانا پڑا۔

سال بھر کے بعد ستمبر ۱۸۶۲ء کو ملکہ الگزنڈرا کی نسبت ہوئی اور ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء کو سینٹ جارج کے گرجا میں شادی ہوئی ڈاکٹر مارٹن نے اس شادی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ مجھے اسوقت دو باتیں دیکھ کر بہت ہی تعجب ہوا۔ ایک تو یہ کہ تمام شہزادیوں کی آنکھ سے

۔ قطارِ آنسو جاری تھے۔ دولہا کو دیکھ دیکھ کر انکا دل بھرا چلا آتا تھا اور مرے ہوئے بیٹے کی یاد اُن کے دل کے ٹکڑے اُڑا رہی تھی وہ روتی جاتی تھیں اور چپکے چپکے اپنے آنسو پونچھتی جاتی تھیں۔

دوسری بات وہ تھی جب ملکہ کے مرحوم خاوند یعنی دولہا کے باپ کا گیت گایا گیا اور ملکہ وکٹوریا نے آسمان کیطرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ملکہ بڑی راج یعنی تمام اُس حکومت کے آگے اپنے خاوند کے ساتھ عاجزی سے کھڑی ہوئی ہے

شادی ہوگئی میاں بیوی رہنے سہنے لگے۔ ملکہ الگزینڈرا نے اپنی عقلمندی نہایت خوش مزاجی بردباری اور محبت سے چند ہی روز میں یہ ثابت کر دیا کہ نیک بیوی سے زیادہ دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ دونوں زندگیاں نہایت اطمینان سے بسر ہونے لگیں۔ روپیہ۔ عزت۔ سلوک۔ ایک اولاد کی البتہ کسر تھی ایسے گھر پر خدا کی عنایت کیوں نہ ہوتی یہ مراد بھی پوری ہوئی۔ غرض کوئی ارمان ظاہر میں ایسا نہ تھا جو پورا ہوا ہو

لوگوں کا خیال ہے کہ ایسے خوش میاں بیوی دنیا میں بہت کم ہوں گے۔ ۔ سنہ ۱۸۹۲ء کچھ ایسا منحوس سال تھا کہ اسنے شاہی کلیجوں پر زبردست داغ دیا۔ ڈیوک آف کلیرنس جوان بیٹا آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ گیا۔ ملکہ الگزینڈرا پر اس صدمہ کا سخت اثر ہوا۔ بیٹے کے فراق نے بہت سے ارمانوں کا خاتمہ کر دیا۔ مگر اس نازک موقع پر جس دور اندیشی اور صبر و استقلال سے ملکہ نے کام لیا ہے وہ تعریف کے قابل ہے اولاد والے دل سمجھ سکتے ہیں کہ ملکہ کی

کیا حالت ہوئی ہوگی۔ مگر وہ ہمیشہ شہنشاہ کو سمجھاتی تھیں اور ان کا غم غلط کرتی تھیں

جس طرح شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یاد رعیت کے لئے کبھی فراموش نہیں ہوسکتی اسی طرح ملکہ الگزنڈرا کی شفقت ہر وقت ہمارے دلوں میں تازہ رہے گی خصوصاً وہ محبت بھرا پیغام جو ملکہ نے رعیت کو بھیجا اور یہ درخواست کی کہ اپنی دعاؤں میں مجھکو یاد رکھنا ؛

آج ناظرین عصمت ملکہ الگزنڈرا اور ملکہ میری دونوں کی تصویریں ملاحظہ کرینگے ساس بہوؤں کی یہ تصویریں اس لحاظ سے تو دیکھنے کے قابل ہیں ہی کہ ہماری حکمراں شہزادیوں کی تصویریں ہیں مگر غور کرنے سے دونو تصویریں ملکر ایک عبرت کی تصویر معلوم ہونگی۔

وہ تاج جو کل تک ملکہ الگزنڈرا کے سر کی زینت تھا آج ملکہ میری کے سر پر جگمگا رہا ہے اور یاد دلا رہا ہے شیخ کا یہ شعر پڑھ رہا ہے :-

منہ دل بریں گنبد دوار ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار

ہمارے موجودہ حکمراں جارج پنجم کے سعادتمند اور فرمانبردار ہونے میں کلام نہیں انہوں نے باپ کی آنکھ بند ہوتے ہی محترم ماں کی دلداری میں کوئی کسر نہیں کی۔ مگر جس طرح قدرت کے قانون نے ایڈورڈ ہفتم جیسے سینتالیس برس کے ہمدم و ہمراز کو ملکہ الگزنڈرا سے ہمیشہ کے واسطے جدا کر کے تمام تعلقات کا خاتمہ کر دیا اسی طرح زمانہ کی رفتار نے تاج شاہی ملکہ الگزنڈرا کے سر سے اتار کر ملکہ میری کے سر پر رکھدیا۔ اور وہ محترم بی بی جو ایڈورڈ جیسے حکمراں کی ملکہ اور برطانیہ جیسی زبردست سلطنت کی مالک تھی آج بے تاج نظر آرہی ہے۔

میری غفلت

دن کے روشن چہرہ پر رات کی کالی نقاب پڑ چکی تھی آسمان پر گھٹا ٹوپ اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔ رہ رہ کر بجلی اور تھم تھم کر بادل چمک اور گرج رہے تھے۔ عائشہ
بے مکان میں تن تنہا بیٹھی ہوئی اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔ اندھیرا ایسا
کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دے تنہائی ایسی کہ پتہ تک کسی کے بولنے
کی آواز نہیں۔ خوفناک رات کا وقت برسات کے دن اکیلی بیٹھی اللہ اللہ
کر رہی تھی اور دل دھکڑ پکڑ کر رہا تھا۔ ذرا سا کھٹکا ہوا اور جان نکل، دیواروں
سے مٹی جھڑی اور کلیجہ بلیوں اچھلنے لگا خدا خدا کر کے کوتوالی کا گھنٹہ بجا
آدھی رات ہو چکی تھی کہ بادل نے کڑک کر دل دہلا دیا۔ سب بھول بھلا چپ بستر
پر چپکی ہو رہی۔ اندر مسہری پر جا لیٹی بجلی کی چمک یہاں بھی آنکھوں میں گھسی جاتی
تھی کواڑ بھیڑے آنکھیں بند کیں اور ہاتھوں سے منہ چھپا چپکی بیٹھ گئی۔
طرح طرح کے خیال ذہن میں آتے تھے میاں کا کثرت سے لڑکوں کی بے پروائی
دونوں بہنوں کا الگ تھلگ رہنا ایک جھگڑا تھا کہ بڑھا چلا آتا تھا سوچتے
سوچتے خیال آیا کہ ایک دفعہ ابا جان اماں جان سے کہہ رہے تھے کہ رابعہ بصری ایک
دن غور کرنے لگیں کہ پچاس برس کی عمر ہونے آئی اگر ایک گناہ روز بھی کیا
تو اب تک کتنے ہوئے حساب لگاتے ہی ایک چیخ ماری اور گر پڑیں
وہ بھی آدمی تھیں اور میں بھی آدمی ہوں میں نے آج تک کتنے کام اچھے

اور کتنے برے کئے بچپن ختم ہوا جوانی ڈھل چکی بڑھاپا آموجود ہوا اور کوئی دن میں یہ بھی رخصت بچپن اور جوانی جاکر تو کچھ اپنی نشانی چھوڑ بھی گئے بڑھاپا جاکر اگر کچھ چھوڑ سے گا تو مٹی کا ڈھیر۔

اسی اودھیڑ بن میں غلطاں پیچاں باہر کے دالان میں آئی جھانک کر دیکھا تو موسلادھار پانی پڑ رہا تھا کڑک نہ تھی مگر بجلی کبھی کبھی چمک جاتی تھی لوٹی اور لوٹ کر پھر آبیٹھی آئی تو پھر وہی حالت تھی اور وہی اودھیڑ بن سوچنے لگی کہ آخر میں نے اب تک کیا کیا شروع سے چلوں۔ کواری رہی تو ایسی رہی کہ خدا دشمن کو ایسی بیٹی نہ دے موت کا وقت مقرر سہی مگر سچ پوچھو تو اماجان کو فقط میرے جلاپے نے کھایا کس محبت سے سمجھاتی اور پیار سے بتاتی تھیں مگر میرے کان پر کبھی جوں نہ چلی انکی محبت بھری باتیں اور مجھ ناہنجار کی زبان الاماں الحفیظ میں کیسے بھر منہ کوستی تھی اور چپکی بیٹھی منہ کو تکتی تھیں۔ اب پچھتاسے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ روؤں پیٹوں چیخوں چلاؤں مگر وہ ماں کہاں دنیا جہان ڈھونڈ ڈالوں اور ہزاروں جتن کر ڈالوں مگر وہ صورت نصیب نہیں +

بیوی بنی تو ایسی بنی کہ ہمدردی اور فرمانبرداری تو درکنار میاں سے سیدھے منہ بات تک کرنی نصیب نہ ہوئی۔ جب رہی ٹنٹا ہی آخر کب تک اثر نہ پڑتا جب تک برداشت ہو سکی کی۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ اب تک کر رہے ہیں اگر میں شروع ہی سے دلیں گھر کرتی اور یہ سمجھ لیتی کہ اب باقی زندگی تو ان کے ساتھ بسر کرنی جسطرح ہو انکو رضامند رکھوں تو آج

کیوں یہ مصیبت جھیلنی پڑتی +

ہائی تو توڑ علی اور تعلیم تو خیر دوسری چیز ہے تربیت جو میرا مقدم فرض تھا کبھی بھولکر بھی اسکا دھیان نہ کیا جھوٹ اسنے بولی دہوکے انہیں دیئے ادب انہیں نہ سکھایا تہذیب انہیں نہ بتائی بے ڈھنگے پھرے تو آوارہ رہے تو ان کی عمر کا خیال مجھے نہ آیا +

آنا ناخوش گئیں اسکا تو علاج ہی نہیں خاوند کو رضامند نہ رکھا اسکا نتیجہ دیکھ رہی ہوں لڑکوں سے غافل رہی اسکا مزہ چکھا +

افسوس صد افسوس میری اس الٹی مت پر۔ نیا یوں گذری آخرت کا مرحلہ ابھی سطے کرنا باقی ہے۔ جہاں تل تل اور رتی رتی کا حساب دینا پڑیگا۔

خیر! آج سے عہد کیا کہ انشاءاللہ شوہر کی خوشی اپنا فرض سمجھونگی۔ اس عہد پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کیچڑ میں لت پت آئیں گے پانی کا لوٹا بھر کر رکھوں تولیہ ڈالوں۔ کھانا چولھے پر رکھدوں +

مینہ تھم چکا تھا عائشہ پانی کا لوٹا بھر کر رکھ چکی تھی کہ سامنے سے شوہر یہ کہتا ہوا آیا اُس غضب کی کیچڑ ہے کہ راستہ چلنا بھی مشکل ہو گیا۔ غلام قادر

وہ معترض بیبیاں اسکو ملاحظہ کریں۔ اگر مسز ریڈ صاحبہ لاہور جنہوں نے میرے مضمون پر ہندوستانی بہنوں کا قصور کے عنوان سے شکایت کی ہے اور ج۔ ب۔ صاحبہ مدراس۔ جنہوں نے مسز ہر لطیفی صاحبہ کے مضمون پر رہر اخانم فیضی اور تہذیب کے عنوان سے ۳ جولائی کے تہذیب نسواں میں تردید کی ہے اپنے پتہ سے بذریعہ رسالہ عصمت یا میرے پتہ پر ایک کارڈ بھیجکر مطلع فرمائیں تو عین مہربانی ہوگی امید ہے کہ مسز ریڈ صاحبہ کی جن بہن نے پہلے عصمت بھیجا تھا وہی اب بھی مسز ریڈ کو بھیجکر مشکور کرینگی۔ میرا پتہ یہ ہے

سلطان بیگم معرفت مسٹر رضاء اللہ صاحب انجینئر انہار۔ (پشاور چھاؤنی)

نوکروں سے سلوک

نوکروں کے ساتھ سلوک میں اگر مفصلہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جائیگا تو نوکر ہمیشہ باعث آرام ثابت ہونگے +

(۱) اگر چاہتے ہو کہ نوکر یا مامائیں اچھی طرح تمھاری خدمت کریں تو ان سے سلوک بھی اچھا کرو +

(۲) کھانا وغیرہ نوکروں کو کافی دو۔ کیونکہ گھر کے کام دھندے کرنے والوں کو بھوک زیادہ لگتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مزدور خوشدل کسقدر کام کرتا ہے۔ کبھی کبھی اچھی چیز و سبز خوان پیتا ہے تو نوکروں کو بھی کبھی اسکا حصہ ملنا چاہیئے +

(۳) جو کام تم نوکروں سے کروانا چاہو اسکو خود بھی دیکھ لو اگر خود کر و تو کتنی دیر میں کر لوگے۔ انکی ہمت سے زیادہ بوجھ انپر نہ ڈالو۔ کام ادھورا رہ جائے گا اور اس سے اطمینان نہ ہوگا +

(۴) یہ ہمیشہ خیال رکھو کہ نوکر بھی ہماری طرح انسان ہیں۔ غریب ہیں مگر انسان تو ہیں۔ ہر بات کی سمجھ ہر تکلیف کی حس انکو بھی ہوتی ہے۔ اگر پیٹ کی خاطر تمہاری خدمت گزاری کا ذمہ انھوں نے لیا ہے تو تم بھی انسانیت سے ان سے پیش آؤ۔

(۵) نوکروں کے ہر کام میں ہر وقت دخل مت دو۔ البتہ دیکھتے سب کچھ رہو کیسی وقت وہ غلطی کریں تو چشم پوشی بھی کر دو اور بعض وقت چشم نمائی سے بھی کام لو۔ اچھا کام کریں تو شاباش سے حوصلہ بھی بڑھاؤ قصور کریں تو ان سے جواب پوچھو گالی

گلو بیچ اللہ بہت منا جنہیں کام حسب منشا نہ کریں تو علیحدہ کر دو۔ ذرا ذرا سی بات پر جھک جھک اچھی نہیں ہوتی

(۶) نوکروں سے بے تکلفی کبھی نہ رکھو بے تکلفی ہی نوکر اکثر تکلیف کا باعث ہوتا ہے ورکبھی اسے اپنے مزاج پر حاوی ہونے دو +

(۷) نوکروں کو ہمیشہ آداب اور تعظیم کا عادی بنائے رکھو اور ان پر پورا رعب رکھو +

(۸) جو کام نوکر کو سپرد کرو اسکو پہلے اچھی طرح سمجھا دو +

(۹) اگر نوکر کو کسی وقت دیر سے رخصت دو۔ تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی اسے کچھ نہ کہو اگر کسی وقت وہ دیر سے حاضر ہو +

(۱۰) غصہ میں نوکر سے ایسی باتیں نہ کہو جسکا تمہیں بعد میں افسوس ہو۔ اور تلافی کی ضرورت پڑے +

(۱۱) بعض بیویاں نوکروں کو اپنا ہمراز بنا لیتی ہیں۔ اور سب ہی قسم کی باتیں اُنسے کہہ ڈالتی ہیں یہ بہت خطرناک بات ہے۔ اِس سے ہمیشہ پرہیز رکھو +

(۱۲) روپیہ کا اُٹھانا اگر کسی نوکر کے ہاتھ میں ہو تو حساب اُس سے باقاعدہ لو غفلت کرو گے نوبت نقصان اُٹھاؤ گے +

(۱۳) نوکروں کے انتخاب میں پہلے ہی احتیاط کرو۔ اور جب ان کو مقرر کرنے لگو تو سب کچھ پہلے کہہ لو۔ ان کے کام سب ان کو بتا دو۔ بعد میں لڑتے جھگڑتے رہنا ٹھیک نہیں +

(۱۴) نوکروں سے جھوٹ نہ بولو۔ اور نہ جھوٹے وعدے کر کے اپنا اعتبار کھو

مسز محمد اکرام

پان تمباکو

تمباکو پان اور وہ چیزیں جو پان میں ڈالی جاتی ہیں حکیموں نے اس غرض سے تجویز کی تھیں کہ نازک مزاج امرا اور وہ مریض جن کے منہ سے بو آتی ہے تمباکو ایسی مکروہ اور ناگوار شے کے استعمال سے محفوظ رہیں۔ اور اس لطیف نسخہ کو وہ لوگ شوق سے بلا نفرت اور بے تکلف امراض گندہ دہنی کے دفعیہ کے واسطے استعمال کر سکیں۔ لیکن اگر تماکو کو چھوڑ کر صرف پان پر بحث کریں تو پان برگ سبز است تحفۂ درویش کی مصداق پر فی الواقع تحفہ درویش ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ نہ کہ تحفہ امرا۔ اس لیے کہ کم سکن خرچ ہونے کے علاوہ کم قیمت ہونے کے سبب بھی ہمارے ملک میں فقرا ہی کیواسطے زیادہ تر موزوں ہے کیونکہ اونکی عبادت اور مشاغل کے واسطے یہ امر لازمی ہے کہ کم کھانے کی وجہ سے اپنی ریاضت پر شب و روز چست رہیں۔ اور سیر شکمی سے سستی وغیرہ پاس نہ پھٹکنے پائے۔

پس کوئی ایسی چیز جو فقرا کے اس مطلب کیواسطے اچھی خوراک میں کم قیمت آسانی سے حاصل اور ہر جگہ بکثرت میسر آسکتی ہے اور اون کے مقصد کے واسطے کفایت کر سکتی ہے وہ ایک پان ہی ہے چونکہ دنیا دار جب فقیروں سے ملنے جاتے تھے تو تواضع میں ان کے جانب سے پان بطریق تحفہ کے پیش ہوتا تھا۔ یہ ہی وجہ تسمیہ مصرع برگ سبز است تحفہ درویش کی ہے۔

دونوں دلیلوں سے یہ نتیجہ آسانی سے نکلتا ہے کہ مرض گسندہ دہنی کا یہ
سبب مفید نسخہ ہے یا فقرا کا تحفہ ہے جو تواضع کی صورت اختیار کرکے تقریباً
ہندوستان کے تمام طبقے کے لوگوں اور خصوصاً امیروں میں کچھ ایسی سبز
قدمی سے داخل ہوا کہ بجائے دوا خود ہی امیروں اور بیگموں کے لئے
مرض ہوگیا۔ اور چونکہ فقرا کی نمائشی صورت میں بہت سے ٹکڑگدا نشہ کے بھی
شوقین ہوتے ہیں اسلئے انہوں نے ایک نشہ والی کڑوی چیز تمباکو کو جسکو اسلام
نے عرب کی صحت کی حالت کے اعتبار سے حرام قرار نہیں دیا تھا۔ ہر صورت میں
جائز قرار دے کر خوب دم لگائے۔ اور پانی کا جزو اعظم قرار دیکر اوس کے
پتی کو پان کے ساتھ پی کر خوب نشے جمائے۔ اور یہ طریقہ دنیا کی طرح ہند
میں ایسی قابل نفرت نامناسبت کے ساتھ پھیلا کہ ہر کس و ناکس طلب
والے کو ہر کس و ناکس سے سوال کرنے پر مجبور کرکے ٹکڑگدا بنادیا۔ اسلئے
کہ جب طلب لگتی ہے تو عموماً اسطرح سوال ہوتا ہے کہ "ذرا سا ٹکڑا پان کا
تمباکو ڈالکر مرحمت ہو" یا ایک ٹکڑا مجھکو بھی عنایت کیجئے گا۔

ہر حال اس بے عنوانی یعنے کثرت استعمال پان تمباکو نے اخلاق ہی پر ایک تازیانہ
ستم نہیں توڑا بلکہ تمباکو کے ظالم جز نکوٹین زہر نے ہماری گلاب کے سے پھول جیسے
رخسار والی بہنوں کو زرد رو بنادیا اور ان کے موتی سے آبدار دانتوں کو بدنما
گیرو رنگ دیا۔ بعض کے دانت کثرت استعمال سے شریف کے بیج بن گئے۔

جب نکوٹین کے اثر سے چہرہ زرد ہوگیا تو ظاہر ہے کہ خون خشک ہوگیا
تو اس امر کے بھی تسلیم کرلینے میں کوئی کلام باقی نہیں رہا کہ دل دماغ و دیگر قوائے بھی

فتور پیدا ہوگیا۔ اور خصوصاً دماغ بلاشبہ خشک ہوگیا جسکی صحت پر سارا دارومدار ہے۔
اسوقت کے حکیموں نے تمباکو کے زہر نکوٹین کی بابت تحقیقات کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ تمباکو سے بوجہ زہر مذکور کے اختلاج قلب دوامی پیدا ہوتا ہے شُش و جگر و دلوں کے فعل خراب ہوجاتے ہیں آناً فاناً بند ہوکر ہلاکت واقع ہوسکتی ہے۔
اب مذہبی پہلو سے اسکے متعلق بحث کی جاوے تو حدیثوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کرنے پر استعمال تمباکو کی بابت یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حرام تو نہیں ہے مگر مکروہ و مضر ہے اور استعمال سے ترک بہتر ہے پس حسب ارشاد عالی حضور اقدس کے ترک استعمال تمباکو میں کسی حجت و دلیل کی ضرور باقی نہیں رہی۔ مگر بلحاظ معقولیت اشد ضرورت اِس امر کی ہے کہ ایک بحث موثر ایسی پیش کیجائے کہ اِس مضر شے کو کہ جو مکروہ قرار دیجاچکی ہے اپنی قوم کے واسطے حرام مطلق ثابت کردیں
واضح رہے کہ تمباکو سے زیادہ ارزاں شے منہ صاف کرنے والی مثل پان کے عرب میں نہیں مگر عرب میں طریق استعمال تمباکو مثل سگرٹ کے ہے اور تھا یعنی اِس کے دہوئیں کو دم سے کشید کرکے منہ سے خارج کردیتے تھے اور اسطرح منہ صاف کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ اِس طریق استعمال کی کثرت اب وہاں بھی ہو لیکن جس طریق سے ہمارے ملک میں پان کے ساتھ اوس کا عرق پیا جاتا ہے ایسا وہاں نہیں ہوتا اور سوائے ہندوستان کے یہ طریق استعمال کسی اور جگہ ہے۔
قابل افسوس یہ امر ہے کہ دوسرے ملکوں کی تعلیم یافتہ خواتین جب ہماری

ہی طبقہ کی بہنوں سے ملتی ہیں تو ہماری بہنوں پر تضیع وقت کا الزام لگا کر طعنہ زنی کرتی ہیں کہ خواتین امرائے ہند کو سوائے چوپہل باریک چھالیا تراشنے کے کچھ نہیں آتا۔
دنیا میں تعلیم یافتہ قوموں نے محض دل و دماغ و صحت جسمانی کی بدولت عروج پایا ہے لیکن جو زوال و ادبار ہماری قوم پر ہے اسکا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ نئی نسل جو پیدا ہوتی ہے وہ نسبتاً اس کمبخت تمباکو کے زہر کے اثر سے بھی دائم المریض اور عموماً کمزور اور مریل پیدا ہوتی ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ وہ مضر شے جس سے دارین کی سرخروئی زائل اور زر در ملی حاصل ہو اور جو کچھ طعنہ زنی تضیع وقت کا سبب ہو اور جو متعدی مرض کیطرح ہماری صحت ہی پر نہیں بلکہ آئندہ نسل پر بھی اثر کرے اور وہ بچے جن کے دل و دماغ کی صحت قوم کی ترقی کا ذریعہ ہے اور جن کے کاموں کے طفیل سے عقلاً اور مذہباً ہمکو دولت دارین کی امید ہے اس کے زہریلے اثر سے کوڑ مغز پیدا ہوں تو ایسی مکروہ شے کیا حرام مطلق قرار نہیں دی جا سکتی۔ اور کیا اسکا ترک کرنا ہماری شائستگی اور حمیت کا فرض نہیں ہے۔

چونکہ کھانے کے بعد ہر مہذب قوم میں منہ صاف کرنے یا منہ کا مزہ بدلنے کے واسطے کوئی نہ کوئی خوشبودار چیز تھوڑی تھوڑی استعمال کیجاتی ہے اسلئے محض سادہ پان اور الائچی بغیر تمباکو کے یا چکنی ڈلی اور الائچی وغیرہ کا استعمال ہندوستان میں حسب دستور و عادت قدیم قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن پان کے اوپر پان کھا کھا کر اچھے خاصے اندرونی منہ کے گلابی رنگ کی قدرتی خوبصورتی کو باطل کر کے خونخوار بنا لینا صحت اور ادب دونوں کے خلاف اور یقیناً سخت معیوب ہے۔

جو بہن میرے اس مضمون کی تائید میں ایک دوسرا مضمون اسکے بعد عصمت میں ذیگی انکی خدمت میں بطریق تحفہ اتحاد ایک ریشمی رومال نذر کر کے مشکور ہونگی۔ ایس - جی - بی - دختر مرزا [illegible]

کام کی باتیں

(۱) چیونٹیوں کے دفیعہ کا طریقہ (میری سے) - پہلے ایک سپنج کو پانی میں بھگو کر نچوڑ ڈالو تاکہ تھوڑی سی نمی باقی رہ جائے۔ بعد ازاں چینی اس پر چھڑک دو۔ ایک پلیٹ میں اس سپنج کو رکھ کر چیونٹیوں کے قریب دھر دو۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پلیٹ چیونٹیوں سے بھر جائیگی پھر پلیٹ کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈالدو اس طرح تمام چیونٹیوں کا فیصلہ ہو جائیگا +

(۲) تارپین گلے اور سینے کے امراض کے لیے بہت مفید دوائیوں میں سے ہے سینے کے گلے اور سینہ پر پہلے ویسلین ملا کا سا لیپ کرکے تارپین سے بھیگے ہوئے گرم کپڑے کو اچھی طرح سے باندھ دیا جائے جیسے پھیپھڑے وغیرہ کے مرض میں اکسیر ہے۔

(۳) سفید چمڑے کے رگ قالین کے دھونے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ پہلے استر کو علحدہ کرلو پھر رگ کو کسی گول چیز پر لپیٹ دو۔ صابن اور گرم پانی میں تین چائے کے چمچہ کی مقدار کے برابر امونیا کو خوب حل کرو اور رگ کو اس پانی میں ڈالکر خوب صاف کرو۔ اب ٹھنڈے پانی میں دو دفعہ بھگونے سے اچھی طرح چمڑہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ اسلیے کپڑا صاف کرنے کے برش سے اسے صاف کرلینا چاہیے۔ اس بات کی کافی احتیاط کرلی چاہیے کہ جبتک اوپر کا حصہ اچھی طرح سے سوکھ نہ جائے استر نہیں لگانا چاہیے۔

(۴) روزمرہ کے استعمال کے لیے امونیا تیار کرنے کی ترکیب بہ عمدہ ہے۔ جلا اونس صابن کو کھولتے ہوئے پانی میں خوب حل کرو۔ بعد حل کرنے کے تیز کلوانڈا امونیا تھوڑی سی مقدار میں ملا دو برتنوں وغیرہ کے صاف کرنے کے لیے ایک عمدہ چیز ہے +

نورِ ایمان

بھائی کا خط بہن کے نام

بہن اختر عمر دراز۔ جہاں ہو خوش ہو تمہاری شادی ہوئی تم ہمارے گھر سے رخصت ہوئیں۔ مگر افسوس میں نہ آسکا۔ کیا کروں تبدیلی بیماری!

تم سے مجھے بہت کچھ کہنا تھا۔ خیر دو باتیں اب بھی سن لو۔ کان میں پڑی رہیں گی تو کام ہی آئیں گی تمہاری پہلی زندگی اطمینان اور چین کی زندگی تھی۔ مگر سسرال گویا وہ میدان ہے جہاں زندگی کے معرکے شروع ہو جاتے ہیں۔ وہاں ایسے ہشیار اور تجربہ کار سپہ سالار کی ضرورت ہے کہ ہر بات سمجھ سکے اور معرکہ کو بخوبی انجام دے۔ نپولین کا قول ہے کہ لڑائی میں شکست ہار ہے اور چھوٹی چھوٹی غلطیوں کا جو ان سے سرزد ہو جاتی ہیں پس تمہیں بھی اپنے معرکہ میں قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہیں پاؤں ٹیڑھا پڑ جائے وہ چھوٹی چھوٹی غلطیاں جو دیکھنے میں حقیر معلوم ہوتی ہیں بہت بڑا اثر انسان کو روز بد دکھاتی ہیں انہیں چھوٹا نہ سمجھو غضب ہیں۔ دنیا بہت سی ایسی مثالیں پیش کر سکتی ہے کہ دیکھنے میں بات کچھ بھی نہیں مگر اس چنگاری نے آگ ایسی لگائی کہ لوگ دانتوں انگلیاں کاٹنے لگے سننے میں سب سے کسی نے بتایا ایک کھیت میں ایک شخص کا اونٹ آ کر چرنے لگا۔ عورت نے ایک اینٹ آ کر ماری۔ اونٹ کا مالک یہ دیکھ کر تلوار

سے نئے آ پہونچا۔ اور عورت کا سینہ کاٹ ڈالا۔ اب کیا تھا۔ عورت اور مرد کے خاندان میں ایک اچھی خاصی لڑائی بندھ گئی جس نے یہاں تک زور پکڑا کہ سارے عرب کے قبیلے کچھ اسطرف ہو گئے اور کچھ اوسطرف۔ ہزاروں لاکھوں جانیں گئیں اور ستر برس تک برابر جنگ جاری رہی دیکھو بات تو کچھ نہ تھی مگر اوس نے کیا گل کھلایا شیطان کا لڑا سیکو کہا ہے کہتے ہیں شیطان نے ایک بنیے کی دوکان کی دیوار پر تھوڑا سا گڑ چپکا دیا۔ گڑ پر مکھیاں جھک پڑیں۔ مکھیوں کو دیکھ بنیے کا بلبل لپکا۔ بلبل پر کسیکا باز جھپٹا۔ بقال نے باز کو پتھر مارا۔ باز لنگڑا ہو گیا۔ باز کا مالک دوڑ آیا۔ اپنے جانور کی یہ حالت دیکھ غصہ میں آ گیا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ پیش قبض نکال بقال کے پیٹ میں بھونک دیا۔ اب کیا تھا۔ تھانہ کا تھانا امنڈ آیا۔ روپیہ گیا۔ جانیں گئیں اور یہ سب کچھ ذرہ سے گڑ کے لیئے۔ اختر دیکھو اسطرح تمھاری چھوٹی غلطیاں بس کی گانٹھ زہر کی پڑیاں۔ تمھارے سارے جسم پر چھٹک جائیں گی۔ یہ وہ چنگاریاں ہیں جو تمھارا ہرا بھرا گھر خاک میں ملا دیں گی راکھ کر دینگی۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ آج ساس نے بتیاں بٹنے کو دیں تھیں۔ نہ بٹیں تو کیا ہوا کل میاں نے کف میں بوتام لگانیکو کہا تھا۔ ننھے کی طبیعت خراب تھی نہیں ٹانک سکی کیا اتنی بات پر میاں خفا ہو جائیں گے؟ یا خوشقدم کو ایک طمانچہ مار دیا اور وہ بھی قصور پر تو کیا کوئی رنج ہو گا تم خود ہوشیار ہو۔ خدا کے فضل سے عقل رکھتی ہو سمجھ سکتی ہو اور جان سکتی ہو کہ آج نہیں کل اور کل نہیں پرسوں ایک نہ ایک روز یہ چھوٹی چھوٹی باتیں جمع ہو کر ایک انبار ہو نگی۔ تم نے لونڈی کو قصور ہی پر مارا ایک ہی طمانچہ مارا مگر تمھارا نام بدمزاجوں میں شامل ہو گیا۔ تمکو نہ معلوم ہو سکی تو

بات ہی اور ہے مگر تمہاری ایک ایک حرکت چھوٹی ہو یا بڑی دنیا دیکھ رہی ہے تمہاری بول چال اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ ملنا جلنا سب لوگوں کی نظروں میں ہے۔ تم خبردار رہو اپنے ہر فعل پر نگاہ رکھو ایسا نہ ہو انگلی اٹھے۔ نکو بنو۔ باپ ماں پر حرف آئے۔ خاندان بدنام ہو گھر کا نام نکلے۔ لوگ کہیں کس گھر والے کا یہ کوڑا ہمارے سر آپڑا۔

انگریزی مثل ہے کہ پیسہ پیسہ پر تم نگاہ رکھو روپیہ اپنا خیال آپ کرے گا اسیطرح چھوٹی غلطیوں کی خبر تم لو۔ بڑی اپنی خبر آپ سے لینگی۔ یہ تمہاری چھوٹی غلطیاں گو آج مکڑی کا جالا ہیں مگر ایک روز لوہے کی زنجیر ہو کر رہیں گی۔ یا پانی کے قطرے ہیں جو ایکروز سمندر ہوں گے تمہیں کہیں تھل بیڑا نہ ملیگا۔ اور تمہاری عمر کا لدالدایا خوشنما جہاز برباد ہو جائیگا۔ دیکھو چوہوں کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ بچپن میں ہمنے تمنے سینکڑوں پکڑے ہزاروں مارے کچھ خوف نہ آتا تھا۔ لیکن جب یہی کافی تعداد میں ہوتے ہیں پہلوانوں کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں۔ ان بے حقیقت جانوروں نے ایک رات سینٹ پیٹرک کے گرجا میں ایک قوی ہیکل جوان تھومسن نامی پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس انگریز کی تلوار وبندوق کے سب ہرا دیے۔ نوچ نوچ بوٹیاں تیمہ قیمہ کر دیں ہڈیاں تک گھسیٹ گھسیٹ اپنے بلوں میں لے گئے ہمارے چھوٹے گناہ بھی گویا ایسے ہی ننھے اور حقیر جانور ہیں جو ہمیں ایک کیطرح چاٹ جائیں گے ہمارا جسم کھوکھلا کر دیں گے تم کہتی ہوگی کہ بڑے بڑے گناہوں کا علاج بھی ہے وہ نظروں میں آتے ہیں انسان اپنے تئیں روک سکتا ہے مگر ان ننھی ننھی باتوں کا کیا علاج جو کبھی

خیال میں بھی نہیں آتیں۔ اختر۔ اگر یہ تمھارا خیال ہے تو غلط ہے دنیا نے کچھ اوٹھا نہیں رکھا ہے

کہتے ہیں ترکی بادشاہ سلطان اُمّوراۃ نے ایک ایسی انگوٹھی بہم پہونچائی تھی کہ جب وہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا گناہ کرنیکو ہوتا۔ انگوٹھی کے نگ کا رنگ بدلنے لگتا۔ سلطان ہوشیار ہوجاتا اور اوس گناہ سے باز آتا۔ یہ تو خیر قصہ کہانی کی باتیں ہیں۔ اب ایسی انگوٹھی ہے اور نہ ہمکو مل سکتی ہے۔ لیکن عقلمندوں نے اور بھی بہت سی ایسی ترکیبیں کیں کہ وہ اپنی غلطیوں پر متنبہ ہوتے رہیں۔ کہا جاتا ہے کسی لڑکے نے ایک بیاض بنائی تھی جسکا نام اوس نے "شکر گذاری کی کتاب" رکھا تھا جو شخص اوس سے مہربانی سے پیش آتا یا اوسپر کوئی احسان کرتا اوسکا نام وہ اوس کتاب میں چڑھا لیتا۔ کہ فلاں شخص نے۔ فلاں وقت، مجھپر فلاں احسان کیا۔ چونکہ خدا اور ماں باپ کے احسانوں کی کوئی انتہا ہی نہیں وہ ان تینوں کے نام ہر صفحہ پر پہلے ہی سے لکھ رکھتا۔ جب کوئی شخص اوس کے ساتھ برائی کرتا۔ وہ اپنی بیاض کھولکر دیکھتا کہ اوس شخص کا نام اوس میں ہے یا نہیں۔ اگر نام کتاب میں ہوتا۔ تو بدلا لینا کیسا وہ اس کے پاؤں دہو دہو کر پیتا۔ سلوک سے پیش آتا اور اوسکی ضروری خواہشوں کے پورا کرنیکے لیے جان و دل سے آمادہ رہتا۔ اگر بیاض میں نام نہ ہوتا تو خدا کی درگاہ میں اوس شخص کے قصور کے معافی کے لیے دعا مانگتا۔ اِس طریقہ پر چلنے نے اوسے ہر گناہ سے باز رکھا۔ وہ کبھی کسیکے ساتھ برائی نکرتا۔ سنے میں آیا ہے کہ نیوٹن نے بھی اسی طرح کی ایک بیاض بنائی تھی۔ وہ جو جو برائیاں اپنے میں دیکھتا۔ یا دوسرا اوس میں بتاتے کتاب میں لکھ رکھتا۔ ہر گھنٹہ اور ہر لحظہ خیال رکھتا کہ جو برائیاں بیاض میں لکھی ہوئی

ہیں اوس سے سرزد نہ ہونے پائیں۔ روز رات کو وہ کتاب نکالتا اور دیکھتا کہ کون کون سی برائیاں آج دن کو مجھسے ہوئی ہیں۔ اونپر وہ نشان کر دیتا۔ اور دوسرے روز سے ان برائیوں پر زیادہ دھیان رکھتا۔ برائیوں کی عادت چھوڑتے چھوڑتے تھوڑے ہی دنوں میں اوس نے اپنے تئیں ایسا بنالیا کہ بھولے سے بھی وہ کبھی کوئی گناہ نکرتا
میرا خیال ہے انسان ایسی بندشوں سے اپنے تئیں برائیوں سے پاک رکھ سکتا ہے۔ یہ تدبیریں اوسکو اوسکی برائیوں سے آگاہ ضرور کر دیتی ہیں۔ اگر وہ چاہے اپنے تئیں روک لے اور نہ چاہنے کی تو بات ہی دوسری ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ جب خدا نے ہمیں اس جانچ کے گھر میں بھیجا تو اندھا کر کے نہیں بھیجا۔ بلکہ اوس مہربان خدا نے ایک ایسی چیز بھی ساتھ کر دی کہ جس سے بھلائی برائی کی پوری پوری جانچ ہو جائے۔ اوس نے ہمیں ایک کسوٹی دی ہے جسے "نور ایمان" کہتے ہیں اسی کسوٹی پر پرکھ لو کہ یہ سونا ہے یا پیتل۔ اوجالا ہے یا اندھیرا۔ لعل ہے یا آگ کا انگارہ۔ ہمارے پیارے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جب تمیں کوئی کام کرنا ہو تم پوچھ لو۔ اپنے ایمان سے۔ اگر وہ اجازت دے کرو نہ دے نہ کرو ایمان ایک خدائی آواز ہے جو انسان کو کسی کام سے پہلے اوسکی اچھائی۔ یا برائی سے تنبیہ کر دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک لڑکا دریا کنارے کھڑا چاہتا تھا کہ پتلی چھڑی سے مینڈک کو مارے اوسنے چھڑی اوٹھائی ہی تھی کہ معلوم ہوا جیسے کسی نے اوسکا ہاتھ روک لیا ہو۔ اور صاف سنائی دیا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ یہ تم برا کرتے ہو۔ وہ لڑکا دوڑا دوڑا گھر آیا۔ ماں سے پوچھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی تھی کیسی تھی۔ ماں نے کہا بیٹا یہ آواز تمہارے ایمان کی تھی۔ اگر اوس کے

سکے پر چلو گے تو یہ تمہیں ہمیشہ سیدھا رستہ بتاتی رہے گی۔ اور اگر اسکا کہنا نہ مانو گے وہ تم سے روٹھ جائے گی اور تمہیں اندھیرے میں چھوڑ دے گی جہاں تم ٹھوکریں کھاتے پھرو گے۔ اختر کہو خدا نے تمہیں کیسی نعمت دی ہے یہ وہ ترازو ہے جسپر ایک بال اور ایک تنکا بھی تل جاتے۔ تم آج سے اپنے ہر کام کو چھوٹا یا بڑا اس ترازو پر تولو۔ وہ تمہیں چھوٹی چھوٹی غلطی سے آگاہ کر دے گی۔ تم کبھی اِس کی نافرمانی نہ کرنا۔ اور اس آنیوالے روز سے ڈرو جبروز خدا کے تخت عدالت کے سامنے جُو جُو کا حساب ہوگا۔ اِس سے پہلے کہ تم زبان سے بولو یا کسی کام میں ہاتھ لگاؤ۔ اپنے ایمان سے پوچھ لو کہ میں کروں یا نہ کروں؟ میں سیدھے رستہ پر ہوں یا غلط پر۔ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گا۔ تمہیں تمہارا سچ اور جھوٹ بتا دے گا تم اوسی راہ پر آنکھ بند کرکے چلی جانا منزل مقصود پر نہ پہونچو تو ہمارا ذمہ +

سید حمایت احمد بلگرامی۔

قوت الخیال ملقب بہ تہذیب الخیال۔ یہ ایک ایسی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے جسکی نو برس میں انتالیس ہزار کاپیاں بکیں اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ ہم خود اپنی قوت خیال کے اثر سے اپنا اخلاق اور چال چلن درست کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے خیالات کی اصلاح کریں تو ہماری عادتیں بھی درست ہو سکتی ہیں۔ اِس کتاب کا مطالعہ لڑکیوں کے واسطے بہت مفید ہوگا منشی محمد انوار الحق صاحب ایم اے نے ترجمہ کرکے درحقیقت بہت بڑا احسان کیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ منشی صاحب موصوف کو اِس بیش بہا کتاب کے ترجمہ کی وہی داد ملے گی جس کے وہ مستحق ہیں قیمت ۸ ہر منشی صاحب بھوپال کے پتہ پر مل سکتی ہے +

باؤگولہ یا ہسٹیریا

یہ مرض زیادہ تر چودہ برس سے لیکر پچیس برس تک کی عورتوں کو ہوتا ہے یا انکو جو حد سے زیادہ محنت کریں یا انکو جو بالکل محنت نہ کریں اس مرض کا تعلق چونکہ پٹھوں سے ہے اسلیے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دماغ پر اثر پڑے اور مریضہ ہنسنے لگے رونے لگے یا اور اسی قسم کی باتیں کرنی شروع کردے۔ ایسی حالت میں بعض لوگ سمجھتے ہیں کسی آسیب کا خلل ہے۔ لیکن یہ فضول خیال ہے۔

یہ مرض خود تو پیدا ہوتا ہی ہے۔ مگر بعض دفعہ خاندانی اثر سے بھی شروع ہو جاتا ہے ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اگر کنواری لڑکیوں کو اس قسم کی شکایت پیدا ہو تو انکی شادی جسقدر جلد ممکن ہو کر دینی چاہیے کبھی کبھی بیہوشی اسقدر زیادہ ہوتی ہے کہ دیر دیر تک پریشان ہو جاتے ہیں۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ بیہوشی اکثر صورتوں میں اصلی نہیں ہوتی بلکہ مریضہ جو کچھ اس کی بابت کہا جاتے سب کچھ سن سکتی ہے جہانتک ممکن ہو قبض کی سخت احتیاط کرنی چاہیے آجکل کے ناول یا اسی قسم کی اور ایسی کتابیں جو طبیعت پر خراب اثر کریں ہرگز نہ پڑھنی چاہئیں نہانا روز چاہیے اور اگر ممکن ہو تو ہوا خوری بھی مفید چیز ہے۔

جب بیہوشی ہو تو لازم ہے کہ مریضہ کو ایک ایسے جگہ جہاں ہوا اچھی طرح آتی ہو لٹا دیں۔ گریبان کے بٹن یا اور جو چیز بندھی ہوئی ہو ڈھیلا کر دیں اور منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں۔ امونیا کا سونگھانا بھی یہ حالت

رفع کر دیتا ہے اس مرض کے شروع ہونے سے پہلے اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ سر کمر۔ پاؤں وغیرہ میں درد ہو۔ دل دھڑکنے لگے اور دم گھٹنے لگے اگر ایسی صورت پیش آئے تو فوراً ہی علاج شروع کر دینا چاہیئے۔ بیہوشی کی حالت میں ہینگ سونگھانا بہت اچھا ہے ایک یا آدھ منٹ کے لئے نتھنے بند کر دینے چاہئیں تمام جسم اور خصوصاً ٹانگوں پر خالی مالش کرنی چاہیئے یا شوربہ بھی بہت اچھی چیز ہے کوشش سب سے زیادہ یہ کرنی چاہیئے کہ اس قسم کی مریضہ کو کبھی غصہ کرنے کی نوبت نہ آئے کیونکہ یہ مرض زیادہ تر دو قسم کی عورتوں کو ہوتا ہے یا حد سے زیادہ نازک مزاج یا حد سے زیادہ سست جو عورتیں ہر وقت کسی ایک خیال میں مصروف رہتی ہیں اور رات دن کامیابی کے منصوبے سوچتی رہتی ہیں۔ وہ اکثر اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہیں اسی طرح وہ سست عورتیں جنکو سوا دن رات پڑے رہنے کے کوئی کام نہیں۔ جو طبیعتیں زیادہ نازک ہیں اور جلد رنجیدہ ہو جاتی ہیں وہ بھی اس مرض کا شکار ہو جاتی ہیں اگر اندیشہ ہو کہ یہ مرض شروع ہوا یا شروع ہو گیا ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں سنبل الطیب بسلیجہ۔ زعفران۔ جند بیدستر۔ ایک ایک جزو۔ گل قند اسی کی مناسبت سے تولہ بھر صبح تولہ بھر شام کو۔ س ن ج

ماں نے تین برس کی بچی کو پہلی دفعہ برف کی قلفی کھانے کو دی اور دیکھتی رہی کسطرح کھاتی ہے۔

(ماں) کھاؤ۔ کھاتی کیوں نہیں؟

(بیٹی) ذرا گرم کرواؤں گی +

سیر یورپ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسجگہ سر کرزن ہکوسن گئے۔ یہاں جانے کا راستہ ہی الگ تھا اور شاید کوئی سو کرسیاں رکھی ہونگی۔ اس علاقہ میں بی بارہ کرسیاں الگ قسم کی لگا رکھی تھیں وہاں لیڈی اور سر کرزن نے بٹھایا جہاں مہاراج کوچ بہار وغیرہ بھی تھے ہم خوب تماشا دیکھنے میں مصروف رہے۔ دن بھی بہت ہی خاطر خواہ اور روشن تھا مردی بھی دیسند تھی۔ بی بیوں کے کیا لباس تھے اہا ہا دا قعی ایکٹ کے لیے یہ لوگ اپنے تئیں لٹا دیتے ہیں اور اس موقع کے لیے خاص لباس طیار کراتے ہیں۔ بالکل ہمارے نیمہ پیش بلکہ تھیں ہم انکو خوب دیکھ سکتے تھے اور بادشاہ ہر وقت گھاس پر اتر کر سب سے باتیں کرتے تھے ان کے سامنے کا چھوٹا گھاس کا قطعہ خاصان خاص کے لیے تھا۔ تین ہزار آدمی دوسرے سٹینڈ میں اور اور حصوں میں تھے۔ البتہ وہ لوگ دور سے گذرتے تھے یہ سمجھی ہوئی بات ہے کہ ایک درجے سے زیادہ نزدیکی نہیں ہو سکتی ہے۔ قابل غور مر یہ ہے کہ آٹھ ہزار لوگوں کی درخواست رد کر دی انکو لوزر کے لیے جاتی ہے۔ ان میں سے تین ہزار کو سرخ تمغے ملتے ہیں اور بہت ہی تھوڑوں کو سبز شاہی احاطے کے باہر کوئی پچاس ہزار آدمی جمع ہوتے ہوں گے مختصر یہ کہ جس کے واسطے عمر بھر پڑھا تھا وہ سب اپنی آنکھ سے دیکھ لیا

جو کچھ سمجھ رہے تھے کہ ایک ایک گینی کا ٹکٹ لینا ہوگا وہ نہ ہوا۔ بلکہ جسے تو کچھ
بھی نہ لیا اور سیدھے چلے آئے۔ تھوڑی دیر بعد مہاراجہ کپور تھلہ اور ان کے
ولیعہد تشریف لائے بہت ہی شائستہ اطوار ہیں سیسیل ہوٹل میں ٹھیرے ہیں تین
مہینہ بھر لندن میں قیام رہے گا اور پھر فرانس وغیرہ دیکھکر اکتوبر میں ہندوستان
واپس جائینگے۔ لوگوں کی چہل پہل خوب نظر آتی تھی۔ بادشاہ خود بھی ادھر ادھر
ٹہلتے اور سب سے باتیں کرتے رہے۔ لیڈی اور وارنیڈر میں شاہی زمرہ
میں تھیں اتنے میں لنچ کا وقت ہوا اور دو بجے سے تین بجے تک کا وقت
اسی شغل میں گذرنے کا تھا سب گئے اور ہم تعجب کرتے رہے کہ دیکھئے
ہمکو کیا ملتا ہے۔ اسی خیال میں تھے کہ سر کرزن آئے اور پوچھا کہ آپ
لوگوں نے ناشتے کا کیا انتظام کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ جو کچھ ساتھ لائے تھے
سو کھا لیا سر کرزن نے یہ سنکر حضور سے کہا چلئے نواب صاحب ناشتہ
طیار ہے اسطرح ہم چاروں کو اپنے ہمراہ لے گئے لینٹ کا پورا بندوبست
تھا اسی کے ذریعے سے درمیانی منزلے پر گئے۔ ایک صاحب سے ملاقات ہوئی
وہ خانگی علاقہ میں کسی اچھے سے عہدے پر ممتاز ہیں انکا نام سر فریڈرک
تھا۔ جہاں سے ہم لوگ کھانے کے کمرے میں گئے اس کے ہی اگلے
حصے میں بادشاہ کی نشست گاہ تھی چوڑے برآمدے کے ساتھ ہی ایک قسم
کا جھروکا بنا ہوا تھا اس میں ملکہ تھیں کوئی ۲۰-۲۵ قدم کا فاصلہ ہوگا کھانے
کے کمرے میں بہت سی میزیں تھیں اور ان پر عمدہ پھل مٹھائیاں وغیرہ
چنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک میز پر ہم بیٹھے۔ اور چند عہدہ دار بھی تھے

ہم نے کچھ ذرا سا کھایا اور باہر آ کے کافی پی کافی نہایت عمدہ تھی۔ ہم کھڑے تھے وہاں
ہی جسنے کا بھالہ رکھا ہوا تھا جو بادشاہ کیطرف سے جیتنے والے گھوڑے کو ملتا ہے
جسنے وقت حضور نے سر فریڈرک کا شکریہ ادا کرنے کو سر کرزن سے کہا تو انہوں نے
فوراً کہا کہ بادشاہ کے حکم سے آپ لوگ یہاں بلائے گئے ہیں اور ان کے مہمان ہیں
جو حضور نے اور شکریہ ادا کیا۔ ملکہ کو ہمنے خوب دیکھا ایک شرط اور باقی تھی اسلیئے
دوبارہ ہم اپنی جگہ پونچ کر دیکھنے لگے جب سب ہو چکا تو ہم اپنے موٹر کی طرف چلے
وہاں بس کا پتہ بھی نہ تھا۔ اس سبب سے سر کرزن نے باغ میں ایک اچھی سی جگہ پر
ہمکو بیٹھا یا اور وہ آپ اور بھائی موٹر کی جستجو میں گئے۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں
سر کرزن اور بھائی واپس آ کے چھاتے میں بیٹھ گئے یہاں رواج ہے کہ ہری
گھاس کے قطعوں پر جابجا فاصلے سے بڑے بڑے چھاتے لمبے ڈنڈے
کے سہارے گاڑھ دیتے ہیں اور اس کے نیچے آرام کے لیے بید کی چوکیاں
یا لکڑی کے بنچ رکھتے ہیں یہاں بیٹھکر انتظار کرنے لگے۔ آدھ گھنٹے بعد کار
ملا اور ہم سوار ہو کر چلے۔

ذرا آرام لیا پھر مس ساسون کی دعوت میں گئے۔ پندرہ سولہ مہمان پہلے سے
موجود تھے۔ میز پر پھل ایسے تھے کہ شاہی میز پر بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔
شفتالو آم اور ہیرکو دیکھکر دم بخود رہ گئی۔ اسیطرح انگور سٹرابیری وغیرہ بھی عمدہ۔
کھانا بھی پر تکلف۔ ایک نیا طریقہ دیکھا یعنی سب سے پہلے خربوزہ دیا گیا پھر کھانا تقسیم
ہوا گلاب کے پھول نہایت عمدہ اور خوشبودار تھے تمام کمرہ مہک گیا خاصکر سرخ گلاب
بہت ہی اچھا تھا ساڑھے آٹھ بجے کھانا شروع کیا تھا گیارہ بجے ختم ہوا غرض یہ
کھاتے کھاتے تھک گئے۔ باقی آئندہ۔

مایوں یا منجھے کی رسم

منجھ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنے پلنگ کے ہیں۔ پنجاب میں یہ لفظ
بطور اسم مستعمل ہے۔ دولھا یا دولھن اوسکو شادی مقرر ہو جانے پر بہلا پھسلا کر
ساتھ زرد یا سبز پہنا کر ایک تخت یا چارپائی پر جو اس خاص غرض سے
بچھائی گئی ہو بٹھلانا منجھ کی غرض کو پورا کرنا ہے۔ بعض خاندانوں میں منجھے کی
رسم شادی سے دس روز پیشتر ادا ہوتی ہے۔ منجھ بٹھلانے کی اصل غرض یہ ہے
کہ دولھا اور دولھن خانگی کاروبار سے سبکدوش ہو جائیں۔ منجھ بیٹھنے کے
بعد دولھا اپنے گھر سے باہر نہیں جا سکتا اور دولھن کو اپنے کمرے سے بھی باہر
نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی وہ اپنے گھر میں بھی چلنے پھرنے میں پانی اور جگہ
بدلنے کی صورت پر پردہ نشین اقارب اوسکو اپنے گود میں اوٹھا لے جاتے ہیں
گویا اسی دن سے دولھن کی شرم شروع ہو جاتی ہے۔ منجھے کے دن دونوں جگہ
پرتکلف مہمانداری ہوتی ہے۔ بعض خاندانوں میں منجھے کی رات دولھا کے گھر سے
دولھن کے گھر اور دولھن کے گھر سے دولھا کے گھر کچھ سامان بھیجنے کا دستور ہے اکثر اوس کی
اس رسم کے ساتھ لباس بھی روانہ کرتے ہیں جسکو منجھے کا جوڑا کہتے ہیں اسی رسم کے
ساتھ بیسنی ہلدی اور خوشبودار بیسن روانہ کیا جاتا ہے منجھے کی شب میں دولھا کے
جانب سے دولھن کے گھر اور دولھن کی جانب سے دولھا کے گھر کمسن مہمان بھی سمدھیوں
اور سمدھنوں کے نام سے آتے ہیں جن کی تعداد دو ہوتی ہے۔ میزبان کی جانب
سے ان کمسن مہمانوں کو تکلف کے ساتھ خاصہ پیش ہوتا ہے اور عطر پھول

ہاتھ دیے جاتے ہیں۔ دولہن کے گھر سے آئی ہوئی سمدھنیں دولہا کی محل سرا میں ماحضر سے فراغت پانے کے بعد دولہا کو پھول پہناتی ہیں اور اوس کے ساتھ کوئی زیور یا انگوٹھی دولہا کو پہنائی جاتی ہے۔ اسیطرح دولہا کی بھیجی ہوئی سمدھنیں دولہن کی گلپوشی کی رسم ادا کرتی ہیں اور زیور پہنا جاتی ہیں۔ دونوں کی رسم [illegible] کے وقت تھوڑی سی ہلدی دولہا دولہن کے ہاتھ پاؤں پر ملی جاتی ہے یہ رسم اہل ہنود سے لی گئی ہے اس وجہ سے اس رسم کو ہلدی کی رسم بھی کہتے ہیں۔ ہندو مذہب میں تو یہ رسم فرض واجب ہے تاہم [illegible] میں اسکی نسبت کوئی تاکید نہیں ہے۔ اس رسم کا نام [illegible] ہلدی ہے [illegible] سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس سے بٹی ہوئی ہلدی سے مراد ہلدی ہے دولہن کو چڑھائی ہوئی ہلدی سے جو حصہ بچ رہتا ہے وہ دولہا کے ہاں بھیجا جاتا ہے۔ معلوم اس قسم کی رسموں سے ہم کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ہم ابھی تک اس لکیر کے فقیر ہیں میرے خیال میں سوا صرف کے اور کوئی نتیجہ نہیں اگر یہی رقم کسی معقول کام میں صرف ہو تو کیا اچھا ہو۔

اہلیہ محمد شمس الدین منشی فاضل۔

اقوال موتی (۱) بچوں اور احمقوں کی زندگی بڑی خوشی سے کٹتی ہے +

(۲) جب کوئی کام کرنا باقی ہو تو خیال کرو کہ ابھی وہ کچھ نہیں ہوا۔

(۳) راستی سے اعمال تو پیدا کرو جوئی سے راستی پیدا کرو۔

(۴) کسی چیز کا شروع کرنا تو آسان ہے لیکن اسکا نباہنا اور ختم کرنا مشکل ہے۔

(۵) اگر برتن ناپاک ہے تو جو چیز اسمیں ڈالیگے ناپاک ہو جائیگی۔

(۶) جو شخص صبح نکلنے پر سوتا رہے یا دوپہر کو سوئے وہ دن کو رات اور رات کو دن بناتا ہے۔

(۷) جب روشنی نہو تو سب عورتیں یکساں ہیں۔

(۸) مفلس آدمی کی دولتمند بیوی اسکی حاکم ہوتی ہے بیوی نہیں ہوتی۔

نیند

قیام صحت کے لیے انسان حیوان سب کو آرام کی ضرورت ہے اور کامل آرام نیند ہے جو دن بھر کی تکان کو رفع کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ حالت خواب میں دوران خون کے سوا باقی تمام اعضا آرام کرتے ہیں۔ نباتات بھی وقت مقررہ پر عموماً رات کے وقت آرام کرتے ہیں۔

صحت بدنی قائم رکھنے کے لیے نیند ضروری ہی نہیں بلکہ لازمی ہے۔ بہت لوگوں کو تو نیند کی قدر ہی معلوم نہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حالت بیداری میں متواتر جسم صرف ہوتا رہتا ہے اور قوت خرچ ہوتی رہتی ہے اور جب تک آرام کی نیند نہ لی جائے جسمانی اور دماغی تکان کبھی رفع نہیں ہوتی۔ اگر کافی طور پر نیند نہ لی جائے تو جسم میں سستی و کاہلی۔ درد سر۔ ضعف دماغ وغیرہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بلکہ یوں سمجھو کہ بے خوابی۔ دیوانگی کا پیش خیمہ ہے۔

عمر کی مختلف حالتوں میں طبعی نیند کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ بچپن میں بہ سبب جسمی نشو و نما کے زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر جوں جوں زیادہ عمر بڑھتی جاتی ہے نیند کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ شیر خوار بچے رات دن میں عموماً ۱۶ گھنٹے سوتے ہیں اور چار سال کے عمر کے بچوں کو رات دن میں ۱۲ گھنٹے نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ بارہ سال کی عمر والوں کو ۱۰ گھنٹے اور ۱۶-۱۵ برس والوں کو ۹ گھنٹے جوانوں کو سات یا آٹھ گھنٹے

سونا کافی ہے۔ بوڑھوں کو جتنا سو سکیں۔ عورتوں کو مردوں کی نسبت بعض
تندرستوں کی نسبت جسمانی اور دماغی محنت کرنے والوں کو بیکاروں کی
نسبت زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ
سونے کی زیادتی زندگی کو کم کرتی ہے۔ اہل حبش کو دیکھا ہے کہ وہ زیادہ
سوتے ہیں اور انکی عمریں زیادہ ہوتی ہیں۔ جن لوگوں کا دماغ ضعیف ہو
یا جنھیں زیادہ غصہ آتا ہو انکو بھی نسبتاً زیادہ نیند کی ضرورت ہے۔

سونے کے لیے سب سے عمدہ وقت رات کا ہے لیکن موسم گرما میں
بڑے آدمیوں کو کھانا کھانے کے بعد دن کو تھوڑا اقیلولہ کرنا بھی برا نہیں
موسم گرما میں رات کو ۹ بجے سو کر صبح ۵ بجے اور موسم سرما میں ۱۰ بجے سو کر
صبح ۶ بجے اٹھنا چاہیئے۔ سونے کا کمرہ ایسا ہو کہ اس میں تازہ ہوا کی آمدو
رفت بخوبی ہو صرف اتنی احتیاط چاہیئے کہ سرد ہوا کے جھونکے نہ لگیں
اس لیئے دروازے کے عین سامنے نہ سونا چاہیئے لیکن بند کمرے میں
سونا صحت کو نقصان پہنچاتا ہے سکرے کا اگر دروازہ بند ہو تو کھڑکیاں
روشندان ضرور کھلے رہنے چاہئیں۔ زمین کی نسبت چارپائی پر اور نیچے کی
منزل کی نسبت بالاخانہ پر سونا بہتر ہے خصوصاً ایسے مقامات پر جہاں کی ہوا
مرطوب ہو۔ مگر ایسے مقامات پر جہاں ملیریا پھیلا ہوا ہو کھلی ہوا میں سونے
سے بھی بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ موسم برسات میں چونکہ ہوا
مرطوب ہوتی ہے کھلی ہوا میں نہ سونا چاہیئے۔

چارپائی خاصی لمبی چوڑی ہونی چاہیئے بستر ہمیشہ صاف ہونا چاہیئے

اور اگر ممکن ہو سکے تو انکو کھلی ہوا میں رکھ دینا چاہیئے تاکہ خوب دھوپ لگجائے
سوتے وقت زیادہ تر دائیں اور کم بائیں کروٹ پر سونا چاہیئے کھانا کھانے
کے دو گھنٹے بعد سونا چاہیئے. پیٹ بھرا ہونے کی حالت میں سونے سے
پریشان خواب آتے ہیں ہاتھ پاؤں اور کمر کو سکیڑ کر نہ سونا چاہیئے۔ سونے
کے کمرے میں آگ نہیں جلانا چاہیئے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے
کہ سونے سے نصف یا ایک گھنٹہ پہلے دماغ کو ہر طرح کی تشویش و تفکر سے
آزاد کر دیں۔ اگر بہت تکان ہو تو شیر گرم غسل کر کے سونے سے خوب
نیند آتی ہے +

بیگم یعقوب علیخاں

تربیت اولاد میں ماں کی مثال ایک باغبان کی سی ہے جسطرح وہ اپنے ہرے بھرے چمن کے پودوں
اور درختوں کی حفاظت اور دیکھ بھال میں بہت سی تکلیفیں اٹھاتا ہے زمین کو گودتا ہے اسکو برابر کرتا ہے
اسمیں کھاد ڈالتا ہے اسکو سینچتا ہے اسکی راہ دیتا ہے چھانٹتا ہے اسکو تراش خراش سے خوبصورت
بناتا ہے اور پھر ایک دن آتا ہے کہ یہ پودا ایک بڑا درخت بنتا ہے آنکھوں کو بھلا لگتا ہے پھول
پھل دیتا اور مسافروں کو اپنے سایہ میں آرام دیتا ہے اسطرح ایک ماں کو اپنے بچے کے لیے یہ
سب جتن کرنے پڑتے ہیں۔ وہ اس کے نازک جسم کی خود پرداخت کرتی ہے۔ وقت بغرض
بے فکر و محنت سے اسکی صحت اور قوت کا خیال رکھتی ہے تکلیفوں اور بیماریوں سے بچاتی ہے
اسکی عقل اور اخلاق کو درست کرتی ہے اور اسکی تعلیم کا فکر رکھتی ہے اسکی عادتیں سنوارتی ہے۔
اگر یہ تمام باتیں ماں کے اختیار ہی میں ہوں اور ان فرائض کے پورا کرنے کے ہی قابل ہو تو وہ اولاد
کی تربیت کیا کرے گی +

ہماری حالت

ہماری سب بہنوں کو عموماً اسکا ضرور خیال رہتا ہوگا کہ ہم عورتوں کے فرقہ کو
سفد اور عورتوں سے زوال ہے۔ مردوں نے ماشاءاللہ اچھی خاصی تعلیم میں
یافت حاصل کرلی ہے اور کر رہے ہیں اور ممالک یورپ کی عورتیں اچھی خاصی
لیاقت رکھتی ہیں کل دنیا میں سب سے۔ یا وہ بڑے نئے خیالات کے آدمی چین اور
ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ مگر وہاں بھی مرد نئی پارٹی کے خیالات سے
ہوتے ہیں لیکن قابل افسوس ہماری حالت ہے کہ علم سے بالکل بے بہرہ اور
علم سے کوسوں دور تنگ حالی کی یہ حالت کہ سوائے گھر کی چار دیواری کے
ہم یہ نہیں جانتے کہ آیا دنیا کوئی بڑی چیز ہے۔ یا صرف اسی چار دیواری پر
ختم ہے اب تعلیم النسواں کا چرچا ہوتا جا رہا ہے مگر بہت کم خدا کرے وہ دن جلد
آجائے کہ ہم بھی ایک اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ فرقوں میں شمار کئے جائیں اور
ہماری تعلیم کے حامی اپنے کام کی کامیابی پر خوش ہوں۔

مجھے تو اکثر ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں اور بہنوں کو بھی ضرور پیش آتے
ہونگے کہ جب دو چار تعلیم یافتہ مرد آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے ہیں اور کسی سے بے محل
یا بے جا بات ظہور میں آتی ہے تو فوراً مخاطب کہتا ہے کہ واہ صاحب یہ بات تو بالکل
عورتوں کی سی ہوئی۔ اے بہنوں کیا یہ فقرہ ہماری شرم کا باعث نہیں ہم اسقدر ذلیل
گنے جاتے ہیں کہ ہماری جہالت کہاوت ہوگئی ہے۔ اف کسقدر رنج کا مقام ہے

اور اس پر بھی بس نہیں مردانے اخبار دیکھ لیجئے کتابیں پڑھ لیجئے ہر جگہ ہماری جہالت اور کم علمی کا ذکر ہے۔ میں اپنے عیب ظاہر کرنے سے قلم کو روکتی ہوں لکھتے ہوئے شرم آتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اب یہ حالت چھوٹی جاتی ہے اور ہم میں سے بہت سی عورتیں اپنی تعلیم کو ضروری مانتی ہیں خدا سے دعا ہے کہ کل بنی آدم تعلیم نسواں کو ضروری جانے اور یہ جان لے کہ آدمی کی عزت و قدر کچھ مال سے نہیں ہوتی بلکہ علم سے ہوتی ہے کہ

بنی آدم از علم یابد کمال نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

میں اپنے بھائیوں سے صرف اسقدر عرض کرنا مناسب سمجھتی ہوں کہ جہاں آپنے ہماری تعلیم میں کوشش کرنی شروع کی ہے اور خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ اپنے کام میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں بہت عورتیں کافی تعلیم پا گئی ہیں۔ جن پر ہندوستان کو فخر حاصل ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ ان عورتوں کی جنہیں کہ تعلیم ہے اب آپ ہمت اور بڑھائیں اور انکی تعلیم سے اوروں کو فائدہ پہونچائیں۔ عورتوں کے جائز حقوق کا پاس رکھیں۔ اور انہیں بھی اپنی طرح انسان سمجھیں اور عورتوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کریں اور خود اپنے فرائض سے آگاہ رہیں مردوں کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم سے محروم نہ رہنے دیں +

(ز۔ د از مراد آباد)

آدمی کی تمام کوششوں میں تین باتیں نہایت تعریف کے قابل ہیں پہلی یہ زندگی کا سارا سامان پورا پورا حاصل کرے دوسرے لوگوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرے تیسرے آخرت کیواسطے کچھ جمع کرے اور اسوقت سے جسکا آنا یقینی ہے زندگی میں دم بھر کو بھی غافل نہ ہو +

غذا

جو غذائیں ہم روز کھاتے ہیں ان کا جوہر کار آمد حصہ خون کی شکل میں ہمارے جسم کے تمام حصوں کو حاصل ہوتا ہے۔ ہمارا جسم بھی ایک طرح کا کیمیاوی کارخانہ ہے جس کے اندر ان تمام چیزوں میں جو ہم کھاتے پیتے ہیں انواع واقسام کے تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ جو چیز ہم کھاتے ہیں وہ اول دانتوں سے اچھی طرح چبائی جاتی ہے اور جب نرم وباریک ہوکر ایک نئی صورت اور حالت میں معدے کے اندر داخل ہوتی ہے۔ یہاں پہونچکر اس میں ایک دوسرا تغیر ہوتا ہے اور وہ سیال بن جاتی ہے۔ اس کے بعد اس میں دو ایک تغیر اور واقع ہوتے ہیں اور آخرکار اسکو خون کی شکل حاصل ہوتی ہے +

یہ خون منفذ وچھوٹی چھوٹی نالیوں کے ذریعہ جسم کے ہر حصہ میں پہونچتا ہے ان نالیوں کے ادہر ادہر مختلف نسیں ایسی ہوتی ہیں جو گزرتے ہوئے خون میں سے اپنا حصہ الگ کرلیتی ہیں اور اپنی حفاظت کے علاوہ ان دوسرے اعضا کے لیے بھی جن کو خون پہونچانا ان ہی کے ذمہ ہوتا ہے جس قدر خون درکار ہوتا ہے جمع کرلیتی ہیں۔ جیسے انگلیوں کے سرے پر جو نسیں ہوتی ہیں ان کو اپنی پرورش کے علاوہ ناخنوں کی پرورش بھی کرنی پڑتی ہے۔ پس جب خون ان میں سے گزرتا ہے تو وہ اسمیں سے اتنا خون حاصل کرلیتی ہیں جو خود ان کی اور ناخنوں کی پرورش کے لیئے کافی ہو۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ خون کے جو اجزا جس حصہ کے لیئے ضروری ہیں وہی اجزا وہ حصہ خون میں سے

نکال دیتے ہیں اور دوسرے اجزا کو لیتیں یعنی مثلاً ناخنوں کے لیے خون کے جن اجزا
کی ضرورت ہے وہی اجزا انگلیاں حاصل کرتی ہیں اور ان تمام دوسرے اجزا کو چھوڑ
دیتی ہیں جو بالوں یا آنکھوں وغیرہ کے لیے درکار ہیں سطح سر کی نسیں اپنی پرورش
کے قابل خون جذب کر لیتی ہیں اور ان اجزا کو چھوتی تک نہیں جو آنکھوں وغیرہ
کے لیئے کارآمد ہیں۔ ہمارے جسم کے اندر یہی عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے اور
اس میں کبھی سرمو فرق نہیں آنے پاتا +

ہم جو چیزیں کھایا کرتے ہیں ان کو ہمیشہ بدلتے رہنا چاہیئے صحت برقرار
رکھنے کے لیے بہترین طریقہ ہے۔ ایک ہی قسم کی غذا ہمیشہ کھاتے
رہنا اچھا نہیں۔ ہماری غذا دو قسموں میں تقسیم کی جاسکتی ہے :-

(۱) ماکولات۔ کھانے کی چیزیں۔

(۲) مشروبات۔ پینے کی چیزیں۔

ماکولات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو حیوانات سے پیدا ہوتے ہیں
مثلاً گوشت مرغ۔ مچھلی وغیرہ۔ دوسرے وہ جو نباتات سے پیدا ہوتے ہیں جیسے
روٹی۔ آلو۔ میوہ۔ وغیرہ۔

مشروبات میں بھی دو طرح کی چیزیں ہم استعمال کرتے ہیں ایک وہ جو
قدرت سے نہایت خالص اور سادہ شکل میں ہم کو تیار ملتی ہیں۔ جیسے پانی۔ دودھ
اور دوسرے وہ جن میں کسیقدر تیاری کی ضرورت ہے۔ مثلاً چائے۔ کافی وغیرہ
یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ غذا ہمیشہ پکاکر نرم کر لی جائے اور منہ
میں داخل ہونے کے بعد خوب چبائی جائے۔ معدہ میں دانت نہیں ہوتے

ہضم ہو جانے کا عمل کر سکیں۔ نہ جلدی جلدی کھانا چاہیئے اور نہ بہت دیر ... چاہیئے۔ اگر جلد جلدی غذا نگل لی جائے گی تو وہ معدے میں ایسی ... کہ ... داخل ہوگی جو جسم کو اس کی ضروریات مہیا کرنے میں ... سکے۔ اسی طرح اگر ضرورت سے زیادہ کھا لیا جائے تو معدہ پر ... زیادہ پڑ جاتا ہے۔

بچوں کو وہی غذا نہیں کھانی چاہیئے جو ایک قوی اور مضبوط جوان آدمی ... اسی طرح گرمی اور جاڑے کے موسم میں ایک ہی قسم کی غذا ... استعمال کرنا ... وہ لوگ جو دنیا کے سرد ترین مقامات میں رہتے ہیں ان کے لیے ایسی ہی غذا کارآمد نہیں ہو سکتی جو دنیا کے گرم ترین ملک کے باشندے کھاتے ہیں۔

جاڑوں میں ہمارے جسم کو زیادہ گرمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اس وقت ایسی غذا کھانی چاہیئے جو حسب ضرورت گرمی کی مقدار پیدا کر کے مثلاً گوشت اس ضرورت کو رفع کر سکتا ہے لیکن گرمیوں میں ہمارے جسم کو اتنی زیادہ گرمی کی حاجت نہیں ہوتی لہذا اس موسم میں نباتات کی قسم سے غذا کھانی چاہیئے۔ جیسے ترکاریاں اور میوے اس موسم میں کثرت سے استعمال کرنے چاہئیں۔

(مترجم) سید خورشید علی

عثمانی خواتین

ہندوستان کی طرح ٹرکی بھی ایک ایسا ہی ملک ہے جسمیں مختلف قوم اور مختلف مذہب کے لوگ رہتے ہیں چنانچہ ان سب کی عورتیں ٹرکی میں رہنے کی وجہ سے ترکی خواتین کہلاتی ہیں مگر بڑے بڑے مذہبوں میں عیسائی۔ یہودی۔ اور مسلمان عورتیں ہیں۔ عیسائیوں میں خانہ بدوش۔ یونانی۔ آرمینیا والی۔ بلغاریا والی اور فرنگن عورتیں ہیں ان سب کی رسموں اور عادتوں میں بہت اختلاف ہے۔ یہودی عورتوں میں بھی دو قومیں ہیں +

مسلمانوں میں کردستان کی عورتیں سرکیشیا کی عورتیں البانیا کی عورتیں تاتاری عورتیں حبشی عورتیں اور عثمانی عورتیں ہیں ان سب کی حالت اور رسومات بھی ایک دوسرے سے الگ ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر عثمانی خواتین ہیں جو اصل ترکی خواتین کہلانے کی مستحق ہیں اس لیے میں ان کے حالات درج کرتی ہوں ان کے مکانات ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور ہر مکان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے باغیچے یا کم از کم ایک کیاری ضرور ہوتی ہے بازار کے رخ مکان کے دروازے اور کھڑکیاں ہوتی ہیں جن پر جالی کا کام ہوتا ہے پیچھے کے رخ مکان کا صحن اور باغ ہوتا ہے نیچے کی منزل میں جسکا دروازہ باہر کے رخ ہوتا ہے مردانہ ہوتا ہے جسے ترکی میں سلام لیک کہتے ہیں اوپر کی منزل میں زنانہ ہوتا ہے جسے ترکی میں حرم لیک کہتے ہیں گھروں میں

ہوتیں زمین پر نہیں بیٹھتیں بلکہ کمروں میں چاروں طرف دیوار سے لگے ہوئے
زمین سے کوئی دو فیٹ اونچے لمبے لمبے چبوترے سے کوچ کیطرح بنے ہوئے
ہوتے ہیں جنپر گدیلے وغیرہ بچھے ہوئے ہوتے ہیں اس ہی پر سب کرسی کی طرح نیچے
پاؤں لٹکا کر بیٹھتے ہیں کچھ کرسیاں اور چھوٹی چھوٹی میزیں بھی کمرے میں ہوتی ہیں
یہ میں اُن گھروں کا ذکر کرتی ہوں جن میں فرنگی طرز معاشرت کا اثر نہیں
ہوا ہے اور جن پر فرنگی اثر اپنا کام کر چکا ہے اون کے مکانات بالکل یورپین
بستر پر آراستہ ہوتے ہیں سونے کے کمرے میں پلنگ نہیں ہوتے بلکہ راتکو
سوتے وقت زمین پر بستر بچھا کر سوتے ہیں اور دن میں ان بستروں کو سمیٹ کر کے
الماریوں میں رکھدیتے ہیں بعض بعض گھروں میں پیانو باجہ ضرور ہوتا ہے
جس کے بجانے میں ترکی خواتین بڑی مشاق ہوتی ہیں +

یہ عورتیں اکثر نہایت حسین ہوتی ہیں اور رنگ انکا بہت صاف شفاف گورا
چٹا ہوتا ہے۔ باہر جانے کے لیے یہ برقعے استعمال کرتی ہیں اس برقعے کے
دو حصہ ہوتے ہیں۔ ایک حصہ تو بالکل ہمارے ہاں کے برقعے کیطرح کا ٹخنوں تک
بچا اور ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے یہ برقع عموماً کالے اپلکے کا ہوتا ہے اگرچہ کمسن
شوقین خواتین طرح طرح کے رنگوں اور ریشمی کپڑوں سے کے بناتی ہیں اس برقعے کے
دوسرے حصے کو نشیک کہتے ہیں اس ڈھیلے ڈھالے حصہ کو پہنکر نشیک کو سر پر باندھ
لیتے ہیں یہ بالکل نقاب کا کام دیتا ہے لیکن نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے
اور امیر عورتیں اسمیں موتی ہیرے جواہرات ٹانک لیتی ہیں گھر میں پہننے کیلیے
نئی روشنی والی خواتین کا تو عموماً یورپین لباس ہوتا ہے لیکن پرانے وضع کی

خواتین کا لباس یہ ہوتا ہے ایک ڈھیلا ڈھالا کرتہ اور شلوار جو عموماً لال ریشم کی ہوتی
ہے کرتہ کے اوپر ایک تنگ جاکٹ جو سینہ پر سے کھلی ہوئی ہوتی ہے اس کے
اوپر ایک اور جس کی آستینیں دامن دار اس سے بڑی جاکٹ پہنی جاتی ہے آستینیں تنگ
ہوتی ہیں مگر کلائی پر سے کٹی ہوئی ہوتی ہیں اس کے اوپر ریشم یا کلابتون کا کام بنا
بنا ہوا ہوتا ہے سر پر گول چھوٹی سی ٹوپی ہوتی ہے ہیرے جواہرات سے آراستہ
اوڑھی جاتی ہے۔ غریب عورتیں معمولی کام دار ٹوپیاں اوڑھتی ہیں دلہن کا
بھی یہی لباس ہوتا ہے +

(ایک عثمانی خاتون صبح سے شام تک کیا کرتی ہے)

خانم (ترکی میں بیگم کو کہتے ہیں خ کا تلفظ ح کا سا ہوتا ہے) صبح سویرے اٹھ کر
ایک کافی کی پیالی اور سگریٹ پیکر اپنے میاں کے واسطے حقہ کا فکر کرتی ہے پھر اپنے
لیے کافی بناتی ہے اور اپنے میاں کے پاس بیٹھی رہتی ہے۔ مامائیں وغیرہ اتنے میں بستر
طے کرتی ہیں اسوقت تک بچے بھی اٹھ بیٹھتے ہیں اور ڈھیلے ڈھیلے کرتے
پائجامے پہنے اپنے ماں باپ کی دست بوسی کے واسطے آتے ہیں اور پیسہ مانگنا
شروع کرتے ہیں اور پیسہ لیتے ہی دروازے کیطرف دوڑتے ہیں اور کوئی خوانچے
والا ملے تو بقال کی دوکان پر جاکر حلوا اور کیک اڑاتے ہیں تھوڑی دیر بعد بڑے
بچے تو غلام کے ساتھ (جسے ترکی میں لالہ کہتے ہیں) مکتب چلے جاتے ہیں اور چھوٹے
بچے ادھم مچاتے پھرتے ہیں میاں کے دفتر چلے جانے کے بعد خانم کھانے پکانے
میں مصروف ہوتی ہے اور ایک آدھ چیز اپنے ہاتھ سے بھی پکاتی ہے پھر لونڈیوں
سے کپڑے دھونیکا کام لیتی ہے لیکن میاں کے کپڑے خود اپنے ہاتھ سے دھوتی ہے

چونکہ اسے ڈر رہتا ہے کہ کہیں کوئی لونڈی ان کپڑوں پر کچھ پڑھکر۔ پھونک نہ دے اور ایک دن خود ہی خانم نہ بن جائے +

پرانے زمانے میں استنبول کی خواتین کا یہ حال ہے فی زمانہ شہر کی خواتین اپنا بیشتر وقت باتیں اور علم موسیقی سیکھنے اور کشیدہ کاڑھنے اور جالی وغیرہ کے کام کرنے میں صرف کرتی ہیں ان میں سے بعض مائل ہیں کہ یورپ کیطرح بے پردہ ہوں لیکن ابھی پرانے زمانے کے لوگ اعتراض کرتے ہیں +

لڑکیوں کو پہلے محلہ کے مکتب میں بھیجتی ہیں جہاں وہ قرآن شریف وغیرہ پڑھتی ہیں پھر مدرسوں میں بھیجی جاتی ہیں جہاں ترکی۔ اور فرانسیسی زبان میں مہارت حاصل کرتی ہیں امیر لڑکیوں پر یورپین گورنس ہوتی ہیں جو انکو باجہ بجانا نقشہ کشی۔ مصوری۔ اور یورپین زبانوں کی تعلیم دیتی ہیں +

ترکی خواتین اپنے چہرے کی زیبائش میں نہ صرف پوڈر کا استعمال کرتی ہیں بلکہ سرمہ بھویں اور تل بھی بناتی ہیں اور ہاتھ پاؤں میں مہندی بھی لگاتی ہیں۔ انکی شادی بیاہ اور بچے ہونے کی رسومات بھی نہایت دلچسپ ہیں اس خیال سے کہ ہماری رسومات سے بہت ملتی جلتی ہیں زچہ کے ماتھے پر بچہ ہونے کے بعد ایک لال قند کی پٹی باندھ دیتے ہیں جسکے سرے میں تعویذ بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور کمرے کے ایک کونے میں ایک لہسن کی پوٹلی ایک لکڑی میں باندھکر رکھدیتے ہیں تاکہ زچہ بچہ دونوں نظر گذر سے بچے رہتے ہیں بعض وقت جھاڑو بھی اس خیال سے زچہ کے پاس رکھدیتے ہیں۔ پھر بچے کا باپ گھر میں آکر بچے کو باہر لیجاتا ہے اور اس کے کان میں کلمہ اور اذان کہتا ہے اور پھر تین دفعہ اسکا نام اوسکو

سنا تا ہے زچہ کو کئی دن تک پانی طہارت یا پینے کے لیئے نہیں ملتا بلکہ ایک قسم کی اچھوانی دیجاتی ہے تیسرے دن سب رشتہ دار و نکو اور دوستو نکو بلائے دیئے جاتے ہیں اور بہت سے مہمان جمع ہوتے ہیں اور گانے بجانے والیاں بھی آتی ہیں جب سب مہمان چلے جاتے ہیں تو یہ دیکھنے کے لیئے کہ اُن مہمانوں میں سے کسی مہمان کی نظر زچہ بچہ کو تو نہیں لگی ایک ایک مہمان کا نام لیکر کالا دانہ انگیٹھی میں (جو پہلے سے روشن ہوتی ہے) ڈالا جاتا ہے جس کے نام کا کالا دانہ چٹختا ہے معلوم ہوا کہ اوس ہی کی نظر لگی ہے اسپر زچہ اور بچے کے سر کے بال تھوڑے تھوڑے کاٹکر آگ میں جلا کر زچہ بچہ دونوں کو ان بالوں کی دھونی دیتے ہیں پھر کسی عورت کو پوشیدہ طور پر بھیجا جاتا ہے کہ وہ کسی ترکیب سے اوس مہمان کا کپڑا لا دے پھر اوس کپڑے کو بھی جلا کر دھونی دیجاتی ہے (جیسے اپنے ہاں پاؤں کے نیچے کی مٹی کا ٹوٹکا ہوتا ہے) امیر آدمیوں کے ہاں یہ رسم آٹھویں دن ہوتی ہے اور غسل ہے کے لیے زچہ بچے کو حمام بڑے جلوس کے ساتھ لے جاتے ہیں بچے کی ختنہ پر بھی خوب دھوم دھام کی رسم کیجاتی ہے اس ہی طرح بسم اللہ اور ختم قرآن شریف کی بھی رسم ہوتی ہے +

شادی بیاہ

جب لڑکے کی شادی کا وقت آتا ہے تو اوسکی ماں ایسی عورتوں سے جو گھر گھر چیزیں فروخت کرتی پھرتی ہیں (جیسے اپنے ہاں گھر دنیں کپڑے والی حلوا سوہن والی ملائی والی وغیرہ وغیرہ عورتیں آتی ہیں) دریافت کرتی ہے کہ کیا کسی گھر میں بیاہ کے قابل کوئی خوبصورت لڑکی ہے اگر کسی لڑکی کا حال ان عورتوں

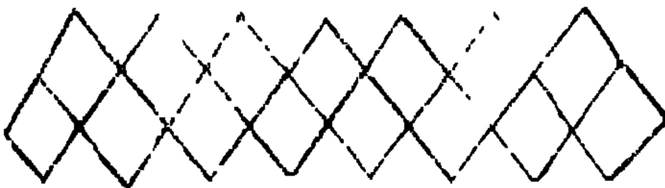
میں سے کسی کو معلوم ہوتا ہے تو بتلا دیتی ہیں ورنہ تلاش میں رہتی ہیں اور جب عورتیں تلاش
کر لیتی ہیں تو انکو اطلاع دیتی ہیں پھر یہ ان عورتوں کے ساتھ بلا تکلف لڑکیوں کو دیکھنے
جاتی ہیں تاعدہ یہ ہے کہ جب کسی کے گھر اس غرض سے جائیں تو دروازے پر پہونچتے ہی اس گھر
کی جو لونڈی انکا برقع اتارنے حاضر ہوتی ہے اوس لونڈی سے یہ اپنا مطلب کہدیتی ہیں پس
لونڈی جا کر سب سے لڑکی کی ماں کے کان میں انکا مطلب کہدیتی ہے اسپر یہ ہوتا ہے
کہ سب میں بڑی لڑکی کو علیحدہ لے جا کر خوب پہنا اوڑھا تے ہیں اور پھر اسکو مہمان کے
سامنے لاتے ہیں وہ لڑکی آتے ہی مہمان کی دست بوسی کرتی ہے اور پھر اوسکو قہوہ پیش کرتی ہے
جب مہمان قہوہ پی چکتی ہے تو پھر وہ لڑکی وہاں سے اٹھکر دوسری جگہ چلی جاتی ہے اوس کے
چلے جانے کے بعد لڑکے کی ماں کہتی ہے آ اندم تمھاری بیٹی تو چاند جیسی ہے ماشاء اللہ
بال تو دیکھو کیسے پیارے اور لمبے ہیں آنکھیں تو بالکل چشم آہو ہیں پھر وہ اپنے بیٹے کی
لیاقت اور خوبیوں کا ذکر کرتی ہے اور مہر وغیرہ کے متعلق گفتگو کرتی ہے اور لڑکی کی
عمر دریافت کرتی ہے کچھ جائیداد ہو تو اوسکا حال پوچھتی ہے اور آخر میں یہ کہکر رخصت
ہوتی ہے کہ اگر نصیب لڑ گئے تو انشاء اللہ یہ شادی ہو ہی جائیگی پس اسی طرح دس بارہ گھر
دیکھ آتی ہے اور ان سب لڑکیوں کا معائنہ کرتی ہے اور پھر جا کر اپنے میاں اور بیٹے
سے کل کیفیت کا حال بیان کرتی ہے جب کہیں بات قرار پاتی ہے تو دولہا کی طرف سے انگوٹھی
اور ہستی آئینہ وغیرہ قسم کی چیزیں دلہن کے لئے بھیجی جاتی ہیں اور اوس کے بدلے میں کشمیری
شال وغیرہ چیزیں دولہا کو ملتی ہیں پھر دولہا کی ماں کچھ لال ریشم کا کپڑا اور کچھ نقل
لیکر خود دلہن کے ہاں جاتی ہے وہ کپڑا دلہن کے ہاں جا کر بچھتا ہے اور اوسپر
چلکر دلہن اپنی ساس کی دست بوسی کو آتی ہے جو اسکو مٹھائی اور دعا دیتی ہے آدھا نقل تو
دلہن کھلاتی ہے اور آدھا نقل دولہا کی ماں کو دیا جاتا ہے کہ وہ واپس دولہا کے لیے لیجائیں اس کے بعد کچھ اور بھی دین لین کی رسمیں ہوتی ہیں۔ (باقی آئندہ) مسز زاہدی بہاولپور

چنپا

۔۔ دو قسم کی ہوتی ہے۔ اکہری۔ اور دوہری اکہری چنپا کی صورت یہ ہے
کہ پتلی دھنک کو ریشم کے ڈورے سے موڑ موڑ کر سئیں اور پھر تولی
کے آگے ٹانک لیں اسکی مشق اچھی طرح کرنے کے لیے بہتر ہوگا کہ پہلے
کاغذ کا ایک بڑا سا ٹکڑا کاٹ کر اسطرح موڑ موڑ کر تیار کریں نقطوں سے
نشان لگے ہیں جو بنانے وقت لگے ہیں کپڑے پر لگانے وقت لوگ
ٹانک سیتے ہیں +



اب رہی دوہری چنپا یہ بھی چوڑی دھنک کو اسیطرح موڑ موڑ کر بناتے
ہیں دونو طرف [illegible] بیچ میں کڑی سی بن جاتی ہے اسکو زیادہ [illegible]
[illegible] بیچ میں ملتے ہیں بہتر ہوگا۔ اسکی مشق بھی پہلے کاغذ سے
کر لیں اسکی شکل یہ ہے +



سیدۃ النساء

مذہب بالکل علیحدہ ہو کر بھی اگر غور کریں تو سیدہ فاطمہ کی زندگی بیوی ہونے کی حیثیت سے درحقیقت اسی قابل تھی کہ حضرت علی کی زبان سے یہی لفظ نکلتے شادی کے بعد سے آخر وقت تک ہر واقعہ تیار رہا ہے کہ شوہر کی رضامندی کے مقابلہ میں حضرت سیدہ نے دنیا کی تمام چیزیں ہیچ سمجھیں اگر کبھی بشریت کے تقاضے سے ایسا اتفاق ہوا بھی کہ میاں بیوی میں کشمکش ہوگئی تو مقدس باپ نے بیٹی پر اپنی ناخوشی ظاہر کی۔

کتنے خوش نصیب تھے وہ میاں بیوی جنکا مقصد زندگی کو سلوک سے گذرنا تھا اور ہزاروں درود اور سلام اس باپ پر جسنے ہمیشہ اپنے ہی کلیجہ کے ٹکڑے کو شوہر کے رہنی رکھنے کا حکم دیا ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سیدہ فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کسی بات پر حضرت علی کی ناخوشی اور پھر ملاپ کا حال بیان کیا رسالتمآب نے جواب دیا فاطمہ اگر تیرا دم اس حالت میں نکلجاتا جب شوہر ناخوش تھا تو خدا کی قسم میں بھی تجھ سے ناخوش رہتا۔

ابن عبد اللہ اندلسی ابن ابی سفیان کی روایت سے لکھتا ہے کہ ایک روز حسن علیہ السلام اپنے نانا کے پاس حاضر ہوئے اور کوئی ایسی بات کہی جسکو سنکر رسالتمآب کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اٹھے اور خود فاطمہ کے گھر میں تشریف

گو دہر یہ یہ جانے۔ یہ جھوٹے ہیں نشانے — خالق تجھے نہ مانے۔ لیکن تو ہی ہے بانی

عقل اسکی پر خلل ہے تو علت العلل[1] ہے — ہر جا ترا محل ہے پھر ہے تو لامکانی

قدرت کے کارخانے لقمان بھی نہ جانے — گمراہ سب ہیں مانے۔ در شوق راز دانی

کھے عقل پر جو پھولے سر سمل ادھر ہیں جھولے — آخر کو راہ بھولے ہے دام لن ترانی

دریا میں تجکو ڈھونڈا صحرا میں تجکو ڈھونڈا — دنیا میں تجکو ڈھونڈا۔ عالم کی خاک چھانی

یوں عمر سب گنوائی۔ پر تھا نہ تیری پائی — آنکو منہ کی کھائی ہے دو جہان کے بانی

ہر شے سے ہے تو اعلیٰ۔ ہر چیز سے نرالا — وہم و گماں سے بالا ہے لامکاں[2] مکانی

انساں[3] میں کب طاقت۔ لکھے جو تیری مدحت — پھر مجھ سا کم لیاقت۔ اور تیری حمد خوانی

تعریف تیری اے رب ہے عرش سے ہو سکے کب — عاجز ہیں اسجگہ سب۔ انسیٰ ہوں یا کہ جانی[4]

اسعد حسین سسرہتہ۔

---

[1] سب سببوں کا سبب یعنی ہر بات کی وجہ ۱۲
[2] لامکان کے رہنے والے ۱۲
[3] انسان ۱۲
[4] جن ۱۲

عصمت کی لاج

جن بہنوں اور بھائیوں نے عصمت کی اشاعت پر توجہ فرمائی ہے۔ انکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور امید ہے کہ باقی بہنیں اور بھائی بھی اسطرف توجہ فرمائیں گے اور عصمت کی لاج میں شریک ہونگے +

دیوان المشائخ ڈپٹی امام الدین صاحب اجمیر	یک	بابو جان محمد صاحب ڈیرہ غازی خاں	یک
جی۔ ایم حسن صاحب۔ پونہ	یک	منشی غلام دستگیر صاحب	یک
محمد صالح صاحب بنگلور	دو	خواجہ رحمت اللہ صاحب اسلام پور	یک
سید امداد حسین صاحب جونپور	یک	مسز محمد ذکی صاحب اناؤ	یک

بزم عصمت

۶ اگست کو شام کے پانچ بجے محترمہ بہن بلقیس جہاں بیگم صاحبہ کی گھڑی کا قرعہ [illegible] بہن اکبری بیگم صاحبہ اور [illegible] بیگم صاحبہ الخیریہ کی موجودگی میں تمام خریداران عصمت کے نام ڈالا گیا۔ بہن بلقیس جہاں بیگم صاحبہ کی چھوٹی بچی فرخ جہاں سلمہا نے پرچہ اٹھایا تھا جس پر خریدار نمبر ۶۲۳ مس حشمت آرا بیگم صاحبہ لکھنؤ کے نام قرعہ نکلا۔ گھڑی خاتون موصوف کی خدمت میں روانہ کر دی گئی +

عصمت کے ہفتہ وار کرنے کے متعلق اس قدر کثرت سے خطوط آ رہے ہیں کہ میں ان کے جواب دینے سے مجبور ہوں۔ میں اپنی بہنوں کی ممنون ہوں کہ وہ عصمت کو اس قدر زیادہ پیار سے سمجھتی ہیں۔ امید ہے کہ باقی بہنیں بھی اپنی رائے سے جلد اطلاع دیں گی +

خریداران عصمت میں سے جو بہنیں اس معمہ کو حل کریں گی ان کو نمبر اول کتاب قیمتی ایک روپیہ [illegible] دی جائے گی +

(۱) [illegible] کونسا چھ حرف کا لفظ ہے جو [illegible] کے [illegible] جاتا ہے

(۲) [illegible] چھٹا پانچواں اور چوتھا حرف [illegible] کے لیے [illegible] ہے۔

(۳) چھٹا پانچواں اور دوسرا حرف [illegible] ایک [illegible] ہے۔

(۴) تیسرا پانچواں اور چھٹا حرف [illegible] نہیں ہے۔

(۵) دوسرا تیسرا اور چوتھا حرف کھانے کی ایک چیز ہے۔

(۶) دوسرے اور چھٹے حرف سے جو چاہیں بنا لیں۔

(۷) چھٹا پانچواں دوسرا اور پہلا مصالحہ ڈالنے کی ضروری چیز ہے +

عالم نسواں

ہر ہائی نس بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی تشریف آوری سے علیگڈھ کالج کو رونق بخشی اور کالج کو دیکھکر بہت خوش ہوئیں +

بوبیلا (مدراس) کی مہارانی صاحبہ نے اپنے علاقہ کے یادگاری فنڈ ملکہ معظم میں ایکہزار روپیہ دیا +

نمائش الہ آباد میں عکسی تصویروں کی بھی نمائش ہوگی پردہ نشین مستورات اس نمائش میں جو یکم دسمبر ۱۹۱۰ء کو کھلیگی اپنے کام کے نمونہ بھجوا سکتی ہیں کولر صاحب ڈائرکٹر اودہ الہ آباد سے اس معاملہ میں خط وکتابت ہونی چاہیئے +

دکن کے ایک زمیندار نے اپنی لڑکی کی شادی کے موقعہ پر ایکہزار روپیہ تعلیمی کاموں میں دینے کا اعلان کیا ہے +

ہمارے نئے وائسرائے کی اہلیہ محترم لیڈی ہارڈنگ صاحبہ ۱۸ نومبر کو بمبئی پہنچ جائینگی +

امریکہ میں ایک لیڈی ڈاکٹر مریض کو بجائے کلوروفارم سنگھا کر بیہوش کرنے کے برقی اثر سے بے ہوش کردیتی ہیں۔ مریض کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی صرف وہ جگہ جہاں عمل جراحی کی ضرورت رہتی ہے بیحس کردیا جاتا ہے۔ امریکہ میں اس ایجاد کا بہت چرچہ ہورہا ہے۔

جہلم میں ایک فوجی سپاہی نے اپنی بیوی سے ناراض ہوکر اسے خوب پیٹا اور پھر آگ سے اسکا بدن کئی جگہہ سے جلا دیا عدالت نے اس بیرحم ظالم سپاہی کو سات مہینے قید اور تیس روپے جرمانہ کی سزا دی

فوراً ضرورت ہے

ہندوستانی ریاست میں ایک بیگم صاحبہ کے پاس رہنے اور انکو پڑھانے کے لیے ایک شریف خاندان مسلمان خاتون کی جو اردو لکھنا پڑھنا بہت عمدہ طور پر جانتی ہوں۔ اور معمولی حساب کتاب سے واقف ہوں اور ان کو سکھلا بھی سکتی ہوں۔ زبان انگریزی میں خاص مہارت رکھتی ہوں۔ اور سینے پرونے اور کھانے پکانے کے کام میں پوری دستگاہ رکھتی ہوں۔ عمر پینتیس برس سے کم نہو۔ دہلی۔ یا ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی رہنے والیوں کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ معقول حسب لیاقت علاوہ کھانے کے دیجاوے گی +

نیز دو معتبر خادماؤں کی بھی ضرورت ہے جنکو وہ اپنے ہمراہ لاویں ان خادماؤں کو بھی علاوہ کھانے کے تنخواہ اون کی حیثیت کے مطابق دی جاوے گی +

جملہ درخواستیں بنام معرفت رسالہ عصمت دہلی

یکم ستمبر ۱۹۱۰ء سے قبل آنی چاہییں۔ اور اگر کوئی اسناد ہوں تو اون کی نقل بھی شامل درخواست بھیجنی چاہئیں۔ جو واپس نہونگی + مضمون درخواست خود اپنے قلم سے لکھنا چاہیئے +

قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ

علیجناب شمس العلما مولانا حاجی حافظ مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور جنہوں نے اس حمائل شریف کی تصحیح بھی فرمائی یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب فاضل مولوی حکیم غلام محی الدین نے جس حسن و خوبی اور عمدگی و خوبی صنعت سے اس حمائل شریف کو لکھا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حمائل شریف جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رسم الخط کے مطابق لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تصحیح کے بارے میں نے اس حمائل شریف کو اول سے آخر تک پڑھا اور اسے صحیح پایا۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ سب اعلیٰ ہیں۔ میں بڑے زور سے سفارش کرتا ہوں کہ اس اعجاز صنعت حمائل شریف کو بطور تبرک ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنا چاہیے۔

نیز مندرجہ ذیل جناب علماء کرام بھی تمام مسلمانوں کو اس کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں۔

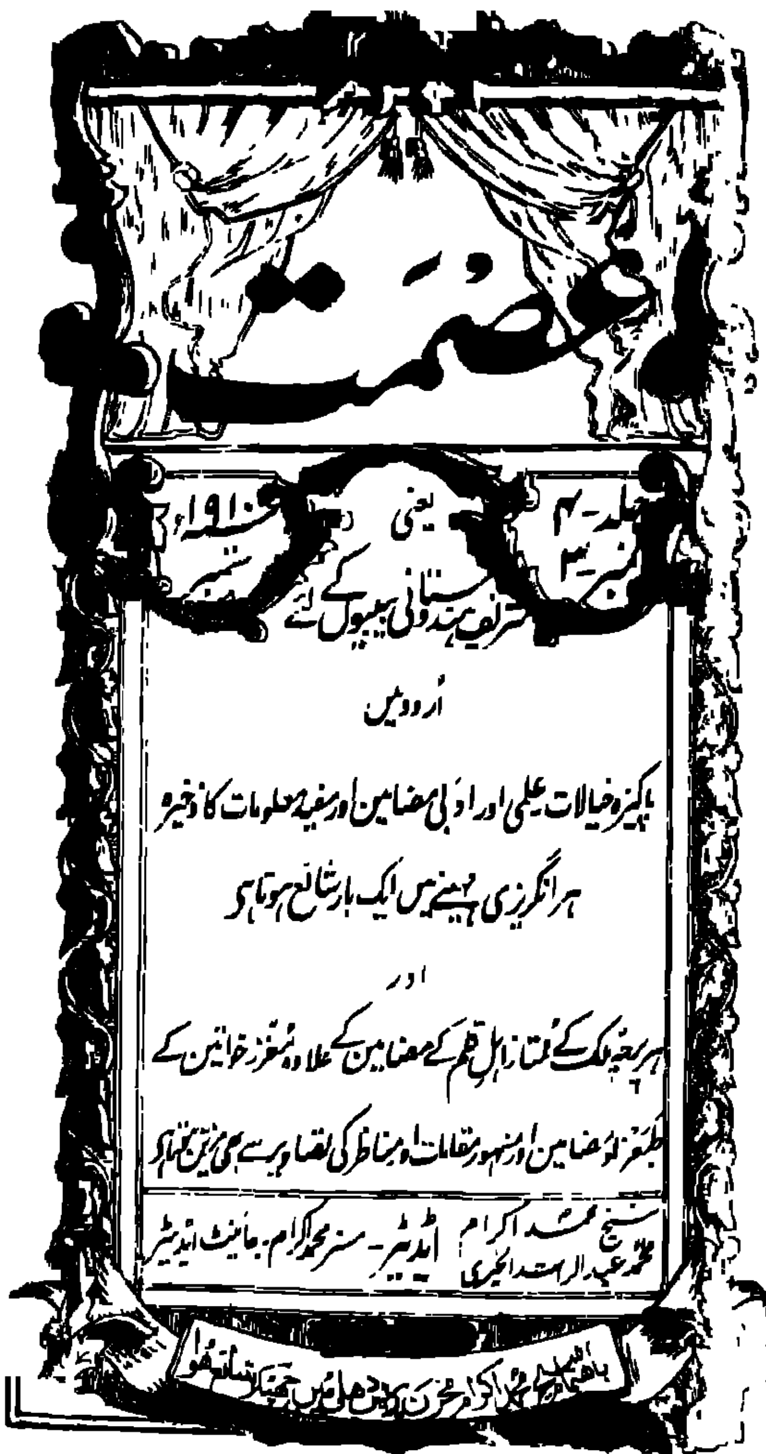
(۱) قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کا معجزہ تو قریباً ہر ایک مسلمان کو معلوم ہے لیکن اس کا نیا معجزہ صحت تحریر ہے۔ (۲) چنانچہ حمائل شریف اعجاز صنعت جس کا یہ اشتہار ہے اس کے ۱۲ (۳) صفحات ہیں اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں اس حیثیت یعنی درمیانی سطر (۴) سے اوپر اور نیچے پانچ پانچ سطریں ہیں اور صفحہ تحریر ہے (۵) کہ اس حمائل شریف کے تمام صفحات میں ایک صفحہ کی درمیانی سطر (۶) سے اوپر والی پانچوں سطروں کا نیچے والی سطروں سے مقابلہ کیجئے (۷) ہر صفحہ میں جن جن حروف سے اوپر والی سطریں شروع ہوتی ہیں انہیں (۸) حروف سے نیچے والی سطریں شروع ہوتی ہیں اور درمیانی چھٹی سطر (۹) مقابل مقابل کے صفحہ کی درمیانی چھٹی سطر سے بالکل آمنے سامنے ہیں۔ (۱۰) سارے قرآن شریف میں ایسی صحتی تحریر کا ہونا معجزہ قرآن نہیں تو کیا ہے۔ اس سے پہلے کبھی لکھی گئی اور نہ چھپی ہے۔

شمس العلما مولوی عبد الحکیم صاحب صدر انجمن حمایت پروفیسر فارسی دار العلوم مشرقی و فیلو یونیورسٹی لاہور۔
شمس العلما قاضی میر احمد صاحب صوفی صاحب عراقی۔ اول مسلم علوم مشرقی سینٹرل ماڈل اسکول لاہور۔
جناب مولوی غلام [illegible] صاحب صدیقی پروفیسر اسلامیہ کالج
جناب مولوی [illegible] صاحب پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور
جناب مولوی محمد باقر صاحب پروفیسر عربی مشن کالج لاہور۔
جناب مولوی محمد شفیع صاحب نگوی امام خطیب شاہی مسجد لاہور۔

ایک سو روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو ثابت کر دے کہ حمائل شریف اعجاز صنعت کی مندرجہ بالا خوبیوں کے سوا کہیں کسی قسم کا تصنع استعمال کیا گیا ہو (۱) اعجاز صنعت حمائل شریف اپنی طرز کی پہلی حمائل ہے ایسی صحتی حمائل شریف دنیا بھر میں اس سے پہلے کبھی لکھی گئی اور نہ چھپی ہے۔

ہدیہ حمائل شریف مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:۔ مولوی حکیم غلام محی الدین ناظم دار المصنفین کشمیری بازار لاہور



عصمت

جلد ۴ نمبر ۳
ستمبر ۱۹۱۰ء

یعنی

شریف ہندوستانی بیبیوں کے لئے

اُردو میں

پاکیزہ خیالات علمی اور ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ذخیرہ

ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اور

ہر مہینے ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے

طبعزاد مضامین اور مشہور مقامات و مناظر کی تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے

شیخ محمد اکرام
محمد عبد الراشد الخیری
ایڈیٹر — مسز محمد اکرام جائنٹ ایڈیٹر

باہتمام شیخ محمد اکرام محرر کے دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت سالانہ معہ محصول ۱ ؎

خواتین ہند کے لیے نعمت عظمیٰ

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب نے دہلی میں ایک مستقل شفاخانہ زنانہ قائم کر کے مستورات ہند کی
اُن مہلک مصیبت کو دور کرنے کا انتظام فرمایا ہے جو بیماری میں مستورات کو عموماً خاص کر وقت کافی طبی امداد نہ ملنے سے
پیش آتی ہے۔ ہندوستانی دواخانہ دہلی اس زنانہ شفاخانہ کو اپنی آمدنی دیتا ہے۔ اس دواخانہ کی ایک غرض
یہ بھی ہے کہ طب یونانی اور طب ویدک کی وہ ادویات جو ہمیشہ کام میں آتی رہتی ہیں۔ بے حد مفید خاص مجرب ہیں
حکماء کی بیاض ہیں محفوظ چلی آتی ہیں۔ نسخہ کے مطابق تیار کرے۔ اور خالص ادویات زنانہ کی عام شکایات کو دور
کرے۔ ذیل میں مستورات کے متعلق اس دواخانہ کی چند مجرب دوائیں درج کیجاتی ہیں۔ چونکہ ہندوستانی دواخانہ مستورات
کی خدمت اور ہمدردی کیلئے وقف ہے۔ اس لیے جو خواتین کسی پرانی بیماری کے مشکل علاج کے لیے طبی
مشورہ اور مدد کی خواہشمند ہوں گی۔ اُن کے خط کو بند کا بند عالیجناب حاذق الملک کی خدمت میں پیش کر دیا
جائیگا اور جو کچھ جناب ممدوح تجویز فرمائیں گے وہ اُنکو بھیج دیا جائیگا۔ بیماری کی کیفیت واضح طور پر مگر اختصار کے
ساتھ لکھیئے۔ نہایت اخفا اور رازداری کیساتھ خواتین کی اس خدمت کو انجام دیا جائیگا +

مستورات کے لیے چند خاص دوائیں

حب مروارید

اس زمانہ میں اکثر خواتین ناتوان کر دینے والی شکایات میں مبتلا رہتی ہیں۔ طبیعت کا سُست رہنا۔ کلیجہ پر گرمی کا ہونا۔ ملول دل اُداس پریشان رہنا۔ دماغ کا کمزور ہو جانا
کھل کر بھوک نہ لگنی اور روز بروز قوت میں کمی معلوم ہونی۔ یہ گولیاں اس مقوی استعمال کرنے سے چند
روز میں فائدہ ہو جائے گا۔ اور عمدہ صحت کا حاصل ہو جانا محسوس ہوگا۔ یہ دوا بے حد مفید ثابت ہوئی ہے

ترکیب استعمال۔ صبح اور شام کو ایک ایک یا دو دو گولیاں عرق عنبر کے ساتھ
یا ویسے ہی کھالی جائیں۔ قیمت۔ فی تولہ چھ روپے ([illegible])

خط کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ

تار کا پتہ۔ ”ہینڈ سینٹر“





فہرست مضامین رسالہ عصمت بابتہ ماہ ستمبر ۱۹۱۰ عیسوی

عصمت

مظلوم کی فریاد

قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری تھی جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

مرزا غالب کا یہ شعر مشکل ہو یا آسان مگر ہر لفظ کلیجہ میں گڑنے والا ہے اصلی معنی کچھ ہی ہوں مگر ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایک بدنصیب بلبل صیاد کے پھندے میں آ پھنسی بہار کا موسم تھا باغ پھولوں سے مہک رہا تھا ہزاروں ارمان دل میں تھے مگر صیاد کے ظلم نے ساری امنگوں کا خاتمہ کر دیا باغ چھوٹا پھول چھوٹے آشیاں چھوٹا اور ان سب کے بدلے قفس کی تیلیاں اور صیاد کا آب و دانہ میسر ہوا بہتیرا سر ٹکرایا ہر چند پھڑپھڑائی مگر رہائی نہ ہوئی نہ جان نکلی اسی حالتِ یاس میں دن پورے کر رہی تھی کہ صیاد نے ایک اور بلبل کو پکڑا اور اسی پنجرے میں قید کیا۔ وہ دل جو چمن کے چھٹنے سے تمام ارمان جن کی ساری آرزوئیں بے رحم صیاد نے ختم کر دی تھیں، ایک ہم وطن کی صورت دیکھ کر جی تازہ ہوا نئی بلبل سے ایک ایک کی خیر صلاح پوچھی سنبل کا درخت کس طرح ہے؟ گلاب کا پودا اچھا ہے میرے آشیاں کی کیا خبر ہے؟-

بلبل تو گرفتار باغ کا مفصل حال بیان کرتے کرتے اتنا کہہ کر رک گئی کہ کل یہ تو گرفتاری سے کچھ دیر پہلے تیرے آشیان پر بجلی گری اور جلا کر خاک کر دیا بہت بھرا دل یہ سنکر کہتا ہے کہ پیاری بہن ڈر نہیں صاف صاف کہہ اب وہ آشیان میرا نہیں ہے میں کہاں اور وہ کہاں نہ اس قفس سے چھوٹوں گی نہ آشیان کی صورت دیکھوں گی +

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری تھی جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

کم و بیش ایسی ہی حالت آجکل ہمارے ہاں بیویوں کی ہے ایک خطبۂ نکاح نے اسے تیرہ چودہ برس کے عزیز دم بھر میں چھڑوا دیئے اور ایک ایسے کے قبضہ میں پہنچا دیا جس کے اوپر زندگی کا تمام دار و مدار ہے۔

ماں باپ غیروں کی طرح الگ ہو گئے سہیلیاں ہمجولیاں بہنیں بھاوجیں سب چھوٹیں اور تقدیر نے ایک ایسے گھر میں لا ڈالا جسکی پہلے صورت بھی نہ دیکھی تھی یہ سب کیوں؟ اس امید پر کہ سمجھدار شوہر قدر کریں گے دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ یہ کون ہیں کہاں سے آئیں کیوں آئیں؟ انکو روٹی نصیب نہ تھی۔ کپڑے کو محتاج تھیں رہنے کو جگہ نہ تھی ماں باپ انکو دو بھر تھیں آخر کوئی تو وجہ تھی کہ جنھوں نے دکھ سہے مصیبتیں جھیلکر پالا پوسا وہ بالکل ہی لا دوست ہو گئے یا دم بھر آنکھ سے اوجھل کرتے نہ روادار نہ تھے یا مہینوں ہو جائیں اور آکر خبر نہ لیں۔ ایک ایسے شخص کے اوپر جو ابتک قطعی غیر تھا اپنے تمام حقوق قربان کر دینے اور جان بیچکر سودا کیا۔ اگر ایسا سودا کرنے والے ٹوٹا بھگتیں تو ان کے بد نصیب ہونے میں کسے کلام۔

افسوس آتا ہے اُن شوہروں کی حالت دیکھکر جو بیوی کے معنی ہی خدمتگذار کے
سمجھتے ہیں مانا کہ بعض جگہ بیویوں کی قدر وہ ہو رہی ہے جو ہونی چاہیئے۔ مگر ان سے
بہت زیادہ جگہ وہ مٹی پلید ہو رہی ہے جو نہ ہونی چاہیے۔ میاں۔ ساس خسر۔ نند
نندوں کے بچے۔ دیور جیٹھ۔ اِن کی اولاد غرض اِن سب کو رضامند رکھنا اس کا
فرض ہے۔ کوسنے۔ فضیحتاں طعن تشنیع اسکا انعام طلاق کا ڈراوا۔ دوسرے
نکاح کی دہمکی اسکی خدمتوں کا صلہ۔ جن بیچاریوں نے کبھی خواب میں بھی محنت نہ کی
تھی دن بھر پاپڑ بیلیں ایک ایک کا آگا تاگا ایک ایک کی للّو پتّو غرض زندگی۔
کیا ہوئی وبال ہو گئی پکاؤ، ریندھو، سیو، پروؤ۔ جھاڑو دبہاڑو، لیپو پوتو۔ غرض گھل
گھلکر خاک اور جل جلکر کوئلہ ہو جاؤ مگر پھر کسی کے بھاویں ہیں۔ آنے جانے والے
جھوٹی تہمتیں۔ طعنے جلنے والے نے کیڑے ڈالیں۔ زبان دراز وہ۔ کام چور وہ چغلخور
وہ بے ڈھنگی وہ غرض کوئی عیب ایسا نہیں جو اعمال نامہ میں موجود نہ ہو۔
ناقص العقل اس کا خطاب بیوقوف اسکا لقب۔ مختصر یہ کہ کتے کی زندگی اس سے
بہتر ہے جسکو موت کی بھی تمنا نہیں ہوتی یہ بحث کہ جو بیویاں اپنے فرض ادا
نہیں کرتیں کس سلوک کی مستحق ہیں۔ یا بیویوں پہ شوہروں کے کیا حقوق ہیں
آیندہ سہی، وقت تو افسوس اس کا ہے کہ آج نوبت یہاں تک پہنچی۔
کہ بہت سے خدا کے بندے بیویوں کے مقابلہ میں انسانیت ہی کھو بیٹھے ہمارے
خیال میں کسی شخص کی آیندہ زندگی برباد کرنے سے۔ زیادہ نہ کوئی بڑا گناہ ہے
نہ ظلم۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن یہ گل کھل رہے ہیں، اور پھر مزہ یہ کہ کرتے
ہیں اور سمجھتے ہیں خوب کہاں ہیں مذہب کی آڑ کہیں ضرورت کا بہانہ۔ اگر اسلام کے

یعنی اور انسانیت کی صفت سے تو اسلام اور انسانیت دونوں کو اسلام
ی بزرگ کا مقولہ ہے کہ آپ بچائیو اسلام کو ان لوگوں سے جو اس کی
ن اٹھاتے ہیں۔

تعجب ہے کہ ان کا ایمان انکو کبھی ملامت نہیں کرتا اور وہ نہیں سوچتے کہ
می اپنی تمام ضرورتیں پوری ہوں مزے سے زندگی بسر کریں کسی قسم کا غم پاس
ار بچے اچھے سے اچھا کھائیں بہتر سے بہتر پہنیں عیش کریں آرام کریں غرض
دنیا ان کے واسطے جنت ہو مگر وہ بے گناہ، وہ جو ان ہی جیسی آدمی ان ہی
جیسی ضرورتیں رکھنے والی ہے محض انکی غفلت خود غرضی اور نفس پروری سے
بد ترین مخلوق ہو جائے اور ہوتے ہوتے یہاں تک پونہچے کہ موت کی منتظر
رہ زندگی جیسی نعمت سے بیزار ہو۔

یہ ہم جانتے ہیں اور ہم کیا دنیا جانتی ہے کہ کیسا ہی ظالم اور کتنا ہی کٹر کیوں
نہ ہو مرد ہو عورت ہو سنگدل ہو رحم دل ہو ظلم کی سزا اسکی کا بدلا دنیا میں
میں ملتا وہ شخص جو آپ چین کرتا اور مزے اڑاتا پھرتا ہے اگر اسکی بیوی دکھ
سہے مصیبتیں جھیلے اسکی بلا سے اس کے پاس سوا اس کے ایمان کے
کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس کے کارنامے اسے سمجھائے جب وہ ایمان ہی
نہ رہا تو ڈر کیا۔ لحاظ انسانیت سب ختم ہوئے اسکی ضرورتیں پوری ہو رہی
ہیں وہ کیوں سوچنے لگا کہ ایک مظلوم ایسی مظلوم جسکو میں نے کہیں کا نہ رکھا جو
سب کچھ مجھ سے لٹا بیٹھی جس نے دنیا کی سب سے بڑی نعمت زندگی مجھ پر نثار کر دی جسکو
دنیا میں خوش رہنے کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا مجھے میری وجہ سے تڑپ تڑپ کر

دن اور بیٹھے بیٹھے راتیں بسر کر رہی ہے اسکو کیوں خیال آئے کہ یہ دکھتی ہوئی
انگیٹھیاں یہ نرم نرم تکیے اور گرم گرم بچھونے مجھ پر حرام ہیں اس لیئے کہ وہ رنج
غم کی شریک عمر بھر کی ساتھی دکھ درد کی رفیق جس سے نباہ کا وعدہ اور وفاداری
کا اقرار تھا آج جاڑوں کی پہاڑ سی راتیں ٹھنڈی کیڑوں میں گھڑیاں گن گن کر
کاٹ رہی ہے +

زمرہ میں ایسی بہت سی اللہ کی بندیاں جو آنکھ نہیں رکھتیں جاؤ چونجلوں سے
بلیں مگر وہ ساری العمر آ میکے ہی تک تھی۔ ظالم شوہر دل کے پتھر دل بےبخت
ہاتھوں نے کنوارپنے کے ساتھ ہی دنیا کی بہار ختم کر دی جنکا محبت بھری
معلوم ہوئی تھی زہر میں بجھی نکلی جس دم سے قبر تک ساتھ دینے کی امیدیں
تھیں طوطے کی طرح دیدے بدل گیا +

یہ شوہر والی رانڈیں وارث رکھتی بے وارثیاں اور بیواؤں سے بدتر گھٹ سہاگیا
اپنے دن پورے کر رہی ہیں اور ان کے پھوڑا دل جنہوں نے اندر ہی اندر
رِس رِس کر انکو قبر میں جھکا دیں ایک ایک صورت کو حسرت سے تک رہے ہیں، دنیا انکے
لیے دوزخ ہے اور کوئی اتنا نہیں کہ ان دکھیاریوں کی مدد کرے مگر یہ مصیبت
سدا رہنے والی نہیں۔ ایک زبردست مددگار کی توقع موجود ہے۔ دن اس کے
انتظار میں گذر رہے ہیں اور راتیں اسکی راہ میں بیت رہی ہیں۔ قریب ہے کہ وہ مسیحا
ربق موت انکی مصیبتوں کو ختم کر دے جسطرح میکے سے وداع ہو کر یہ سسرال آئیں
اسی طرح سسرال سے رخصت ہو کر قبر میں پہنچینگی۔ دنیا ان سے چھوٹ جائیگی۔
مگر یہ ایسی یاد چھوڑ جائینگی کہ دنیا کے سننے والے ان کے نام سر آنکھوں پر رکھیں گے

(۲)

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

آج کے دن کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا مگر ہاں جو کچھ کرتے تھے اس کا بدلہ ملیگا۔

جو دنیا رنگ برنگ کے جلوے دکھا اور مزے مزے کی باتیں سنا رہی تھی بیوفا نکلی جس عمر پر بڑا بھروسہ اور پوری تقویت تھی پل مارتے میں ختم ہوئی اور یوم الحساب سر پر آپہنچا۔ دنیوی حکومتیں چار دن کا دور دورہ تھا آج اُس حقیقی بادشاہ کا راج ہے جس کی سلطنت کو کبھی زوال نہیں اور جس کے فیصلہ کا اپیل ہے نہ مرافعہ۔ بڑی بڑی سلطنتوں کے تاجدار سرنگوں کھڑے ہیں اور ہوا کانوں میں یہ صدا پہنچا رہی ہے۔

یہ ہے وہ دن جسمیں بدلہ دینے کا وعدہ تھا۔

ایک وسیع میدان مردوں عورتوں سے پٹا پڑا ہے فریادیوں کے غول سے دفعتہً عورتوں کا ایک گروہ علیحدہ ہوا اور ایک عورت نے یہ فریاد شروع کی۔

بادشاہوں کے بادشاہ بے وارثوں کے وارث بدنصیبوں کی فریاد رس اور دکھیاریوں کا فیصلہ کر ہم ہیں وہ کمبخت جن پر دنیا کا عیش حرام اور جینا وبال کیا گیا۔ سچے معبود عمر کی کوئی گھڑی اور زندگی کا کوئی لمحہ سکھ سے نہ گذرا یا الہ العالمین شوہروں نے ہمیں دھوکا دیا۔ اور ہماری زندگی دوزخ کر دی ان پیاروں نے ہمارا جو ہم پر پروانہ تھے ایسے پنجرے میں قید کیا کہ عمریں سر ٹکراتے بسر ہوئیں دنیا کی کسی نعمت کا لطف ہمیں اٹھانا نصیب نہوا۔ ہم نے ان شوہروں کی اطاعت میں کمی نہ کی نوکروں سے زیادہ خدمت اور عزیزوں سے

بڑھکر محبت کی مرگئے اور ان کی آن بان میں فرق نہ آنے پایا۔ کٹ جائے
یہ زبان اگر ان کی شکایت کی ہو اور جل جائیں یہ ہونٹ اگر ان کو بد دعا دی ہو
راتیں اِس آرزو میں صبح اور دن اِس اُمید پر شام کئے کہ ان کو ہماری حالت
پر رحم آئے مگر اے آسمان و زمین کے بادشاہ ان کے مشغلوں نے انہیں اتنی
فرصت نہ دی کہ یہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتے۔ ماں باپ جیسی نعمت علم جیسی
دولت، بےفکری جیسی راحت اُن کی نذر کی گھر چھوڑا بار چھوڑا۔ برسوں کا رشتہ توڑا
پیاروں سے منہ موڑا مگر اس کا پھل یہ ہوا کہ سسک سسک کر دن کاٹے
اور جھلس جھلس کر وقت گذارا۔ یہ ہمکو عمر بھر سبق دیتے رہنے کے وعدوں اور
قبر تک ساتھ دینے کے اقراروں پر لائے مگر اب یہ کیا۔ اے طاقتور دولت
کے مالک رات کی سیاہی میں کالا بھنور آسمان ہمارے سر پر ہوتا۔ بجلی چمکتی
بادل گرجتا چور آتے دیواریں گرتیں دکھ ہوتے بیماری ہوتی اور یہ سنگدل
آج تیرے حضور میں حاضر ہیں۔ دیوانی جھگڑے اٹھا لے اور رحم سے اتنا پوچھے
کہ کیونکر گذری اور کیا گذری۔ اے عدل حقیقی کا وعدہ کرنے والے حاکم عمر
اِس امید پر ختم کی ہے کہ آج تیرے دربار سے داد ملے گی۔ ہم مظلوموں
کی حمایت سے اور وہ لوگ جو ہماری مصیبتوں پر ہنستے آج انہیں دکھا دے
کہ جنکا کوئی نہیں ان کا تو۔ تو وہ جسکی تسبیح سمندر میں مچھلیاں، ہوا میں پرند
جنگل میں درند زمین پر آدمی۔ آسمان پر فرشتے کر رہے ہیں تو وہ جسکو
سب نے دنیا میں پوجا۔ آج دین میں تمہارے صبر کا بستر۔ ازلی اور ابدی
تیرا راج آج وہ دن ہے کہ راجا پرجا۔ امیر فقیر ظالم مظلوم بیگناہ مجرم

سے زور کمزور، سب تیرے فیصلہ کا منہ تک رہے ہیں دلوں کا حال جاننے
والے بادشاہ رہ رہ کر ہوک اٹھتی ہے لیکن بے د... دل سے یاد آتا کہ
ہوتی کی صورت ... کو نہ دیکھی - اے بیکسوں کے والی تو گواہ ہے کہ فاقوں
سے دن گذرے پیوندوں کی نوبت آئی - ایک ایک پیسہ ایک ایک اشرفی
ہو گیا بیماری کی راتیں پہاڑ ہو گئیں مگر ان تیرے بندوں کا دل نہ پسیجا -
سچے معبود ہمارے دکھتے ہوئے دل تیرے حضور میں فریادی آئے
ہیں دکھ دکھا - اے سچے معبود دکھا دے کہ مظلوموں کا وارث اور بیکسوں کا
والی تو ہے + راشد الخیری

بیوی کو کیا کرنا چاہئیے - بیوی کو ضرورت ہے خوش مزاجی اور اس طبیعت کی ... سے معلوم
... ہے کہ اس کا ... کس بات سے خوش ہوتا ہے - بیوی کو چاہئیے ... زندگی کو جہاں تک ہو سکے
پُرشور ... اور آسان بنائے اور جھوٹے موٹے فضول جھگڑوں میں پڑ کر گھر بھر کو پریشان نہ کرے
... جیسا مذاق ہو ویسا ہی اس کا ہونا چاہئیے - اور جن باتوں کا ... کو پسند
... اس قسم کی باتوں سے وہ واقف ہو -

بیوی کی طبیعت میں ہمدردی بہت ہونی چاہئیے اگر میاں پر کوئی مصیبت آ پڑے تو
... میاں کا غم ... کر کے اسکو تسکین دے ... اس کے دکھ درد میں شریک ہو
... اور آسودگی کے دنوں میں میاں کے لیے زیادہ اطمینان اور خوشی کا باعث ہو
تیمار داری کے اصولوں سے بیوی کو ضرور ... ہونا چاہئیے - بیماری کے دنوں میں جو بیوی
تیمار داری مناسب طور سے نہ کر سکے تو اسکا ہونا نہ ہونا یکساں ہے -

بیوی کو صبر اور استقلال اور سلیقہ کی بہت ضرورت ہے - اور اسے یہ بھی معلوم ہونا
چاہئیے کہ ... رہنے کے کون سے موقعے ہیں کس بات میں دخل دے ... ضرورت
... اور جب ... کا مزاج برہم ہو تو اسے ... ٹھنڈا کرنا چاہئیے -

... بیوی میں یہ خوبیاں ہیں تو دنیا کی کوئی مصیبت اس گھر کو پریشان نہیں کر سکتی +

پان زردہ

کھانا یا اور کوئی چیز کھانے کے بعد تو ذائقہ بدلنے یا منہ صاف کرنے کے لیے ایسی چیز جو طب کے لحاظ سے بھی مفید ہو۔ پان سے زیادہ سستی کہیں بھی نہیں نظر آتی۔ پان کو رواج دینے والوں نے جہاں اور بہت سی باتیں فائدہ کی سوچی ہوں گی وہاں ایک یہ بھی ہوگی کہ جب کوئی کسی کے گھر پر ملنے آئے تو صاحب خانہ کو مناسب ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق اسکی خاطر تواضع کرے اگر اِس تواضع میں کسی قیمتی چیز کا دستور پڑ جاتا تو بعض جگہ دقت ہوتی۔ پان ایسی چیز ہے کہ مفلس سے مفلس اور فقیر سے فقیر آدمی بھی پیش کر سکتا ہے اسیواسطے یہ مثل مشہور ہے کہ مان کا تو پان بھی بہت ہے لیکن اِس اچھی چیز کو افسوس ہمنے اپنی غفلت سے بالکل غارت کر دیا۔ اور برا استعمال کرنا شروع کر دیا۔ زردہ یعنی تماکو اِسکا لازمی جز بنا کر اِس کے فائدہ کو خاک میں ملا دیا۔

میں نے تو آجتک زردے کا کوئی فائدہ سنا نہیں ہاں بڑی بوڑھیاں یہ ضرور کہتی ہیں کہ داڑھ کے درد میں مفید ہے لیکن ایسی چیز جو دماغ کو خراب کرے ہاتھ پاؤں میں سستی پیدا کرے رگوں پٹھوں کو کمزور اور سب سے بڑھکر تو یہ کہ ایسی مصیبت بن جائے کہ اگر دم بھر نہ ملے تو دنیا اندھیر۔ آب حیات ہو تو خاک ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ جب ہمارے حضور نے بھی اِس کو مکروہ فرمایا۔ میں نے روزے میں بعض بیبیوں کو یہ شکایت کرتے سنا ہے

جو کہ پیاس تو نہیں معلوم ہو رہی ہے ہاں زردے کی جھانجھ ہے پھر شام
کے وقت ان بیبیوں کو دیکھو تو عجب تماشا معلوم ہوتا ہے سپہر ہی سے
زردے کا سامان ہو رہا ہے ادھر روزہ کھولا اور ادھر سب سے پہلے زردے
کی گلوری منہ میں پہنچی سر چکرایا لیٹ گئیں تو صاحب زردہ سر کو چڑھ گیا۔

پان اگر ان مضر چیزوں کے بغیر ڈالے کھایا جائے تو اچھی چیز ہے لیکن
اس کے ساتھ زردہ وغیرہ مضر چیزیں شامل کر کے صحت کو نقصان پہنچانا
درست نہیں معلوم ہوتا۔ بنگال میں تو آجکل اسکا بڑا چرچا ہو رہا ہے اور ڈاکٹر لوگوں
نے تحقیقات کی ہے کہ پان میں ایسے کیڑے موجود رہتے ہیں جو بیماری پھیلاتے
ہیں اسلئے بہتر ہے کہ پان کا استعمال ترک کیا جائے لیکن اگر اتنا نہ ہو تو یہی
بس ہے۔ بیگم صاحبہ کے مفید اور ضروری مضمون پر تو بہنیں عمل کریں۔
اور پان کو بجائے مفید ہونے کے مضر نہ بنائیں +

احمد النساء

دورانِ **حمل** میں بعض عورتوں کو متلی اور قے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر خفیف ہو تو
خیر۔ اگر زیادہ ہو تو اندیشہ ہے کہ کمزوری بڑھ نہ جائے۔ متلی کا زور صبح کے وقت جب معدہ
خالی ہو زیادہ ہوتا ہے مناسب ہے کہ ایسی حالت میں صبح ہی دودھ میں سوڈا ملا کر پلا دیں
گلقند اور سکنجبین چٹائیں شربت غورہ بھی مفید ہے کھٹے انار بھی متلی کو روکتے ہیں۔

"سعادتمند لڑکی"

تھوڑے عرصہ کا ذکر ہے کہ ایک روسی افسر، بیوی اور بیٹی سمیت کسی قصور میں روس کے کالے پانی سائبیریا میں جو سرد اور بنجر ملک ہے جلا وطن کیا گیا۔

پراسکا لڑکی ، جب چودھویں سال میں لگی ایک دفعہ اس نے اپنے والدین کو اپنی بدنصیبی کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ پراسکا کا دل اس گفتگو کو سنکر بہت کڑھا۔ اور اس نے خیال کیا کہ میں کیوں نہ روس جا کر شہنشاہ سے درخواست کروں کہ میرے والدین کو واپس آنے کی اجازت دیجاوے۔ والدین سے ذکر کیا میاں بیوی سوچنے لگے کہ یہ کمزور لڑکی کس طرح سے دو ہزار میل طے کریگی اور بفرضِ محال اگر طے بھی کر لیے تو بادشاہ کی ملاقات کس طرح ہوسکیگی ان دونوں باتوں کے خیال سے انھوں نے پراسکا کو اجازت نہ دی۔

چار سال اور گذر گئے پراسکا نے دوبارہ التجا کی کہ مجھے روس جانے کی اجازت دیجئے۔ ماں باپ نے ہر چند سمجھایا کہ روس جانے کی کوئی ضرورت نہیں مگر وہ ارادے کی پکی تھی نہ مانی۔ اس سے ان کو مجبوراً پتھر رکھ کر چار و ناچار جانے کی اجازت دینی پڑی گو وہ راستے کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بخوبی واقف تھے اور ان کے خیال سے کانپ اٹھتے تھے۔

دارالخلافہ (سنٹ پیٹرز برگ) پہنچنے میں پراسکا کو پورا ڈیڑھ سال لگا۔ اس عرصے میں اسے سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ اکثر راستہ بھول جاتی تھی جس کے سبب اسکا سفر

رہنا ہو جاتا تھا۔ عموماً دیہات میں لوگوں نے پرآسکا کی اچھی طرح سے آؤ بھگت
کی لیکن بعض دفعہ بعضوں نے اسے نکال دیا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ طوفان نے
گھیرا اور بیچاری کو تنہا جنگل میں موسلا دھار بارش کے مقابلہ میں رات کاٹنی
پڑی۔ دوسرا موقع ایسا پیش آیا کہ کتوں کی ایک جماعت نے اسپر حملہ کیا +

ابھی تاٹسکو بنس پہنچی تھی کہ سامان سفر ختم ہو گیا اور پرآسکا کو ہر ایک ضرورت
کی ضرورت پڑنے لگی اس کی جوتیوں کی حالت نہایت خستہ تھی۔ کپڑوں کی
دھجیاں رہ گئی تھیں۔ اسپر طرہ یہ کہ سردی نہایت غضب کی تھی اور برف زمین
پر چار چار فیٹ تک جمی ہوئی۔ خوش قسمتی سے ایک لیڈی پرآسکا کے ساتھ
نہایت مروت سے پیش آئی۔ اور اسے نئی جوتیاں اور کپڑے لے دیے۔
پرآسکا کا حوصلہ اور بھی بڑھ گیا وہ اپنے سفر کو پورا کرنے لگی اور آخر کار۔
سینٹ پیٹرز برگ پہنچ گئی۔ وہاں بھی ایک لیڈی نے اس کے ساتھ نہایت
مہربانی سے سلوک کیا اور اپنے ہاں اسے رکھا +

اب پرآسکا کی یہ کوشش تھی کہ کسی نہ کسی طرح بادشاہ کی ملاقات ہو لیکن
جب وہ شاہی محل کو جاتی اور اندر جانے کی اجازت طلب کرتی تھی تو لوگ اسکو ہٹا
دیتے تھے۔ دو سے زیادہ مہینے انہیں بے فائدہ کوششوں میں صرف ہوئے
آخر کار نصیبے پیٹا کھایا اور ملکہ کے ایک سیکرٹری کی بیوی نے پرآسکا کی پر درد
کہانی سنی۔ اور اپنے خاوند سے بیان کر کے اس سے وعدہ لے لیا کہ ملکہ کے
پاس جا کر پرآسکا کا ذکر کر دے گا +

عورتوں کے دل قدرتی طور پر نرم ہوتے ہیں۔ ملکہ نے جب پرآسکا کی دردناک

کہانی سنی فوراً اپنے سیکرٹری کو حکم دیا کہ بڑاسکا کو شام کے چھ بجے حاضر کرو غریب بڑاسکا جس نے خواب وخیال میں بھی یہ وقت نہ دیکھا تھا جو نہی یہ خوشخبری سنی بیہوش ہوگئی +

شام کے وقت سیکرٹری بڑاسکا کو ملکہ کے حضور میں لیگیا۔ ملکہ نے اسپر نہایت مہربانی ظاہر فرمائی اور اس سے چند سوال کیئے بڑاسکا نے کہا حضور میرا باپ بالکل بیگناہ ہے میں یہ التجا نہیں کرتی کہ اسکا قصور معاف ہو بلکہ میری یہ درخواست ہے کہ اس کے مقدمہ کو از سر نو دیکھا جاوے اور انصاف کیا جاوے +

ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور اسکی جرأت اور سعادت مندی کی تعریف کی ایک ہزار اشرفیاں اسے عنایت کیں +

ایک مقررہ دن پر بڑاسکا شہنشاہ کے حضور میں حاضر کی گئی جہاں امراء و وزراء زرق برق کی پوشاکیں زیب تن کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ بڑاسکا آداب بجا لائی۔ اور شہنشاہ سے درخواست کی کہ میرے باپ پر جو فتویٰ صادر ہوا تھا اسکو نئے سرے سے دیکھیے اور انصاف کیجئے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور جب اس کے باپ کی بے گناہی خوب طور سے ثابت ہوگئی تو اسکو صرف روس واپس آنے کی اجازت ہی نہ دی گئی بلکہ ان تکالیف کے صلہ میں جو اس نے بے دلیس میں اٹھائی تھیں پنشن بھی عطا کی گئی

بڑاسکا واپس اپنے والدین کے پاس گئی اور ان سے لپٹ گئی۔ مگر افسوس جن مصائب سے اسے پالا پڑا تھا۔ وہ اسکی جسمانی صحت کے حق میں ایسی خراب ثابت ہوئیں کہ وہ چند ہی مہینوں میں مرگئی +

(ترجمہ) پیرزادہ عبدالرشید جالندھری۔

الوان نعمت

ترکیب اسپنج کیک بنانے کی

میدہ پاؤ بھر۔ قند ایک پاؤ۔ مکھن عمدہ پاؤ بھر۔ انڈے ایک درجن۔ بیکنگ پوڈر تولہ بھر

پہلے انڈوں کو توڑ کر زردی سفیدی علٰحدہ علٰحدہ برتنوں میں نکال رکھیں۔ سفیدی کو کھلے برتن میں ڈالکر کانٹے سے خوب پھینٹیں جب پھین اٹھ آئے زردی کو بھی پھینٹ رکھیں بعد میں مکھن کو گلا کر اس میں مٹھاس ڈالیں اور ہاتھ سے خوب متھیں۔ پھر تھوڑا تھوڑا کر کے میدہ ڈالتے جائیں اور ہاتھ سے متھتے جائیں اسی طرح پہلے زردی پھر سفیدی ڈالکر متھیں اور پندرہ منٹ تک رکھ چھوڑیں بعدہٗ بیکنگ پوڈر بھی ڈالدیں سانچے اسپنج کیک کے صاف کر کے ان میں گھی چپڑ کر یہ تیار شدہ چیزیں ڈالدیں اور تھال میں رکھکر پکائیں نیچے اوپر کوئلوں کی آنچ برابر رہے جب اوپر سے سرخ ہو جائیں تو اتار کر نوش جان فرمائیے یہ مٹھائی اگر عرصہ تک بھی رکھی رہے تو خراب نہیں ہوتی ۔

واضح رہے کہ سانچوں میں جب ڈالا جائے تو نصف سانچے میں ڈالیں اگر سانچہ بھر دیا جائیگا تو کیک عمدہ نہ اترے گا ۔ (راقمہ یعقوب علی خان)

سخت غلطی ہے۔ وقت کھو دینا۔ بغیر سوچے سمجھے کسی بات پر یقین کر لینا۔ محنت اور کوشش سے جی چرانا [illegible] بیکار اور سست رہنا۔ اگلے [illegible] والوں کی باتوں پر عمل کرنا۔ [illegible] کسی کے کہنے سننے سے خواہ مخواہ نوکروں سے ناخوش ہونا۔ کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کا انجام نہ سوچ لینا۔

عورتوں کے من گھڑت مسئلے

۱۔ رات کو جھاڑو نہ دو یہ منحوس ہے +

۲۔ رات کو ادوان نہ کسو یہ منحوس ہے +

۳۔ کسی بچہ کو اگر غلطی سے بھی جھاڑو لگ جائے تو جھاڑو کو تھتکار دو نہیں تو بچہ سوکھ سوکھ کر سینک [?] ہو جائیگا +

۴۔ بلی کو نہ مارو اگر ضرورت بھی ہو تو روئی کے گالے سے مارو ورنہ قیامت کے روز سونے کی بلی دینی پڑے گی +

۵۔ چاند جب پہلے نکلے تو جب تک کسی مرد کی زبان سے لفظ چاند نہ سن لو تب تک چاند کو اوپر والا کہو +

۶۔ اگر بچہ کو نظر ہو جائے تو اس کے اوپر سے آگ اور پانی اتارو۔

۷۔ اگر بچہ ناک کھجاتا ہو تو باہر سے آئے ہوئے مرد کی جوتی بغیر ٹوکے اوسکی ناک کو لگا دو۔ خارش بند ہو جائے گی +

۸۔ دوپٹہ کا پلہ زمین پر نہ لٹکاؤ ورنہ مدت بیاہی ہو جائے گی +

۹۔ کالی کھانسی ہو جائے تو کسی کالے گھوڑے کے سوار سے دریافت کرو۔ جو کچھ وہ بتلائے وہ کھلا دو بچہ اچھا ہو جائے گا +

۱۰۔ معمولی کھانسی کے لیے بچہ کے باپ سے پوچھو جو کچھ اوسکی زبان سے نکلے بس اوسی چیز سے بچہ اچھا ہو گا + باقی آئندہ ۔ محمد سعاد الحسن [?]

صراط مستقیم

سلسلہ کیلئے جولائی سنہ کا پرچہ ملاحظہ ہو

اب رفتہ رفتہ سورج بالکل چھپا جاتا تھا بلکہ انکی نظروں سے تو بالکل
ہی غائب ہو گیا تھا درختوں کی قطار کے پیچھے جو غور سے دیکھتے تو پتیوں
اور شاخوں کے جال کے پیچھے انہیں ابھی تک کچھ روشنی نظر آتی اس
جماعت کے سب لوگ ہنستے کھیلتے بڑھے جاتے تھے نظاروں کی دلفریبی
نے انہیں ایسا محو کر دیا تھا کہ انہیں واپس لوٹنے کا ذکر تک کرنا برا معلوم
ہوتا بلکہ اس راہ کی سیر کو ختم کرنے کا خیال تک نہ آتا تھا آوازِ غیبی انہیں
ابھی تک کبھی کبھی ملامت کرتی اور سمجھاتی کہ اس طرف آنے میں غلطی کی ہے
جو گرجتے ہیں برستے نہیں۔ خوشنما شکلیں اکثر اوقات دھوکا دے گزرتی ہیں
مگر یہ اسکی آواز کی طرف زیادہ توجہ نہ کرتے اور اسکو اس قسم کے جواب
دیتے کہ وہ اپنا سا منہ لیکر خاموش ہو رہتی کبھی کہتے کہ تھوڑی دور اور سیر
کر لیں پھر لوٹ چلیں گے کبھی کہتے دونوں راہیں ہمارے ہی واسطے
کھلی تھیں اور ہمکو اختیار دیا گیا تھا کہ جسکی طرف چاہیں جائیں۔ اور جسکی سیر کو
طبیعت زیادہ للچاوے اس کی سیر کریں پھر کیا وجہ کہ تو اسطرف آنے سے
ہمیں روکتی ہے کبھی کہتے کہ اس راہ کی خوشنما نازک اور خوبصورت [illegible]
چھوٹی جھاڑیاں سرخ کلیاں سفید پھول۔ سبز پتیاں ایسی پیاری اور بھلی

معلوم ہوتی ہیں کہ ہمکو انکی بابت یہ گمان تک کرنا برا معلوم ہوتا ہو کہ ان کے پیچھے
کوئی چیز ضرر رساں ہے۔ اسیطرح سوال و جواب کرتے وہ لوگ چلتے گئے
اب اندھیرا ہوتا جاتا تھا۔ تھوڑی سی دیر میں مہتاب کا گول چہرہ دکھائی دیا۔
آفتاب کی تیز روشنی کے بدلے مہتاب کی ٹھنڈی سفید چاندنی نکل آئی تارے
ٹمٹمانے لگے۔ سب سے پہلے چاند کا چھوٹا مصاحب جو ہمیشہ سب ستاروں
اور سیاروں سے پہلے نیلگوں آسمان پر چمکنا شروع ہوتا ہے نظر آیا۔ اور
پھر یکے بعد دیگرے سب اجرام فلکی اپنی اپنی نرالی شان کے ساتھ آموجود
ہوئے۔ کہیں کوئی تارا اسطرح سرخ معلوم ہوتا گویا واقعی کوئی آگ
کی ہلکی سی چنگاری ہے کیسی صاف اور ٹھنڈی چمک دلوں پر ایسا اثر کرتی
کہ اسی کی طرف دیکھتے رہنے کو جی چاہتا کہیں کہیں کوئی بہت چھوٹا تارا ایک
ہی دفعہ اپنی جھلک دکھا کر غائب ہوجاتا۔ بعض بعض کئی کئی دفعہ اپنا منہہ
چھپاتے اور نکالتے۔ چہچہاتی چڑیوں کے بجائے ننھے ننھے جگنو درختوں میں
چمکتے نظر آنے لگے۔ ان کے نازک چمکدار جسم درختوں کی سرسبز پتیوں میں ایسے
چمکتے تھے گویا قدرت کاملہ نے اپنی فیاضی سے ان من چلے تماشائیوں کے لئے
قندیلیں روشن کی ہیں۔ ایک ایک شاخ میں سینکڑوں ایسے چھوٹے جانور نظر آتے
اور ایک ایک دفعہ چمک کر رہ جاتے۔ انکو یہاں کی سب چیزیں اسقدر پسند آئیں
اور قابل تعریف معلوم ہوئیں کہ ہر ہر شے پر واہ واہ کے نعرے بلند کرتے
اپنی پسند کو سراہتے اس راہ کی تعریف کرتے اور اپنے ان مجلسوں پر جو
صراط المستقیم پر ہوتے تھے پھبتیاں اڑاتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے۔

یہ لوگ اسطرح چلتے گئے یہاں تک کہ ایک حصہ بہار ل کھلی ہوئی تھی اور انہیں دور سے ایک نہر بہتی ہوئی نظر آئی۔ اسمیں اسوقت لہریں بالکل نہیں اٹھ رہی تھیں پانی بالکل ٹھیرا ہوا تھا۔ صرف اسقدر حرکت تھی کہ ہلکے ہلکے آگے بڑھا جاتا تھا۔ اس کے دونوں جانب سبزہ اور خوشنما پودے لگے ہوئے تھے جنگلی گلاب کے سفید اور گلابی چھوٹے چھوٹے پھول کھل رہے تھے اور سبز ہری ہری پتیوں میں لپٹی ہوئی کلیاں فرش مخمل۔ بادصبا کے معتدل جھونکے چاند اور بعض بعض تاروں کے عکس کا پانی پر پڑنا اسوقت ایسا سماں پیدا کرتا تھا کہ جو انسان کو ایسی زندگی میں شاذ و نادر دکھائی دیتے ہیں۔ چاند کا خوبصورت چہرہ تو پانی میں بالکل صاف اور روشن نظر آتا تھا۔ اس کے ساتھ کے ٹمٹماتے ہوئے چھوٹے تاروں کا عکس بھی خاصہ صاف اسی پر پڑتا اور اس پاکیزہ پانی میں بھی ایک نیا نظام فلکی دکھائی دیتا۔ تماشائیوں سے خوشی سے جو چاروں طرف نگاہ کی تو انہیں ندی کے اس جانب ایک کشتی جس میں تالا روغن کیا ہوا تھا۔ اور گدیاں وغیرہ بھی سیاہ رنگ کی انہیں کنارہ سے بندھی ہوئی نظر آئی یہ لوگ اسوقت اس خیال میں تھے کہ کوئی وسیلہ اس ندی کی سیر کا ملے اس کشتی کے دیکھتے ہی چند آدمی اسکی طرف بڑھے۔ اسکی رسیوں کو کھولا اور اس کے اوپر چڑھ گئے چپو اٹھائے اور کھینا شروع کیا پہلے چپو کے پڑنے سے نہر میں کچھ تلاطم پیدا ہوا اور پانی کی چھینٹیں کشتی پر پڑیں بعد ازاں انہوں نے لگاتار چپو چلانے شروع کئے اور اس نہر میں جس کے پانی کی حرکت ابھی تک بغیر غور کئے دکھائی تک نہ دیتی تھی لہریں اٹھنے لگیں یہ لوگ اسے دیکھتے ہوئے اپنے ہمجنسوں کے پاس تک سے ہٹتے کشتی کے پانی میں تیرنے

اور چپوؤں کے چلنے سے آواز اور حرکت پانی میں ہونے لگی۔ اجرام فلکی کا عکس جو اِس ندی کے پاکیزہ پانی پر پڑ کر اِس کے حسن کو دوبالا کر رہا تھا۔ اب ملتا ہوا نظر آنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ نظروں سے بالکل غایب ہوگیا مگر ابھی تک کشتی کے پیچھے کے پانی کو دیکھنے سے چاندنی کی چمک اسپر پڑتی ہوئی دکھائی دیتی اور ایک نئی خوبصورتی پیدا کردیتی۔ یہہ کشتی جلدی سے اِس جماعت کے پاس جو اسکی منتظر کھڑی تھی پہنچ گئی اور یہہ سب لوگ یکے بعد دیگرے اِس ندی کی تعریف کرتے ہوئے اسمیں چڑھ گئے کسی نے آسمان کو کسی نے چاند کے پیارے چہرہ کو سراہنا شروع کیا کسی نے ندی کے پاکیزہ پانی کی تعریف کی کسی نے خوشنما جنگل کی خوبصورتی کے راگ گائے۔ کسی نے اپنی پسند پر ناز کیا۔

غرض خوشیوں میں غرقاب ہر چیز کی خوشنمائی میں یہ لوگ کشتی کھیتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ کہ اتنے میں انہیں سے ایک شخص نے نہایت سُریلی آواز سے کوئی پاکیزہ گیت گانا شروع کیا۔ اِس کے نفیس خیالات پاکیزہ الفاظ اور سریلی آواز کو سب لوگ بغور کان لگا کر سننے لگے۔ اور بعضوں نے اِسکی تعریف بھی کی انہیں سے ایک شخص نے جو اسوقت اِس کے راگ کیطرف کچھہ توجہ نہ کر رہا تھا۔ اور صرف نہر کے شفاف پانی ہی کیطرف دیکھہ دیکھکر چاندنی رات میں ندی کی سیر کرنے کا لطف اٹھا رہا تھا اور دل ہی دل میں کچھہ سوچ رہا تھا اپنا دایاں ہاتھہ اِس پانی میں ڈالا۔ اِس پانی سے جو بظاہر آتنا صاف اور ٹھنڈا معلوم ہوتا تھا اِس کے ہاتھہ پر آبلے ہوگئے اور اُسنے چیخ مار کر اپنے ہاتھہ کو دبانا شروع کیا مگر اسکو یقین نہ آیا کہ یہہ پانی جو

نہر میں اسقدر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اسمیں کسی قسم کا مادہ موجود ہے جو آگ سے
ھی زیادہ تیز ہے۔ یہ خیال کرکے اُس نے اپنی دوسری بانہہ بھی اُس کے اندر ڈال
ی دفعہ تو اس پانی نے کچھ ایسی کشش کی کہ اس آزمانے والے کو اپنے اندر ہی
کھایا۔ اس کے دوست نے جو اس کے پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا تو اس پانی نے
پر بھی اپنا وہی اثر کیا۔ اور یہ دونو چیختے چلاتے اور یہ کہتے ہوئے کہ وہ محل
یہ بری جگہ ہے یہاں کبھی مت آنا۔ اور اگر ہو سکے تو فوراً واپس لوٹ جانا ورنہ
یاس و حسرت سے جان دے کر ندی کی لہر انکو کہیں دور لے گئیں۔ اور ان کے
باقی کے دوستوں نے انکو اپنی آنکھوں سے سطح ڈوبتے دیکھا۔ یہ لوگ حسرت بھری
نگاہوں سے اُن کی طرف تکتے رہے۔ اُنکو کسی طرح مدد پہنچانے کے لیے بہت
کوشش کی۔ یہاں تک کہ ایک بڈھا جو ضعف پیری سے بالکل معذور ہو چکا تھا
اور شاید ان ڈوبنے والونکا کوئی قریبی رشتہ دار تھا۔ اُنکی طرف دیکھکر آبدیدہ
ہوگیا۔ اور جذبات کو ضبط نہ کر کے زور سے رویا اور کہا اے! اے شاہراہ
گناہ کیا خبر تھی کہ تیرے راہ کی آخری منزل یہ ندی ہے جس کا پانی اس قدر
جانکاہ ہے کہ ہمیں ہاتھ ڈالتے ہیں وہ اثر ہوتا ہے کہ جو آجتک میرے گمان میں
نہ تھا۔ یہ تیری ندی مجھے دھوکا دے گئی ایسی شفاف اور بھلی معلوم ہوتی تھی کہ اسکا
یہ اثر شاید اس سے پیشتر نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ یہ کہتے کہتے
بڈھے نے بھی اپنے ان دونوں ساتھیوں کی مدد کے واسطے جو ابھی تک
دکھائی دے رہے تھے مگر جن کے بالکل مرجانے کی اسکو خبر نہ تھی ہاتھ بڑھایا
اور اسکا انجام بھی پہلے دونوں کی طرح ہوا۔ باقی کے تماشائیوں پر اپنے

ساتھیوں کے اس طرح ڈوب مرنے کا کچھ تھوڑا بہت اثر ہوا اور آوازِ غیبی نے پھر ایکدفعہ سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے لوٹ چلو۔ مگر عقل کے کچے کسی کی صلاح کب مانتے انھوں نے پھر اسکو پہلے کی طرح جواب دے دلاکر رخصت کیا اور اپنی سیر جاری رکھی۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کا بھی انجام اس سے بہتر کیا ہوا ہوگا معدودے چند شاید اس جا نکاہ ندی کے پانی سے بچ رہے ہوں ایک آدھ ممکن ہے لوٹ بھی گیا ہو مگر صراط المستقیم پر جانے والے ابھی تک اپنی راہ پر چلے جاتے تھے رات ہوگئی تھی شام غربت کے تھکے ہارے مسافر صراط المستقیم کی سختیاں جھیلتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے یہاں شاہراہِ گناہ کی سی کسی سبزی نہ تھی رات کے وقت جگنو نہ چمکتے تھے بلکہ صرف ایک روشن چراغ دور سے نظر آتا جو ان لوگوں کی ڈھارس بندھاتا تھا کہ واقعی کوئی منزلِ مقصود اس راہ کی بھی ہے جہاں پہنچ کر انکو شاید ان تکلیفوں کا کچھ اجر ملے آوازِ غیبی ترغیب دیئے جاتی اور للکار للکار کر کہتی کہ ہاں بڑھے چلو" اس سیر میں کوئی سامان بہت جی بہلانے والا تو نہ تھا نہ کوئی چیز بہت دلفریب تھی۔ مگر ان لوگوں کے اپنے قلب میں کچھ ایسی تسکین اور اطمینان معلوم ہوتا جو انکی سب کلفتوں کو دور کر دیتا تھا۔ یہاں کی ہوا ویسی معتدل اور خوشگوار تو نہ تھی مگر تاہم ایسی گرم بھی نہ تھی کہ برداشت نہ ہو سکے سبزی اس سڑک کے بھی ہر دو طرف تھی مگر درخت پھل پھول پتیاں وغیرہ ایسی خوشنما نہیں جیسی شاہراہ گناہ کے سیاحوں کو ملی تھیں وہ گلاب کے چھوٹے پودے خودرو چنبیلی کی کلیاں تو یہاں نہ تھیں مگر پھر بھی کچھ جنگلی پھول ان قانع سیاحوں کی خوشنودی کے

سطے ضرور موجود تھے چاندنی کا لطف ویسا ہی تھا جیسا کہ دوسرے راستہ
پر مگر پھر بھی ویسی دلفریب چڑیاں نہ تھی سب سے بڑی خوشی جو ان لوگوں کو حاصل ہوتی
رستہ کی خوشنمائی یا اپنی سیر لطف کی نہ تھی بلکہ صرف اِس بات کی کہ آوا
یسی تھیں شاباش دیتی اور واہ واہ کرتی ہمت بڑھائے جاتی تھی
نفس سے بعض سرگرمی کے ساتھ اور بعض آہستہ آہستہ افسردہ دل
قدم آگے رکھے جاتے تھے اِن لوگوں کو چلتے چلتے بہت دیر ہو گئی تھی
رات صرف دو گھڑی باقی رہ گئی تھی تارے سب غائب ہو چکے تھے صرف
چاند اور ایک چھوٹا تارا آسمان پر دکھائی دیتے تھے سورج کی روشنی
کچھ کچھ کم ہو چلی تھی نسیم سحر نے بھی ہر اک چیز کو اس وقت جگانا شروع کر دیا
تھا۔ چڑیاں چہچہاتی ہوئی اپنے اپنے گھونسلوں سے باہر آ رہی تھیں۔
چاندنی تو اگرچہ مدھم پڑ گئی تھی مگر سورج کی ہلکی شعاعیں آسمان پر پھیلنے
لگی تھیں کہ اِن لوگوں کو ایک سبز کھیت دکھائی دیا اور وہ چراغ جو ٹمٹماکر
انکو اپنی طرف کھینچ رہا تھا تیز روشنی کے ساتھ چمکتا نظر آیا یہ لوگ اِس
میدان کیطرف جس کے ایک جانب ایک پہاڑوں کا سلسلہ تھا جسکی
اونچی اونچی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی سورج کی شعاعوں سے ایسی
چمکتی تھیں گویا سونے کی بنی ہیں۔ دکھائی دیا۔ دوسری طرف جو دیکھتے
تو سوائے سبزہ زار کے کچھ دکھائی نہ دیتا دور دور تک درختوں کی سبز
قطاریں نظر آتیں بادِ صبا کبھی کبھی اٹکھیلیاں کرتی کبھی اپنی اِس گستاخی
سے باز آکر پتیوں کو سرسرانے لگی۔ پتیوں اور درختوں کی خوشنمائی

سبزہ زار کی فضا اور پہاڑوں کے سلسلہ نے اِس قطع زمین کو اسقدر دلفریب
بنا رکھا تھا کہ یہ چھوٹی سی جماعت محو نظارہ ہو گئی اِدھر اُدھر جو دیکھا تو انہیں
ایک پیر فرتوت۔ سفید ریش۔ خم کمر عبادت الٰہی میں مشغول نظر آیا۔ اسکی شکل و
شباہت سے عجب شان برستی تھی اِس کا چہرہ عبادت الٰہی کے نور سے
روشن تھا اور اگرچہ کچھ بہت دولتِ دنیا کا وہ مالک تو نہ تھا مگر پھر بھی
اسکی ظاہری صورت کسی شاہنشاہ سے کم نہ تھی۔ سرور دل کے تحت شاہی پر
بیٹھا ہوا خوش دلی کا تاج سر پر رکھے قلمروئے نیکی کا شاہنشاہ اسوقت یاد
خدا میں مصروف تھا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں اور حیرت اور مسرت کیساتھ
اِن بہادر لوگوں کو دیکھا جو راہ کی سختیاں اٹھاتے ہوئے اب صبح کے وقت
اِسکی قلمرو میں پہنچے تھے۔ اِن لوگوں نے جھک کر سلام کیا بڈھے نے
جواب دیا وعلیکم السلام رحمتہ اللہ و برکاتہٗ اور ان سب سے مخاطب ہو کر
کہا "اے اِشارہ راہ گمنامی کی دلفریبیوں سے بچکر صراط المستقیم کا رستہ
لینے والو ناصح شفق کی صلاح کو ماننے والو اور اپنے فرض کو ادا کرنے والو
اے! دلیرو نفس امارہ کو زیر کرنے والو میں آج تمہیں تمہاری اس بہادری
اور کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں تمہارا حوصلہ سراہنے اور تعریف کرنے
کے قابل ہے۔ تم نے اِس راہ کا سفر کرتے ہوئے بہت کچھ سختیاں جھیلیں
مگر یاد رکھو کوئی بات ایسی نہیں کہ بغیر محنت کے حاصل ہو سکے مجھے
صراط المستقیم کے مسافروں کی یہ راہ کلفت کے گرد و غبار سے بالکل ہی مندلی
دکھائی دیتی ہے تمہارا کام اپنے ہجلسوں کے بگاڑنے کا نہیں بلکہ بنانے کا۔

قائم کر جاؤ اور امید رکھو کہ تمھارے جانشین تمھاری تمثیل نیک کو
دیکھکر اس راستہ پر قدم رکھنے کی جرآت کرینگے آؤ نیکی کے نام پر
قربان ہو جاؤ اس راستہ کا سفر کسی نہایت سرسبز مقام پر پہنچنے یا فرحت
حاصل کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ اس فرض کے ادا کرنے کو جس کی
ضروری آواز غیبی ہمیں صلاح دیتی ہے۔ یہ ٹمٹماتا چراغ جو تمھاری کونال
رہا تھا نیک اور بہادر روحوں کی نیکی کی یادگار ہے یہ چراغ اپنی
روشنی سورج یا چاند وغیرہ سے حاصل نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ چمکنے والی نیکی
کے نور سے ہر وقت روشن ہے انکی نیکی کا چراغ کبھی گل ہونیوالا نہیں
اور آج تمھاری نیکی کی چمک اس چراغ کی روشنی کو دوچند کر رہی ہے

برج کماری

رنج و راحت۔ آفتاب عمر صاحب بی۔ اے علیگ نے۔ اس کتاب میں چند ضروری
باتیں قصے کے پیرایہ میں بیان کی ہیں۔ ہمیں شک نہیں رشک حسد کا مادہ۔ مرد میں جو
عورت میں بہت ہی بڑا مرض ہے پرائی اولاد کو اپنا سمجھنا اور اس کے پیچھے اپنی جان
تک بھی سخت غلطی ہے۔ دنیا کی کسی حالت کو مستقل سمجھ لینا اور آئندہ کا فکر نہ کرنا از حد
زیادہ نادانی ہے۔ ان تمام باتوں کے نتیجے قابل مصنف نے نہایت خوش اسلوبی
دکھائے ہیں۔ اور ہمکو امید ہے کہ عصمت کے پڑھنے والی بہنیں اس کتاب کے مطالعہ
سے نہ صرف خوش ہونگی بلکہ ایک سبق حاصل کرینگی ہم آفتاب عمر صاحب کو انکی اس
تصنیف پر مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ انکی محنت ملک و قوم میں قدر سے
دیکھی جائیگی۔ قیمت آٹھ آنے (۸) نظامی پریس بدایوں سے مل سکتی ہے۔

شغل

انسان کی طبیعت کبھی بیکار نہیں رہ سکتی۔ سوتا ہوا جاگتا کسی نہ کسی شغل میں لگا رہتا ہے کاہی سے ہے تو کام میں لگا ہے۔ بیکار رہے تو خالی ادھیڑ بن میں مصروف ہے خیالی پلاؤ ہی پکا رہا ہے۔ خیالات کا سلسلہ کبھی ٹوٹتا ہی نہیں۔ چونکہ بیکار جی گھبراتا ہے اور بیکاری ایک ایسا مرض ہے۔ کہ انسان کی ہستی بگاڑ دیتا ہے اس واسطے کسی نہ کسی دھندے میں لگا رہتا ہے۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ یا غور و مطالعہ کرنا کسی پیشے یا ہنر میں مصروف ہو جانا کام ہیں جن سے اور کام نہیں ہو سکتا۔ یا کرنے کی عادت نہیں ہوئی اس خیال سے کہ زندگی بسر کرنی ہے خواہ کسی طرح سے کی جائے کوئی بہت فضول قصہ کہانی میں مصروف ہے کوئی کسی کی بدگوبیاں کرتی ہے کوئی کسی پر بے جا اعتراض اور نکتہ چینی کرتی ہے کوئی ہنسی مذاق میں مصروف ہے۔ غرض اسی طرح اپنا قیمتی وقت ضائع کرتی ہیں۔ گو اس میں کچھ فائدہ بھی نہ ہو تو بھی وہ اپنی گراں مایہ عمر کھوتی ہیں اور ایک ایسے دھندے میں مشغول ہیں جس کا نتیجہ خاک بھی نہیں۔ اگر ان سے پوچھو تو ضرور یہی جواب دیں گی کہ آخر دل بہلانے کے لیے کچھ شغل تو چاہیئے۔ کوئی اور کام ہو تو ہم یہ کیوں کریں۔ گویا دنیا میں اُن کے سبب کوئی کام کرنے کو باقی نہیں رہا سب کام اور لوگوں کے لیے ان کے لیے یہ فضول وقت ضائع کرنیکا کام رہ گیا ہے۔ یہی ہیں وہ جو علمی ترقی نہیں چاہتیں اور علم کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتیں۔ ہمارے رسالے علمی ہی تو ہیں۔ جن کے جاری ہونے سے ہماری جہالت

ہو رہی ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں جہالت وغیرہ کے خیالات بھرے ہوئے
تھے ان ہی کی بدولت اُن کے دلوں پر سے وہ خیالات دُور ہوئے اور پاکیزہ خیالات
ان کی بجائے کوٹ کوٹ کر ان کے دلوں میں بھر سے گئے۔ ہم سب بہنیں جو اپنے
قیمتی وقت کو فضول قصہ کہانیوں میں صرف کرتی ہیں کیوں نہ اپنے دلوں کو اس طرف
متوجہ کریں اور اپنی تعلیم کو بڑھائیں جس سے ہماری قدر ہو۔ اور ہم کو ہر طرح کی تمیز
ہو۔ ہمارے دلوں سے حسد اور بغض کینہ وغیرہ دُور ہوں۔ ہم سب بہنوں کے لئے
نہایت مقدم ہے کہ ایسی صحبت سے بچیں ورنہ ہم تم بھی کسی کام کے نہ رہیں گے
ہیں ہمیں ان کی ہوا نہ لگ جائے یا کہیں ان کی دیکھا دیکھی ہم بھی اُن
جیسے نکمے نہ ہو جائیں۔ بعض بہنوں کی نسبت سنا ہوگا کہ انہیں چوبیس گھنٹے
میں دم بھر کی فرصت نہیں ملتی۔ اور کوئی ایک کام بھی نہیں۔ صرف اپنے ذاتی
جھگڑوں میں لگی رہتی ہیں۔ بہت سی بہنیں اپنا وقت یونہی صرف کر دیتی ہیں۔
فضول قصوں سے فراغت پائی تو زلفیں بنانے کی ٹھہرائی جسطرح کہ پڑھنا۔
پڑھانا گھر کا کام سرانجام دینا کشیدہ کاڑھنا شغل ہے۔ اسی طرح اخبار دیکھنا
مسائل تصوف پر غور کرنا قومی فائدے کے واسطے مضمون لکھنا شغل ہے جو
بیکار ہیں کھیل کود میں مشغول رہنا ہنسی۔ مذاق کرنا قصہ کہانیوں میں
دل بہلانا۔ انکا شغل ہے۔ یوں سمجھئے ادہر ایک طالب علم بہن اپنے کام سے
فارغ ہوئی۔ ادہر ایک بدنصیب بہن بیکار کام میں لگی۔ لیکن جیسی اوس
طالب علم کو کام کر لینے کے بعد خوشی ہوئی ہوگی۔ کیا ویسی خوشی اس بے
نتیجہ کام کرنے والی کو بھی ہوئی ہوگی۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ البتہ تھکن بھی

جائیگی۔ اور اسکا حال بالکل اِس طبیب کا سا ہوگا۔ جو خواب میں ایک مریض کے علاج کو گیا۔ اور وہاں سے اشرفیوں کے توڑے کندھو ںپر لاد کر لایا صبح؟ اُٹھا تو اشرفیوں کے توڑے تو گھر میں نہ پائے مگر کندھوں میں اُن کے اُٹھانے کا درد باقی تھا یعنی بلا نتیجہ بے سود دردی و تکان محنت برباد گناہ لازم کی مثال ہے۔ اسیطرح اون ہماری بہنوں کی تمام دن کی محنت رائیگاں اور بے سود جاتی ہے جو تمام دن فضول باتوں میں صرف کر دیتی ہیں کیا سوا ہمکو ایک گھنٹہ بھی تعلیم النسواں کی ترقی کے لیئے نہیں مل سکتا جس سے ہم اس الزام کو اپنے اوپر سے مٹانے کی کوشش کریں۔ بلکہ ابتو ہم کو رسالوں کے جاری ہونے سے بہت مدد مل گئی ہے سب سے بہتر شغل ہمارے لیے انکا مطالعہ ہے میرا مطلب اس تحریر سے یہ ہے کہ ہم بہنیں اِس جہالت سے نکلیں۔ اور اپنی منزل مقصود کو پہنچیں +

جیسے جاگنے میں انسان سے بیکار نہیں بیٹھا جاتا۔ ویسے ہی سونے میں طرح طرح کے خیال یا خواب اِس کو گھیرے رہتے ہیں کبھی بادشاہ بن جاتا ہے۔ کبھی بھوک اور پیاس میں سرگرداں پھرتا ہے کبھی سانپ کے کاٹنے سے کبھی بارود اور آگ کے شعلوں سے جل کر پانی میں ڈوب کر مرجاتا ہے بہت غفلت کی نیند میں ہوتا ہے تو اسکو وہ خیالات یاد نہیں رہتے دیکھو تم کبھی پریشان خواب سے نہ گھبرانا اور اچھے خواب پر پھول نہ جانا۔ یہ صرف تمھارا اپنا وہم ہے کیونکہ انسان کو اکثر وہی خیالات خواب کی صورت میں پیش آتے ہیں جو اوس کے حافظے میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ یعنی جو باتیں تم

یریں آنکھوں سے دیکھی یا کانوں سے سُنی ہوں یا اپنے کام یا پیشے کے متعلق
ہوں وہی خواب اُنکو دکھائی دیتی ہیں بہنوں زمیندار جیسے کوئی۔ دفتر یا سکول نہ دیکھا ہو
سکو صرف بیل کھیت پیداوار وغیرہ کے خواب ہی دکھائی دیں گے برخلاف
ن کے بعضے خواب بالکل سچ بھی ہو جاتے ہیں۔ اور یہ حسن اتفاق ہے۔
ایسے کم آدمی ہونگے جو خواب نہ دیکھا کرتے ہوں جو بہنیں وقت کاموں میں
صرف کرتی ہیں ان میں فضول خیالات وہی کوٹ کوٹ کر بھرے رہیں گے
ایسے خیالات دلوں سے تب دور ہو سکتے ہیں جب تعلیم حاصل کریں۔ اخبار
وغیرہ دیکھنا یا اور فائدہ مند کتابوں کا مطالعہ کرنا یا وہ کام کرنا جس کا
نتیجہ اچھا ہو ایک اچھا شغل ہے ✣

اب میری پیاری بہنوں یہ تو ہمکو معلوم ہو گیا۔ کہ انسان کسی حالت میں
بے شغل نہیں رہ سکتا۔ اب رہا یہ کہ شغل ہو تو کیا ہو۔ شغل دو قسم کے ہیں۔
بار آور اور بے بار۔ پڑھنا بار آور ہے۔ اور ٹِل ٹِل کرنا بے بار۔ جب
انسان ایک دفعہ سمجھ لے کہ یہ شغل فضول ہے اور پھر اسی کو کرنے لگے تو وہ انسان
نہیں ہے۔ بے شغل بیہودہ گوئی۔ کاہلی سُستی آرام طلبی خواہ کچھ سمجھ لو۔
سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ امیر ہے تو آرام طلب کہلائیگا۔ غریب ہے
تو غافل اور سست کہا جاوے گا۔ یہ بہت بُری چیز ہے۔ اس کی بدولت
دیکھو کئی گھر اُجڑے ہزاروں کے خاک میں ملے بیسیوں سلطنتیں غارت
ہوئیں سینکڑوں دولتمند غریب ہو گئے۔ اور طالب علم تحصیل علم
سے ناکام رہے۔ جیسے سانپ کی موت آتی ہے تو وہ راستے پر آ بیٹھتا ہے

چیونٹی کی موت آتی ہے تو اوس کے پر نکل آتے ہیں۔ اسیطرح جب بادشاہت یا جس خاندان کو نیست و نابود ہوتا ہوتا ہے۔ اہل ثروت کو کنگال ہونا۔ طالب علم کو بے بہرہ رہنا ہوتا ہے تو اسمیں آرام طلبی کی عادت یا نکمے شغل پہلے پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو اس بلا سے اپنے تئیں بچا رکھتے ہیں۔ اور کسی اچھے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ میری پیاری بہنوں ہمیں تمھیں کسی ایسے اچھے شغل میں مصروف رہنا چاہئے جیساکہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے یا وہ شغل جو آیندہ کے لئے ہماری آئندہ زندگی میں خوشی دے۔ اور ہماری ہر جگہ عزت افزائی ہو + فقط

(مسز محمد عبد القدیر)

یاد رفتگان

وہ ہمنشیں کہاں ہیں اور ہیں کدھر وہ ہمدم
منزل کو وہ سدھارے اور تکتے رہ گئے ہم

اب اُن کے نام ہی اور ہیں آہ دست ماتم
آہ اُن کے دھیان ہی میں اپنی ہیں آنکھیں پرنم

یاد اُن کی خوں کے آنسو مجھکو رلا رہی ہے
رہ رہ کے میرے دل پر بجلی گرا رہی ہے

آنکھوں میں میری اب تک منظر وہی ہے چھایا
دکھلا دے اے مداری مجھ کو وہی تماشا

اگلا ورق الٹ دے ایک بار پھر زمانہ
دکھلا دے سارے مصور تو مجھکو پھر وہ نقشا

وہ صورتیں دکھا دے دل جن کو ڈھونڈھتا ہے
اور جن کا چلتا پھرتا آنکھوں میں پھر رہا ہے

اے شوق مجھ کو بچھڑے یاروں سے تو ملا دے
آ مجھ سے چل کے اُن کی شکلیں مجھے دکھا دے

وہ ہمنشیں کدھر ہیں کچھ تو پتہ بتا دے
گم کردہ کارواں ہوں منزل کی رہ لگا دے

اے خضر رہ بتا دے۔ اے دستگیر کچھ کہہ
بستے ہیں کس نگر میں وہ ہمصفیر کچھ کہہ

محمد مسلم عظیم آبادی

کام کی باتیں

سیاہی کی دھبے چھڑانے کی ترکیب جسجگہ سیاہی کے دھبے ہوں وہاں تھوڑا سا ...ستہ کا کلف لگا دیں جس وقت وہ سوکھ جاوے تو اسکو چھڑا دیں اور ...عمل کو کئی دفعہ کریں یہانتک کہ دھبے چھوٹ جائیں +

بٹن ٹانکنے کا آسان طریقہ بٹن کو کپڑے پر رکھنے سے پہلے اسبات کا خیال رکھو ...جو گرہ دھاگے میں نے لگائی ہے وہ دائیں طرف ہو۔ اسطرح وہ گرہ بٹن کے نیچے رہیگی ...ور ٹوٹنے یا خراب ہونے سے محفوظ رہیگی بٹن ٹانکنے سے پہلے ایک پن بٹن کے اوپر رکھ لو ...کہ دھاگہ پن کے اوپر سے سوراخوں میں داخل ہو جب سوراخ بھر جائیں تو پن کو ...باہر نکال لو۔ اور دھاگہ کو بٹن کے نیچے ... دگر لپیٹ دو۔ اس طرح سے بٹن ...ٹوٹنے وغیرہ سے محفوظ رہے گا +

اگر لیمپ میں بتی استقدر چھوٹی ہوکہ وہ تیل تک نہیں پہنچ سکتی تو فلالین کا ایک ٹکڑہ اس کے پیچھے سرے سے باندھ دیں کہ وہ تیل تک پہنچ سکے۔ یہ بتی بھی وہی کام دے گی جو ایک بڑی بتی دیتی ہے +

پالش کرنیکا آسان اور عمدہ طریقہ تین حصہ دھلی ہوئی تیل کا اور ایک حصہ تارپین کو خوب ملاؤ۔ فلالین یا کسی اور نرم کپڑے سے اس چیز پر جسکو پالش کرنا منظور ہے مل دو ...بعد ہے اون سے اچھی طرح رگڑ دو +

تارپین دھلی ہوئی کا تیل اور سرکہ کو آپس میں اچھی طرح سے ملاؤ (ان تینوں چیزوں کی مقدار برابر ہونی چاہیئے) یہ بھی پالش کرنے کے لئے عمدہ ثابت ہوا ہے +

سیر یورپ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۱۹- جون - صبح جا کر میں ویسٹ منسٹر ایبی دیکھ آئی نہا
ہے ہنری ہشتم کے گرجا کی چھت واقعی لاجواب ہے نہایت
ہے - مغربی جانب کے داخلہ پر جہاں سے ہم داخل ہوئے
کیا ہوا ہے - داخلہ کے کمرے میں بڑے بڑے نامور و ل
بُت بنے ہوئے ہیں اس قسم کی سینکڑوں نشانیاں مو
بیکنز فیلڈ - رابرٹ پیل - وغیرہ وغیرہ یہاں دفن ہیں نامور ل
دفن ہونا خاص عزت سمجھی جاتی ہے اور جو ایسے ہی نامی گ
اُن ہی کو یہ حق دیا جاتا ہے - نماز کے وقت چرچ میں باجہ
نہایت آراستہ ہے اسی عمارت کا ایک حصہ ایسا ہے جسکو شا
کہتے ہیں وہاں انگریزی مشہور و معروف شاعر مثلاً ڈرائڈ
سپنسر - ملٹن - شیکسپیر - وغیرہ وغیرہ زمین کے پیوند ہیں -
مختلف حصوں میں مختلف درجے کے نامی لوگ دفن ہیں - ہم
پہنچے جہاں ایک سکاچ ملا صاحب ملے انہوں نے ہما
کہ ہم سب تاریخی حالات کے ساتھ ہر کمرے کو دیکھیں - چ
ہم سیر ہوئے - آج کے دن خاص ایبے دیکھنے کو لوگ

یہاں کا دستور ہے کہ پندرہ بیس آدمی جمع ہو گئے اور یہ رہنما صاحب ساتھ چل کے
ست تاریخ بتا بتا کر دکھاتے گئے۔ یہ پہلا ہی اتفاق تھا کہ میں اس طرح گروہ کے
ہمراہ اس جگہ کو دیکھنے گئی۔ ایک کمرہ دیکھا جس میں بادشاہ اور ورثہ خواب عدم میں
سو رہے ہیں ان کی قبریں قسم قسم کی بنی ہوئی ہیں۔ اسی کے قریب قریب میری
کوئن آف سکوٹس کی حسرتناک قبر ہے اسے دیکھ کے بہت اثر ہوا۔ ملکہ الزبتھ میری
وغیرہ کی قبریں بھی ادھر ادھر ہیں۔ انگلینڈ کے بادشاہوں کی تخت نشینی اور تاج پوشی کی
قدیم کرسی بھی ایک کمرے میں رکھی ہوئی ہے۔ ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی اور تخت نشینی
کا اسباب بھی رکھا ہوا ہے۔ بہت ہی شوق سے سب دیکھا وہاں سے آئے کھانا
کھایا پھر حضور بھائی صاحب اور ازہر توپوں کا کارخانہ جسے ڈولیچ آرسینل کہتے ہیں
ملاحظہ کرانے لے گئے۔ سنا ہے بہت ہی اچھا کارخانہ ہے +

ہم مسز بیزما کے یہاں گئے دنیا بھر کی باتیں کیں خاص انگریزی سے خوب واقفیت ہیں
دو تین گھنٹہ بیٹھے رہے اتنے میں مسز لیڈی شوان آئیں اور حسب قرارداد ہم کو اپنے ہمراہ پارک لے
گئیں اور کئی چکر کھائے کسی واقف کار کے ساتھ سیر کرنے میں اور ہی لطف آتا ہے وہاں چند
گاڑیاں دیکھیں کہ جی خوش ہو گیا اور گھوڑے مانند تصویر کے نظر آئے ڈیل ڈول منظر اور قدم ایسا
ہے کہ آفرین۔ واقعی انگلینڈ کے گھوڑوں کی نسبت جیسا سنا تھا اس سے بھی بڑھکر پایا واپس ہوٹل
پہنچے ہی تھے کہ لیڈی پیرمروز صاحبہ تشریف لے آئیں کیونکہ ادھر وان آنیوالے تھے۔ آخر
وہ صاحب ٹھیک سات بجکر بیس منٹ پر آئے۔ بارعب چہرہ تھا حضور سے ملاقات ہوئی اور ان کے
ساتھ خوب باتیں کیں یورپ کی حالت پر افسوس کرتے تھے کہ دین بالکل نہ رہا اور یہی باعث
زوال ہوگا حضور نے کہا کہ جب ملک کی یہ حالت ہوتی ہے تو آپ ہی جیسے لوگوں کے کلام کا اثر
ہوتا ہے۔ اور پھر بہتری ہوتی ہے۔ انہوں نے اس بات کو کچھ اس طرح سنا کہ معلوم ہوتا تھا کہ پسند

پہلے ہی سے ہیضہ کی احتیاط

آجکل قریب قریب ہر شہر و قصبہ میں اِس موذی مرض (ہیضہ) کی شکایت سُنی جاتی ہے اور ہزارہا مخلوقِ خدا اِس کی نذر ہو رہی ہے۔ اِس وقت جب کہ ہر شخص کو اِس مرض سے بچنے کی فکر اور تدبیر لازم ہے۔ میں بہنوں کے لیئے چند تدبیریں بتلاتی ہوں جو بہت ہی مفید اور بے ضرر ہیں۔

یہ مرض ایک خاص قسم کے زہریلے کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے جو اتنے باریک ہوتے ہیں کہ پانی کے ایک قطرے میں ہزاروں سما سکتے ہیں۔ جب معدہ اور انتڑیوں کی حالت خراب ہو یعنی متلی اور دست وغیرہ کی شکایت ہو تو یہ زہریلے کیڑے پانی اور کھانے کے ساتھ جسم کے اندر جا کر اپنا دورہ کر لیتے ہیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں اپنی نسل کی بہت زیادہ ترقی کر لیتے ہیں۔ گو یہ مرض متعدی ہے مگر مریض کے پاس جانے اور چھونے سے یہ مرض نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ کھانے پینے کے ساتھ معدہ میں جا کر اپنا اثر دکھاتا ہے۔ مریض کی قے اور دست میں یہ زہریلا مادہ بکثرت رہتا ہے۔

انسدادِ ہیضہ کے لیئے مفصلہ ذیل اصول ہیں

(۱) ہیضہ کے زمانہ میں پانی ہمیشہ جوش دے کر پینا چاہیئے۔ کیونکہ جوش دینے سے کل زہریلے کیڑے مر جاتے ہیں +

(۲) پانی پینے کے گھڑے میں بیس قطرے پیپرمنٹ آئل یا سلفیورک ایسڈ ملا دینا چاہیئے۔ اِس ترکیب سے بھی ہر قسم کے زہریلے کیڑے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کھانے پینے کے برتن وغیرہ بھی برابر گرم پانی سے دہونے چاہیئں +

(۳) چونکہ یہہ زہر مریض کی قے اور دست میں بکثرت ہوتا ہے اِس لئے قے اور دست کو زمین میں ہرگز نہیں گرانا چاہیئے۔ بلکہ کسی برتن میں گرا کر فوراً فینایل کا پانی کافی مقدار میں ملا دینا چاہیئے کہ سب کیڑے مر جائیں +

(۴) ترشی بھی اِس زہریلے مادّہ کو روکتی ہے اِس لیئے کھانے کے ساتھ سرکہ اور پیاز ضرور کھانا چاہیے یہہ بہت مفید ہے۔

(۵) کچے پھل کھیرا۔ ککڑی۔ وغیرہ وغیرہ بھی اِس موسم میں بالکل ترک کر دینا چاہیئے حتی الامکان کوئی باسی چیز بھی نہیں کھانی چاہیئے +

(۶) بازار کی شیرنی اور پوری کچوری۔ ایکدم ترک کر دینا لازم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جو مکھی مریض کے قے اور دست پر بیٹھی ہے وہی مکھی بازار کی شیرنی وغیرہ پر جا کر بیٹھے اور جس سے وہ زہریلا مادّہ اُن سب چیزوں میں اثر کر جائے۔

علاوہ اِس کے مکان کو بہت صاف رکھے اور خوشبویات کا برابر استعمال کرنا چاہیئے +

(مسز شاہ محمد توحید۔)

ماتا

یہ دونو تصویریں جو رسالہ کے شروع میں لگی ہیں بتا رہی ہیں کہ خدا کی نعمتوں میں ہر مذہب ہر قوم ہر ملک اور ہر شہر کے آدمی برابر کے شریک ہیں پورب کا بسنے والا ہو یا پچھم کا رہنے والا اسکی بخششوں میں دونوں یکساں ہیں ہندو مسلمان عیسائی ۔ یہودی اسکی عنایت سے کوئی محروم نہیں وہ بے بسی اور بیکسی کا زمانہ جب انسان دنیا میں آیا بولنے کی طاقت نہیں ۔ ہاتھ پاؤں چل نہیں سکتے مکھی تک اُڑائی آتی نہیں کسطرح بسر ہوتا اور مٹی کا کھلونا کیونکر زمین پر دوڑتا ۔ اگر وہ پیدا کرنے والا ہی اسکا انتظام نہ کرتا یہی تعریف کے قابل ہے وہ ذات جسنے ایسے نازک وقت میں انسان تو انسان جانوروں تک کے پیچھے ماتا لگا دی +

نخل تر کو پھل دیا اور پھل کو بخشا رنگ و بو   سیپ کو موتی دیا موتی کو دی آب اور ضو
کھیتوں کو مینہ دیا ماں باپ کو اولاد دی ۔   اس سے دی دنیا کو رونق اس سے آنکھوں کو جلا

ماتا اور ماتا بھی کیسی جسکے آگے سلطنتیں ہیچ ۔ دولت مٹی ۔ روپیہ خاک بڑی سے بڑی نعمت ہو مگر اسپر قربان قیمتی سے قیمتی چیز ہو لیکن اسپر صدقے دین دنیا دولت حشمت جو کچھ ہے سب اسکا ہے کالے کلوٹے نیلے پیلے بچے جنکو دیکھکر گھن آتی اور پاس بیٹھکر جی متلاتا ہے ۔ انکی ماؤں کے دل سے پوچھو عمر بھر کے لال کلیجے کے ٹکڑے ہیں کلفتوں کی بہلاوائی غمگین دلوں کی بہلاوائی جس سے غم غلط رنج زائل کیا چیز ہے اولاد ! وہ ماں جسنے دن بھر ٹوکری ڈھوئی چرخا کاتا مصیبت بھگتی بچہ کو کلیجے سے لگاتے ہی دکھ درد سب بھول بسر گئی +

تصویر نمبر اول ماں کی محبت کا اعلیٰ نمونہ ہے بچی گود میں ہے اور ماں کی محبت
بھری نظریں اسپر پڑ رہی ہیں یہ ہے وہ نگاہ جسمیں کوئی غرض شامل نہیں
یہ بھری نگاہ نکل رہی ہے ہزاروں ارمان اور حسرتیں ساتھ لیے
ہوئے ہے دعاؤں کا ڈھیر اور آرزوں کا انبار اسمیں چھپا ہوا ہے مسکراہٹ
اس کی کیفیت کا پتہ دے رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ اس دلمیں سوا اس
محبت کے کسی اور چیز کا گزر نہیں۔ دوسری تصویر کو دیکھئے یہ ماں کی پیاری ما
کی گود میں ہے دونوں نگاہوں کا فرق غور کے قابل ہے پہلی نگاہ میں ارمان اور
دعائیں شامل ہیں تو اسمیں اظہار محبت چہرہ کی شگفتگی کہہ رہی ہے کہ محبت کا جوش
اس سے زیادہ اس دلمیں کبھی نہ آئیگا اور کوئی چیز دنیا میں اس سے زیادہ پیاری
نہ ہوگی۔ دل بتا رہا ہے کہ پیاری بچی سلطنت ہو تو تجھپر سے قربان اور آنکھ
کہہ رہی ہے کہ میری جان پروان چڑھے ہزاری عمر ہو اس حالت کا اندازہ
نہ تحریر بتا سکتی ہے نہ تقریر۔ ماں کچھ سمجھ سکتی ہیں تو وہ خوش نصیب مائیں جن کے
پاس یہ دولت موجود ہے۔

آخر ایسی کیا نعمت ہے جسکو دیکھ دیکھ کر دل شاد ہو رہا ہے اور محبت کا جوش
ہے کہ امڈا چلا آتا ہے؟

ان تصویروں کا سلسلہ جو اس مہینہ سے شروع ہوتا ہے اور غالباً دسمبر
میں ختم ہوگا۔ لڑکیوں کو بتائیگا کہ یہ بچی محبت کرنیوالے جب پال پوس کر بڑا کردیں
تو کس سلوک کے مستحق ہیں +

محمد اکرام

خانہ داری کا بجٹ

گذشتہ کے رسالہ میں بہن ملقبیں جہاں بیگم صاحبہ کا مضمون اس عنوان سے دیکھکر بہت دل خوش ہوا۔ یہ ظاہر ہے کہ مرد اپنی محنت اور مشقت کی کمائی ہمارے ہاتھ میں لا دیدیتے ہیں اگر ہم اسکو اٹھاتے وقت ان دقتوں کا خیال کریں جو اس کے ہم تک پونچنے میں کمانے والونکو اٹھانی پڑی ہیں تو اسے بیدردی سے نہ بہائیں کہ محرم کے گولوں شبراتکے پٹاخوں اور فضول رسموں کو فرض سمجھیں۔ میرے خیال میں وہ عورت ہرگز منتظم کہلائے جانے کا حق نہیں رکھتی جو اپنی آمدنی کا ایک حصہ بچا کر نہ رکھتے یہ عذر کہ فلاں خرچ زیادہ ہے اس آمدنی میں بھلا میں کیونکر بچاؤں بالکل غلط ہے میری رائے میں تن ڈھانکنے اور پیٹ بھرنے کے بعد پہلا فرض عورت کا روپیہ کی حفاظت ہی اور اس کا سب سے بہتر طریقہ بجٹ ہی۔ ہم اپنی تمام ضرورتوں کا پہلے سے تخمینہ کرلیں اور چاہے کچھ بھی ہو اس سے زیادہ نہ اٹھائیں یہ تخمینہ آمدنی سے کم ہو مثلاً پچاس روپیہ مہینہ کی آمدنی ہے تو چالیس روپیہ کا بجٹ اور دس روپیہ کی بچت اٹھانیکو تو چالیس کیا اگر چالیس سو ہوں تو اٹھ جائیں مگر ہمکو اپنا خرچ مہینہ میں پورا کرنا ہے شوقی چیزنکو کم کریں رسمونکو غارت کریں غرض وہ تمام چیزیں جن میں صرف ہے اور کوئی فائدہ نہیں جنکے بغیر بھی ہم عزت سے زندہ رہ سکتے ہیں قطعی الگ کردو روپیہ یعنی وہ چیز جسکی سب سے زیادہ عزت ہی ہم اسقدر بے پروائی سے اٹھاتے ہیں کہ گویا کہیں سے مفت کا ہاتھ لگ گیا ہے نہیں ایسی بری طرح ہمارے

جیسے ہاتھ دھکر پیچھی ہیں کہ ہمیں ٹھیک کر دیا جسطرح دیمک اندر ہی اندر اپنا کام کرتی ہے اسیطرح رسمیں ہمیں کھوکھلا کر رہی ہیں شادیوں میں تو کچھ ایسا اندھا دھند صرف ہوتا ہے کہ انجام کا مطلق خیال نہیں رہتا فقیر ہو جائیں قرض لینا پڑے کسی طرح ناک نہ کٹے۔ مگر تھوڑی سی عقل کا پھیر ہے بیٹا بیٹی کے بیاہ پر حیثیت کے موافق خرچ کرنے میں تو ناک نہیں کٹتی ہاں شادی کے بعد جب قرضدار تقاضے کرتے ہیں یا گرہ میں ادھی نہیں ہوتی اور دوسروں سے مانگنا پڑتا ہے اسوقت البتہ ناک جڑ سے کٹ جاتی ہے اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمکو خدا کی کتاب پر جو ہمکو یہ حکم دے رہی ہے کہ انکو رسول کی پیروی کرنا ہے تعمیل کرنی چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہماری مقدس شہزادی حضرت سیدہ کی شادی کسطرح ہوئی۔ کیا انکی عزت ہماری عزت سے زیادہ ہے انکو کیا جہیز ملا کتنا زیور میکے سے لے گئیں کتنا چڑھاوا کیا آیا؟

پیاری بہنوں خدا کے واسطے اپنی حالت سنبھالو اور ان بیہودہ رسموں سے پرہیز کرو جنہوں نے یہاں تک نوبت پہنچادی۔ کہ خاندان کے خاندان برباد ہوگئے +

والدہ محمد احمد

ہمت جوہر قدرت کی ایک نشانی ہے۔

زندگی ایک فرض ہے۔ اسکو خوشی سے ادا کرو۔

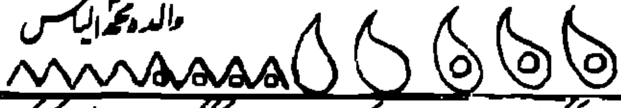
زندگی ایک بوجھ ہے۔ اسے ہمت سے اُٹھاؤ۔

زندگی ایک منزل ہے۔ اسے ہنسی خوشی سے طے کرو۔

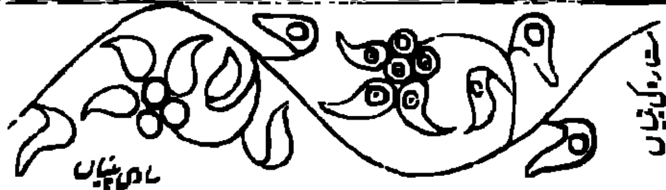
پتی کی سلائی

یہ اور سلائی کڑھائی وغیرہ سے کسیقدر مشکل ہے مگر کرنے والے کیلئے آسان
ہے۔ یہ پتی کا کام کہلاتا ہے سادہ جالی پر تو بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے اور
تن زیب پر بھی بناتے ہیں اکثر مردانہ کپڑے تن زیب کے کرتے انگرکھے خمدار اور
ہندوستانی اچکن وغیرہ پر بھلا معلوم ہوتا ہے اور زنانہ کپڑوں کی سادی جالی کا کرتا
بنایا جائے اور اس کے گھیر میں بیل بنائی جائے آستین کی مہری میں گریبان میں اور مونڈھے پر انہیں
پتیوں میں سے پٹے پر آستین پر ترنج بنا دیا جائے۔ یہ پتیاں باریک خاصی کتری جاتی ہیں۔
اور ڈنڈیاں ٹیپے کی لگائی جاتی ہیں پتیاں کترنے میں اتنا خیال ضروری ہے کہ ترپائی کا حق
پتی میں چھوڑا جائے تاکہ ترپائی آتی پتی ہے کہ جبھی اس بیل میں ہو اور یہ لیسنے اختیار کی
بستے کے چلے جو بھی پتی کبھی جا کے یا باریک ڈنڈیاں کے دوپٹہ کے چاروں طرف بھی یہ بیل بنائی
جاتی ہے بہت ہی خوبصورت لگتی ہے۔ اس پتی کے اندر سنہری ستارہ بھی لگایا جاتا ہے جسکا
میں نے نشان بنا دیا ہوں گو ستارہ جالی ہی میں اچھا معلوم ہوتا ہے تنزیب میں نہیں بیل کے
اوپر کنگری بنائی ہے یہ پرانا فیشن ہے اور تھوڑی سی کیری بنائی ہے یہ نیا فیشن ہے +

والدہ محمد الیاس



ستارہ کی کیریاں — سادی کیریاں — ستارے کی کنگری — سادی کنگری



بچّہ کی تعلیم کس طرح اور کب شروع ہونی چاہئے

بڑے بڑے پرانے درخت پہلے جڑیں نکالتے ہیں۔ یہ فقرہ ہے تو
چھوٹا سا مگر بڑی خوبیوں بھرا۔ آجکل تعلیم کا بہت چرچا ہو رہا ہے مگر بالکل
اُسی طرح جسطرح درخت جبتک اسکی جڑ زمین کے اندر خوب مضبوطی سے نہ پھیلے
تناور ہوتا ہے اور اسکی لکڑی بیکار سی ہوتی ہے۔ اسیطرح آجکل کے تعلیمی چرچے میں
ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ تعلیم صرف مکتب یا مدرسہ جانے ہی کے معنے
ہیں۔ ہم تعلیم اور کتاب کے پڑھ لینے کے ایک ہی معنے نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہماری
رائے میں بچوں کی مدرسہ کی زندگی کتابوں سے لدی ہوئی ہوتی ہے +

تعلیم کی تعریف یہ ہونی چاہئے کہ بچہ میں جو موروثی قابلیتیں ہیں اُنکی
پرورش کرنا اور انکو ترقی دینا اس عمل کا نام تعلیم ہے۔ یہ عمل اسطرح کیا جائے کہ
عقلی۔ اخلاقی۔ جسمانی۔ اور روحانی قابلیتیں انتہا تک بچہ میں پیدا کیجائیں
گو یہ ایک وسیع تعریف ہے مگر درحقیقت کچھ بھی وسیع نہیں اور اگر اسکو
اتنی وسعت نہ دی جائے تو اسکی اصلی خوبی ظاہر نہ ہوگی +

موجودہ ضروریات | زمانہ تبدیل ہوگیا ہے۔ ہمارے خیالات وسیع ہوگئے
ہیں۔ کوئی ہوشیار استاد تعلیم کے اصول کو مکمل نہیں خیال کرتا جبتک کہ اُس میں

جسمانی۔ دماغی۔ اور روحانی ترقی کو درجہ اعلیٰ تک مدنظر نہ رکھا گیا ہو۔ بغیر
کامل جسم کے دماغ صحیح ہونا بالکل ناممکن ہے۔ بڑے بڑے اور مضبوط ڈیل ڈول
خواہ مرد کے ہوں۔ یا عورت کے صرف ایک نمائش ہی ہیں۔ جبتک کہ ان کے
ساتھ دل و دماغ کی قابلیت اعلیٰ درجہ کی نہو +

کیا یہ ضروری ہے کہ پرانا طریقہ تعلیم جاری رہے؟ کیا یہ مناسب ہے
کہ ہر ایک ماں یا باپ صرف اپنے آپ رستہ کنبے والوں کو دیکھ دیکھکر تھوڑا
بہت تجربہ اور علم حاصل کرلیں؟ ۔ اور بس۔

ہمکو چاہئے کہ گو بچہ ابھی انگوٹھا چوستا ہی ہوا ہے مگر ہم سوچیں اور
اپنے دلمیں نقشہ جمائیں کہ ہم اسکو کس طریقہ پر چلائیں گے۔ زیادہ دور دراز
کے خیالی پلاؤ نہ پکاؤ صرف اپنے دلمیں یہ عملی سوال کرو کہ آٹھ دس برس کا
بچہ ہوگا تو ہم اسکو کیا کیا بنائیں گے؟ ہم نے اس عمر کو اس لئے پسند کیا
ہے کہ بنیاد چونکہ اچھی طرح سے مضبوط ہوگئی اسپر ہم آیندہ جس قسم کی عمارت
تعمیر کرنی چاہیں کرسکتے ہیں +

خیالات نئے آٹھ دس برس کی عمر میں لڑکا ہو یا لڑکی اچھی طرح بڑی
ہوجاتی ہے اور جسم اور اعضاء قوی ہوجاتے ہیں۔ ضروری قوی تکمیل کو پہنچ
جاتے ہیں۔ آنکھیں۔ کان اور اور قوی عقلی کامل ہوجاتے ہیں ہاتھ پاؤں
اور ہر ایک رگ و ریشہ دماغ کی حالت کو سمجھنے کے لائق ہوجاتا ہے۔ غرضکہ
اس عمر میں بچہ ہر طرح سے کامل اور دنیا اور دنیا کے لوگوں کو سمجھداری کے
ساتھ دیکھنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ ایسی سمجھ جو تندرستی۔ صحت قلب اور

معصوم ضمیر سے پیدا ہوتی ہے +

ڈرانا یا بچہ کو بزدل بنانا گویا اُس کے دل کو مار دینا ہے۔ اِس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ پورا پورا نقصان پہنچتا ہے ۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے اور نامور آدمی ہوئے ہیں وہ ایسے نہیں تھے جو ڈر کو جانتے ہوں۔ البتہ بُری باتیں کرنیکا ڈر اگر وہ ڈر کہلا سکے پیدا کرنا چاہیئے مگر وہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ بچہ خوف زدہ ہو بلکہ اسکو اِس بات کا عادی کرنا چاہیئے کہ وُہ بُری بات کر کے پشیمان ہو۔ اور اُسے بُرا سمجھے۔ تمکو یہ خیال ہوگا کہ ہم نے آنکھ کان بہانتک کہ دانتوں تک کی حفاظت کو اصول تعلیم کا ایک ضروری جزو قرار دیا ہے۔ بیشک یہ بہت ضروری امر ہے اِس جاننے سے بھی ضروری کہ دو۔ اور دو چار ہوتے ہیں +

تعلیم کے معنی بتا دینے کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ تعلیم کب شروع ہونی چاہیئے یہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پیدا ہونے کی ساعت سے ہی وہ ایک نہایت کامل استاد کے ذریعہ سے شروع ہو سکتی ہے جیسا کہ ایک انگریزی شاعر بیان کرتا ہے:-

قدرت جیسی بڈھی انّا نے بچہ کو اپنے گھٹنے پر لیا اور کہا کہ یہ
ایک کہانیوں کی کتاب ہے جو تجھکو تیرے پروردگار نے بخشی ہے

بچہ کے اعضا کی پہلی حرکت اور پہلے ہی سانس سے تعلیم شروع ہو گئی ہے ہاں یہ ہمارا کام ہے کہ اُسکو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں +

حال کے طریقہ | ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مستقل۔ باقاعدہ اور محبت آمیز حفاظت وخبرگیری تعلیم کے ذریعوں میں سب سے زیادہ لازمی اور ضروری ذریعہ ہے مگر

بہ خبرگیری عقلمندی اور ہوشیاری کیساتھ کرنی چاہیئے اور اگرچہ ہمیشہ ملائمت کے ساتھ کیجائے تاہم اصرار کے ساتھ بچہ کو درست راستہ پر چلانے والی ہو۔ ایک جاہل آدمی کے نزدیک ایک شیرخوار بچہ کی تعلیم کا مسئلہ لغو ہوگا مگر ایک ہوشیار اور سمجھدار ماں اسکو ایسا نہیں سمجھیگی۔ ہر ایک ہوشیار ڈاکٹر چھوٹے بچہ کو دیکھکر یہ بتا سکتا ہے کہ اسکو ٹھیک اسی طریقہ سے جو ابھی بیان ہوا اٹھایا گیا ہے یا نہیں یعنی یہانتک کہ اسکو ہاتھوں میں لینے تک میں باقاعدگی برتی گئی ہے یا نہیں۔ یہ اسوجہ سے کہ بچہ ہاتھوں میں رہنے کا عادی ہوگیا ہے اور اسکو ضروری سمجھنے لگا ہے۔ ایسے بچے جنکو باقاعدگی کے ساتھ نہیں اُٹھایا جاتا ہمیشہ سخت تکلیف کے باعث ہوتے ہیں گو یہ ایک خفیف سی بات معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت بہت بڑی ثابت ہوتی ہے۔ بیماری کے موقعہ پر ایک بچہ کا علاج جو مناسب طور پر اُٹھایا گیا ہے۔ بہت کامیابی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ بہ نسبت اُس کے جو نہیں اُٹھایا گیا +

ابتدائی ضروریات تعلیم کے ان ابتدائی مراحل کو کن طریقوں سے عمل میں لانا چاہیئے ہ سب سے پہلے باقاعدگی کی ضرورت ہے۔ ایک فلاسفر کہتا ہے کہ تمام تعلیم اسی لیے ہے کہ عادتوں کی بنیاد اچھی طرح ڈالی جائے۔ اور درحقیقت بچے جو کہ چند آدمی ہی پہچان سکتے ہیں عادتوں کے کیڑے ہوتے ہیں۔ انکو کھلاؤ پلاؤ۔ انکو نہلاؤ دھلاؤ۔ انکی صفائی کا خیال رکھو انکو باہر لیجاؤ یا اندر لاؤ اور انکو سلاؤ مگر یہ باتیں ایسے مقررہ وقت پر اور باقاعدگی کے ساتھ کر دیجیے کہ کر سکتے ہو۔ پھر تمکو انکی بھوک کی یا بدہضمی کی۔ یا نیند نہ آنیکی۔ یا بدمزاجی کی کسی بات کی بھی

شکایت نہ ہوگی۔ بچوں کے ساتھ سب کچھ کرنا چاہیئے مگر مقررہ وقت پر چاہے دودھ دینا ہو یا کھلانا ترتیب فقط

قائلہ بنت الازور

جب مسلمانوں کا لشکر اسلام کا جھنڈا بلند کرتا ہوا دمشق کے قریب پہنچا تو قیصر ہرقل شام کے دارالخلافہ انطاکیہ میں تھا۔ خالد جیسے بہادر کو معمولی لٹیرا خیال کیا اور پانچہزار فوج کیلوس کی ماتحتی میں مقابلہ پر روانہ کی ضرار اسوقت خالد کے ساتھ تھے لڑائی ہوئی اور ضرار کی بہادری دیکھکر دشمن دنگ رہ گئے کیلوس مارا گیا اور مسلمانوں نے دمشق کے باہر ڈیرے ڈالدیئے +

قیصر کو یہ خبر پہنچی تو آگ بگولا ہو گیا۔ ایک لاکھ تجربہ کار سپاہی جو لڑائی میں جانا کھیل اور وطن کی محبت میں جان دینا فخر سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے تیار ہوئے۔ اور وردان کی سپہ سالاری میں دمشق چلے۔ مسلمانوں کے خون کی پیاسی تلواریں میانوں سے نکل پڑتی تھیں۔ دا؟ بانی حرام تھا رات دن ایک کر کے مہینوں کی منزلیں دنوں میں طے کیں اور وہ میدان جسکو مسلمان مفتوحہ سمجھے بیٹھے تھے غنیم کے نعروں سے گونج اٹھا۔ دشمن کی جمعیت دیکھکر مسلمان ششدر رہ گئے۔ خالد نے اپنے لشکر کو جسکی کل کائنات چالیس ہزار تھی جمع کیا اور اپنے بھائی ضرار سے کہا کہ بہادری دکھانیکا وقت یہی ہے ہمت نہ ہارو اور خدا کا نام لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ گو ان کے کم ہے مگر خدا کا وعدہ ہمارے ساتھ ہے۔

خالد کا اتنا کہنا تھا کہ ضرار شیر کی طرح دہاڑتا ہوا میدان میں آیا اور

غنیم کو للکارا۔ بڑا زبردست معرکہ تھا تھوڑی ہی دیر میں سرزمین دمشق پر خون کی ندیاں بہنے لگیں ضرار مجروح ہوکر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کی رہی سہی ہمت اور بھی ٹوٹ گئی۔ رفیع ابن عمیرہ نے جو ضرار کے ساتھ تھے یہ رنگ دیکھکر باواز بلند کہا مسلمانوں تم ضرار کے واسطے نہیں لڑرہے تھے جو بددل ہوتے ہو تم جس کے لئے لڑرہے ہو وہ تم میں موجود ہے اور تمہارے کام دیکھ رہا ہے وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

رفیع کی اس گفتگو نے بجھے ہوئے دلوں میں پھر شعلہ بھڑکایا اور مسلمان اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے دشمن پر ٹوٹے۔ غنیم نے نہایت جرأت سے اس حملہ کو روکا۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کا یہ دستہ بالکل برباد ہو جائے کہ شام سر پر آپہنچی اور رات کا تاریک پردہ دونوں کے بیچ میں پڑ گیا۔

ضرار کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی خالد کی آنکھوں میں دنیا اندھیری تھی صبح ہوتے ہی بہادر دشمن کے گروہ میں گھس گیا۔ اور چاروں طرف لاشوں کے ڈھیر لگا دیے ہر طرف ڈھونڈھا مگر ضرار کا پتہ کہیں نہ چلا خبر دار نے خبر دی کہ ضرار حمص کو بھیجے گئے رفیع ابن عمیرہ ادھر روانہ ہوئے اور رستہ میں اس فوج سے مڈبھیڑ ہوئی جو ضرار کو قید کیے لے جا رہی تھی۔ مسلمانوں نے اپنے افسر کے لیے جانیں لڑا دیں گھمسان کا معرکہ ہوا۔ اور آخر بہادر ضرار کو دشمنوں کے پنجہ سے چھینا اور دمشق لوٹے۔

ابھی ضرار کو لیکر رفیع کا دستہ واپس نہ آیا تھا کہ خالد نے آسمان کیطرف ہاتھ اٹھاکر التجا کی کہ اے معبود حقیقی اسوقت میں ہزار فوج کا

مقابلہ ایک لاکھ سے ہے ہماری مدد کر اور ہماری شرم رکھ۔ یہ کہا اور بسم اللہ کہکر بیس ہزار فوج چاروں طرف سے دشمن پر گری اور آفتاب کے سر پر آنے سے پہلے دمشق میں مسلمانوں کا جھنڈا لہرا رہا تھا +

دمشق والے بھاگ تو گئے مگر تاک میں تھے کہ کوئی موقعہ لگے تو مسلمانوں سے بدلہ لیں اتفاق یہ ہوا کہ مسلمانوں کا لشکر تو فتح کے نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھا۔ عورتیں اور اسباب پیچھے رہ گیا۔ اس سے اچھا موقعہ کیا ہو سکتا تھا پٹیر سولہ ہزار فوج لیکر ان عورتوں پر آپڑا۔ مال اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں کو قید کیا اور درختوں کے سایہ میں تقسیم شروع ہوئی قالمہ ضرار کی بہن اور بہت مال پٹیر کے حصہ میں آیا +

قالمہ بنت الاذور علم و فضل کے اعتبار سے اسوقت کی ممتاز عورتوں میں تھی سیرت صورت شجاعت عصمت۔ غرض قدرت نے تمام خوبیاں اس خاتون میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ تاریخ اسلام اس بی بی پر ناز کر رہی ہے اسکی فصاحت کا تمام عرب میں شہرہ تھا۔ تقدیر کی گردش تھی کہ مسلمانوں کی ایسی قابل فخر خاتون دشمنوں کے قبضہ میں پہونچکر پٹیر کے حصہ میں آئی۔

قالمہ کو جسوقت یہ خبر ملی کہ مال و اسباب کے ساتھ ہماری بھی تقسیم ہوئی اور میں پٹیر کے حصہ میں آئی تو غصہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ ساتھ کی گرفتار عورتوں سے کہا:۔

ہم عرب کے بہادروں کی بہو بیٹیاں پیغمبر اسلام صلعم کی امت گو اپنے وارثوں سے چھوٹ گئیں اور اسوقت ہمارے پاس کوئی مدد موجود نہیں مگر

اِس سے پہلے کہ ہم اپنے وارثوں کی ماتوں اور اپنے باپ داوا کی عزت کا خاتمہ کریں۔ بہتر ہے کہ زمین پھٹ جائے اور ہم سما جائیں۔ اے حجاز اور حمفر کی عورتوں اُٹھو اپنی عصمت پر قربان ہو جاؤ اور ان دشمنوں کو دکھا دو کہ عرب کی عورتیں عزت کے مقابلہ میں جان کی پروا نہیں کرتیں۔ اگر ان ظالموں میں سے کوئی ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھے تو اُس کی آنکھیں نکال لو +

عصمت و عفت کی دیویو ہمنے اُن ماؤں کا دودھ پیا ہے جو اپنی عزتوں پر مٹ گئیں۔ تمھارے جسم میں ان بہادروں کا خون دوڑ رہا ہے جن کے سر تن سے اڑ گئے۔ مگر قدم پیچھے نہ سرکے تم ان دلاوروں کی اولاد ہو جنکا ایک ایک۔ ایک ایک ہزار پر بھاری نکلا۔ زمانہ سیکڑوں ہزاروں برس آگے نکل جائے گا۔ مگر تاریخ ان کے نام چمکائے گی مسلمان انکے کارناموں پر فخر کریں گے +

اے بہادر بیبیو کیا ہم اِس روز کے لیے زندہ رہے تھے کہ جس دن دمشق میں اسلام کا جھنڈا اُکھڑے اس دن دشمن ہماری تقسیم کریں۔ آؤ سب گلے مل لیں۔ اگر زندہ رہے تو عزت کو ہاتھ سے نہ دیں گے اور مر گئے تو قیامت میں عزت کے ساتھ ملیں گے۔ گو ہم عورت نہتے ہیں مگر نہیں یہ بانس بلیاں اٹھاؤ۔ اور جو قریب آئے اِس کا مغز پھوڑ دو +

قائلہ کی یہ گفتگو ایک چنگاری تھی جو بارود میں جا پڑی اور یہ تمام عرب نادیاں بانس بلیاں ہاتھ میں لے کر دائرہ کی شکل میں کھڑی ہو گئیں۔

ایک یونانی سپاہی کا قریب آنا تھا کہ قائلہ نے بسم اللہ کہکر مغفر پر ایک ایسا بانس مارا کہ چکرا کر چیختا ہوا گرا۔ غل کی آواز سنکر تمام زخمی خیموں میں سے باہر نکل آئے جو قریب آنے کی کوشش کرتا تھا زخمی ہوتا تھا۔ ٹیبر نے قائلہ کو بہت سے نشیب و فراز دکھائے مگر پیٹر کا ہر لفظ قائلہ کے کلیجہ پر تیر کا کام کر رہا تھا۔ مجبور ٹیبر نے فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو تلوار کی باڑ پر رکھ لو۔ اور گردنیں اڑا اڑا کر پھینکدو۔ حکم کی دیر تھی فوج نے تلواریں نکال لیں چاہتے تھے کہ تلواروں سے کام لیں کہ خالد اور ضرار دو نو بہادر سر پر موجود تھے ٹیبر یہ حالت دیکھکر سہم گیا۔ اور کہنے لگا عرب کی عورتوں ہم بھی ماہنیں رکھتے ہیں اور تمہاری بہادری کی عزت کرتے ہیں قائلہ کا غصہ کیا کم ہونے والا تھا ٹیبر کے گھوڑے کی ٹانگ پر ایک بانس اس زور سے مارا کہ لنگڑا کر پڑا گھوڑے کا گرنا تھا کہ ضرار نے ٹیبر کا کام بھالے سے تمام کر دیا۔ اور اس کا سر نیزے پر اوٹھا لیا۔

گو قائلہ عفرہ اور اونکی جماعت آج دنیا میں موجود نہیں مگر ان کی شجاعت اور عصمت جبتک تاریخ موجود ہے صفحۂ دنیا سے مٹنے والا نہیں ✦

راشد الخیری

زمزمۂ توحید

ہر ذرہ میں ہے ظہور تیرا	ہے برق و شرر میں نور تیرا
افسانہ ترا جہاں تہاں ہے	چرچا ہے قریب و دور تیرا
ہر ذرہ خاک میں ہے لمعاں	مخصوص نہیں ہے طور تیرا
گاتے ہیں سحر ہوا میں کیا کیا	دم بھرتے ہیں سب طیور تیرا
تو جلوہ نگن کہاں نہیں ہے	وہ با نہیں تو جہاں نہیں ہے۔

شرک

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ

(اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے)

ہمارے عقیدے کے موافق یہ چند لفظ اُس پاک کتاب کے ہیں جسکو ہم کلام یقین کرتے ہیں ارشاد ہورہا ہے کہ شرک والی چاہے بادشاہ زادی ہی کیوں نہ ہو اُس لونڈی سے جو قید ہے اور مسلمان ہے بدتر ہے۔ اسلام کی سب سے بڑی غرض شرک کا مٹانا اور خدا کو وحدہٗ لاشریک ثابت کرنا تھا جسوقت رسولِ اکرم صلعم نے قریش کو جمع کیا ہے تو یہ فرمایا کہ سوا اس پاک ذات کے کوئی چیز پرستش کے لائق نہیں ہم سب کو ایک دن یہاں سے کوچ کرنا ہے اور وہ دن دیکھنا ہے جب ہم سے جوابدہی ہوگی +

سب فانی یا بسے ہے جانیوالا ڈرو اس سے جو وقت ہے آنیوالا

افسوس ہے کہ ہماری بہت سی بہنیں شرک میں گرفتار ہیں اور جو کام خدا کے ہیں اور کے بس کے نہیں دوسروں کے سپرد کرتی ہیں کوئی منتیں مانتی ہے کوئی چادریں چڑھا رہی ہے۔ حالانکہ خدا کی محبت سے بہتر نجات کا ذریعہ نہیں ہوسکتا +

ہماری اختیار میں کوئی دوسرا شریک ہوجائے تو کتنا ناگوار ہو۔ خدا پاک کیوں ہوتا ہے اسی لئے نہ کہ وہ ہمارے اختیار میں برابر کیا

شریک ہوگئی پھر وہ بادشاہوں کا بادشاہ جس نے ہم پر ہزاروں لاکھوں احسان کئے اگر ہم اس کے اختیار چھین کر دوسرے کو دیدیں تو کتنا ناخوش ہوگا حالانکہ ہم کہاں اور اس کے اختیار کہاں خود گنہگار ہوتا ہے ہو جائیں +

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کیسی ہی بڑی مشکل اور سخت مصیبت کیوں نہ ہو اللہ سے مدد مانگو وہ دور کرنیوالا ہے۔ جب کتاب برحق خود حضور اکرم کے واسطے یہ فیصلہ کر رہی ہے کہ اے رسول کہہ میں بھی تمہارے ہی سا آدمی ہوں تو پھر اور کس گنتی میں رہے۔ دیکھو تو ہی کس طرح فرمارہے ہیں وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا۔ اور عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو مت شریک کرو۔ اگر ہمکو اپنے آقا اپنے مالک اس مالک کی جس کے احسانوں کا ٹھکانا نہیں۔ محبت ہے تو کیا محبت کے یہ معنے ہیں کہ اپنی مرادوں کا پورا ہونا فقیروں کے اختیار میں سمجھیں۔ کیا کوئی کام ایسا بھی ہے جو اللہ کے اختیار میں نہ ہو۔ کاش ہم اس سے سچی محبت کریں۔ یحیٰی بن معاذ کہتے ہیں۔ جب اس پاک ذات کا معاف کر دینا تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے تو اسکا راضی ہو جانا کیسا ہوگا۔ اسکی رضامندی میں سب مرادیں پوری ہو جاتی ہیں تو اسکی محبت کیسی ہوگی۔ اسکی محبت تمام رنج و غم زائل کر دیتی ہے تو اسکا لطف کیا کچھ ہوگا +

ایک شخص حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے واسطے کیا سامان کیا۔ اسنے جواب دیا رسول برحق نہ تو میں نے بہت سی نمازیں پڑھیں بہت سے

روزے رکھے۔ ہاں خدا اور خدا کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسالتمآب نے فرمایا آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اُسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا اس بات کو سنکر

کیوں بہنوں کیا وہ پاک ذات اس قابل نہیں ہے کہ ہم اس سے محبت کریں۔ اور اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں۔ ہمے ضرور ہے خدا ہم سب بہنوں کو توفیق دے کہ شرک سے بچیں اور توحید پر قائم رہیں۔ آمین ثم آمین زاہدہ اختریہ

شوھر کی ما۔ تمھاری ساس ساس نہیں تمھاری ما ہے۔ اِس لیے کہ وہ تمھارے شوہر کی ما ہے مگر کیوں؟۔ اِس لیے ما ہے کہ جسطرح شادی کے بعد خاوند کی چیزیں تمہاری چیزیں ہوگئیں اسیطرح اس کے رشتہ دار بھی تمھارے رشتہ دار ہوگئے۔ گو تمھارے ہاں بہت سی کہاوتیں مثلیں گیت۔ ساس بہو کی شکایتوں کے موجود ہیں مگر تم اُنپر عمل نہ کرو۔ کیا تم اُسکو وہی نہ کہوگی جو شوہر کہتا ہے یعنی ما اور جو کچھ کہتی ہو کیا وہ دل سے نہیں کہتیں +

ثابت کرو کہ بیٹا بیاہ کر اسے اس بیٹے کو جسے محنت سے پالا پوسا کھو نہیں دیا بلکہ ایک بیٹی حاصل کی کیسی بیٹی۔ سچ مچ کی بیٹی جو بیٹی سے کم ہمدرد اور محبت کرنیوالی نہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے آنے سے پہلے وہ صرف اپنی ما کا تھا اور جبکہ وہ دو کے تین ہوگئے تو چاہئے اس کے واسطے نعمت بناؤ نہ کہ مصیبت (ترجمہ)

ناظرین عصمت سے التجا

بلقیس جہاں بیگم صاحبہ ۔ ث ۔ ب ۔ صاحبہ مولوی نیاز محمد صاحب ۔ غرض ناظرین عصمت میں سے اکثر کی رائے تھی کہ عصمت میں ایک فنڈ ایسا کھولا جائے جس سے حاجتمند خواتین کی مدد ہو۔ اس رائے کے معقول ہونے میں کلام نہیں اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ قوم میں سینکڑوں ہزاروں شریف زادیاں فاقے کر رہی ہیں اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتیں ٹوٹے کھنڈروں میں لیرلیں پہنے اور پیوند لگائے بیٹھی ہیں مگر بزرگوں کی آن جان کے ساتھ ہے۔ دلی میں سینکڑوں گھر ایسے نکلیں گے جن کی رہنے والیاں بادشاہوں اور نوابوں رئیسوں امیروں کی اولاد ہیں۔ زمانہ انکو اور ان کے معصوم بچوں کو بھوکا سلا رہا ہے اور کسیکو کانوں کان خبر نہیں کہ ان بدنصیبوں پر کیا گذر رہی ہے۔ اسلام نے زکوۃ کو فرض اور خیرات صدقات کی تاکید اس لیے کی تھی کہ جن مصیبت ماروں کی آمدنی کے ذریعہ قدرت نے ختم کر دیے انکی ضرورتیں رکی نہ رہیں اور جن کے پاس ضرورت سے زیادہ ہے وہ اپنے محتاج بھائی بہنوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں اسی لیے جا بجا کلام ربانی میں زکوۃ اور خیرات کی تاکید ہوئی یہانتک کہ نیکی خیرات کو خدا کے کلام نے خدا کا قرض بتایا اور یہ یقین دلایا کہ ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ ہمکو بھی دو۔ اور مفت نہیں قرض دو یہ جو کچھ تم اپنی زندگی میں ہمارے پاس بھیجدو گے ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ تمہاری امانت ہمارے پاس ہوگی جو ہم تمکو واپس کردیں گے اور ایسے وقت دیں گے جب تمہیں اسکی اشد ضرورت ہوگی۔ بہت سی تجارت دنیا میں کی ایک سودا ہم سے بھی کر لو

کرلو۔ یہ وہ تجارت ہوگی جسمیں گھاٹے کا مطلق اندیشہ نہیں۔ ایک وقت تھا کہ مسلمان
خدا کے اِس حکم کا مطلب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دوسرے مسلمانوں کے
ہمپر کیا حق ہیں۔ خلیفۂ دوم کا ذکر ہے کہ ایک روز ایک عورت کو دیکھا کہ کھانا پکا رہی ہے
اور چھوٹے بچے پاس بیٹھے رو رہے ہیں دیکھکر آگے بڑھ گئے کچھ دیر بعد واپس
ہوئے تو پھر وہی کیفیت دیکھی کہ پتیلی چولہے پر ہے آگ جل رہی ہے اور بچے رو رہے
ہیں ٹھٹکے اور اِس عورت سے پوچھا تو کیسی ماں ہے کہ اتنی دیر سے بچے رو رہے ہیں اور
کھانا نہیں پکاچکی عورت نے جواب دیا اے رستہ چلنے والے مجھے نہ ستا۔ کیا
کہتا ہے اِس پتیلی میں کچھ نہیں ہے۔ خالی پتیلی چڑھا کر ان بچوں کو بہلا رہی ہوں کہ
سو جائیں مجھے کچھ میسر نہیں آیا۔ سنتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے گھر آکر
اسلم غلام سے کہا کہ ایک بوری اناج کی میری پیٹھ پر رکھدے اسلم نے کہا یہ کام
میرا ہے آپ کا نہیں۔ فرماتے ہیں خدا کے ہاں یہ بوجھ مجھی کو ڈھونا پڑے گا اُس
تو مددگار نہوگا۔ غرض وہ بوری کمر پر لاد کر اِس عورت کے پاس آئے اور کہا لے کھانا
تیار کر خود تیار کرنے میں مدد دیتے رہے کھانا تیار ہوا عورت اور بچے کھانا کھا
چکے تو رو کر کہتے ہیں ایک درخواست قبول کر وہ یہ خدا کے ہاں بھوک کی تکلیف
کا مواخذہ عمرؓ سے نہ کیجو۔ مختصر یہ کہ ہادی برحق کا یہ ارشاد کہ قیامت کے روز ان آدمیوں
میں سے جو خدا کی خاص سبیل کے مستحق ہوں گے ایک وہ ہوگا جس نے دنیا
میں اسکی راہ پر حاجتمندوں کو دیا۔ انکا اعتقاد تھا اور کلام ربانی کا یہ ارشاد کہ خرچ
کرو ہمارے دیئے ہوئے میں سے ہماری راہ میں۔ چھپا بھی اور دکھلا بھی ان کا ایمان
مگر وہ وقت ہمیشہ نہ رہا اور وہ لوگ بھی اپنے مال ہمیں دے اٹھ چل۔ مصیبت ملا دل

آپا بچوں کے حاجتوں میں لٹا کر اپنی زندگیاں پوری کر گئے اب یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے کہ یہی خیرات مسلمانوں سے رخصت ہو گئی بیٹے کٹے مسٹنڈے خیرات اور زکوٰۃ کے بہانے سے ان کے مال اڑاتے ہیں اور حاجتمند دکھ سہتے مصیبتیں جھیلتے ختم ہو جاتے ہیں +

ہم اس قسم کا کوئی فنڈ کھولنے کے واسطے تیار نہ تھے مگر محترمہ بیگم صاحبہ کے اس خط نے ایک خاص اثر کیا اور ہم خود اس مصیبت زدہ بہن کے گھر پہنچے۔ افسوس ہے جسقدر زیادہ تحقیقات کی اسیقدر یہ واقعہ درد انگیز نکلا۔ ہم اس بدنصیب بہن کے استقلال پر مرحبا کہتے ہیں کہ سال گذشتہ میں ایک غیر مسلمان خاتون نے مدد کی درخواست کی تو صرف اس وجہ سے کہ اس درخواست کی تہ میں ایک غرض پوشیدہ تھی۔ اس مظلوم نے مدد لینے سے انکار کر دیا۔ ہم جانتے ہیں کہ عصمت کو ایسے مسلمان مرد اور عورتوں کے مطالعہ سے گذرنے کا فخر حاصل ہے جن کی ادنیٰ توجہ اس مصیبت زدہ بہن کا بیڑا پار کر سکتی ہے چنانچہ ہم یہ اپیل اس امید پر چھاپتے ہیں کہ ناظرین عصمت اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس بدنصیب کا ہاتھ بٹا لیں گے اور اپنے عزیزوں، دوستوں، سہیلیوں، ہمجولیوں کو اسطرف متوجہ کریں اور جو کچھ فراہم ہو دفتر عصمت میں بھیجدیں جسقدر چندہ وصول ہوگا وہ مصیبت زدہ بہن کو یہاں کے اسم گرامی کے درج ہوگا اور رقم پوری ہونے کے بعد ترمیمہ دفتر عصمت میں ادا کر کے اعلان کر دیا جائے گا +

اپیل

اڈیٹر صاحب سلام علیکم

میں پچھلی پیر کو تقریباً تین برس کے بعد دہلی آئی اور کل ایک ایسی مصیبت زدہ بہن سے ملی جسکو دیکھکر خدا یاد آ گیا۔ بہتری عقل دوڑائی مگر کوئی ترکیب

اس کے سوا کچھ نہیں بن آئی کہ آپ کو اس حالت زار سے اطلاع دوں اور بادب درخواست کروں کہ للّٰہ یہ اپیل آپ عصمت میں چھاپ دیں۔

یہ بہن جو بے ساختہ کی کھیل ہوئی ہیں۔ دلی میں ایک ڈاکٹر سے بیاہی گئیں جنکا دوائی خانہ چاندنی چوک میں تہا۔ یہ اسوقت اچھی طرح یاد نہیں کہ شادی کے بعد یا پہلے ان کے والد جو تقریباً سو روپیہ ماہوار کے ہیڈ کلرک تہے دفعتہً انتقال کر گئے۔ ماں چونکہ سوتیلی تہی اس سب جائداد وغیرہ سے یہ محروم رہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی آمدنی معقول تھی اس لیئے زیادہ خیال نہ کیا۔ خود تھوڑی سی جائداد خریدی رہنے کا مکان بنوایا۔ اور خاصی اچھی طرح زندگی بسر کرنے لگیں۔ ایکا ایکی تقدیر نے پلٹا کھایا۔ ڈاکٹر صاحب کا انتقال ہوگیا۔ جو کچھ تہوڑی سی جائداد تھی وہ بھی دو جیٹھ کی بدولت ہاتھ سے نکل گئی اور رہنے کے مکان کے بہی حصّے بخرے ہوگئے +

بے در پے مصیبتیں آنے کو اس کہاتی پیتی بہن کے پاس دانت کریدنے کو تنکا تک نہ رہا۔ خدا بہلا کرے ڈاکٹر صاحب کے ایک دوست کا کہ ڈاکٹر صاحب کی دوستی کو آجتک نباہ رہے ہیں۔ اور پانچ روپیہ مہینہ اسوقت تک دیئے جاتے ہیں۔

ایک تو دو بچے آمدنی کل پانچ روپے جسمیں ایک اور آفت لگی ہوئی وہ یہ کہ میاں کی زندگی میں ساڑھے تین سو روپیہ قرض لیا تھا جسکا سود ساڑھے تین روپیہ مہینہ دینا پڑتا ہے +

کل میں اتفاق سے ان کے ہاں بیٹھی تھی جب تقاضگیر آیا۔ میں تو پہلے ہی

دلیں کر رہی تھی اور خدا کی قدرت دیکھ رہی تھی کہ جس کے دروازہ پر لوکر اور گھر میں مامائیں موجود تھیں وہ آج ایک ٹوٹے سے کھٹولے پر میلے کچیلے کپڑے پہنے سلائی کا کرتہ سی رہی ہے اور چھوٹا بچہ بھوکا رو رہا ہے۔ اتنے میں اسی کمبخت نے آواز دی ٹالنا چاہا مگر وہ ظالم کیا ماننے والا تھا۔ کیسا سخت تقاضا اور برے الفاظ کہے ہیں کہ خیال سے تکلیف ہوتی ہے۔ سود کے تین مہینے چڑھے ہیں ساڑھے دس روپے مانگتا تھا اور جو کچھ منہ میں آتا تھا سنا رہا تھا۔ اسوقت کی حالت گر کوئی دیکھتا تو مجھے یقین ہے کہ کلیجہ پھٹتا۔ غریب زار زار رو رہی تھی اسکی مصیبت سنکر جو میری کیفیت ہوئی ہے۔ بیان نہیں کر سکتی۔ یہ وہ بدنصیب ہے جس نے بچپن تک کا کپڑا اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں سیا۔ اور اب دو آنوں کے واسطے دن بھر مصیبت بھگتی ہے۔ آنکھوں میں پانی اترآیا ہے مُردوں کی سی صورت ہوگئی ہے اور معصوم بچے پر فاقہ پر فاقہ ہوتا ہے۔ ایک روپیہ مہینہ کا مکان ہے اور کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ یہ بدنصیب روتی نہو۔ اگر عصمت کے ناظرین ذرا توجہ کریں اور اس مصیبت زدہ کا قرضہ اُتروا دیں جسکو خدا نے بنا کر بگاڑ دیا تو جبتک یہ زندہ ہے دعائیں دے گی۔ یہ سچی خیرات ایک ایسی عورت کو جو سنگدل مہاجن کے قرضہ میں پھنسی ہوئی ہے اور جسکا خدا کے سوا کوئی والی وارث نہیں اور جسکا رات دن بھوک اور مصیبتوں میں گذر رہا ہے اور جسکو زندگی وبال ہوگئی ہے ہمیشہ کے واسطے قرضہ کی مصیبت سے چھڑائے گی اور اسکی آمنہ رحم کرنے والوں کو مدة العمر تک دعائیں دیگی +

(مریم)

گورِ غریباں

مضمون ٹامس گرے

محترمہ بہن مسز خدیو جنگ صاحبہ نے مولوی علی حیدر صاحب طباطبائی کے ترجمہ کئے ہوئے تین مضمون عصمت کو عطا فرمائے ہیں جن میں سے آج پہلا مضمون درج کیا جاتا ہے ترجمہ ہماری تعریف کا محتاج نہیں۔ البتہ مسز خدیو جنگ صاحبہ ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہیں +

وداعِ روزِ روشن ہے گجرِ شامِ غریباں کا
چراگاہوں سے پلٹے قافلے اب بے زبانوں کے
قدم گھر کی طرف کس شوق میں اٹھتا ہے دہقاں کا
یہ ویرانہ ہے میں ہوں اور طائر آشیانوں کا

اندھیرا چھا گیا دنیا نظر سے چھپتی جاتی ہے
جدھر دیکھو اٹھا کر آنکھ او دہر اک ہو کا عالم ہے
مگس لیکن کسی جا بھیڑ بے وقت گاتی ہے
جرس کی دور سے آواز آتی ہے کبھی پیہم

کبھی ایک گنبدِ کہنہ پہ بوم خانماں ویراں
فلک کو دیکھ کر شکووں کا دفتر باز کرتا ہے
کہ دنیا سے الگ اک گوشۂ عزلت میں بیٹھا ہوں
کوئی پھر کیوں قدم اس کنجِ تنہائی میں دھرتا ہے

قطار اک سامنے ہے مولسریوں کے درختوں کی
وہاں قبریں ہیں کچھ مٹی کے جیسے ڈھیر ہوتے ہیں
ہر اک نے قبر کے بس دو گز کفن گز بھر زمیں پائی
بسانے والے جو اس گاؤں کے تہِ تُرب سوتے ہیں

نفس بادِ سحر کا نالۂ پر درد بلبل کا
ہے بیکار سب انکو اٹھا سکتا نہیں کوئی
رہی بے فائدہ مستوں کی ہو حق شورِ قلقل کا
ہیں ایسے نیند کے ماتے جگا سکتا نہیں کوئی

یہ چولہے آگ روشن ہے نہ اب اون کے گھڑے پانی — نہ گھر والوں کو اب کچھ کام ہے فکر شبستاں سے
نہ بل بی کو سلام انتظار اب ہے نہ حیرانی — نہ بچے دوڑتے ہیں اب کہ لپٹیں آ کے دامن سے

وہی ہیں یہ کہ جیتے جی جنہیں مہلت نہ تھی دم بھر — وہی ہیں ہاتھ چلتے رہتے ہی تھے ہمیشہ اون کے
وہی ہیں یہ جنہوں نے ہل چلائے گیت گا گا کر — بجے سرکش درختوں کو گراتے تھے تبر جن کے

نہ دیکھیں حال ان لوگوں کا دولت کی نگاہوں نے — بھرا ہے جنکے سر میں غرّہ نوابی و خانی
یہ اون کا کاسۂ سر کہہ رہا ہے کج کلاہوں سے — عجب نادان ہیں وہ جنکو ہے عجب تاج سلطانی

سیہ شایان فخر و ناز زینت اور لفتارہ — جو نازاں جاہ و ثروت پر ہیں اونپر موت ہنستی ہے
وہ ساعت آنیوالی ہے نہیں جس سے کوئی چارہ — کہ فانی ہے جہاں ہر اوج کا انجام پستی ہے

نظر آتے نہیں کتبے مزار و نیر تو کیا غم ہے — چراغاں اور صندل اور گل و ریحاں نہ ہو تو کیا
ہیں نگیرہ اور کمخواب کی چادر تو کیا غم ہے — جو خوش آہنگ کوئی قاری قرآں نہ ہو تو کیا

بناتے ہو بہو تصویر اگر مدفن پہ رکھنے کو — پلٹ کر اس سے کچھ نکلی ہوئی سانس آ نہیں سکتی
دعا ہو فاتحہ ہو مرثیہ ہو آہ و زاری ہو — کوئی آواز انکی کان ہی تک جا نہیں سکتی

خدا جانے تھے ان لوگوں میں کیا کیا جوہر قابل — خدا معلوم رکھتے ہونگے یہ ذہن رسا کیسے
خدا ہی کو خبر ہے کیسے کیسے ہونگے صاحبدل — خدا معلوم ہونگے بازوئے زور آزما کیسے

زمانے نے مگر کوئی ورق ایسا نہیں اولٹا — کہ بار فکر سے مہلت یہ پاتے سر اوٹھانے کی
مصیبت نے طبیعت کی روانی کو کیا ہے پست — کہ باری نے نہ پائی جوہر ذاتی دکھانے کی

بہت سے گوہر شہوار باقی رہ گئے ہوں گے — کہ جنکی خوبیاں سب مٹ گئیں تہ میں سمندر کے
ہزاروں پھول دشت و در میں ایسے بھی کھلے ہونگے — کہ جنکے مسکرانے میں ہے خوشبو مشک اذفر کی

یہ صاحب شرم میں گو رزم کی نوبت نہیں آئی — حکومت اپنی قریہ میں کی لیکن دست وشتر پر

وہ فردوسی یہ ہیں جنکی زباں کھلنے نہیں پائی — وہ رستم ہیں نہیں سہراب کا خون جنکی گردن پر
مقدر نے انہیں مصروف رکھا قبلہ رائی میں — وگرنہ حکمرانی کا بھی جلوہ یہ دکھا دیتے
عجب کیا شہرۂ آفاق ہوتے خوش بیانی میں — اور اپنے کارنامے اہل عالم کو سنا دیتے

رہے محروم نیکی سے نہ بچے ہر اک برائی سے — نہ زور مردم آزاری نہ شور فتنہ انگیزی
نہ دولت کی طمع میں بے گناہوں کے گلے کاٹے — نہ کی خلق خدا کے ساتھ بیرحمی خونریزی

نہ صحبت میں امیروں کی کبھی خون جگر کھایا — نہ اوٹایا لہو اپنا کبھی جھوٹی خوشامد سے
نہ مکر و عجز سے آتش نخوت کو بھڑکایا — کہ جس سے خود پسندوں کا تکبر بڑھ چلے حد سے

الگ ہر نیک و بد سے دور دنیا کے مکائد سے — گئے بیگانہ وار اور خلق میں بیگانہ وار آئے
رہے محفوظ ابنائے زمانہ کے مفاسد سے — قدم راہ توکل سے کبھی ڈگنے نہیں پائے

نہ دیکھ ان استخواں ہائے شکستہ کو حقارت سے — یہ ہیں گور غریباں اک نظر حسرت سے کرتا جا
نکلتا ہے یہ مطلب لوح تربت کی عبارت سے — جو اس رستہ گزرتا ہے تو ٹھنڈی سانس بھرتا جا

لکھے ہیں نام ان قبروں پہ گو کاواک حرفوں میں — مگر بھولے ہوئے کو ٹھیک یہ رستہ بتاتے ہیں
افادہ اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا اگر سوچیں — کہ جو مرنے سے ناواقف ہیں رستہ سیکھ جائیں

جو آیا ہے جہاں میں اس سے جانا ہے اسے اک دن — یہ ہونا ہے کوئی چاہیگا دل سے یا نہ چاہیگا
مگر جاتے ہوئے پھر کر نہ دیکھے یہ نہیں ممکن — دلوں سے یاد بھی مٹ جائے یہ ایسا نہ چاہیگا

کوئی زانو کسی کا ڈھونڈتا ہے دم نکلنے کو — کہ دیکھے اشک گرتے چاہنے والے کے دامن میں
کسی کی ہے یہ خواہش دوست کاندھا دیں جنازے کو — پھر اوس کی فاتحہ کی آرزو ہے کنج مدفن میں

حقیقت غور سے دیکھی جو ان سب مرنیوالوں کی — تو اپنی ہی نظر آنے لگے انجام کا نقشا
انہی کی طرح جیسے ملگئے ہیں خاک میں ہم بھی — یونہی ہیں پیران حال آنکلا ہے اک دوستدار اپنا

یہ آیا ہے ایک دہقان کہیں سال آکے کہتا ہے — کہ ہاں ہاں خوب واقف ہم ہیں دیکھا ہے اسے اکثر

پھر اس کے بعد دل ہی دل میں کچھ غم کھا کے کہتا ہے — کہ اب تک پڑا آنکھوں میں ہے پھرنا اس کا سبزی پر

وہ ہنسنا کود کے تڑکے ادھر گلگشت کو آنا — وہ پو پھٹنے سے پہلے آکے پھرنا سبزہ زار و چمن

وہ دیکھ کم سن رہے اکال جب کیا تف جانا — وہ ہنسنا مسکرانا دیکھ کر شور آبشاروں میں

کبھی ایسی ہنسی لب پر کہ ظاہر جس سے کچھ نفرت — اور اس کے ساتھ ہی کچھ زیر لب کہتے ہوئے جانا

کبھی تیوری چڑھا منہ بنائے رنج کی صورت — کہ جیسے لب صدمہ سے زباں جس سے ہو بیگانا

غرض کیا کیا کہوں اک روز کا یہ ذکر ہے صاحب — کہ اس میدان میں پھرتے صبحدم اسکو نہیں دیکھا

ہوا پھر دوسرا دن اور نظر سے وہ رہا غائب — خیاباں میں نہ آیا وہ دریا پھر کہیں دیکھا

پھر اس کے تیسرے دن پوچھتا کیا ہوں جنازہ کو — لیے آتے ہیں سب پڑھتے ہوئے کلمہ شہادت کا

تمھیں پڑھنا تو آتا ہوگا تو پاس سے دیکھو — یہ اس کی قبر ہے اور یہ کتابہ سنگ تربت کا

اب آغوش لحد میں سو رہا ہے چین سے دیکھا — کیا افسوس لیکن یہ جواں ناکام دنیا سے

دکھایا جاہ و شہرت نے نہ بھولے سے بھی منہ اپنا — پھر ایسے نامرادوں کو بھلا کیا کام دنیا سے

ہر اک کے درد دکھ سے اسکو رہتا تھا سے مطلب — ہوا ممکن تو یاری کی نہیں تو اشکباری کی

دیا ہمت جتی کیسا تھا طینت میں کرم یارب — میں تیری شان کے قربان کیا اچھی تلافی کی

خدا بخشے ہوئے بس دوست کا رہتا تھا جویا — تو نکلا دوست اک آخر خداوند کریم اسکا

اب اس کی نیک و بد کا ذکر کرنا ہی نہیں اچھا — کہ روشن ہے خدا پر عالم امید و بیم اسکا

خریداران عصمت جبتک آپ خطوں میں نمبر خریداری نہ لکھیں تعمیل کی شکایت معاف کیں اگر رسالہ کسی مہینہ دوسرے مہینے کے شروع ہفتہ میں نہ پہنچے تو فوراً مطلع فرمائیں پتہ **دفتر عصمت دہلی**

بزم عصمت

ایک اشرفی یا طلائی گھڑی انعام۔ خریداران

عصمت میں سے جو بہن اس عنوان پر سب سے عمدہ مضمون لکھیں گی "ستو ہر طرح رضامند رہ سکتے ہیں" انکی خدمت میں ایک اشرفی یا نقد یا ایک سونے کی گھڑی معہ ان کے نام اور لفظ انعام کے پیش کی جاوے گی یہ تمام مضمون یکم اکتوبر تک دفتر عصمت میں پہنچ جانے چاہئیں۔ جائنٹ ایڈیٹر صاحبہ کو اختیار ہوگا کہ جو مضمون ناپسند ہو درج نہ کریں جو مضمون صحیح ہونگے انمیں قابل انعام مضمون کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جس کے ممبر یہ ہیں :-

ایڈیٹر صاحب عصمت۔ مولوی سید احمد صاحب دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ۔ سید سجاد حیدر صاحب بی۔ اے۔ مولوی مشتاق احمد صاحب زاہدی۔ بی۔ اے۔ سلطان بیگم صاحبہ مسز ہرویتی صاحبہ۔ بیگم صاحبہ آنریبل نواب ذوالفقار علی خان صاحب

مسز مشتاق احمد زاہدی

ہمنے دلی رنج و غم سے یہ خبر سنی کہ ہماری محترمہ بہن مہاں اسلم صاحبہ بیگم صاحبہ ولی الدین کے نانا صاحب آنریبل مسٹر محمد علی رحیم نے پہلی اگست کو ۶۲ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔ مرحوم قوم کے سچے ہمدرد تھے ۲۱ برس کی عمر میں بمبئی پریسیڈنسی میں کونسل کے ممبر بھی رہے اور تا دم واپسیں قومی کاموں میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ عربی گجراتی۔ فارسی زبانوں میں اچھی مہارت رکھتے تھے دو دفعہ ہندوستان اور تمام یورپ کی سیر کی خدا مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے

ایڈیٹر

خریداران عصمت میں سے جو بہن پہیلی بوجھیں گی انکو بذریعہ قرعہ نمبر اول ایک ہینڈ بیگ جسمیں پانچ چیزیں ہیں قیمتی ایک آنہ انعام دیا جائیگا۔

سب بیٹیاں ہیں جن کے رنگ جیسے ہیں ویسے ہی سنگ
جب بیٹیاں ہشیار ہو جائیں تو ناری سے نر کہلائیں

مسز مشتاق احمد زاہدی بی۔ اے

میری مانگ میں بال بہت کم ہیں اور منہ پر پھنسیاں ہیں جب کالے داغ پڑ جاتے ہیں اگر کوئی بہن اسکا علاج جانتی ہوں تو مجھ کو ممنون کریں۔ ایک حیدرآبادی بہن

گوند کا حلوا

گوند پاؤ سیر۔ کھانڈ آدھ پاؤ۔ شکر سفید آدھ پاؤ۔ میدہ آدھ سیر۔ بادام ایک چھٹانک پستہ ایک چھٹانک کشمش ایک چھٹانک ناریل ایک عدد

اول گوند کو گھی میں اچھی طرح تل کر علیحدہ رکھ لیں پھر کھانڈ کو تراش کر اندر سے جالا وغیرہ دور کرکے گھی میں تل لیں بادام کے چھلکے دور کرکے ساتھ ہی تراش لیں پستے بھی اسی طرح تراش لیے جاویں۔ ناریل بھی باریک تراش لیں کشمش صاف کر لی جائے۔ ان سب کو علیحدہ ملا کر رکھ لیں میدہ کو گھی میں اتنا بھونیں کہ سرخ ہو جائے علیحدہ رکھ لیں شکر کا قوام دو تار کرکے بھونے ہوئے میدہ کو اس میں ڈالکر ہلکا سا پکائیں کہ حلوے کی طرح ہو جائے تو اتار لیں بعد گوند کل میوہ ڈالکر خوب ملا کر کچھ دیر

گئیں۔ ٹھنڈا ہونے پر حسب ضرورت نوش فرمائیں۔

بناسپتی گھی کے نقصانات کو مفید سے

آہستہ جلدی سرکٹے

ل حصے حلق حلق گوڑی سیاہ دی کوٹ چھان کر بیسن کے ۔۔۔ روز میں ملا کر رات کو منہ پر لگا کر سو رہو۔ صبح ہو کی ۔ال میں دھو کر ۔۔۔ بال سے منہ دھوئیں۔

ایس۔ جی۔ ل۔ ایریل بیت۔

حلوا گوند کا گوند بریاں۔ ایک سیر شاستہ بریاں ۔۔۔ سیر۔ قند سپید سوا پاؤ۔ مغز پستہ پاؤ مغز بادام گری۔ ۔۔ پاؤ۔ الائچی سپید۔ کچھ تولہ۔ ورق طلا ۔۔ عدد۔ ورق نقرہ قسم اول چار تولہ پہلے گوند کو تھوڑے سے گھی میں بریاں کیا جائے تاکہ خام نہ رہے اور بریاں کرنے کے بعد باریک پیس کر ڈالیں اور الائچی ماتی گھی میں کوٹ کر گوند بنائیں اور مغز الگ کرنے کے بعد جو تھے سے اتا لیں پاؤ آنچ پر رہے۔ سے گوند وانتوں میں چپکیگا جب قریب ٹھنڈا ہونے لگے اس وقت زعفران کو کیوڑہ میں حل کر کے اور ورق نقرہ اس میں ملا کر ملاویں۔ یہ راحت ہے کہ پستہ و بادام کے ہوائی چھلکے کر کے ساتھ ملا کر کیس بھی۔ چاہو تو تکیاں کر لیں۔
نوٹ۔ اگر کسی مرض کے لئے ضرورت ہے تو گوند خام رہے بریاں نہ کیا جائے۔ راقمہ

م۔ بنت محمد شفقت علیخاں بیگم جناب نواب ولی العہد بہادر بھوپال

۱۳ اگست ۱۹۱۰ء بعد عصر کے بعد خان بہادر حاجی محمد شیخ صاحب مرحوم کے دولت خانہ پر بصدارت جناب مسز محمد الیاس صاحب اسسٹنٹ کمشنر انجمن معدن نسواں کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں حیدر واکر صاحب

(جسٹس بمبئی) مسٹر ٹپاجی صاحب تھار سنیئر کونسلر ریاست میسور مسز ایضاً ایضاً ایضاً
مسز لیڈ صاحب (ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کمشنر ریاست میسور)
مسز ڈاکٹر محمد علی ابیگار صاحب (ایم۔ ڈی)
مسز ملک ساہی نائیڈو صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل آف ایجوکیشن میسور۔ مسز وینکٹ لاس بیگار صاحب ستی شاردی اینگار صاحب (اڈیٹر) مہا دولا حب صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا، مسٹر پونیا (ایڈوکیٹ) مسز ۔۔۔ دلال جوائنٹ سکرٹری ویلیز ایسوسی ایشن بنگلور وغیرہ کے علاوہ خواتین آفیسر کلاس دیگر معززین شہر سے تشریف لا ئیں۔ ایک سوستر لیڈیوں وغیرہ تھیں جلسہ کا افتتاح آیات قرآن اور اشعار نعتیہ سے ہوا۔ مختلف مضامین جو کہ تعلیم و تربیت ۔۔۔ مدارس وانحمال ۔۔۔ انتظام خانہ داری۔ اسراف کی مذمت۔ کفایت کے فائدے۔ عصمت و عفت کی خوبیوں پر پڑھے گئے۔
سکرٹری صاحبہ نے اپنی ششماہی کی رپورٹ سنائی اس کے بعد مسز ۔۔۔ لیڈیز ایسوسی ایشن کی لائق سکرٹری صاحبہ نے ہماری انجمن کو ملک میسور کے مسلمانوں کی انجمن ہونے کی مبارکباد دی۔
بعد میں جناب صدر صاحب کی تقریر اور مفید مضمون سب حاضرین جلسہ نے بڑی توجہ سے سنا۔ اس کے بعد سب زنانہ دستکاری اور صناعتی ہال میں جمع ہوئے اور میران انجمن کی اس دستکاری کی داد دی۔ قریب ایک گھنٹے کے حصے بانٹے بعد میں سب کو پھولوں کے ہار تقسیم ہوئے۔ اور جلسہ بخیر ختم ہوا۔ ر۔ ب۔ سکرٹری

آپ ۔۔۔ صاحبہ کی تحریر آئندہ درج ہوگی۔

عالمِ نسواں

ہر ایکسیلنسی لیڈی منٹو صاحبہ نے اپنی پوری تصویر بمبئی میں واسطے اس کے کہ محافظ خانہ ججس لاج دفتر میں لٹکا دی جائے اِس پر ہر ایکسیلنسی نے اپنے ہاتھ سے اپنا نام لکھدیا ہے +

شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں جو زنانہ ہسپتال جموں میں بنے گا اسکا تخمینہ دو لاکھ پانچہزار روپیہ ہے +

مس فلورنس نائٹنگل جنکے حالات سال گذشتہ میں نمبر ۵ عصمت ملاحظہ فرمائے ہیں اور جس کے کارنامے عورتوں کے واسطے قابل فخر ہیں افسوس ۹۱ برس کی عمر میں انتقال کر گئی +

نمائش الہ آباد میں جو عمارت خواتین کے واسطے تیار ہو رہی تھی وہ تیار ہو گئی +

مہارانی صاحبہ نے انگلستان کے ایک قائم مقام سے امریکہ کے اخبار نویس لیڈیوں کی بابت کہا ہیں انکو بہت معقول سمجھی تھی مگر افسوس وہ بالکل ہی جاہل نکلیں +

۱۴ ستمبر کو مسلمانان پنجاب کی طرف سے لیڈی منٹو صاحبہ کو عظیم الشان دعوت دی گئی +

۲ ماہ حال کو مہارانی صاحبہ کوچ بہار سے ملکہ الگزنڈرا نے ملاقات فرمائی +

برہما کی ایک سبھا نے اس لڑکی کے واسطے جو جلسہ میں اچھی طرح تقریر کر سکے بشنری تمغہ دینے کا اعلان کیا ہے +

ہر ہائی نس بیگم صاحبہ بھوپال کو تمغہ جی۔ سی۔ آئی۔ ای سے سرفراز ہوا۔

ممیرے کا سرمہ

آنکھہ کی ہر مرض کے لئے مفید

پروفیسر

میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع

گورداسپور

قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ

(۱) قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کا معجزہ تو قریباً ہر ایک
(۲) مسلمان کو معلوم ہے لیکن اس کا یہ نیا معجزہ صنعت تحریر ہے۔
(۳) چنانچہ حمائل شریف اعجاز صنعت جس کا یہ اشتہار ہے لکھے ہیں
(۴) صفحات ہیں اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں جس میں چھٹی درمیانی سطر
(۵) سے اوپر اور نیچے پانچ پانچ سطریں ہیں اور صنعت تحریر یہ ہے
(۶) کہ اس حمائل شریف کے تمام صفحات میں ہر ایک صفحہ کی درمیانی سطر
(۷) سے اوپر والی پانچوں سطروں کا نیچے والی سطروں سے مقابلہ کیجیے
(۸) ہر صفحہ میں جن جن حروف سے اوپر والی سطریں شروع ہوتی ہیں انہیں
(۹) حروف سے نیچے والی سطریں شروع ہوتی ہیں اور درمیانی چھٹی سطر کا
(۱۰) مقابلہ مقابل کے صفحہ کی درمیانی چھٹی سطر سے بخوبی آپ کر سکتے ہیں کہ
(۱۱) سارے قرآن شریف میں ایسی صنعتی تحریر کا ہونا معجزۂ قرآن نہیں تو اور کیا ہے

عالیجناب شمس العلماء مولانا قاضی حافظ مولوی
محمد عبداللہ صاحب ٹونکی فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور
جنہوں نے اس حمائل شریف کی تصحیح کی فرمائی ہے یوں تحریر فرماتے ہیں
کہ حضرت مولانا حکیم غلام محی الدین [illegible] حسن خوش
اور عجیب و غریب صنعت ہے۔ اس حمائل شریف کو لکھا ہے وہ
بالکل ہی قابل تعریف ہے علاوہ ازیں یہ حمائل شریف
جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم الخط
کے مطابق لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تصحیح کے لئے میں نے اس
حمائل شریف کو اول سے آخر تک پڑھا اور صحیح پایا۔ لیکن
کتابت چھپائی اور کاغذ [illegible] سفارش
کرتا ہوں کہ اس اعجاز صنعت حمائل شریف کو بطور
تبرک ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنا چاہیے۔
نیز مندرجہ ذیل جلیل القدر علمائے کرام بھی تمام مسلمانوں
سے اس کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں۔

شمس العلماء مولوی [illegible] صاحب [illegible]
مدرس دارالعلوم [illegible] و فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور
شمس العلماء قاضی میر احمد صاحب [illegible] اول
معلم [illegible] سنٹرل ماڈل سکول لاہور
جناب مولوی غلام اللہ صاحب صدیقی پروفیسر [illegible]
جناب مولوی [illegible] صاحب حقانی پروفیسر عربی اسلامیہ کالج
جناب مولوی محمد باقر صاحب پروفیسر عربی مشن کالج لاہور
جناب مولوی محمد شفیع صاحب [illegible]

ایک سو روپیہ انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو ثابت کر دے کہ حمائل شریف اعجاز صنعت کی مندرجہ ذیل خوبیوں کے بیان کرنے میں کسی قسم کا مبالغہ استعمال کیا گیا ہے (۱) اعجاز صنعت حمائل شریف اس طرز کی پہلی حمائل ہے (۲) ایسی صنعتی حمائل شریف دنیا بھر میں اس سے پہلے نہ کبھی لکھی گئی اور نہ چھپی ہے۔

ہدیہ حمائل شریف مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:- مولوی حکیم غلام محی الدین [illegible]

جلد ۵ — نمبر ۴ — اکتوبر ۱۹۱۰

یعنی

شریف ہندوستانی بیویوں

اُردو میں

پاکیزہ خیالات علمی اور ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ذخیرہ

ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اور

ہر مہینہ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے

بہترین مضامین اور مشہور مقامات اور مناظر کی تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے

شیخ محمد اکرام [illegible]

مسز محمد اکرام جائنٹ ایڈیٹر

اسٹرنس کارڈیل اوف کاڈلور اکسٹریکٹ

یہ نہایت عمدہ غذا اور مقوی دوا تمام نازک مزاج عورتوں بیماروں۔ اور بچوں کے لیے ہے اس میں کاڈلور آئیل کے تمام طبی شفا بخش اوصاف موجود ہیں طبیعت فوراً قبول کرتی ہے مالش نہیں کرتی ہاضمہ میں فرق نہیں آتا چکنائی بالکل نہیں ہے۔ بھوک۔ اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے +

قیمت۔ نو۔ اونس کی بوتل عـــہ ۱۲ اور ۲۰ تولہ۔ اونس کی بوتل عـــہ ۱۲

رسالہ رفیق مریضاں جسمیں ان اور دیگر ادویہ تیار کردہ کارخانہ فریڈرک اسٹرنس ڈیٹرایٹ ملک امریکہ کے مفصل حالات ہیں

نائلس ایڈورٹائیزنگ ایجنسی کشمیری دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو

زائمول کریم

جلد ان کی کسی قسم کے داغ اور دھبے ہونٹوں اور انگلیوں کا پھٹ جانا غرض ہر قسم کی جلدی تکالیف کے واسطے ایک بے نظیر غازہ ہے قدرتی خوشنما رنگ اس کے استعمال سے دوبارہ پیدا ہوتا ہے بلا مبالغہ تعریف اور لفاظی کے بغیر تامل دعوے کیا جاتا ہے کہ اس کریم سے بہتر اسوقت اور کوئی غازہ نہیں ہے۔ نئی طرز کی ٹیلیوں میں بند کیا گیا ہے جسمیں حسب ضرورت دو انگلیوں کے دبانے سے غازہ برآمد ہوتا ہے ذرا بھی بیکار نہیں جاتا۔

قیمت نہایت ہی مناسب یعنی ۱۲ فی شیشہ علاوہ محصولڈاک

اسٹرنس ہیڈیک کیور

ہر قسم کے درد سر کیواسطے آسان نہایت یقینی زود اثر اور بلا ضرر دوا ہے۔ خریداروں کو دھوکے سے بچانیکے واسطے اسٹرنس صاحب کی دوا درد سر کے ہر بکس پر شیخ روشنائی سے دستخط انگریزی میں چھاپے گئے ہیں

۱۲ ٹکیہ کا بکس قیمت بارہ آنے ۱۲

فہرست مضامین رسالہ عصمت بابتہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ عیسوی

عِصمَت

عید کی خوشی

دکھ سکھ شادی غمی۔ مرنا جینا ہنسنا۔ رونا مختصر یہ کہ جہاں جیتی جان کے ساتھ دنیا کے بکھیڑے اور زندگی کے قصے لازمی ہیں وہاں خوشیوں کی بہار اور اطمینان کا لطف بھی انسان کے واسطے ضروری ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو چند ہی روز میں لوگ دنیا سے اکتا جاتے کوئی سنکھیا کھاتا۔ کوئی کنوئیں میں گرتا۔ یہاں تک کہ مرنے کی تمنا موت کو نعمت بنا دیتی۔ اب یہ قدرت کا انتظام تھا کہ بیماری کے ساتھ صحت۔ نقصان کے ساتھ نفع۔ رنج کے ساتھ خوشی دکھ کے ساتھ ہنسی غرض یہ کہ ہر تکلیف کے ساتھ راحت۔ یا راحت کی امید ایسی لگا دی کہ اس آس پر کٹھن گھڑیاں اور سخت دن سب تیر ہو جاتے ہیں۔ بڑی سے بڑی مشکل درپیش بد سے بدتر مصیبت سامنے مگر دل ہے کہ اندر سے یہی کہہ رہا ہے۔ شاید اب دن سنور جائیں۔ یہ بلا ٹل جائے۔ مگر کیوں؟ اسلئے کہ رات دن آنکھیں یہ تماشا دیکھ رہی ہیں مریض بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے۔ حکیم جواب دے چکے۔ اور پروا لے جینے سے

یوں ہیں۔ عزیز رسالتیں گزر جاتے ہیں اور بیمار سنبھل بیٹھا دوکان میں آگ لگی۔ مال متاع
جلکر راکھ کا ڈھیر ہوگیا عمر بھر کی کمائی نوٹوں کا صندوقچہ تھا اوس کے جلنے نے
بالکل تھکا دیا الماری کھولکر دیکھتے ہیں تو صندوقچہ جوں کا توں امانت کا سلامت
یہ ہیں وہ واقعات جو دوزخ دنیا کو بہشت اور دوبھر زندگی کو نعمت بنا رہے
ہیں۔ یہ ہیں وہ خوشیاں جو تخت سے بیٹھنے کی حیثیت اور بڑی سے بڑی مصیبت
میں بھی آدمی کے پاؤں نہیں ڈگمگانے دیتیں کیسی ہی پریشانی اور کتنی ہی تکلیف
کیوں نہ ہو چھٹکارے کی آس سانس کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور جسطرح غم کی
تہ خوشی میں چھپی ہوئی ہے اسیطرح اگر ہر رنج میں چھپا تو ہر رنج کے بعد کوئی نہ کوئی
خوشی کیسی نہ کسی قسم کا اطمینان کبھی نہ کبھی انسان کو ضرور میسر ہو جاتا ہے۔
یوں تو نہ غم کی قسمیں مختصر ہیں نہ خوشی کی نئی نئی خوشیاں نئے نئے غم۔
مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اس خوشی سے بڑی خوشی کوئی
نہیں جو انسان کو اپنا فرض پورا کرنے کے بعد میسر ہو بیٹے کا بیاہ۔ تجارت کا
نفع ملازمت کی ترقی مقاصد کی کامیابی۔ یہ تمام وہ خوشیاں ہیں جو ایک خاص
وقت تک ہیں اور پھر اثر زائل ہوتے ہوتے وہ خوشی اور اوسکا خیال دونو
ختم لیکن فرض کے ادا کرنے کی خوشی وہ خوشی ہے کہ گو دوسری خوشیوں کی
طرح اسوقت اسکا اثر بھی زائل ہو جائے مگر جب کبھی خیال آئیگا خوشی حاصل
ہوگی اور دل اندر سے مرحبا کہے گا۔ فرض پورا کرنے کی خوشی وہ سچی خوشی ہے
جسکے پھول ہمیشہ لہلہاتے رہیں گے۔ عید الفطر اسی سچی خوشی کا ایک نمونہ اسلام
نے پیش کیا ہے تاکہ تمام مسلمان مرد اور عورتیں اپنے فرض کو پورا کرنے کے بعد

خوشی منائیں اور یہ خوشی ان کے باقی فرائض کے پورا کروانے میں ایک مثال ہو +

کون ایسا مسلمان ہوگا جو عید کے منانے کی تیاریاں نہ کرتا ہو بڑے سے چھوٹے تک اور امیر سے غریب تک ہر ملک اور ہر شہر میں اسکا انتظار ہوتا ہے یہاں تک کہ بچے بھی اس خوشی میں ماں باپوں سے زیادہ شریک ہوتے ہیں لڑکیاں دنوں پہلے چوڑی مہندی کپڑے سے تیار کرتی ہیں اور اپنی اپنی حیثیت کے موافق پہن اوڑھ کر عید کی خوشی مناتی ہیں۔ مگر اس خوشی کے منانے کا اصلی حق ان ہی کو حاصل ہے جنہوں نے خدا کے حکم کی تعمیل کی۔ بھوک کی مصیبت پیاس کی تکلیف گوارا کی اور فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی تکلیف کو راحت اور مصیبت کو نعمت سمجھا۔ مہینہ بھر تک بھوکے پیاسے رہکر یہ دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی چیز ہمارے فرض ادا کرنے میں خرخشہ نہیں ڈال سکتی +

"عید کا چاند" ایک مشہور مثل ہے جو بڑی مشکل سے دکھائی دیتا ہے۔ اس مشکل کا حال ان ہی خدا کے بندوں کے دل جان سکتے ہیں جنہوں نے ایک دو نہیں پورے انتیس ۲۹ دن اور دن بھی گرمی کے پہاڑ سے اسطرح گذارے کہ دانہ تک اڑکر منہ میں نہیں گیا۔ جانور تک ہانپتے پھر رہے ہیں مگر ان پاک نفسوں کے ہونٹ پانی کے قطرے سے آشنا نہیں۔ اسطرح پورا ایک مہینہ گذار کر انتیس ۲۹ کی شام کو ان کے منہ آسمان کیطرف اٹھہ گئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا کہ شاید چاند نظر آجائے۔ اس مثل کے معنی کچھ سمجھ سکتے ہیں تو یہ ہی لوگ کہ کس مشکل سے انکی آنکھیں آسمان پر چاند کو ڈھونڈھتی ہیں اور دکھائی دے جانے کے بعد فرض کے ادا کرنے کی خوشی انکے

دلوں پر کیا اثر کرتی ہے +

غالباً حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے عید کے روز لوگوں کو دیکھا کہ چاروں طرف خوشی کے مارے اُچھلتے کودتے پھر رہے ہیں۔ خاموش کھڑے ہو گئے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آج مسلمانوں کی عید ہے آپ اسطرح کیوں چپکے کھڑے ہیں یہ سنتے ہی آنکھ سے آنسو نکل آئے اور فرمانے لگے میں ایک میدان دیکھ رہا ہوں جسکی منزل مقصود آج کا دن ہے یعنی عید ہے مسلمان اس میدان میں دوڑے کہ اس منزل پر پہونچیں۔ اب نہیں معلوم کہ کون منزل مقصود پر پہونچ چکے۔ کون بھٹک گیا اور رستے منزل تک پہونچنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ بخدا اتنی سے جنکو یہ معلوم ہو جائے کہ منزل تک پہنچ گئے۔ انکو اتنی خوشی ہو کہ مر جائیں اور جو لوگ کہ بھٹک گئے اگر انکو خبر ہو جائے تو چیختے چیختے بیہوش ہو جائیں میں ان سب کی حالت پر تعجب کر رہا ہوں اور اپنی حالت پر رو رہا ہوں۔ نہ معلوم میں ان میں کیسا دوڑا اور منزل مقصود تک پہونچا یا دور رہ گیا +

اسیطرح ایک اور بزرگ کا ذکر ہے جب عید کے روز لوگوں نے انہیں روتا ہوا دیکھا اور سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ یہ کیونکر معلوم کر لوں کہ فرض الہیکا فرض پورا ہو گیا +

عید کی خوشی مسلمانوں میں عالمگیر خوشی ہے دنیا کا کوئی حصہ کوئی ملک کوئی شہر گاؤں گنوئیں قصبہ دیہات ایسا نہ ہوگا جہاں یہ خوشی نہ منائی جاتی ہو مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس خوشی کی اصل وجہ کیا ہے اور ان کو خوشی کا دن کیوں مقرر کیا صرف اس لئے کہ مسلمان اُس پاک ذات کے حکم کی تعمیل سے فارغ ہو گئے جس کو

واللہ یقین ہے کہ جو مرد اور عورت عید کی خوشی [illegible] کہ قرض کے پورا کرنے کی
کتنی خوشی ہوتی ہے اور وہ اپنے قرض کے ادا کرنے میں ہمیشہ مستعد رہیں +
ممکن ہے ایسا ہو لیکن ہم بھی ایسی امید رکھتے ہیں لیکن اسلام کی اس تعلیم کا
بڑا منشا یہ تھا کہ مسلمان [illegible] میں توبہ کریں۔ مگر افسوس
یہاں ہم نے اور بہت سی [illegible] دین کی اصلاح [illegible] ایسی عادت کر لی ہے
عید کی جو اصلی وجہ تھی اس سے [illegible] آج سینکڑوں مسلمان
مرد اور عورتیں ایسے نکلینگے جنہوں نے [illegible] رکھا ہو مگر عید کا لباس
اللہ جانے کہاں کہاں سے [illegible] نکلے [illegible]

ہم دیکھتے [illegible] اور دیکھے [illegible] کہ مسلمان مرد بھی اور عورتیں بھی لڑکے
بھی اور لڑکیاں بھی ایک معقول [illegible] بہت اللہ کے بندے
تو قرض تک کی پروا نہیں کرتے [illegible] اور تکلیف ہو تو مگر عید
کے روز [illegible] قرض [illegible] دیا ہے وہ شوق سے کھا
پی کر [illegible] شکایت کرنا [illegible] اس کے کیا معنی ہیں [illegible] نہیں [illegible]
گردش میں [illegible] قرض لو [illegible] کوئی چیز [illegible] مگر عید کے دن کسی سے بیٹھے تو
اسلام کی غرض صرف اتنی ہے کہ [illegible] خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے
اس قرض کے پورا کرنے کی توفیق دی [illegible] بغیر پچاس روپے کے جوڑے
کے عید ہی نہیں ہو سکتی [illegible] قرض کر
[illegible] اسلام [illegible] کھا سکتے ہیں [illegible]
تکلیف کا [illegible] یاد کریں اور بھول

والیاں جسوقت عید کے روز اپنے بچوں کو نہلا دُھلا کر کپڑے پہنائیں کلیجے سے
لگائیں دیکھ دیکھ کر باغ باغ اور نہال نہال ہوں اسوقت اس معصوم کا بھی خیال
کریں جسنے دیوار بیچ رات کا بڑا حصہ اپنے ماں باپ کی یاد میں گذار دیا۔ اور آج
کوئی اتنا نہیں کہ عیدگاہ لیجاتا تو درکنار اس کے میلے کپڑوں کو اجلا ہی کر دیتا۔ اور
ٹوٹی جوتی کو ثابت کر دے۔ مائیں جسوقت اپنی پیاری بچیوں کے ہاتھ میں عید کی
مہندی لگائیں اسوقت آنکھ اٹھا کر یہ بھی دیکھ لیں کہ ایک یتیم بچی بھی کھڑی ٹکا
منہ تک رہی ہے اور اسکا حسرت بھرا دل اپنے ماں باپ کو یاد کرکے رو رہا ہے گھر
والیاں عیدی کریں۔ اور عیدگاہ کے کھلونے تقسیم کریں اسوقت اتنا خیال رکھیں کہ
ان کچھ ریلوں مٹھائیوں اور کھلونوں میں ان غریبوں اور پڑوسیوں کا بھی حق
ہے جن کے سر پر والی نہیں ہے اور جنکی آنکھیں شوہروں کی یاد میں ندیاں بہا رہی ہیں +
کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ان ضروریات پر مطلق توجہ نہ کریں
اور بجائے اس کے کہ اسلام کا منشا پورا کرتے اور الٹی چال چلنے لگے دوسروں کی
مدد تو درکنار عید کے طفیل وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ خود بھی دوسروں کی
مدد کے محتاج ہو جائیں +

عید کا سب سے بڑا اور سب سے ضروری روز فرض کے ادا کرنے کی خوشی کا بتانا ہے
جسوقت ایک شخص یہ سمجھ لے کہ فرض کے ادا کرنے کی خوشی کتنی وقعت رکھتی
ہے۔ اسوقت ضرور ہے کہ وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں پوری پوری
مستعدی ظاہر کریگا اور وہ شخص جو اپنے فرض ادا کر رہا ہے خواہ وہ دین کے
ہوں یا دنیا کے تو اس شخص سے بہتر انسان کہلائے جانیکا مستحق کوئی نہیں ہوسکتا

جب سے ہوش سنبھالا اسوقت سے اور اسوقت تک اگر سینکڑوں اور بیسیوں نہیں تو کتنی ہی عیدیں آئیں اور گئیں اور خدا کا شکر ہے سب ہی منائیں ۔ مگر آجتک یہ خیال کبھی نہ آیا کہ عید گئی تو سہی مگر کیا سبق دے گئی +

عید کے رات اور دن چوبیس گھنٹے کا ہر لمحہ چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ اے اسلام کا دعویٰ کرنے والے مسلمان دیکھ فرض کے ادا کرنے کی یہ کچھ خوشی آتی ہے کہ میں نے تمام دنیا کو آج بشاش بنا دیا +

امید ہے کہ عصمت کی پڑھنے والی بہنیں اور بھاوجیں ۔ مائیں اور بیٹیاں ساسیں اور بہوئیں بیویاں اور گھر والیاں اس مبارک دن کی خوشی مناتے وقت اپنے فرائض پر غور کریں گی خدا انکو توفیق دے کہ وہ اسطرح اپنے تمام فرض ادا کر کے خوشیاں منائیں اور وہ سب کی اس ایک عید کے بعد اللہ انکو ادائے فرض کی دن رات عیدیں منانی نصیب کرے ۔ آمین ۔

راشد الخیری

عصمت الخیری کی پہلی کتاب راحت زمانی ۔ اس شکایت کو رفع کرنے کے لیے کہ ہمارے ہاں لڑکیوں کے پڑھنے کے قابل کتابیں بہت کم ہیں عصمت الخیری سے ہم نے مفید کتابوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے راحت زمانی کی خوبیاں ظاہر کرنے کے لیے اس کے قابل مصنف مولوی سید احمد صاحب مؤلف فرہنگ آصفیہ کا نام کافی ضمانت ہے دہلی کی نتھری ہوئی زبان بیگمات کے محاورے سادھوؤں اور فقیروں کے کرشمے نمک حرام ماماؤں کی چالاکیاں خود غرضوں کی خوشامد مختصر یہ کہ روزمرہ کی زندگی کا یہ نقشہ اس دلچسپ کہانی میں قابل مصنف نے کھینچ دیا ہے کتاب کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا تھا اور اب بازار میں کہیں موجود نہ تھی عصمت الخیری نے اس کتاب کو نہایت محنت سے تیار کیا ہے ضخامت ۱۰۰ صفحہ قیمت ۸ مینیجر عصمت دہلی سے طلب کیجئے۔

خانہ داری کا بجٹ

بہن بلقیس بیگم نے جو اگست کے پرچہ میں خانہ داری کے بجٹ پر مضمون لکھا ہے۔ وہ ایک ایسا مضمون ہے جسکو سب بہنیں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی اور صرف دیکھیں گی ہی نہیں بلکہ اسپر کاربند ہونگی۔

خوش قسمتی سے میرے یہاں یہ رائج ہے۔ اور میں نے کوشش کرکے دو ایک خاندانوں میں اسکا رواج ڈلوایا ہے اور وہ سب لوگ نہایت خوش ہیں۔ مجھے امید ہے کہ سب بہنیں بہن بلقیس بیگم کی تجویز پر عمل کریں گی +

میرے یہاں اور میرے اور دو گھروں میں جو طریقہ مروج ہے اُسکا لکھدینا شاید مفید ہوگا۔ اس لئے میں لکھتی ہوں۔

بہن بلقیس بیگم کی یہ ہدایت بہت ضروری ہے کہ اسکا فائدہ جب معلوم ہوگا کہ جب بجٹ کے موافق استقلال و مستعدی سے کام کیا جائے۔

میرے یہاں جب بجٹ کی تجویز کردہ رقم سے اصل اخراجات زیادہ بڑھ جاتے ہیں تو میں آخیر میں اوس کے وجوہات لکھتی ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ جسقدر جلد ممکن ہو اُس کمی کو پورا کروں اگر ایسا نہ کیا جائے تو بجٹ کا رکھنا فضول ہے بجٹ کے رکھنے سے غرض یہ ہے کہ خرچ تخمینہ سے زیادہ نہ ہونے پائے گو بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ غیر معمولی خرچ سر پر آپڑتے ہیں مثلاً بیماری سفر شادی بیاہ وغیرہ وغیرہ اسکے واسطے میری رائے میں یہ مناسب ہوگا کہ اس بجٹ میں ایک خانہ بچت کا بھی ضرور رہے اگر سو روپیہ کا بجٹ ہے تو دس روپیہ مہینہ بچت کے

بجٹ بابتہ ماہ نومبر سنہ ۱۵ء

تفصیل آمدنی ۔ تحویل ماہ سابق . . . ۔ تنخواہ ۔ نومبر

میزان ۰

احراجات

تاریخ و روز	[illegible]	دال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱ یکشنبہ																							
۲ [illegible]																							
۳ سہ شنبہ																							
تا ۳۰																							
میزان مدوار																							
بجٹ آئندہ																							[illegible]
زیادتی																							
کمی																							

کل میزان آمدنی حسب تفصیل

کل میزان اخراجات

الی

نوٹ حسب ضرورت آئی اسم کے ساتھ شقیں بڑھائے گھٹائے جا سکتے ہیں

الوانِ نعمت

مربہ نگترہ کی ترکیب۔ دو پونڈ ایک چھلکے نگترے کے لو۔ اور انکو مع چھلکے دیکھو۔ ٹکڑے ٹکڑے کاٹ لو۔ اس کے بعد سب کو دو منٹ ٹھنڈے پانی میں ایکدن تک بھگو کے رکھو۔ پھر انکو ابال لو۔ یہاں تک چھلکا بالکل نرم ہو جاوے۔ پھر تین پونڈ چینی کا قوام بنالو۔ جب قوام اچھی طرح تیار ہو چکے تو نگترے کے ٹکڑوں کو اس میں ڈالدو۔ ۴۰ منٹ تک دونوں کے خوب گرم ہونے کے بعد اتار لو۔ اور استعمال میں لاؤ

انڈوں کا اچار

ایک درجن انڈے لو انکو خوب ابالو۔ اور جب ٹھنڈے ہوجائیں تو ان کا چھلکا اتار لو۔ اور ایک سفید کھلے منہ کی بوتل میں رکھو بوتل کو سرکے سے اچھی طرح بھر دو۔ پھر اس میں تھوڑا سا مصالحہ تھوڑا تھوڑا ڈالدو۔ یہ اچار ایک مہینہ تک کھانے کے قابل ہو جاوے گا۔ اور بہت عمدہ لذیذ اچار ہوجاوے گا +

مچھلی پکانے کی ایک عمدہ ترکیب

پہلے مچھلی کے بڑے بڑے قتلے کر لو۔ اور ان کو ایک مٹی کی سکابی میں رکھدو۔ اس پر نمک مرچ خوب اچھی طرح چھڑک کر اتنا دودھ ڈالدو کہ مچھلی کے ٹکڑے بالکل ڈھک جائیں۔ اس کے اوپر ایک اور پلیٹ رکھ کر آگ پر رکھدو۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اتار لو۔ اور خوب مزے سے کھاؤ +

س۔ ج۔ ب۔



اسیرِ قفس

خوشنما محلوں۔ اعلیٰ بنگلوں، شور و غل سے بھرے ہوئے بازاروں، لینڈو اور فٹن کی گھڑگھڑاہٹ سے دور ہٹ کر آپ اس پُر رونق دنیا کو چھوڑ کر اپنے تھکے ہوئے دماغ کو تازہ کرنے کے لئے سبز سبز چراگاہوں اور پھولوں سے لدے ہوئے سبزہ زار کی طرف آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہیں تو آپ کا خیر مقدم دنیا کے نفکرات سے آزاد خوبصورت پرندے خوش الحان تانوں میں گیت گا گا کر کرتے ہیں۔ روشوں سے بھرے ہوئے چشمے آپکے قدموں میں حیران ہو کر قسم قسم کی راگنیاں اپنے آبشاروں سے پیدا کر کے آپکو وجد میں لاتے ہیں۔ سامنے برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑی کی چوٹیاں نظر آتی ہیں۔ جہاں تہاں سبزہ کی سبز ولہلہا رہا ہے۔ رنگ رنگ کے پھول ہر طرف خوش رنگ ... کھلکھلاتے نظر آتے ہیں۔ درختوں کے سبز سبز پتے اپنے رنگوں سے دلکو کھینچ رہے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں چند سال ہوئے میں پیدا ہوئی تھی۔ ایک خوشنما کنج میں میرے والدین نے میری پیدائش سے قبل بڑی آسائش کے لیے نرم نرم پتوں اور تنکوں سے میرے واسطے ایک عالیشان مگر سادہ محل تیار کیا تھا۔ جب میں پیدا ہوئی تو مرغزار کے کل پرندوں نے خوشی کے شادیانے بجے۔ قدرت کے ہر کرشمے اور منظر نے میرا خیر مقدم کیا۔ سب پرندوں نے رنگ رلیاں مچائیں اور جنگل میں منگل کر دیا ÷

جب میں چھوٹی سی تھی تو میری امی جان مجھکو اپنے گرم پروں میں آندھی پانی سے بچاتی تھیں.

ایمانی خطرے کے موقع پر سینہ سپر ہونے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ بادل گرجتے تھے بجلی چمکتی تھی۔ موسلا دھار پانی برستا تھا۔ ورمیں اپنی پیاری امی جان کے پیچھے سے لگی ہوئی بجوت وخطر اپنے اس محل میں زندگی بسر کرتی تھی۔ نہ مجھے بھوک کی پروا تھی نہ پیاس کا خیال۔ نہ بجلی کی چمک سے دہشت و لرزاں تھی اور نہ بادل کی گرج سے۔ اگرچہ باہر نکلنے میں ڈرتی نہیں مگر پھر بھی گھونسلے کا بے بحال [illegible] ان کو تپاتی تیجی نظریں کیے ہوئے محل میں جاتی۔ سہیلیوں کے ساتھ اٹھو [illegible] ن و [illegible] [illegible] خوشی کھانا کھاتی [illegible] ساتھ کھاتی [illegible] پڑھتی [illegible] [illegible] اور نہ [illegible] [illegible] جھولوں پر [illegible] کبھی اس [illegible] کبھی [illegible] کبھی [illegible] کبھی [illegible] کبھی سلیقہ [illegible] خوشنما [illegible] پھولوں سے بھری ہوئی [illegible] میں اپنے پن سے گلزار دیکھا [illegible] [illegible] دنیا کے [illegible] تیرے دور میں، پتے پاپ کے محل میں خوش [illegible] بسر کرتی تھی۔

مبارکہ [illegible] [illegible] نے لیتے [illegible] [illegible] لباس زیب تن کیے۔ بجلی والے نے بناؤ سنگار شروع کیا [illegible] میں سبز محل بھی عمدہ عمدہ گلدان سجائے گئے۔ [illegible] اور چنبیلی نے اپنی خوشبو سے معطر کیا۔ پرندوں میں بھی ہمارے محل میں شریک ہونے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ ساتھ درست کیے آوازیں ٹھیک کی گئیں۔ گلاب پاش درست ہوئے اور دن رات محل مرغزار خوشنما تانوں اور الاپوں سے گونجنے لگا۔ خوشنما چشموں سے بھی محل کے تشنہ کاموں کو سیراب کرنا شروع کیا گیا جس میں جا جا گشت لگا اور اپنی سریلی آوازوں میں گانا شروع کیا۔ عزیز و قریب جمع ہونے اور جلسے ہونے لگے۔

میں بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ محفل میں جاتی۔ خوب گاتی۔ سیر کرتی اور رنگ رلیاں مچاتی
اسی زمانہ میں امی جان نے ابا جان سے کہا کہ لڑکی کے واسطے بر چاہیئے۔ نوجوانان قوم
آجکل یہیں موجود ہیں اور رقص و سرود میں مشغول ہیں۔ اگر اب نظر نہ کی تو پھر یہ دور دور دراز
ملکوں میں چلے جائیں گے اور پھر اسی زمانہ کے لیے سالہا سال انتظار کرنا پڑے گا۔ بات جچی
ابا جان راضی ہو گئے اور میرے نکاح کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ وہ میرا بے تکلف محفل میں
آتا۔ وہ میرا آزادانہ ناچ میں شریک ہوتا۔ دریاؤں اور مرغزاروں کی سیریں سب بند ہو گئیں
محفل میں آتی تو نیچی نظریں کرکے۔ سیر کو جاتی تو سہیلیوں کے ساتھ۔ دل میں خوش تھی مگر
خیال دامنگیر تھا کہ دیکھیے کس سے دامن وابستہ ہو۔ عرض پیام و سلام کے بعد ایک
ایسے کے ساتھ جو پہاڑوں سے دور گنگا کے کنارے فردوس جیسے سبزہ زار
کا باشندہ تھا میری نسبت ہوئی۔ پچھلے بہار کے زمانہ میں۔ ہمارے یہاں
تمام رسم و رواج سے واقف تھی اور وہ مجھ سے یہ خبر سن کر باغ باغ ہو گئی۔ اب میرے دل میں
نئی زندگی کے خیالات نے جوش مارنا شروع کیا۔

آخر کار ایک ساعت دیکھ کر نکاح ہو گیا۔ اور مجھے اپنے والدین کا گھر بار چھوڑ کر
ایک دوسری دنیا میں رہنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ جب تو سمجھی تھی کہ شادی خانہ آبادی
ایک بے فکری کی زندگی ہوگی مگر تھوڑے ہی دنوں میں میرا یہ خیال باطل ہو گیا۔ وہ بے
سی بے فکری ملاپ کہاں! بس تھی اور دنیا کے افکار کا ہجوم۔ گھر گرہستی کا
بوجھ خوشی خوشی سر پر اٹھا لیا مگر سچ پوچھیے تو بیاہتا کی ذمہ داریوں کی
زندگی ہے۔ گھر کے کام علیحدہ سامنے موجود۔ خاوند کی خوشنودی اور آسائش
علیحدہ۔ مشکل عزیزوں اور رشتہ داروں کے دلوں میں جگہ پیدا کرنے کا خیال جدا

اس لئے کبھی یہ خیال کرتے کہ دل نے بیٹا موہ لیا ہے یہ دھیان کہ ساس بہو دل نہ ہو ایک
صاحب خاوند کی، عزیز، دوسری جانب صدور کی رضامندی۔ غرض اسقدر مشکلات سامنے
ہوئے کہ میرا دل تو بیچارہ ہی گیا ہوتا اگر خدا بھلا کرے حضور کا کہ وہ میری اس ذمہ داری
میں برابر حصہ بٹاتے اور میں انکی عمدہ صلاحوں پر کاربند ہوئی۔ انکی بے حد اضافہ
محبت اور شفقتوں نے کچھ ایسا کام کیا کہ میں اپنی ذمہ داریوں کے بوجھ کی متحمل ہو سکی۔
اماں کی کھوئی گئی ہیں خود بھی کچھ ایسی سمجھدار اور دور اندیش واقع ہوئی تھی کہ میں نے
شروع ہی سے بہو کے ہونے پر قدم رکھنا شروع کیا اور ایثار پیار۔ سب سے تعلق
کو کبھی اپنی طرف سے شکایت کا موقع ہی نہیں دیا۔ اونکی آسائش اور دلجوئی کا ہر بات
خیال رکھا چنانچہ وہ مجھ پر ایسے مہربان ہو گئے کہ میں اپنے کل افکار کو اون کے سامنے
بھول جاتی اور وہ میری دلجوئی کا ہر وقت خیال رکھتے +

دراصل شادی کے زمانہ میں جو مشکلیں ہمارے سامنے پیش ہوتی ہیں وہ خود ہمارے
ہاتھوں حاصل ہوئی ہیں۔ ہمارا کوارے کا زمانہ جو ہمکو اپنی آئندہ زندگی کی ذمہ
داریوں کے لئے تیار ہونے کے لئے ملتا ہے یا تو بالکل کچھ کام نہ کرنے یا ایسی
کام کی بات نہ کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اوس کے میں یہ بھی کہونگی
کہ اس میں اگر قصور ہمارا یا ہماری طبیعتوں کا ہے تو ہمارے والدین کا بھی ہے
جو ہماری آئندہ زندگی کی ذمہ داریوں کا خیال نہ کرکے ہمکو عمدہ تربیت اور تعلیم
نہیں دیتے۔ چونکہ طبیعت کا آئینہ اسقدر صاف اور اثر پذیر ہوتا ہے کہ جو کچھ زمانہ
طفولیت میں اونکی نگاہوں کے سامنے گذرتا ہے جو اخلاق۔ تہذیب۔ برتاؤ
وہ شروع سے دیکھتے ہیں اون کا نقش دل پر ایسا جم جاتا ہے اور اونکا عکس تاعمر

آئینہ دلپذیر اثر رکھتا ہے کہ پھر آئندہ زندگی میں وہی نقش ہماری آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں اور وہ نہیں بھولتے ہیں ہم اپنی زندگی کے اصول قائم کرتے ہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ وہی ہماری فطرت ہو جاتی ہے اور وہی اخلاق و تہذیب وہی برتاؤ۔ اور تدبیر جو ہمارے اوائل عمر میں پیش نظر تھی اب ہماری زندگی کا معقول راستہ بنجاتی ہے۔ لوگ مانو یا نہ مانو۔ یہ ہے کہ ہمارے گھرانوں میں لڑکیوں کی کچھ ایسی لاپروائی سے تربیت کیجاتی ہے کہ جسکی وجہ سے ان بیچاریوں کی اپنی آئندہ زندگی میں صدہا ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں اور ہمیشہ مصیبت کا سامنا رہتا ہے بلکہ اکثر تو زندگی ہی تباہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے گھروں میں بچوں کو خود بینی اور خود پسندی کی تعلیم ہوتی ہے۔ ہمارے والدین اپنی بڑائی کرکے ہم میں خود پسندی کا بیج بوتے رہتے ہیں۔ بدیں وجہ اپنے کو بڑا جاننا اور دوسرے کو کمتر سمجھنا ہمارا وطیرہ ہو جاتا ہے۔ قریبی اور بعیدی عزیزوں کی برائی کرکے ان کے متعلق جھوٹے اور سچے قصے سنا کر ہم میں نکتہ چینی اور خود سری کی بیہودہ عادت ڈالی جاتی ہے اور رشک کا ہمکو سبق سکھایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھرانوں کے اکثر لڑکے خود سر ہوتے ہیں اور لڑکیاں خود بین اور نکتہ چین ہوتی ہیں۔ ساس ہو یا بہو۔ ماں ہو یا بیٹی نند ہو یا بھاوج۔ دیورانی ہو یا جٹھانی۔ دونوں جانب نفاق کا مادہ برابر بھرا ہوا ہے اور دونوں جانب برابر آگ لگی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی ایسا کی بات ہے لڑکی اگر سمجھدار ہے تو توقع میں بیاہ ہونیکی بہت ذرا کم ہی آئے گی اگر کچھ بھی نہیں تو خاوند کی آنکھوں میں تو ضرور عزیز ہو کر رہے گی۔ اگرچہ ہمارے خاندانوں میں اب کچھ روشنی شروع ہوگئی ہے مگر اس روشنی کے لانیوالوں میں کچھ ایسا ہی

اضطراب پیدا ہوگیا ہے کہ وہ اس کے خطوں سے بے پروا رہتی ہے کہ کہیں نہ آ جائے
نیز جانتے ہیں اور ماں ان غلط اصولوں پر چل رہے ہیں کہ جس سے اور بھی سوجھتا ہے کہ کہیں
ایک مصیبت سے نکل کر دوسری آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ہمارا رویہ پیار کرنا چاہیے کہ
جس میں ان کو ندامت نہ ہو۔

لو بانو اپنی بچپن سنوارتے اپنی کہانی کہتے کہتے وہ خط پڑھنے لگی۔ تو بس بیاہ کر
اپنی سسرال پہنچی۔ وہاں دنیا ہی اور تھی۔ نئی نئی صورتیں، نئے نئے خیالات کے لوگ
ہر ایک کی نگاہ میری عیب جوئی پہ۔ اب تو میں حیران تھی کہ کس طرح اس زندگی میں
کامیاب ہوں۔ اور کیا کروں۔ سب سے پہلے میں نے یہ کیا کہ اپنے پیارے سرتاج کو اپنی
اچھی اچھی باتوں۔ اپنی سچی محبت، تہذیب و اخلاق اور سلیقہ سے گرویدہ کیا جب وہ
مجھ پہ مہربان ہو گئے تو پھر گھر میرے لیے بہشت تھا۔ رفتہ رفتہ میں نے ساس اور
نندوں کے دلوں میں جگہ پیدا کی۔ بڑوں کا ادب کرتی۔ چھوٹوں پر شفقت کرتی۔ میرا رویہ ان
سے محبت سے پیش آتی۔ جو کام کرتی وہ سلیقہ سے جو بات کہتی وہ تلی اور بچی اور سننے والے
کے جی کو دیکھ کر غرض تھوڑے ہی دنوں میں گھر بھر کی عزیز ہو گئی۔

مشہور ہے کہ زمانہ کے پر ہوتے ہیں۔ یہ خوشی کا زمانہ ایک آن کی آن میں گزر گیا اور
پتہ بھی نہ لگا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ابر برس کر تھما تھا۔ سبز پوشان چمن نکھار پر تھے گل و بوٹے
کھلکھلا کھلکھلا کر ہنس رہے تھے۔ آہستہ آہستہ ہوا چل رہی تھی۔ قدرت کے ہر ایک
کرشمے سے انبساط ٹپک رہی تھی۔ جوانان چمن ہوا خوری کیلئے بن سنور رہے تھے +

کلیاں پھولوں کی تیار کرلے بوئے سمن
کہ ہوا کھانے کو نکلیں گے جوانانِ حسین

یہ وقت اور بھلا گھر میں بیٹھ رہنا۔ میں اور حضور دونوں ہوا خوری کو چل کھڑے ہوئے اور دور تک باتیں کرتے ہوئے نکل گئے۔ اسوقت کی باتیں کچھ ایسی پرلطف تھیں کہ وقت گذرتا ہوا کچھ بھی نہ معلوم ہوا۔ جب خیال ہوا تو وقت بہت گذر چکا تھا۔ آفتاب کی آخری نگاہیں سبز سبز درختوں کی چوٹیوں پر پڑے ہوئے قطروں سے جدائی کی وجہ سے نمناک تھیں اور عروس عدن کا سکہ تمام عالم پر جمتا جاتا تھا۔ جلد جلد گھر کی جانب قدم بڑھاتے۔ کچھ ہی فاصلہ طے کیا ہوگا کہ ایک دریا کے کنارے سبز سبز گھاس میں کچھ دانے ادھر اودھر بکھرے نظر آئے۔ بھوک کا غلبہ مجھ میں اور حضور میں کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں باتیں ہوئیں اور بلا کسی خطرے کے خیال کے پر جوڑ کر دانہ پر اوتر پڑے۔ ابھی مشکل سے دو ایک دانہ ہی منہ میں گئے ہوں گے کہ کچھ دور پر سرسراہٹ معلوم ہوئی۔ ہم اوڑنے کے لئے پر تول ہی رہے تھے کہ اسیر ہوگئے۔ خوب چیخے چلائے۔ اوچھلے کودے مگر کچھ کارگر نہوا۔ آخرکار ظالم صیاد اپنی گھات سے نکلا اور ہمکو پنجرے میں بند کرکے لے چلا۔ افسوس اسکا کبھی خیال بھی نہ تھا کہ اسطرح ظالم صیاد ہماری کمین میں ہوگا۔ اور یوں ہماری خانہ بربادی ہوگی۔ میرا حال تو اسوقت جو تھا وہ تھا ہی۔ مگر میرا حال دیکھکر جو حالت حضور کی تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ اونکی اوس رقت کی حسرت اور محبت بھری نگاہیں جو مجھ پر پڑ رہی تھیں ہرگز دل سے محو نہ ہونگی۔ بدن اونکا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ بار بار آزاد ہونے کی کوشش میں بدن زخمی ہوگیا تھا۔ آخر مجھ سے اون کا یہ حال دیکھا نہ رہا گیا اور میں نے نہایت ہی محبت سے اونکو تسلی دی اور قسمت کے زبردست ہاتھ کے فیصلہ کو صبر کے ساتھ برداشت کرنیکے لئے سمجھایا۔
وہ سفاک ظالم صیاد جو اپنے پیٹ کے شیطان کو بھرنے یا اپنی دولت اور حظ نفس کو

بڑھانے یا دولتمندوں کے انبساط کو بڑھانے کے لئے دوسروں کی جانوں پر ناحق ظلم و ستم روا رکھتا ہے پنجرے کو ٹوٹ ہوتے شہر کے چوراہے پر جا پونچا اور ایک اونچی جگہ پنجرے کو رکھ دیا تاکہ سب لوگ دیکھ سکیں۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ اس چہل پہل اور گہما گہمی سے دور خوشنما مرغزاروں میں بسم آزادانہ گشت لگانے تھے یا اب وہی ہم ہیں کہ ایک سفاک کے ہاتھ میں گرفتار ہیں۔ کاروباری آدمیوں کے مجمع اور شور سے تمام عالم گونج رہا ہے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی ہے۔ دلالوں کی قسم قسم کی صدائیں سینہ کے پار ہوئی جاتی ہیں۔ گاڑیوں اور بگھیوں کی گھڑ گھڑاہٹ لحظہ بلحظہ وحشت پیدا کر رہی ہے۔ کہیں کوئی اپاہج چلا رہا ہے کہیں کوئی تہی دست سوال پھیلا رہا ہے کہیں دو چار میں کسی بات پر تکرار ہو رہی ہے۔ غرض کہ اب وہ سماں پیش نظر تھا کہ جس سے حواس پریشان تھے سانس پھولا ہوا تھا۔ دم گھٹا جاتا تھا اور روح پرواز کرنے کے لئے تیار تھی۔ مگر یہ دیکھ کر کہ ہم جیسے اور بھی وہاں ستم رسیدہ اور اسیر قفس ہیں کچھ دل کی دھڑکن کم ہو چلی تھی۔ لوگ آ کر ہمکو دیکھتے تھے اور ہماری خوبصورتی کی تعریف کرتے تھے۔ قیمت چکاتے تھے۔ مگر ایک کے نزدیک زیادہ ہونے اور دوسرے کے نزدیک کم ہونیکی وجہ سے سودا نہ چکتا تھا۔ آخرش دو لڑکے جو مختلف جانوروں کو دیکھ رہے تھے یکایک ہماری طرف بڑھے اور ہمارے رنگین چمکدار پروں۔ گول گول سرخ رسیلی آنکھوں۔ شاندار سینوں اور خوشنما چوٹیوں کی مدح سرائی کرنے لگے اونکی طرز گفتگو اور طریقوں سے یہ ضرور پتہ چلتا تھا کہ وہ عوام کے طبقہ سے علیحدہ کسی اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں سے تھے کچھ حجت کے بعد سودا چک گیا اور ہمارا قفس ایک نوکر کے ہاتھ میں دیدیا گیا جو ان کیساتھ تھا۔

سٹو بچوں کی صداؤں سے بھرے ہوئے بازار اور تنگ گلیوں سے گزرتے ہوئے
ہم اک گلی میں داخل ہوئے جو اور گلیوں سے ذرا فراخ تھی۔ تھوڑی سی دیر میں ہم ایک
مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے جہاں پہنچ کر ہمارا پنجرہ چھوٹا لڑکا لیکر کودتا اچھلتا
ہوا صحن مکان میں پہنچ گیا جہاں مختلف عمر کی لڑکیوں نے آکر ہمکو گھیر لیا
ہماری سرائی تو یہاں بھی خوب ہوئی مگر یہاں ایک آفت کا اور سامنا تھا۔ کوئی لکڑی
سے ہمکو چھیڑتا تھا۔ کوئی انگلی تیلیوں میں سے ڈالکر ہمکو غصہ دلانے کے لیے مجبور
کرتا تھا۔ کوئی دم پکڑ کر کھینچتا تھا۔ آخرکار گھر کی مالکہ بھی اس جگہ آ پہونچیں جہاں
ہم پر یہ ستم ہو رہے تھے اول تو وہ بھی مسکراہٹ کے ساتھ تماشہ کے طور پر ہم کو
دیکھتی رہیں مگر خدا جانے ان کے دل میں کیا رحم آیا کہ سب بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر
ہمکو اس ظلم و ستم سے رہائی دی۔

اب تماشہ یہ تھا کہ بچوں کا مجمع جب دیکھئے ہمکو گھیرے بیٹھے ہیں۔ کوئی دانہ
ڈالتا ہے کوئی پانی خوبصورت سی کٹوری میں رکھتا ہے۔ کوئی آٹے کی گولی بنا کر دیتا ہے
مگر کہیں دل ہو تو وہ ان باتوں سے فائدہ اٹھائے یہاں یہ افتاد کہ وطن چھوٹا
عزیز چھوٹے۔ وہ سبزہ زار مرغزار۔ ہری گھاس چھوٹی۔ پانی سے لبریز دریا اور چشمے
چھوٹے۔ آزادی گئی پھر بھلا کہاں کا کھانا اور کہاں کا پینا۔ یہاں یہی غنیمت
معلوم ہوتا تھا کہ خدا کرے کسی طرح یہ دو گھڑی ہمکو چین لینے دیں اور اپنی ان
ضیافتوں سے معاف ہی رکھیں اور ہمکو اپنی قسمت پر دو دو آنسو علیحدگی میں
بہا لینے دیں تو بہتر ہو+

رفتہ رفتہ ہم بھی اس نئی دنیا کے عادی ہو چلے اور اب وہ بچوں کا پیلا

مجمع بھی نہیں تھا۔ جب کبھی کسی کو اپنے کاموں سے فرصت ہوئی تو وہ ہمارے پاس دو گھڑی کے لیے آ بیٹھتا ورنہ ہم تھے یا ہمارا قفس +

گھر بھر میں ایک لڑکی جس کا چہرہ ماہتاب کی طرح روشن تھا مجھ پر بہت مہربان ہو گئی، اور اوس سے مجھے بھی کچھ ایسی نسبت ہو گئی کہ میں اوس کے آنے کی منتظر رہتی کہ کب وہ آئے اور مجھ سے باتیں کرے اور مجھکو دانہ پانی دے +

اس قید کے زمانہ میں جو سب سے زیادہ مشکل کام میرے سامنے تھا وہ اسیر سرتاج کی تسلی و تشفی دینا تھا۔ میں ہر وقت اوسکو تسلی دیتی۔ اوسکو محبت سے لبھا لبھا کر دانہ کھلاتی۔ پانی پلاتی۔ مجھے کچھ ہی گو رنج تھا مگر اون کے دلکو میلا نہ ہونے دیتی۔ اون کی اس مصیبت میں میرے دیکھنے میں ہی ایک تسکین تھی۔ مگر بے دست و پا۔ اودھر انکا یہ حال کہ میری اسیری۔ محبت اور خاطرداری کو دیکھ دیکھ کر دن رات آنسوؤں کی جھڑی لگی رہتی۔ بدن میری آزادی کی فکر میں سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ اونکی اگر کوئی آرزو تھی تو یہی کہ مجھکو پھر اپنے ساتھ آزاد اور خوش اپنے فردوس جیسے مرغزار میں دیکھیں۔ مگر یہ حالت آخر کب تک رہتی تھکتی آزادی سے مایوس ہو کر وہ بھی اس گھر سے مانوس ہو گئے۔ رفتہ رفتہ ہمکو اپنے قید خانہ سے صحن میں نکلنے کی اجازت ملی مگر کس طرح؟ اب کہ ہمارے خوشنما پر کاٹ ڈالے گئے۔ جسدن ہمارے پر کاٹے گئے وہ دن بھی ہمارے لیے عجب حسرت کا دن تھا۔ ہم بار بار حسرت سے پر کاٹنے والے طرف نگاہ کر رہے تھے۔ ہماری آنکھوں میں حسرت و مایوسی کے آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے۔ ہمارے چہرے اداس تھے۔ منہ پر ہوائیاں چھائی ہوئی تھیں۔ ہماری حسرت بھری نگاہیں کسی رحم کرنیوالے کی تلاش میں بے کسی سے ادھر ادھر پڑتی تھیں۔

کبھی کبھی عاجزی سے بھری ہوئی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ جاتی تھیں مگر ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی۔ اوس بیکسی کے عالم میں کوئی بھی ہمارا ساتھی نہ تھا البتہ وہی ہمدرد لڑکی کبھی کبھی بے چین ہو کر چیخ اوٹھتی تھی کہ ہے ہے بھائی جان کس بے رحمی سے پر اوکھاڑتے ہو کہ پروں کی جڑوں سے خون تک نکل آتا ہے۔ یہ ہی ایک ہمدردی کی صدا تھی جو کبھی کبھی ہمارے کانوں میں آجاتی تھی +

اب ہمارے لئے ایک لکڑی کا مکان تیار کرا دیا گیا۔ آندھی۔ بارش۔ ایذا دینے والے جانوروں سے ہر طرح محفوظ رکھنے کا سامان کیا گیا۔ وہی ہمدرد لڑکی خدا اوسکا بھلا کرے دونوں وقت ہمارے کھانے پینے کی خبر لیتی رہتی ہے اور ہمکو نہایت ہی محبت اور رحم کی نگاہوں سے دیکھتی ہے +

خدا کے فضل سے اب ہمارے دو بچے ہیں اور میں آرام سے بسر کرتی ہوں۔ میری پیاری بہنو اگر تم کنواری ہو تو آیندہ زندگی کی ذمہ داریوں کو خیال کر کے پہلے سے اوس کے لئے تیار رہو اور اپنے قیمتی وقت کو نیکی اور اچھے کام کے کرنے مصیبت زدوں پر رحم کرنے اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں صرف کرو اور اگر شادی خانہ آبادی ہو گئی ہو تو اپنے خاوند کی دلجوئی۔ اور غمخواری کرو۔ اوسکو صحیح رستہ پر چلانے کی کوشش کرو غم و خوشی دونوں میں اوسکا ساتھ دو تاکہ وہ بھی تمھارے اچھے برے کا شریک ہو اور تمکو محبت کی نگاہ سے دیکھے دوسروں کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ اگر تم دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو گی عزت سے پیش آؤ گی تو دوسرے بھی تمھاری عزت و توقیر کریں گے ؎

کرو بھول کر کسی سے نہ سلوک بہن ایسا
کہ جو کوئی تم سے کرتا تمھیں ناگوار ہوتا

راقمہ ۔ بنت سید علی

کام کی باتیں

نمک کے مختلف استعمال | ۱۔ اگر تھوڑے سے نمک سے چار کی سلیوں کو صاف کیا جائے تو وہ تمام نما داغ جو چار کی کثرت کی وجہ سے یا دیر ظاہر ہو جاتے ہیں رفع ہو جاوینگے۔ اور اگر عرق لیموں نمک میں ملا دیا جائے تو انگلیوں پر ملنے سے تمام داغ رفع ہو جائیں گے +

(۲) اگر مدہ[illegible] میں تھوڑا سا نمک ملا دیا جائے تو سپیدی کو بہت مضبوط اور [illegible] بنا دیتا ہے

(۳) پسا ہوا نمک دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے لیے بہت عمدہ منجن ہے یہ دانتوں کو سفید اور مسوڑوں کو گلابی کر دیتا ہے۔

(۴) نمک درد گلو کے لیئے بہت ہی مفید ہے۔ اگر مناسب وقت پہ استعمال کیا جائے تو دانتوں کے درد کے لیئے مفید ثابت ہوگا +

(۵) دانت نکلوانے کے بعد اگر نمک کو پانی میں گھولکر کلی کیجائے تو فوراً [illegible] بند ہو جائیگا

(۶) نمک و پانی کا مرکب۔ بید کے سامان کو صاف کرنے کیلئے ایک بہت ہی عمدہ چیز ہے پہلے برش سے اس چیز پر جسے صاف کرنا منظور ہے ملو۔ پھر اسے خوب رگڑ دو +

کان کے درد کے لئے ایک نہایت ہی آسان اور کم قیمت دوائی - پیاز کا عرق کان کے درد کو رفع کرنے کیلئے بہت عمدہ ثابت ہوا ہے پہلے پیاز کی گٹھی کو بادامی رنگ کے کاغذ میں خوب اچھی طرح لپیٹو پھر اسے اچھی طرح سے تر کر دو۔ اور اسکو کوئلوں پر رکھدو جب نرم ہو جاوے تو اس کے اوپر کے پردہ کو علیحدہ کر دو۔ اور پیاز کو ایک باریک کپڑے میں رکھکر نچوڑ لو۔ وقت ضرورت دو یا تین بوندیں اس عرق کو گرم کر کے ڈالو۔ بعد میں قطن[1] کے چھوٹے ٹکڑے کان میں رکھو تاکہ باہر کی ہوا اثر کان پر نہ ہو

[1] قطن یعنی روئی۔

ایک شادی کی تقریب پر

مدت سے میرے دل میں آرزو ہے کہ کسی طرح میری بہنیں رسموں کی جکڑ بندی سے باہر نکلیں اور اس ظالمانہ بلا لعنی رسومات قبیحہ میں کمی ہو۔ افسوس تو یہ ہے کہ مردوں میں بھی کوئی ایسا نہیں جو ان رسموں کو برا خیال کرے اور علاج کی کوشش کرے بلکہ الٹا الخاموشی نیم رضا۔ انکی خاموشی نے عورتوں کو رسومات قبیحہ کے ادا کرنے کی اور جرأت دلائی ہے۔ اگر مرد کوئی تدبیر رسوم قبیحہ کے ادا کرنے کی سوچتے اور عمل میں لاتے تو ممکن تھا کہ اس جہالت میں کمی ہوتی۔ مگر جب اس معاملہ پر زیادہ غور کرتی ہوں تو مردوں کو بالکل بے قصور پاتی ہوں مرد بیچارے تو انکی باتوں سے محض ناآشنا ہیں وہ بیچارے انتظام کریں تو کیسے اور انکو باز رکھیں تو کسطرح

شکر ہے خدا کا کہ تعلیم یافتہ عورتیں تو ان رسوم کو خلاف شرع و خلاف تمدن پاتی ہیں مگر پرانے زمانہ کی جاہل عورتوں کی حالت تو ناگفتہ بہ ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید بعض بہنیں میرے اس خیال پر کہ میں انکی توہین کرتی ہوں بگڑ ہی بیٹھیں۔ مگر کیا کروں میرا دل اسکے بس میں نہیں ہے۔ اور میں ہرگز ا ناشدنی اور انہونی بات کیطرف رخ نہ کرتی۔ مگر بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است

وگر خاموش بنشینم گناہ است

ناچار قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے۔ زمانہ حال میں میرے ہم خیال بہنیں شاذ و نادر

تشہ یافتہ ہی ہوں۔ مگر تاہم میرے خیال کو تقویت دینے میں کافی رشانی ہوگی۔ تمام بہنیں ایسا ہے کہ یکدل ہوکر ان رسوم قبیحہ کے مٹانے میں حتےالمقدور کوشش کریں گی۔ جیسا کہ مینے اس شادی میں کیا ہے جس کا ذکر میں کرنے والی ہوں تو سچ ہے کہ ؎ طوطی کی کون سنتا ہے نقار خانے میں

مگر تاہم وہاں بھی میری سعی چند باتوں میں رائگاں نہیں ہوئی اور اب بھی باری تعالٰی سے پوری امید ہے کہ وہ ہماری سعی و کوشش کو رائگاں و بے سود نہ بنائیگا اے خدا تو اپنے حبیب پاک کے طفیل مجھکو اور میری سب بہنوں کو اس ارادے میں کامیاب کر آمین +

میں اپنی ایک سہیلی کی شادی پر کرر (ضلع انبالہ) گئی۔ چونکہ یہ میری عمر میں پہلا ہی موقعہ کسی غیر کی شادی میں شریک ہونے کا تھا۔ لہٰذا مینے بڑے ذوق شوق سے اسمیں حصہ لیا۔ مگر شادی میں شریک ہونا تھا کہ میرے دل پر زمانہ کی رفتار کی حالت دیکھکر ایک غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مینے وہاں صرف اس شوق میں کہ زمانہ کی ساری حالت کو دیکھوں بھالوں۔ پندرہ یا بیس دن ہی گزارے۔ مگر تعجب جانئے کہ یہ پندرہ بیس دن ایسی بری حالت میں کٹے کہ الاماں۔ ایک بات ہو تو کہوں شمار ہوں تو گنوں۔ میں وہاں کی کون کونسی حالت کو بتاؤں۔ کیسے کیسے تذکرے سناؤں۔ ہر ایک ترک اور کھر میں مبتلا۔ ہر ایک نمبر بالم سے بے بہرہ قومی حمیت سے دور۔ یوں تو ان گنت روپیہ میراثنوں اور ڈومنیوں کو دینے میں دریغ نہ آتا تھا۔ مگر ایک پیسہ بھی ازراہ ہمدردی قوم یا خدا واسطے کسی محتاج یا غریب کو دیتے ہوئے جان نکلتی تھی۔ میری سہیلی کی شادی پر دو ہزار روپیہ سے زیادہ اٹھ گیا۔ مگر افسوس کی

بات تو یہ ہے کہ ایک پیسہ بھی کسی محتاج کو نہ ملا۔ ہر ایک دوسرے سے بڑھکر تھی۔ میں ہائے سارے مجمع میں ڈھونڈھتی رہی کہ کوئی بھی میری ہم خیال بہن ملے۔ مگر سب کو ایک ہی رنگ میں پایا +

پہلے روز جب لڑکی کو اُبٹنا لگایا۔ تو عجب حالت تھی۔ کوئی کہتی تھی کہ پہلے سات سُہاگنوں کا ہاتھ لگایا جاوے۔ کوئی کہتی تھی کہ پہلے لڑکی کے رشتہ میں سب سے بڑی سہاگن آوے۔ کوئی فرماتی تھی۔ کہ لڑکیو! کہیں ایسا غضب نہ کر بیٹھنا کہ پہلے تم اُبٹنا لگا دو۔ غرضیکہ جتنے منہ اُتنی ہی باتیں۔ میں بیچاری عجب سناٹے میں کھڑی دیکھ رہی تھی۔ اور بار بار یہی شعر زبان پر لاتی تھی کہ ؎

اگر حقیقتِ اسلام در جہاں این است
ہزار خندہ کفر است بر مسلمانی

میری اس لڑکی سے نہایت محبت تھی۔ میں خوف زدہ تھی کہ کہیں ان باتوں کا زوال یا وبال جو کچھ بھی ہو اِس غریب پر جو اس وقت مثل حیوان کے قطعی بے زبان تھی نہ پڑے +

اب لڑکی کو مائیوں بٹھایا گیا۔ مگر ایسی تنگ و تاریک جگہ کہ یہاں ہوا کا بالکل گذر نہ تھا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ گرمی کا موسم۔ لڑکی کی حالت چند ہی گھنٹہ میں بگڑنے لگی۔ مگر میں نے بسبب اس الفت کے جو میرے اور اس کے درمیان تھی اس معاملہ میں وہاں کی عورتوں کا بالکل کہنا نہ مانا۔ ہرچند کہ انہوں نے میرے واسطے بہت سخت و سست الفاظ استعمال کئے۔ مگر میں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ان کو ہنسی میں ٹال دیا۔

اگر کوئی تعلیم یافتہ عورت ان سے سوال کرے کہ مایوں بیٹھنے سے کیا فائدے طہور میں آتے ہیں؟ تو جلدی سے جواب دیں گی کہ سے ہے اگر یہ نہ ہو تو لڑکی کو روپ کیسے چڑھے امید ہے کہ سوال کرنے والی ایسے بیہودہ جواب کو سنکر بھڑک اٹھے گی۔ اور اپنا سامنہ لیکر رہ جائیگی۔ میں سچ پوچھتی ہوں تو کوئی فائدہ اس رسم کا تصور میں نہیں آتا۔ بلکہ برعکس ان عورتوں کے خیال کے لڑکی کی صورت اندر بیٹھنے سے زیادہ خراب ہو جاتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ لڑکی کے دل پر سب سے زیادہ صدمہ اس رسم قبیحہ کی وجہ سے اس بات کا گذرے گا کہ اس کو سسرال جانے سے پہلے ہی اپنے عزیزوں سے جدا ہونا پڑا اسلئے کہ مایوں بیٹھنے میں لڑکی کا کوئی عزیز اوس کے پاس جانے نہیں پاتا

جب لڑکی کے نہلانے کا وقت آیا۔ وہی سب رسمیں جو مینا لگاتے وقت کار بند ہوتی تھیں لیب ہوئیں۔ خیر وہ تو جو ہوا سو ہوا۔ مزے کی بات یہ کہ لڑکی کو سب عورتوں کے سامنے نہلانا چاہتے تھے۔ مگر بیسے اور میری ہمشیرہ نے اس بات میں بھی انکی رائے کی تعمیل نہ ہونے دی۔ اور اسکو تخلیہ میں ہی نہانے دیا ؛

جس وقت نکاح ہو رہا تھا کئی عورتیں ایک سبز کچے رنگ کا جوڑا جو سسرال کی طرف سے خاص اسی وقت کے پہننے کے لئے بنایا گیا تھا۔ لیکر آئیں۔ اور کہنے لگیں کہ اس کا پہننا نکاح کے وقت ضروری ہے۔ اور بغیر اسکے پہنے نکاح درست نہیں ہو سکتا ہے ہر چند اس خیال پر کہ گرمی میں اسکا پہننا ضرور جسم کو مضر ہو گا۔ سب کو روکا۔ مگر اس بات میں کسی نے میرے کہنے کا خیال نہ کیا۔ اوس کے پہننے سے لڑکی کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ بدن پر دانے نکل آئے خوبصورتی بالکل

جاتی رہی۔ یہ تو بتائیں کہ ان عورتوں کے قول کی تصدیق کسی حدیث شریف سے
ہوتی ہے۔ اور کسی حدیث شریف میں آیا ہے کہ بغیر اس سہاگ پہننے کے نکاح درست
نہیں ہوتا اگر حدیث شریف میں ایسا ہوتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرماتے تو مذہب
اسلام کا نام کسی اور اسم سے بدل جاتا۔ اور اسلام کبھی ایسی نشوونما نہ پاتا۔ تھوڑی
دیر بعد چند اور عورتیں نتھ لیکر لڑکی کے پاس بھاگی آئیں۔ اور کہنے لگیں کہ نکاح
کے وقت نتھ کا پہننا بھی ضروری ہے۔ اور بغیر اس کے پہنے بھی نکاح درست نہیں
ہوتا۔ اگر بالفرض نتھ کے پہنے بغیر نکاح درست نہ ہوتا تو ضرور اس کے پہننے کے
لئے ایک سوراخ بنا لگیا ہوتا۔ کیونکہ نکاح تو خدا نے ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے
جائز کردیا ہے سب پر۔ مزا یہ کہ اس بیچاری لڑکی کے ناک کا سوراخ بالکل تنگ تھا
اور نتھ بہت موٹی تھی ایک عورت آئی اوس کے ناک میں نتھ دی گئی۔ دوسری نے
بھی پہلی کی تقلید کی۔ غرض سب نے علی التواتر ایسا ہی کیا۔ مگر نتھ ایسی موٹی تھی کہ اسکی
ناک میں نہ گھسی پر نہ گھسی۔ سب کے بعد اوس کی ہمشیرہ جس کو بڑی بہن نے دکھ دیکر
ہر کسی کا بھی جیسا نہ تھا تشریف فرما ہوئی۔ اِس حضرت نے تو ایسا کیا کہ اپنی ہمشیرہ کے
ناک میں نتھ کو ایسا گھیر دیا کہ بیچاری کے خون کی تلی جاری ہوگئی۔ اور بے اختیار چلا
اٹھی کہ بھاڑ میں جائے ایسا بیاہ۔ اور چولہے میں پڑے ایسا سہاگ جس میں
جان کا خطرہ ہو۔ غرض نکال دور پھینکدی۔ سب عورتوں نے اوسکی ہمشیرہ کو
تحسین و آفرین کہی۔ مگر جب دوسری دفعہ دیکھا۔ تو لڑکی کی ناک کو خالی پا کر جھگڑا شور
اور سب نے پھر ویسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ اس بھری محفل میں ایک عورت کے دل میں خدا
نے رحم ڈالدیا۔ وہ کہنے لگی کہ اگر ناک میں نہیں پڑتی تو کان ہی میں ڈالدیں۔ اس کا

جھنا تو ضرور ہی ہوا۔ مگر یقین جانئے کہ کان میں بھی نہایت ناموزوں معلوم ہوتی تھی۔
نکاح تو ہوا۔ بالکل میری نظر میں خلاف شرع۔ پڑھنے والے سمجھیں گے
کہ ان رسوم کی وجہ سے لیکن وہ تو اور ہی بات ہے کہ لڑکی سے کسی نے بھی
اجازت نہ لی۔ چونکہ میرے والد ماجد اس میں شامل تھے اس واسطے انہوں نے
ایک صاحب کو جو لڑکی کے رشتہ میں چچا تھے۔ لڑکی سے اجازت لینے کے
لیے بھیجا۔ مگر انہوں نے ایسی چالاکی کی کہ دروازے کی زنجیر پکڑ کر ٹہلتے رہے
و چند ہی منٹ میں بعد جا کر جھوٹ کہہ دیا کہ میں اجازت لے آیا ہوں +
اگلی صبح جب دولہا گھر میں آیا۔ تو لڑکی کو اٹھا کر اوس کے پاس لے
گئیں وہ وقت تھا یا قیامت تھی۔ میں خوف زدہ تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چھت
گر پڑے۔ پھر تو وہ وہ رسمیں ادا ہوئیں۔ کہ میری آنکھوں میں دنیا اندھیری تھی
پہلے تو دولہا کے ہاتھ سے چند خوشبودار چیزیں جن کا نام میں نہیں جانتی
سوائی گئیں پھر اوسی کے ہاتھ سے لڑکی کے سر کو لگوائی گئیں۔ اور لڑکی کے
ہاتھ سے اُس کے سر کو لگوائی گئیں بعد ازاں ایک روپیہ اور سات پیسوں سے
مانگ بھروائی گئی۔ پھر اوس کے اوڑھنی کے چاروں کونوں میں مختلف چیزیں اوس کے
ہاتھ سے بندھوائی گئیں۔ بس اسیقدر دیکھنے پائی تھی کہ میں اپنے آپے میں نہ
رہ سکی۔ اور قریب تھا کہ بے حجاب ہو کر لڑکی کو اُٹھا لوں کہ خدا خدا کر کے
لڑکی کو فراغت ہوئی۔ مگر جب آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں نے نہایت
شوق سے اُس کے پلوں کو کھولنا چاہا محض اسلئے کہ دیکھوں اس میں کیا باندھا ہے
مگر جونہی کہ میں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا سب کی سب میری وہ گت بنائی کہ

میں نہایت اشک آلود ہوگئی۔ غرض ایسی ایسی رسمیں رواج پاگئی ہیں کہ ضرور ہی ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ میں اُن رسموں کا تو ایک نمبر بھی نہیں لکھ سکی۔ اُنہوں نے کہا تو ہمارا اور ہم نے لکھا ایک۔ اُنہوں نے کہا ... مین ...پر بیٹھے لکھا جیسا تک۔ اور چھٹا تک بھی جانتا نہیں۔ ناظرین! آپ یہ سمجھیں کہ ہمارے گھر میں کبھی کوئی شادی نہیں ہوئی۔ بلکہ برخلاف اس کے میرے، دیور خود میری دو بہنوں کی شادی ہوئی ہے۔ مگر خدا پناہ میں رکھے ہرگز ہرگز ایسی رسمیں ادا نہیں ہوئی۔ میرا باپ پچھلے زمانہ کا آدمی بڑا عالم۔ کئی کتابوں کا مصنف ہے مثلاً ادلۃ الکرام فی اثبات عقائد اسلام۔ حقیقت اسلام۔ سلک مرواریدـ وغیرہ وغیرہ۔ میری والدہ ماجدہ اگرچہ وہ کچھ بہت پڑھی لکھی نہیں مگر تب بھی وہ ایسی رسوم کو لالعینی و بیہودہ خیال کرتی ہیں۔ میں نے کئی تعلیم یافتہ عورتوں کو بھی ایسی ہی رسموں میں مبتلا پایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعلیم کا اُن پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور بغیر عمل کے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

علم چندان کہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی

کچھ فائدہ نظر نہیں آتا۔ بہنوں میں مدرسے کی تعلیم یافتہ نہیں ہوں اور نہ اپنے شرم کے باعث یہ مضمون اپنے باپ کو بھی نہیں دکھلایا اس واسطے اگر کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہو تو معاف کرنا۔ اے میری پیاری ہم خیال بہنو! اگر ہم سب یکدل ہو کر ان رسوم کے مٹانے میں کوشش کریں تو امید ہے کہ چند ہی دنوں میں نیست و نابود ہو جائینگی۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را +

بنت عطا محمد خاں گورنمنٹ پنشنر

کپڑے پر پھول

سب لڑکیوں کو اسطرح مشق کرنی چاہیئے کہ پہلے کاغذ پر بیل بوٹے کا لکھنا
سیکھیں جب اچھی طرح لکھنا آجائیگا تو کپڑے پر آسانی سے بنے گا اور یہ بھی
آبدار رہیگا چھاپے پر بنانے سے کپڑا میلا ہو جاتا ہے پھر دھلوا کر پہننے کے کام کا
ہوتا ہے جو صفائی کورے کپڑے پر ہوتی ہے وہ دھلوانے سے نہیں رہتی چاہے
کیسا ہی اچھا دھلا کیوں نہو ایک پھول چھوٹا سا اور ارسال خدمت ہے جس ترکیب سے
بنا ہو۔ پھول جسمیں نقطے لگے ہیں یہاں سوئی سے چھید کر لو۔ اسکو سفید کاغذ پر تہ کر
اور ایک باریک سے کپڑے میں نیل رکھ کر باندھ لو ایک پوٹلی سی بنا لو اور اس کی
کو اس پھول پر جھاڑ لو جسمیں سوراخ ہو رہے ہیں نیچے والے سفید کاغذ پر بعینہ
وہی پھول بن جائیگا جو سوراخوں والا ہے مگر اسمیں اتنی بات ہوگی کہ بجائے سیدھے
خطوں کے نیل کے نشان سے یہ بندکیاں بندکیاں سی ہونگی اُن بندکیوں پر پنسل پھیرنے
سے صاف بن جائے گی اسی طرح مشق کرنے سے لکھنا آجائیگا۔ پھر جسطرح چاہو بیل
پھول بنا لو۔ جب کسی قسم کا پھول یا بیل بنانا ہو کہ مجکو بیل لکھنی آجائے۔ کہیں سے
خوبصورت پھول یا بیل ملجائے تو اسکا خاکہ اسیطرح جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے
اُتار لو۔ اور اسیطرح سوئی سے سوراخ کر لو۔ اور کوئلہ کی پوٹلی سے خاکہ اُتار لو اور پنسل سے
ٹھیک کر لو۔ اور وہ[ملہ] جو تپی کے کام کی بیل ارسال خدمت کر چکی ہوں۔ مینے تو شاید او
پر لکھدیا ہے کہ یہ تپی کا کام ہے۔ خاصہ کی تپی کا کام اور اسکی ترکیب یہ ہے کہ جب

ملہ ستمبر کا ملاحظہ ہو

کوئی کام خاصہ کی تپی کا بنانا ہو تو پہلے کرتہ پر یا دوپٹہ پر معمولی ترپائی لگالو۔ جو ایک انگل
کی ہلکی ہو ترپائی کے اوپر ڈورا ٹانکو بیانوں جو بساطی کی دوکان پر ملیگا دوہرا تاگا
ٹانکنا چاہیے جیسے کہ بیل میں پنسل کے نشان ہیں اس کے بعد جتنی چوڑی بیل بنانی
ہو چار انگل چوڑی بنانی ہو یا تین انگل بنانی ہو تو اتنی جگہ چھوڑ کر تاگا ٹانکنا شروع
کرو دوہرا تاگا یہاں بھی ٹانکو اور دوہرے تاگے پر چاہے تو لیکری بنادو اور چاہے
کیریاں رکھکر ترپتی چلی جاؤ جیسی کہ اس بیل میں بن رہی ہیں۔ درمیان کی جگہ جو
ابھی خالی ہے اسمیں پہلے ضدار تاگا لگاکر ترپو یعنی گول لہر بناتی چلی جاؤ۔ جب گول لہر
بنجائے تو پھول کی جگہ چھوڑ کر ڈنڈیاں بناؤ جب ڈنڈیاں بنجائیں تو خاصہ کی پتیاں کتر کر پہلے
پھول بناؤ جب ساری بیل کے پھول بنجائیں تو ہر خانے میں جہاں سے پھول کی جڑ شروع
ہوئی ہے جڑ کے شروع پر جو تین تین پتیاں نوکدار لگی ہیں انکا نام کوڑواں پتی ہے
اسمیں پہلے ڈنڈی نہیں لگے گی جب الٹی پتی ترپی جائے گی اور جڑ سے شروع ہوگی اور
ترپائی ہوتی ہوئی جڑ ہی پر ختم ہوجائیگی تو سوئی وہاں سے توڑنی نہیں چاہیے اور
سوئی اور تاگے سے وہاں کی وہیں ڈنڈی بنا دینی چاہیے یعنی وہ جڑی لہر
بنائی گئی ہے جسمیں کیری کے پھول بنا چکی ہو اور کی لہر میں کوڑواں پتی کی ڈنڈی بیچ میں
اُسکا رخ دیکھو ختم دیتی ہوئی نکال دو جیسی کہ کھائی میں موجود ہے یہ بیل بنائی گئی
اور یہی خاصہ کی تپی کا کام کہلایا +



والدہ محمد الیاس

سیر جزیرہ

بہن زہرا بیگم صاحبہ کا عرصے سے اصرار تھا کہ جزیرہ کی سیر کروں۔ انکی جھلی بہن ہر ہائنس نازلی بیگم صاحبہ نواب بیگم جزیرہ جنجستان اور چھوٹی بہن مس عطیہ فیضی صاحبہ بھی اس اصرار میں شریک تھیں میرا خود بھی اس سیر کو بہت جی چاہتا تھا مگر کچھ ایسے سبب پیش آتے رہے کہ ارادہ ملتوی ہوتا رہا۔ خدا خدا کر کے ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱ء کو جمعرات کے دن اشتیاق پورا ہوا اور سفر کی نوبت آئی۔ جزیرہ جنجستان ایک اسلامی ریاست ہے جو بمبئی سے تقریباً چھ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے یہ سفر اسٹیمر پر کیا جاتا ہے اس سفر میں میرے ہمراہ میری ایک اچھی دوست [illegible] بیگم اور ان کے بھائی (میر صاحب) بھی تھے۔ اس دن اگرچہ سمندر میں کسیقدر طوفان تھا لیکن سفر نہایت مزے سے پورا ہوا۔ میرا جہاز کا یہ پہلا ہی سفر تھا۔ اس سے پہلے کراچی اور بمبئی میں چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر سمندر کے کنارے کے قریب قریب سیر کرنے کا اکثر اتفاق ہوا ہے لیکن اسٹیمر پر بیٹھ کے گھر سے سمندر میں چھ گھنٹے تک سفر کرنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ راستہ میں جا بجا خوشنما پہاڑ اور سرسبز کنارے عجب لطف دیتے تھے سمندر کی ہوا طبیعت کو تازہ کرتی تھی جزیرہ جوں جوں قریب آتا جاتا تھا اسکی سرسبزی اور خوبصورتی زیادہ زیادہ نظر آتی جاتی تھی +

ریاست جزیرہ جنجستان کا پایہ تخت مرود ہے۔ مرود قریب آباد [illegible]

ایک کشتی آتی ہوئی نظر آئی۔ نواب بیگم صاحبہ کا ملازم ہمارے ہمراہ تھا اوس سے معلوم ہوا کہ یہ کشتی ہمارے لیے آرہی ہے +

اسٹیمر ہی میں دور سے نواب بیگم صاحبہ کا محل قصر احمد نظر آتا تھا۔ اسٹیمر کا کشتی اوس سے آ کر لگی۔ اور ہم سب اسٹیمر سے اوتر کر کشتی میں سوار ہوئے۔ بمبئی سے دوپہر کے قریب چلے تھے۔ کشتی میں بیٹھے تو تیسرا پہر تھا۔ اسلیے یہ کشتی کا مختصر سفر اسٹیمر سے کر کنارہ سمندر تک بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ تھوڑی دور چل کر کشتی سے اترے اور تانگوں پر سوار ہو کر تھوڑی سی مسافت طے کی۔ اسکے بعد پھر سمندر آیا۔ یہ سمندر کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ یا یوں کہیے کہ سمندر کی ایک شاخ ہے جو خشکی میں چلی آئی ہے۔ اسے پھر کشتی میں بیٹھکر عبور کیا اور خاص مرود کی زمین میں پہونچے کشتی ہی سے ہمنے دیکھ لیا تھا کہ نواب بیگم صاحبہ کے ملازم خوبصورت وردیاں پہنے ہوئے اعلیٰ درجے کی گاڑیاں لیے ہمارا انتظار کر رہے ہیں غرضکہ نہایت آرام اور آسایش کے ساتھ اِس سفر کو طے کر کے اِن گاڑیوں پر سوار ہو کر ہم محل سرائے اوس حصہ میں پہونچے جسکا نام شوکت محل ہے۔ یہ یہاں کا مہمان خانہ ہے۔ ہمارے ٹھیرنے کا یہیں انتظام ہوا تھا۔ شوکت محل میں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہن زہرا بیگم صاحبہ ہمارے انتظار میں کھڑی ہیں۔ ہمارے گاڑی سے اُترتے ہی تپاک سے ملیں۔ مزاج پرسی کی اور چاء کا حکم دیا۔ ہماری سیزبان نواب بیگم صاحبہ اور بہن عطیہ بھی ملیں اور چاء پینے کے بعد ہم لوگ سب کے سب گاڑیوں میں سوار ہو کر سیر کو نکلے۔ پھول تھہرا اور پھول تھہر کے ارد گرد کے مقامات کو دیکھا۔ مرود کا وہ حصہ جہاں محل اور محل کے متعلق باغات وغیرہ ہیں

پھول شہر کہلاتا ہے واقعی خداوند تعالیٰ نے اس مقام کو عجیب سرسبزی اور خوبصورتی بخشی ہے۔ سمندر کا کنارہ ہے۔ کنارہ پر اونچا ٹیلا ہے۔ ٹیلے پر محل قصر احمد واقع ہے۔

محل سے لیکر تقریباً سمندر کے ساحل تک ایک خوشنما باغ چلا گیا ہے۔ اور گرا جو جگہ ہے ستھری صاف اور سرسبز۔

زمین کا یہ ٹکڑا اسی قابل تھا کہ اسکا نام پھول شہر رکھا جاوے۔ میرے واپس آئے کھانا کھایا۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ نے ہمیں اپنے محل میں بلوایا۔ رات کے وقت بجلی کی روشنی میں محل قصر احمد گویا ایک دلہن بنا ہوا تھا۔ یہ محل حال ہی میں بنکر تیار ہوا ہے۔ نواب بیگم صاحبہ نے اپنی تجویز سے اسے بنوایا ہے اور کتنا خوبصورت بنوایا ہے۔ محل میں داخل ہوئے تو ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ شیر کھڑا ہوا ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ شیر بیگم صاحبہ نے جنوری ۱۹۱۰ء میں اپنے ہاں کے ایک جنگل میں اور شکارگاہ کے قریب جسے کوہ کسولی کہتے ہیں مارا تھا +

بیگم صاحبہ کے اخلاق کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ خداوند تعالےٰ نے تہذیب وشائستگی میں تو سارے خاندان کو بے مثال بنایا ہے +

دوسرے روز یعنی ۲۲ اپریل کو صبح کے وقت ہمنے پھول شہر کے احاطہ کے باغ کی سیر کی۔ کسقدر خوشنما باغ ہے اور صبح کے وقت اسکی سرسبزی کتنی اچھی معلوم ہوتی تھی۔ ایک طرف محل وعمارات کا سلسلہ ہے۔ دوسری طرف سمندر جہاں تک نظر جاتی ہے موجیں مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے +

بیچ میں باغ ہے۔ اِس باغ میں ایک سبز خانہ یعنی فرنری بھی ہے اور ربع۔ چہ مقبول امبرا میں سنگ مرمر کے شیر دیکھے۔ مقبول امبرا باغ میں ایک خاص مقام کا نام ہے جسے نواب بیگم صاحبہ نے اپنی والدہ مرحومہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ مرحومہ اِس مقام کو بیحد پسند فرماتی تھیں۔ باغ کے اُس حصّہ میں پہونچے جہاں ایک تالاب ہے۔ اور تالاب کے کنارہ ایک مصنوعی پہاڑ اور جھرنے ہیں۔ اِس قسم کے مصنوعی پہاڑ کو انگریزی میں گراٹو کہتے ہیں۔ یہ مصنوعی پہاڑ نافذ نامی ایک ترک باغبان کا بنایا ہوا ہے۔ اِس پہاڑ کے اندر سرسبز پودے بھی لگائے گئے ہیں جنہیں مصنوعی جھرنوں سے پانی دیا جاتا ہے۔ یہ ترک باغبان خاص ترکستان سے بلوا گیا تھا۔ اس نے کل باغ کو مرتب کیا تھا۔ افسوس ہے کہ اسکی زندگی نے وفا نہ کی اسلئے بعض حصے ناتمام رہ گئے اِس کے بعد نازل پائنٹ پر پہونچے جہاں سے سمندر کا خوب نظارہ ہے۔ وہاں ناشتہ کیا +

نازل پائنٹ نواب بیگم صاحبہ کے شادی کے بعد پہلا مقام باغ میں مرتب ہوا۔ اسلئے نواب صاحب نے بڑے شوق سے اسے اپنی بیگم صاحبہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اِس کے بعد پھر محل میں پھرے اور پھر کمرہ اور ہر چیز کو اچھی اچھی طرح سے دیکھا۔ محل کی بناوٹ جسقدر خوبصورت اور باترتیب ہے اُسکی سجاوٹ بھی اتنی ہی عمدہ اور با قرینہ ہے۔ نہایت قیمتی فرنیچر اور ساز و سامان سے اُسے آراستہ کیا گیا ہے کھانے کے کمرہ میں یہ ابیات کندہ ہیں :۔

ہر کرامی بعالم، روزیئے خود میخورد گر زخوان آست تا نش وز زخوان خویشتن

زمین تر است زمهمان دشت بالا به آنگه   من خورد برخوان احسان تو نان خویشتن

یہ کمرہ سرخ و سفید ہے

دیوان خاص میں یہ شعر کندہ ہیں:-

دلی کہ بر نگین سلیمان چہ نقش بود   خطے بزر نوشتہ کہ این نیز بگذرد

نہ در ما نگنجد اسرار الٰہی   نہ در با گنجد اندر گوش ماہی

ان کے علاوہ یہ دو شعر بھی کندہ ہیں:-

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود   ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

بجز و ری کہ درین مرحلہ مہلت داری   خوش برسانی زلف کو زمان این ہمہ نیست

محل کی سب سے اوپر کی چھت عجیب لطف دیتی ہے چاندنی میں یہ لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ یہیں ایک بلند مینارہ ہے۔ جسے فلک نما کہتے ہیں۔ یہاں سے سمندر اور گرد و نواح کی خوب سیر ہوتی ہے۔ چھت پر دو حجرہ نہایت خوبصورت بنے ہیں۔ ایک کا نام ہوا دار ہے۔ اور دوسرے کا نام پر بہار ہے۔ بڑی تعض بہن زہرا بیگم صاحبہ ہوا دار میں رہتی ہیں۔ قصر احمد کے پیچھے ہیڈ منشن کورٹ ہے اس کے بعد شوکت محل ہے۔ جس میں ہم لوگ ٹھہرے ہوئے تھے +

اس کے آگے اس باغ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں ہم صبح کو پھرتے ہے۔ یہاں ایک برگد کا بہت بڑا درخت ہے۔ جس کے نیچے ایک خوبصورت چبوترہ بنا ہوا ہے اور اوس پہ کرسیاں پڑی ہیں۔ کبھی کبھی یہاں ناشتہ یا چاء نوشی وغیرہ ہوتی ہے۔ یہاں سے محل کے پچھلے حصہ۔ باغ اور سمندر کی خوب سیر ہوتی ہے۔ اسکا نام آفتاب پناہ ہے۔ یہاں ایک جھولا بھی

پڑا ہوا ہے۔ تالاب کے قریب بیلے کے پھولوں کی ایک بیل ہے جسے بُلبل صدا کہتے ہیں۔ یہ ترکی نام ہے۔

اس باغ میں ایک کشتی منزل بھی ہے۔ نواب بیگم صاحبہ کو باغ بانی کا بہت شوق ہے۔ پھول پتیوں میں بہت دلچسپی لیتی ہیں۔ اس میں آم کے بھی درخت ہیں جن کے آم بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ باغ کے ایک کونہ میں چند کھیت ہیں۔ بیگم صاحبہ کبھی کبھی دل بہلانے کو خود تماشا کر کھیت بوواتی ہیں اور موسم برسات میں عمدہ دھان لگوایا جاتا ہے۔ باقی مہینوں میں عمدہ عمدہ ترکاریاں اُگائی جاتی ہیں۔ اور زمین زرخیز ہونے کی وجہ سے جو کچھ اُگواتی ہیں بہت ہی عمدگی سے اُگتا ہے۔ ان کھیتوں کے قریب ایک بارہ دری بھی بنی ہوئی ہے جسے عیش مقام کہتے ہیں۔ یہاں بھی کبھی بیگم صاحبہ اپنے عزیزوں سمیت تشریف لاتی ہیں اور اپنا شوق پورا کرنے کے لیے درختوں کے سایہ میں خود کھانا پکاتی ہیں۔ اُن کے عزیز بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ بعد میں بارہ دری میں دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔

نواب صاحب بھی تشریف لاتے ہیں۔ اور لطف سے وقت بسر ہوتا ہے۔

بیگم صاحبہ مربّے اور شربت بنانے میں خاص مہارت رکھتی ہیں۔

سہ پہر کو موٹر پر سوار ہو کر ہم سب کے سب بزم اتحاد میں گئے۔ یہ ایک انجمن ہے جو نواب بیگم صاحبہ نے یہاں کی مستورات کی اصلاح کے لیے قایم کی ہے۔ ہر جمعہ کو جلسہ ہوتا ہے۔ ہندو مسلمان خواتین اسکی ممبر ہیں۔ ہر جمعہ کو دونوں قوم کی بیبیاں ایک ساتھ جمع ہوتی ہیں۔ ایک جمعہ کو ہندو لیڈی اور دوسرے جمعہ کو مسلمان

بیبیاں اپنی اپنی زبان میں تقریریں کرتی ہیں۔ کل ہندو مسلمان ملاکر اس کی اراکین تعداد میں تقریباً پچاس ہوں گی۔ ہر جلسہ میں بیس تیس تک حاضر ہوجایا کرتی ہیں۔ جلسہ چار بجے شروع ہوتا ہے پہلے رپورٹ پڑھی جاتی ہے۔ پھر تقریریں ہوتی ہیں پھر دستکاری کی مشق ہوتی ہے۔ اس کے بعد گیت وغیرہ گائے جاتے ہیں۔ پھر سمندر کی سیر اور ورزش وغیرہ کی جاتی ہے۔ جہانتک سننے میں آیا ہے اس قسم کی اس ملک میں ایک ہی بزم ہے جو اسقدر کامیابی سے چل رہی ہے۔ ایک سال میں اسنے خاصی ترقی کی ہے۔ جو باتیں سننے میں آئی ہیں اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی پہلی سالگرہ کا جلسہ بہت کامیابی سے ہوا۔ سالگرہ کے جلسہ میں بزم کی بدولت نواب صاحب کی بھاوج نے شعر لکھے اور خوبی سے پڑھے۔ اس جلسہ میں مسز نیڈو بھی شریک ہوئی تھیں اور ریزولیوشن منظور کرائے گئی تھیں۔ یہ ایک مشہور قابل بنگالی لیڈی ہیں۔ حیدرآباد دکن میں انکا قیام ہے۔ انگریزی میں ان کے شعر کہنے کی بے حد تعریف ہے۔ انھوں نے سالگرہ کے جلسہ میں عمدہ تقریر کی تھی اور بزم کی ترقی کی بہت تعریف کی تھی۔

اس سال بزم کی بدولت ایک بیوی نے اسقدر دستکاری سیکھ لی ہے کہ بسراوقات اون کی اوس سے ہوجاتی ہے +

اراکین بزم میں آپس میں خوب اتحاد ہے۔ نواب بیگم صاحبہ خاص دلچسپی لیتی ہیں۔ وقتاً فوقتاً بیبیوں کو آداب مجلس بتاتی رہتی ہیں۔ جسم کی صفائی۔ زیور کی صفائی۔ مکان کی صفائی۔ وغیرہ کے ڈھنگ بتاتی رہتی ہیں +

ان بیبیوں کی نشست برخاست طرز گفتگو اور ادب قاعدوں سے معلوم

ہوتا ہے کہ بزم اتحاد کی تربیت کا کتنا اچھا اثر اونپر پڑا ہے۔ افسوس ہے کہ اس قسم کی انجمن اور مقامات میں نہیں ہے۔ صرف ٹینس اور بیڈمنٹن کھیل لینے اور نئے فیشن کے کپڑے پہن لینے سے ہم کلب والے فیشن والے نہیں کہلائے جا سکتے۔ ہمکو اپنے اور اپنی بہنوں کے طریقہ بود و باش میں عام اصلاح کرنی چاہیئے +

بزم اتحاد کتنا پیارا نام ہے۔ یہ نام ہن رہرا بیگم صاحبہ کا رکھا ہوا ہے۔ اس نام میں بوئے محبت آتی ہے۔ بزم کے ممبروں سے داخلہ فیس ایک روپیہ اور سالانہ فیس چھ روپے لیتے جاتے ہیں۔ ستار روپیہ لائف ممبری کی فیس ہے اور پانچ سو روپے پیٹرن بننے کی +

نواب بیگم صاحبہ پیٹرن ہین۔ بزم سے اس کے ممبروں کو جو فیض پہونچا ہے اور جو طرح طرح کے وہ ہنر سیکھ گئی ہیں یہ سب نواب بیگم صاحبہ کی نیک نیتی اور حسن انتظام کا نتیجہ ہے۔ تیسرے چوتھے اور پانچویں دن بھی اسیطرح لطف ہے کٹتے۔ محل کی چیزیں دیکھتے ہوئے بیگم صاحبہ کے زیورات دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہ زیورات سارے کے سارے نہایت بیش قیمت اور بہت ہی مختلف اقسام کے ہیں زیورات کا صندوقچہ نہایت نفیس اور خوبصورت تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یورپ کا بنا ہوا ہے۔ کپڑے بھی دیکھے جن سے پہننے والوں کا اعلیٰ مذاق جھلک رہا تھا۔

ہمارے ملک کی مستورات پر نئی تہذیب کا ایک یہ بھی اثر پڑا ہے کہ زیور سے انہیں نفرت ہوتی جاتی ہے۔ مگر ان بیبیوں میں یہ بات

تیس پائی - انگریزی میں یہ اچھی قابل ہیں - انکا خاندان کا خاندان تعلیم یافتہ ہے یہ خود یورپ کا سفر کر چکی ہیں مگر زیور سے انہیں نفرت نہیں بلکہ بہت شوق ہے پان مہندی سے انہیں نفرت نہیں - بلکہ میں نے خود نواب بیگم صاحبہ اور بہن عطیہ کو ہاتھوں میں مہندی اور آنکھوں میں سرمہ لگائے دیکھا ہے پانچ روز کے قیام میں پھول شہر اور پھول شہر کے گرد و نواح مختلف مقامات کی سیر کی سمندر - پہاڑ اور سبزہ زار کچھ ایسی بہار دیتے تھے کہ یہ بات مجھکو ابتک دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آئی - پشاور کی سرسبز منظر گاہیں کراچی کے پرفضا مقامات جموں کے دریائی اور پہاڑی مناظر - لاہور امرتسر - دہلی آگرہ وغیرہ کے گرد و نواح کے مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے لیکن جو ستھرا پن اور دلکشی یہاں دیکھنے میں آئی ہے وہ دوسری جگہ نہیں پائی گئی -

ایک روز شام کو بیل لوڈا میں کشتی کی سیر کی - بیل لوڈا مرہٹی زبان میں بیل ڈویا کو کہتے ہیں یہ سمندر کا وہ حصہ ہے جس سے ہم مرد آتے ہوئے دوبارہ کشتی کے ذریعہ گذرے تھے - شام کے وقت کشتی کی سیر نے عجیب لطف دیا - اِس جگہ کشتی میں بیٹھکر یہاں کے میٹھے ناریل کھائے مجھے کلکتہ کے ناریل کھانیکا بھی اتفاق ہوا ہے لیکن جنجیرہ جلستان کے ناریل کی شیرینی اور لذت بہت بڑھی ہوئی ہے +

ایک روز شام کو ایک مقام پر گئے جسے اسرول کہتے ہیں - یہاں نواب صاحب کے بھائی بخشی سیدی محمد صاحب رہتے ہیں - اُن کی بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی - وہاں سوئی کا باریک کام اور نفیس دستکاری دیکھی

دستکاری میں نوبیاں نواب بیگم صاحبہ کی خانہ زاد چھوکریاں بھی عجیب وغریب کام کرتی ہیں۔ غرضکہ نہایت لطف سے پانچ دن بھوپال شہر میں بسر ہوئی۔ ہماری متواضع اور خلیق میزبان ستائی تھیں کہ ہم نے بہت کم قیام کیا۔ ہم نے اس مختصر قیام کی اون سے معافی مانگی اور سیر جزیرہ سے بے انتہا مسرور ہو کر اون سے رخصت ہوئے جس شان سے ہمارا استقبال ہوا تھا اوسی شان سے ہماری الوداع ہوئی۔

ایسا دلکش مقام اور ایسی پُر تکلف محبت چھوڑنے کا ہمیں بھی رنج ہوا۔ ہمارا اسٹیمر قصر احمد کے سامنے سے نکلا تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آفتاب پناہ کے نیچے ایک سفید کپڑا ہل رہا ہے۔ دوربین سے دیکھا تو ہماری شفیق بہن زاہد بیگم صاحبہ ہماری طرف ایک بڑی سے چادر ہلا ہلا کر ہم سے الوداع کہہ رہی ہیں۔ فاصلہ اسقدر زیادہ تھا کہ رومال ہلایا جاتا تو ہمیں نظر نہ آتا اسلئے ایک بڑی چادر ہلانیکی زحمت گوارا کی۔ اون کی اس مخلصانہ اور محبت کے برتاؤ کی میں دل سے شکر گزار ہوں۔ خدا نے تینوں بہنوں کے دل اخلاص انکسار اور اعلیٰ درجہ کی انسانیت سے بھرے ہیں خداوند تعالیٰ اون تینوں کی عمر میں برکت دے اور نواب بیگم صاحبہ کو جلد اولاد نرینہ عطا فرمائے۔

مجھے یہ سنکر بڑا تعجب ہوا کہ ہم لوگوں کا قافلہ ہندوستانی مستورات کی پہلی پارٹی تھی جس نے جزیرہ جبلشان کا سفر کیا۔

(راقمہ اہلیہ سید محمدؐ)

لیمپوں کی احتیاط

اندنوں میں جہاں اور چیزوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ وہاں گیس اور بجلی کے لیمپ بھی روز افزوں ترقی کر رہے ہیں لیکن سینے پرونے یا پڑھنے کے لیے ان سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ ان کے لیے تو وہی برسوں کی ایجاد مٹی کے تیل کے لیمپ ہی خوب ہیں۔ آج کل کوئی گھر ایسا مشکل سے ملے گا جہاں ایک آدھ لیمپ نہ موجود ہوگا۔ لیکن اکثر شکایت ان کے آئے دن بگڑنے کی سنی جاتی ہے۔ اسلیے اگر مفصلہ ذیل ہدایت پر عمل کیا جائے تو نہایت مفید ثابت ہوگا۔

(۱) سب سے ضروری چیز لیمپ کے لیے اچھے تیل اور بتی دان کی ضرورت ہے اگر گھٹیا تیل استعمال کیا جائیگا تو وہ بہت جلد ختم ہوجاتا ہے اور ناخراب حصہ بتی دان میں چھوڑ دیتا ہے جسکی وجہ سے بتی دان خراب ہوجاتے ہیں۔ اگر بتی دان بھی ایک معمولی قیمت کا ہے وہ بہت جلد تھوڑے سے استعمال سے خراب ہوجائیگا۔ اس لیے یہی بہتر ہے کہ ایک بڑھیا لیمپ استعمال کیا جائے بہ نسبت اس کے کہ آئے دن مرمت کے لیے پیسے صرف کیے جائیں +

(۲) **تیل**۔ اگر عمدہ تیل استعمال کیا جائے گا تو کسی قسم کے نقصان کا خطرہ نہیں ہے۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ جلتے ہوئے لیمپ کو خشک جگہ سے جانے سے ایک ہی دفعہ بھک کر کے لیمپ گل ہوجاتا ہے جسکی وجہ تیل کی خرابی ہوتی ہے لیمپ بجھانے کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا

چاہیئے کہ بتی بہت نیچی نہ ہو جائے وہ بتی دان کے بالکل برابر ہونی چاہیئے۔ تاکہ ذرا سی ہوا سے گل ہو جائے۔ بالکل نیچی نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دوبارہ جلانے میں دقت ہوگی جن لیمپوں میں بجھانے کے لیئے آلہ لگا ہوتا ہے انہیں استعمال کرنا چاہیئے۔ لیکن اسبات کا خیال رہے کہ لیمپ بجھا لے کے بعد فوراً ہی اس آلہ کو ٹھیک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ ویسا ہی رہ گیا تو دوسری دفعہ جلانے میں ممکن ہے کہ تم اسکو بھول جاؤ جسکی وجہ سے اکثر لیمپ خراب ہو جاتے ہیں +

(۳) لیمپ کسطرح جلانا چاہیئے۔ پہلے پہل لیمپ کو جلانے پر بتی کو تھوڑی دیر تک نیچا رکھنا چاہیئے اور پھر اسے آہستہ آہستہ تیز کرنا چاہیئے۔ موسم سرما میں خاصکر احتیاط کرنی چاہیئے۔ کیونکہ چمنی کے لیے بہت بری چیز ہے احتیاط ہو تو چمنی ٹوٹنے سے محفوظ رہے گی +

لیمپ کے جلانے میں اس بات کی خاص احتیاط رکھنی چاہیئے کہ اُسے کاغذ کی بتی سے کبھی نہ جلایا جائے۔ اگر کاغذ کا کوئی ٹکڑہ اسکے اندر داخل ہو جائیگا تو بتی دان کو بہت جلد خراب کر دے گا۔ اسلیئے لیمپ کے جلانے کے لیے ایک موم بتی سے کام لینا چاہیئے۔ دیا سلائی سے بھی کبھی لیمپ نہ جلانا چاہیئے

بعض اوقات لیمپ جلانے کی بتی چار منٹ بعد دھواں دینا شروع کر دیتی ہے یہ اسوجہ سے کہ تیل اوپر بڑھنے میں اور دباؤ ڈالنے میں تھوڑا سا وقت لیتا ہے اور اگر بتی پہلے سے ہی بہت بڑھا دی جائے گی تو یہ تھوڑی ہی دیر میں بہت بڑھ جائیگی جسکی وجہ سے لیمپ دھواں دینا شروع کر دیتا ہے +

لیمپ کے استعمال کرنے میں سب سے ضروری بات اسکو صاف رکھنے کی ہے۔ اگر اسکو ہفتہ وار صاف کیا جائیگا اور اس کے تمام پرزوں کو گرم پانی سے دھویا جائے گا تو وہی لیمپ جسنے ایک وقت میں دو مہینے تک کام دیا ہے۔ صفائی کے بعد وہی لیمپ چھ مہینے کام دے سکیگا۔

نئے لیمپ خریدنے کے وقت اس بات کا خیال خریدنے والے کے لیے ضروری ہے۔ کہ وہ لیمپ کے تمام پرزوں سے واقف ہونا چاہیئے اور وہ لیمپ کے ہر ایک پرزہ کو علیحدہ علیحدہ کر سکتا ہو اور وقت پر استعمال کر سکتا ہو۔ ہفتہ میں ایک دفعہ ضرور بتی دان کو صاف کر دینا چاہیئے۔ بتی دان کو گرم پانی اور سوڈے کے مرکب میں آدھ گھنٹہ تک رکھ لینا چاہیئے۔ سوڈا تمام آلائش کو فوراً رفع کر دیگا اور بتی بالکل اصلی حالت میں ہو جائیگی +

بتی کو کاٹنا لیمپ کے لیے سب سے ضروری ہے۔ اگر بتی ٹھیک کاٹی ہوگی تو لیمپ نہ تو دھواں دیگا اور نہ چمنی کے ٹوٹنے کا خطرہ رہے گا۔ بتی کا وہی حصہ کاٹنا چاہیئے جو جل چکا ہے۔ اور وہ بھی اپنی انگلی سے صفا کر لینا چاہیئے۔ قینچی کا بہت کم استعمال کرنا چاہیئے۔ جب نئی بتی ڈالو تو اس سرے کو تیل میں بھگو لینا چاہیئے۔ اگر پہلے بتی کو سرکہ میں بھگو دیا جائیگا تو وہ بھی اچھا ثابت ہوگا +

لیمپ میں اگر تیل کم مقدار میں ہو تو لیمپ کو نہ جلانا چاہیئے اور نہ لیمپ کو بالکل بھر دینا چاہیئے۔ ½ انچ تک ہوا کے دباؤ کے لیے لیمپ خالی رکھنا چاہیئے۔ بتی بالکل ٹھیک ہونی چاہیئے اگر ڈھیلی ہوگی تو لیمپ بہت جلد بجھ جائیگا۔ (ترجمہ)

چیونٹی

جن چیونٹیوں کو ہم اپنے گھروں میں دیکھتے ہیں وہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو چھوٹی جن کے جھنڈ کے جھنڈ ایک ساتھ چلتے ہیں۔ دوسرے بڑے چیونٹے ہوتے ہیں جو دس پانچ سے زیادہ ایک ساتھ نہیں نظر آتے دونوں ایک شکل و صورت کے ہوتے ہیں۔ اگر ہم چیونٹی کو دیکھنا چاہیں اور اس کے اعضا کو جاننا چاہیں تو ہمکو چاہیئے کہ ایک بڑے چیونٹے کو ایکر دیکھیں۔ اس کی چھ ٹانگیں ہوتی ہیں ہر ایک ٹانگ میں دو پنجے ہوتے ہیں۔ انہیں پنجوں کے سہارے وہ دیواروں اور درختوں پر چڑھ جاتے ہیں۔

اور کیڑوں کی طرح چیونٹی کے بدن کے بھی تین حصے ہوتے ہیں۔ اسکی دو روشن آنکھیں ہوتی ہیں۔ چیونٹی کے تیز چھوٹے دانتوں والے مضبوط جبڑے ہوتے ہیں اس کی دو لمبی مونچھیں سی ہوتی ہیں اور ایک ڈنک ہوتا ہے چیونٹیاں ملکر اپنے مکان بناتی ہیں۔ چیونٹیاں زیادہ تر زمین میں رہتی ہیں اور بعض اوقات پتھر کی دیواروں اور سوکھے درختوں کی خشک جڑوں میں بھی یہ اپنا مکان نہایت ہوشیاری سے بناتی ہیں باہر سے انکا مکان ایک مٹی کا ڈھیر سا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر ایسے اچھے چھوٹے چھوٹے کمرے اور رستے ہوتے ہیں کہ جنکو دیکھکر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان کے بل کچھ دور تک زمین کے اندر چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے بذریعہ صاف

ستھری سڑکوں کے سے بنے رہتے ہیں انہیں بلونیں یہ اپنے بچونکو رکھتی اور پالتی ہیں۔ یہ دوسرے کیڑوں کی طرح انڈے سے نکلتی ہے۔ پہلے یہ بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ تب یہ اپنے لئے خول بنالیتی ہے اور اس کے اندر سو جاتی ہے جب تھوڑے دن کے بعد بڑی ہو جاتی ہے تو اس خول کو کاٹ کر باہر نکل آتی ہے۔ مگر اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ چیونٹیاں اپنے بچوں کی حفاظت نہیں کرتیں۔ چیونٹیاں اپنے بچونکو خوب اچھی طرح رکھتی ہیں سارا بل کام کرنے والی چیونٹیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ یہی بچونکو کھانا کھلاتی ہیں۔ یہی انڈوں کی خبرداری کرتی ہیں۔ انکو صاف کرنے کے لیے بعض اوقات چاٹنے لگتی ہیں۔ اور اگر وہ جگہ جہاں انڈے رکھے رہتے ہیں زیادہ گرم یا زیادہ سرد ہے تو انکو لیجا کر کسی مناسب جگہ پر رکھتی ہیں جب بچہ انڈے سے نکلتا ہے۔ تو کام کرنے والی چیونٹیاں بہت ہوشیاری سے ان کو دھوتی ہیں اور ان بچونکو کھانا کھلاتی ہیں جب وہ خول کے اندر سو جاتا ہے تب بھی اسکی خبرداری کیا کرتی ہیں۔ اگر بل ٹوٹ جاوے یا اس کے اندر کوئی دشمن چلا آوے تو وہ جھٹ پٹ سوتے بچونکو اٹھا کر کسی ایسی جگہ میں لیجاتی ہیں جہاں بے کھٹکے سو یا کریں۔ جب بچے باہر نکلتے ہیں تو ان کو دوسری چیونٹیاں کچھ عرصہ تک کھلاتی پلاتی اور صاف ستھرا رکھتی ہیں۔ جب تک کہ وہ بھی کسی کام کے لائق نہ ہو جاویں۔ یہ اس کام میں ایسی لگی رہتی ہیں کہ انھیں بالکل دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں رہتی ہے۔ شاید چیونٹیوں کی سونگھنے کی قوت بہت تیز ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مٹھائی وغیرہ کی بو پا کر دور دور سے آکر اٹھا لیجاتی ہیں

چیونٹی کبھی کوئی چیز اکیلی نہیں کھاتی بلکہ اپنے مکان میں لیجا کر سب ملکر کھاتی
ہیں۔ میں بیان کر چکی ہوں کہ بلوں میں بہت سی کام کرنیوالی چیونٹیاں ہوتی
ہیں جو بچوں کی خبرداری کرتی ہیں۔ ان کے سوا اور بھی کام کرنیوالی چیونٹیاں
ہوتی ہیں جو کھانا لایا کرتی ہیں مگر ہر ایک گھر میں کچھ چیونٹیاں ایسی بھی
رہتی ہیں جو کچھ کام نہیں کرتیں بلکہ انڈے دیا کرتی ہیں۔ اکثر بلوں کے پاس
پردار چیونٹیوں کے جھنڈ کے جھنڈ اُڑتے دکھلائی دیتے ہیں۔ ان میں نر و مادہ
دونوں قسم کی چیونٹیاں ہیں اور یہ ابھی انڈوں سے نکلی ہیں۔ پردار چیونٹیاں
کچھ کام نہیں کرتیں۔ کام کرنے والی چیونٹیوں کے پر نہیں ہوتے۔ پردار
چیونٹیاں دھوپ میں پھرا کرتی ہیں مگر اُن کے پر دیر تک نہیں رہتے تھوڑی ہی
دیر میں وہ گر جاتے ہیں تب مادہ چیونٹیاں یا تو بل کو واپس جاتی ہیں یا کسی نئے
گھر میں جا کر رہنے لگتی ہیں یہی پردار چیونٹیاں انڈے دیتی ہیں اُن کے
پر جھڑ جاتے ہیں۔ زمین کے اندر بلوں میں پروں کا کچھ کام نہیں ہوتا نر چیونٹیاں
کبھی گھر کو واپس نہیں آتیں۔ میرے خیال میں چیونٹیاں ایک دوسرے کو سونگھ
کر پہچان لیتی ہیں۔ کیونکہ جب کسی دوسرے گھر کی چیونٹی دوسرے گھر میں جاتی
ہے تو وہ مار کر نکال دی جاتی ہے۔ کچھ چیونٹیاں ایسی آفت کی پرکالا ہوتی ہیں
کہ وہ ہر ایک سے لڑا کرتی ہیں وہ فوج بنا کر دوسری چیونٹیوں کے بلوں پر حملہ کرتی
ہیں۔ وہاں جا کر خوب گھمسان کی لڑائی ہوتی ہے یہاں تک کہ دونوں طرف
کی بہت سی چیونٹیاں ماری جاتی ہیں عموماً وہی چیونٹیاں فتحیاب ہوتی ہیں جو
حملہ کرتی ہیں۔ جب چیونٹیوں کو نوکروں کی ضرورت پڑتی ہے تب چیونٹیاں

اڑتی ہیں۔ کیونکہ انکو کیا معلوم کہ ہمارا گھر کون تھا۔ کچھ چیونٹیاں تو اپنا کل کام
اسقدر ناتمیت کے نوکروں سے لیتی ہیں۔ خود ذرا بھی نہیں کرتیں۔ البتہ اگر کسی
مہم پر بھیجے تو ہنسی خوشی حاضر ہو جاوینگی۔ آپ لوگوں نے اکثر دیکھا ہوگا کہ
چھوٹے چھوٹے درختوں میں چیونٹیاں لپٹی رہتی ہیں یہ آمیں سے ایک میٹھے
لیسدار رس کو کھاتی رہتی ہیں یہ رس ایک چھوٹے سے سبز گول کیڑے کے بدن
سے نکلتا ہے اور کیڑے اکثر درختوں میں چھپے رہتے ہیں کچھ چیونٹیاں ایسی
ہوشیار ہوتی ہیں کہ وہ اس رس کے لیے ان چھوٹے کیڑوں کو پالتی ہیں جب
یہ کسی پودے پر ان کیڑوں کو دیکھتی ہیں تو اس کے گرد ایک گھیر بنا کر انکو
چھوٹے چھوٹے کمروں میں بند کر دیتی ہیں ان کمروں کے دروازے
اسقدر چھوٹے رکھتی ہیں کہ خود تو نکل جاتی ہیں لیکن وہ کیڑا نہیں نکل سکتا
چیونٹیاں ان بیچارے بے گناہ قیدیوں کو خوراک پہونچاتی ہیں جب وہ
بڑے ہوتے ہیں تو ان کو تھپ تھپا کر ان کا رس چوس لیتی ہیں اور
کھا ڈالتی ہیں۔

بھلا کوئی دوسرا جانور بھی اس جانور کے برابر عقلمند اور ہوشیار ہوگا کسی جانور کی
نسبت یہ سنا ہوگا کہ ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں گھوڑی کتی بیل
کسی میں چالاکی نہوگی جو چھوٹے سے آفت کے پرکالے دکھاتے ہیں +

چیونٹی ہوشیاری۔ چالاکی میں سب جانوروں سے سبقت لیگئی ہے۔
جن بہنوں کو اس چالاک جانور سے مٹھائی کے بچانے کی ترکیب معلوم ہو

وہ براہ نوازش تحریر فرمائیں + از سیوان ضلع اوناؤ

نمونیا

نمونیا کی وجہ سے جو نقصان ہوتے ہیں اس کا باعث زیادہ تر یہ ہے کہ بعض ضروری باتوں پر چلنے کی پروا نہیں کی جاتی۔ اگر نمونیا کے مریض کی دیکھ بھال عین موقع پر قدرتی طریقہ سے کی جائے تو اس کا بچ جانا لازمی ہے۔ ضروری چیزیں جو زندگی کی قائم رکھنے کے لیے درکار ہوتی ہیں نہ موجود رہیں اور بیمار کو بالکل قدرت کے حوالہ کر دیا جائے تو خود قدرتی طور پر بیماری جاتی رہتی ہے۔ نمونیا کی حالت میں جسم کو سب سے زیادہ ہوا، پانی، غذا، اور کافی آرام کے معقول مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ سب سے بڑی چیز جو نمونیا والے کو وقت کا شکار بناتی ہے وہ تنگ تاریک حجرہ ہے جس میں صاف اور تازہ ہوا کثرت سے نہ میسر آسکتی ہو۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ خالص تازہ پانی بیمار کو دے کر مرض کے جراثیم دور کرنے میں گردوں کی مدد نہیں کی جاتی۔ ضرورت سے زیادہ کھلا دینا یا بے وقت اور بے قاعدگی کے ساتھ غذا دینا یا بدپرہیزی کرنا۔ بیمار کی تمام قوت کو سلب کر دیتا ہے۔ اس کی ساری طاقت اس بے وقت کے ناموافق غذا کو ہضم کرنے کی کوشش میں صرف ہو جاتی ہے اور بیماری کا مقابلہ کرنے کا اس کو موقعہ نہیں ملتا۔ یخنی یا شوربہ۔ نمونیا والے کے لیے کوئی مفید

غذائیں ہیں۔ ان سے کوئی خاص طاقت نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ خود دل پر ان کی بدولت زیادہ بار پڑ جاتا ہے۔ شکر بہت مقوی اور نہایت کارآمد غذا ہے۔ اس کے کھانے کے بعد کسی قسم کا فضلہ اس میں سے نہیں نکلتا۔ یہ جزو بدن ہو جاتی ہے اور صرف پانی اور کاربانک ڈائی آکسائڈ کے کچھ اجزا بچ رہتے ہیں۔ انڈے اور دودھ نمونیا کے بیمار کو بہت مناسب حال ہیں۔ خوف و دہشت، زندگی، فکر اور تھکاوٹ بہت بُرے نتیجے پیدا کرتے ہیں۔ بیمار کو ہمیشہ بالکل سیدھا رہنا چاہئے۔ ورنہ دل روانی خون کے فعل سے عاجز آجاتا ہے۔ نمونیا کی بیماری میں صرف ایسی دواؤں کی ضرورت ہے جو دل کو اپنا کام پورا کرنے میں مدد دیں اور بیمار کو تسکین کی حالت میں رکھیں۔ دنیا میں کوئی ایسی دوسری متعدی بیماری نہیں ہے جسکا نمونیا کی طرح خود بیمار کی جسمانی قابلیت سے قدرتی طور پر اثر ہوتا ہو۔ نمونیا کا علاج گویا خود ہمارے جسم میں موجود ہے۔ جب کوئی آدمی نمونیا سے علیل ہوتا ہے تو اس کی جسمانی قوت کا بیماری کے ساتھ خوب مقابلہ ہوتا ہے۔ ایسے وقت اگر بیمار کی دیکھ بھال عین قانون قدرت کے مطابق کی گئی ہے تو پھر پانچ روز یا زیادہ سے زیادہ دس روز میں پورا افاقہ ہو جائے گا فقط

سیّد خورشید علی

مینہ برف اولے

سلسلہ کے لیئے مارچ کا پرچہ ملاحظہ ہو

مینہ | اب تم سمجھ چکیں کہ پانی کی بھاپ جو سورج کی گرمی سے بڑے بڑے
دریا تالاب اور سمندروں سے اُڑ کر گرم ہوا کے ساتھ اوپر کو جاتی ہے وہ عمل
تکاثف سے پھر بادل کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے تم نے دیکھا ہوگا کہ
برسات کے موسم میں کالے کالے بادل جھومتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں
کبھی تو وہ ہوا کی گرمی سے تحلیل ہو کر پھر بخارات بن جاتے ہیں اور تم ان کو نہ
دیکھ سکتی ہو اور کبھی ایسا جم کر برستے ہیں کہ تمام جل تھل ہو جاتا ہے تم اکثر جگہ پوچھ
سکتی ہو کہ آخر اسکی وجہ کیا ہے مینہ کیوں برستا ہے اور پانی کہاں سے آتا ہے
ایک ذرا تامل اور فکر سے کام لو تو تم خود سمجھ جاؤ گی یہ تو مانی ہوئی بات ہے
کہ جب آسمان پر بادل ہوتا ہے تو مینہ برستا ہے اور اگر بادل نہ ہو تو پانی کا
برسنا معلوم برسات کے دنوں میں بادل دیکھ کر تم مینہ کی منتظر رہتی ہو اور خوش
خوش جھولا جھولتی ہو غرض بادل سے مینہ برستا ہے۔ اب خیال کرو کہ بادل میں
پانی کہاں سے آتا ہے۔ تم اس کے متعلق اوپر پڑھ آئی ہو کہ بادل کوئی جانور نہیں
ہے جو سمندر سے پانی پی کر آتا ہے اور زمین پر مینہ برساتا ہے بلکہ بادل خود
پانی کے ننھے ذرات کا نام ہے جو ہوا میں آویزاں نظر آتے ہیں پانی
کے یہ چھوٹے چھوٹے ذرات جو بادل میں بھرے ہوتے ہیں سردی
پاکر جب ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں تو پانی کی بوندیں بن جاتی ہیں

یہ بوندیں پانی کے ذرات سے بھاری ہوتی ہیں جو ہوا میں لٹکی ہوئی نہیں رہ سکتیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ زمین پر گرنی شروع ہوتی ہیں اور اسطرح مینہ برستا ہے برف اور گلاس والا تجربہ تو کر چکی ہو تم کو یاد ہو گا کہ پہلے گلاس پر ایک غبار سا چھا گیا جو بعد کو خنکی پاکر پانی کا قطرہ بن گیا اور ڈھل کر نیچے گرنے لگا۔ بس یہ سمجھ لو کہ تمھارے تجربہ میں گلاس کے اوپر سے پانی کی بوندوں کا ڈھل کر گرنا اور آسمان سے مینہ برسنا دونوں ایک ہی سی باتیں ہیں جسطرح گلاس کے اوپر چھوٹے چھوٹے ذرات آپس کے مل جانے سے جو غبار کی صورت میں دکھائی دیا پانی کا قطرہ بن گیا اسیطرح بادل میں جو پانی کے ننھے ننھے ذرات ہوتے ہیں۔ اُن کے باہم مل جانے سے بوندیں بن جاتی ہیں جن کے بوجھ کو ہوا سنبھال نہیں سکتی اور وہ زمین پر مینہ بنکر برس پڑتی ہیں جس سے زمین ہری اور شاداب ہوتی ہے ؀

برف۔ تم نے اپنے جغرافیہ میں پڑھا ہو گا کہ جن ملکوں میں شدت سے سردی پڑتی ہے وہاں جاڑوں میں برف باری ہوتی ہے تمکو حیرت ہوگی کہ یہ برف کہاں سے آتی ہے اور کیوں کر بن جاتی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں جسکو تم نہیں جانتی ہو مینہ برف اولے یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ پانی کی بوندیں جب سیال رہتی ہیں تو تم اُن کو مینہ کہتی ہو اور جب وہ منجمد ہو کر گرتی ہیں تو اُن کا نام برف یا اولا ہوتا ہے۔ تمھارے ہاں بادل سے مینہ برستا ہے اور سرد ملکوں میں جہاں کی ہوا نہایت سرد ہوتی ہے بادل سے برف گرتی ہے دونو واقعات کی وجہ ایک ہی سی ہے فرق اتنا ہے کہ

سرد ملکوں میں حرارت کی برودت کی وجہ سے بادل میں جو پانی کے ذرات ہوتے ہیں وہ منجمد ہو جاتے ہیں۔ اور آسمان سے برف کے گالے دھنکی ہوئی روئی کی طرح آہستہ آہستہ گرتے ہیں برف سے ساری زمین ڈھک جاتی ہے جس کا پرت تہ بتہ جمتا جاتا ہے یہاں تک کہ برف کی سلیں بن جاتی ہیں جن ملکوں میں سورج کی گرمی اِک ذراسی بھی تیز پڑتی ہے وہاں پُر دو پہر دن چڑھے برف پانی ہو کر بہ جاتی ہے۔ لیکن قطب شمالی یا جنوبی کے پاس جہاں جاڑوں میں سورج کی گرمی مطلق نہیں پہونچتی وہاں برف کے پہاڑ بن جاتے ہیں جو گرمی کے دنوں میں سورج کی حرارت سے گل گل کر پانی ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسوجہ سے ان ملکوں سے جو دریا نکل کر دوسرے ملک کو گئے ہیں ان میں گرمی کے دنوں میں جوش آتا ہے جو اِک حیرت کی بات ہے +

بادل سے برف کے گرنے کا تماشا تو تم نے نہیں دیکھا ہوگا۔ بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے دھنکی ہوئی روئی کے تختے اُتر رہے ہیں جو زمین پر پہونچکر سورج کی کرن سے کبھی کبھی بالکل ہی بلور کے ٹکڑوں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ برف کے چھوٹے ٹکڑے کو اُٹھا کر اگر کسی سیاہ کپڑے پر رکھ کر دیکھو تو وہ تم کو ایک چمکتا ہوا ستارہ نظر آئے گا۔ ہر ذرے میں طرح طرح کی شکل کے تم کو چند باریک نوکدار قلم دکھائی دیں گے جو حسن میں آپ اپنی نظیر ہیں یہ چھوٹی سوئیاں ہیرے کی کنی کیطرح آفتاب سے اقتباس نور کرتی ہیں اور اسوجہ سے برف بلور کا ٹکڑا معلوم ہوتی ہے +

جاڑوں میں جب رات کو پالا پڑتا ہے تو تالاب وغیرہ کے اوپر کا پانی جم جاتا ہے

اور پانی کی سطح پر ایک ہلکی بلور کی سی چادر نظر آئی جسے اصطلاح میں اسکو یخ کہتے ہیں۔ یخ کے ٹکڑے کو ہاتھ میں لو تو تم اس کو نہایت سرد پاؤ گی زمین پر گرا دو تو ٹوٹ کر چکنا چور ہو جائے گا اور اس میں غور سے دیکھو تو تم کو دریا کی چیزیں نظر آئیں گی۔ غرض یخ کے ٹکڑے نہایت سرد چکنے اور شفاف ہوتے ہیں۔

راتوں کو جب سردی زیادہ بڑھتی ہے تو تالاب کا پانی بتدریج یخ ہوتا جاتا ہے اور اسطرح شاید سارے تالاب کا پانی جم کر یخ کی ایک بڑی چٹان بن جاتا ہے لیکن جہاں تک دیکھا گیا ہے اوپر کا پانی منجمد ہوتا ہے اور اندر کا پانی سیال رہتا ہے کل چیزیں جو سیال ہیں وہ منجمد ہو کر بھاری ہو جاتی ہیں لیکن ایک پانی ایسی چیز ہے کہ وہ جب منجمد ہوتا ہے تو ہلکا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمہارے گلاس میں برف کا ٹکڑا پانی میں تیرتا رہتا ہے اس اصول کے مطابق جب تالاب کا پانی جم جاتا ہے تو یخ کی سلیں پانی کے اوپر پڑی رہتی ہیں قدرت نے اس میں ایک بڑی مصلحت رکھی ہے قطب شمالی اور جنوبی کے پاس بڑے بڑے دریا جاڑوں میں یخ کی سل بن جاتے ہیں لیکن اندر کا پانی سیال رہتا ہے جس سے دریا کے جانور زندہ رہتے ہیں۔ اگر یخ کی چٹانیں پانی سے ہلکی نہ ہوتیں تو وہ ڈوب جاتیں اور سطح تو پانی کا کل پانی منجمد ہو جاتا جس سے اس کے اندر کے رہنے والے ذی حیات جانور گھٹ کر مر جاتے +

تم نے دیکھا کہ سردی سے پانی جم جاتا ہے لیکن زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ وہ یکایک منجمد نہیں ہوتا پہلے اسکی خنکی بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ نہایت سرد ہو جاتا ہے اب اس کے بعد جب سردی اور زیادہ ہوتی ہے تو وہ

سیال نہیں رہ سکتا۔ پانی کے ذرات جو شدت برودت سے ساکن ہو جاتے ہیں یکایک سلسلہ بندی کر کے اس طرح آپس میں پیوست ہو جاتے ہیں کہ پانی منجمد ہو جاتا ہے۔ اصطلاح میں اس درجہ کی برودت کو جہاں تک پہونچکر پانی جم جاتا ہے نقطہ انجماد کہتے ہیں۔

اولے | تمھارے ملک میں اکثر جاڑے یا گرمی کے دنوں میں بڑے بڑے طوفان آتے ہیں اور آسمان سے مینہ کے بدلے پتھر برستا ہے جسکو تم اولے کہتی ہو اب یہ سمجھو کہ اولا کیوں کر پیدا ہوتا ہے تم اوپر پڑھ آئی ہو کہ غبارے کا مسافر جب ایک میل سے اوپر کی بلندی پر گیا تو وہاں کی ہوا میں بلا کی سردی محسوس ہوئی پانی جو مسافر کے ہمراہ تھا یخ ہو کر جم گیا جتنا اوپر جا رہا تھا اکو زیادہ سرد پاتی گئی یہاں تک کہ دو میل سے زیادہ اونچائی پر ہوائی سردی نقطہ انجماد سے بڑھی ہوتی ہے جسکو اصطلاح میں سائنس داں کرہ زمہریر کہتے ہیں۔ غرض جب پانی کی بھاپ جو سورج کی گرمی سے پیدا ہوتی رہتی ہے گرم ہوا کے مرغولوں کے ساتھ اوپر کو چڑھ جاتی ہے۔ تو کرہ زمہریر میں پہونچکر شدت برودت سے یکایک جم جاتی ہے اور زمین پر اولے گرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادل سے مینہ برستا ہے لیکن پانی کے قطرے راہ میں زمین کو آتے ہوئے سرد ہوا کے طبقہ میں ہو کر گذرتے ہیں۔ اور پانی کی بوندیں اولے بن جاتی ہیں +

راحت حسین بی۔ اے۔

ماں کی چہیتی اور لاڈلی

پچھلے پرچہ کی دونوں تصویریں جو ماں کی پوری پوری تصویریں ہیں ناظرینِ عصمت ملاحظہ سے گزر چکی ہیں اس مہینہ کی دو تصویریں جوشِ محبت کے علاوہ یہ بھی بتا رہی ہیں کہ زندگی کا کوئی پھل اس سے زیادہ میٹھا نہیں

گو یہ تصویریں اُن دلوں کی ہیں جنہوں نے ہندوستانی مامتا شاید دیکھی یا سُنی بھی نہ ہوگی۔ مگر قابل مصور نے مامتا کے مختلف درجے دکھا کر یہ بتا دیا ہے کہ مشرق ہو یا مغرب اظہارِ محبت کے طریقے مختلف ہوں تو ہوں مگر محبت کی زنجیر میں دونوں برابر جکڑی ہوئی ہیں ماں کی چہیتی کو دیکھئے اور اس نگاہ پر غور کیجئے جو اسکی بھولی بھولی آنکھوں اور گھونگر والے بالوں پر پڑ رہی ہے اور دیکھنے والے کو یہ یقین دلا رہی ہے کہ عمر بھر کی کل کائنات یہی ہے سیدھے ہاتھ میں ہاتھ اوندھا ہاتھ کمر میں پڑا ہوا ہے چہرہ پر مسکراہٹ بچی کے چہرہ پر نگاہ جمی ہوئی یہ سب کچھ چند قطرے ہیں اس دریا کے جو ہماری آنکھوں سے چھپا ہوا اس دل میں لہریں لے رہا ہے +

ماں کی لاڈلی ماں کے گلے سے لگی کھڑی ہے ایک آنکھ بچی کی گردن کے نیچے چھپی ہوئی ہے اور دوسری آنکھ اس صورت کو دیکھ رہی ہے جسکو محنت اور شفقت سے پال پوس کے اتنا بڑا کیا ہے اُلٹے ہاتھ میں سیدھا ہاتھ ہے اور اس کلیجہ کو ٹھنڈا کر رہا ہے جسکی تمام خوشیاں صرف اس ایک سے وابستہ ہیں +

کون بتا سکتا ہے کہ اس دل کی کیفیت اسوقت کیا ہے اور یہ ماں کی لاڈلی اسوقت ماں کے

خدا میرا نگہبان ہے

اے خداوندِ دوعالم! تو نگہباں ہے مرا دستِ قدرت میں ترے سر رشتۂ جاں ہے مرا
ساتھ تو ہر وقت ہے میرے۔ یہ ہے مجھکو یقیں تو ہر اک آفت میں حامی ہے۔ یہ ایماں ہے مرا
تو ہی یارب! میرے دستِ ناتواں کا ہے عصا گوئے ہمت تو ہی ہے اور تو ہی چوگاں ہے مرا
خوانِ نعمت غیب سے مجھکو عطا کرتا ہے تو رزق پہونچاؤں بہم۔ ورنہ کب امکاں ہے مرا
تو ہی درماں ہے دلِ رنجور کا ربِ کریم! کون یاں ورنہ شریکِ دردِ پنہاں ہے مرا
ڈھانک لے پردہ مرا۔ اے میرے ستارِ عیوب یعنی آلودہ بہت دامانِ عصیاں ہے مرا
شیوۂ ملت نہیں کفرِ نعمت ہے گناہ شاکرِ رحمت ہوں شاکر شکر ایماں ہے مرا

(پیارے لال شاکر)

وطن کی یاد

خندے گلوں کے اور تبسم وہ غنچوں کے آنکھوں میں آن کے وہ سماں ہیں اشک خوں رواں
وہ پھول جن پہ ہوتی تھی سو جان سے نثار وہ غنچے جن پہ آج تلک دے رہی ہیں جاں
نامونکی جن کے اپنی زباں پہ لگی ہے رٹ آنسو کی جن کی یاد میں بہتی ہیں ندیاں
کیا جانئے کہ یاد بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ ہرگز نہیں نصیب مرا آہ یہ کہاں!
آزادگانِ باغ یہ سُن رکھو مجھ سے تم آئی تمہارے نغموں کی آواز گر یہاں
اکدم میں پھونک کرکے کروں باغ کو میں داغ اب تک اثر یہ رکھتی ہے آہ شرر فشاں
میں صیدِ تازہ گرفتار ہوں ابھی گلشن کی یاد دل پہ گراتی ہے بجلیاں
صیاد! چند روز تو دے مجھکو چین دل کھول کر قفس میں مجھے کرنے دے فغاں

پردہ دو چمن بھی یہ دن دیکھے ! یا نصیب
ننھا سا دل اور اس پہ جدائی کی سختیاں

خو گر تو ہو چلے دل ترے بیدادکا ذرا۔
ظالم تری جفاؤں کی تاب آہ ابھی کہاں

ہاں پھیر آگئے نام نہ لیجیو چمن کا تو
بلبل نہیں نہ دوں جو تڑپ کر قفس میں جاں

فریاد بھی تو کرتا ہے نغموں کی مجھ سی آہ
کمبخت جاں سے کے لالے پڑے ہیں مگر یہاں

میں نالہ کر رہی ہوں تجھے آ رہا ہے لطف!
میں جتنا چیختی ہوں تو ہوتا ہے شادماں!

ہاں ہاں اسی لئے تجھے لایا تو باغ سے
مرغوب ہیں بہت تجھے یہ نالہ و فغاں

یوں گھر چلے کسی کا کوئی ہائے ! آہ آہ
کیا آسمانِ پیر کی گردش ہے الاماں

اچھا تو دیکھ ضبطِ فغاں کا تماشا اب
وہ چل بجھوں کہ نکلے نہ باہر کبھی ہوں

ٹکراؤں سر قفس سے تڑپ کر میں جان دوں
بے ساختہ "صد آفریں" کہہ دے تری زباں

بہن کی موت

محمد مسلم

مرا دل ہے کیوں آج گھبرا رہا
یہ ابر اداسی ہے کیوں چھا رہا

تڑپتا ہے مانند سیماب دل
ٹھہرتا نہیں ہے یہ بیتاب دل

سبب تو نہیں غم کا ظاہر کوئی
مرا بیٹھا جاتا ہے دل کیوں یونہی

مجھے رات بھر چین آیا نہیں
فلک نے کبھی یوں ستایا نہیں

ذرا دیکھو تو کس نے دستک ہے دی
کہ سنتے ہی پیدا ہلچل سی ہوئی

یہ خط ہے سیاہی میں کیسا بھلا
جسے دیکھتے ہی کلیجہ پھٹا

خبر کس کے ماتم کی ہے دے رہا
میرے دل پہ کوہِ الم آ پڑا۔

جگر کو ہوں ہر چند تھامے کھڑی
نہیں چین دیتی مجھے بے کلی

مدِ امداد

بہن مریم بیگم صاحبہ کے اپیل پر جو ستمبر کے رسالہ میں شائع ہوا اور جس میں ایک مصیبت زدہ بہن کی حالت زار لکھ کر ناظرین عصمت سے درخواست کی گئی تھی کہ اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس بہن کی مدد کریں اور یہ قرضہ ادا کروائیں۔ جن بہنوں اور بھائیوں نے توجہ کی ہے ان کے نام معہ چندہ کی رقم کے درج کیے جاتے ہیں خدا انکو اسکا اجر دین اور دنیا دونوں میں دے جنہوں نے اس مصیبت زدہ کے درد کو محسوس کیا اور اسکا ہاتھ بٹانے میں سبقت کی۔ ستمبر کا رسالہ شائع ہوئے چونکہ ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا اسلئے ان بہنوں اور بھائیوں کی مدد ابھی ہم تک نہیں پہونچی جن کی بابت ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرور اس کار خیر میں شریک ہوں گے۔ امید ہے کہ ناظرین عصمت اس سچی خیرات میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرینگے۔

نام	رقم	کیفیت
منشی نصیر احمد صاحب جالندھر	عہ	دکھاری بیوہ کا حال پڑھ کر بہت اثر ہوا یہ حقیر رقم اس شریف بیوہ تک پہونچا دیں +
شاہجہاں بیگم زوجہ عبدالباسط جنگم آباد	صہ	ضرورت ہوتی مگر اس مضمون کو درج فرمائیے اس کار خیر میں سب کو شریک ہونا مناسب ہے +
ہمشیرہ عبدالکلیم صاحب کانپور	عا	بہن مریم صاحبہ کے اپیل پر روپیہ بھیجتی ہوں ایک روپیہ میرا اور ایک منشی عبدالبصیر خانصاحب کا ہے +
والدہ محمد محمود صاحب	ے	دو روپیہ راقمہ کی طرف سے اور ایک روپیہ اچھو ملازمہ کا
بانو غلام قادر صاحب لاہور	عہ	شریف بیوہ کے قرضہ میں جمع فرمائیے۔
بیگم ممتاز اللہ خانصاحب رامپور	صہ	مصیبت زدہ بی بی کا حال پڑھ کر نہایت افسوس ہوا ناچیز رقم ارسال ہے +
بنت میاں محمد شفیع بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور	عـــہ	بہن مریم صاحبہ کا اپیل پڑھ کر سخت رنج ہوا براہ مہربانی یہ دس روپیہ قرضہ کے فنڈ میں جمع کر لیجئے میں اور روپیہ جمع کرنے کی کوشش کرونگی +
بلقیس جہاں بیگم صاحبہ	صہ	(یہ منی آرڈر ابھی وصول نہیں ہوا ہے) مریم صاحبہ کے اپیل سے بہت چوٹ لگی یہ رقم جمع فرمائیے
میزان کل روپیہ	عـــہ	(منی آرڈر ابھی وصول نہیں آیا)

یہ وہ روپیہ ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء تک وصول ہوا +

بہن مریم صاحبہ کے اپیل پر انشاء اللہ چند روز میں چندہ ارسال کرونگا۔ سید حامد حسین رضوی کیرا گڑھ

چندہ اپیل پر جلد بھیجونگی۔ مسز احمد حسین مین پوری۔

بزمِ عصمت

عصمت پرائز ہمیں امید ہے کہ پچھلے
پرچہ میں ناظرین عصمت نے بہن مشتاق احمد صاحب
دہلی کا یہ اعلان، خریداران عصمت میں سے جو
بہن اس عنوان پر سب سے اچھا مضمون لکھیں گی
کہ وہ ہر کس طرح رضامند رہ سکتی ہیں؟ ان کو ایک
انگریزی یا سونے کی گھڑی انعام دی جائیگی۔ ملاحظہ
فرمایا ہوگا۔ ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ
ایک آدھ کے سوا ایسی عام طور پر ساری بہنیں
ان تمام شرائط کو نہ پا سکیں۔ فرصت سے جو وہ
اپنی ضروری مسئلہ پر بحث کرسکیں لیکن ہم چاہتے
ہیں کہ عصمت کی پڑھنے والیاں رفتہ رفتہ اس قابل
ہو جائیں کہ وہ اپنی ضرورتوں کو اچھی طرح محسوس کرسکیں
یہ بھی ہم کو اچھی طرح یقین ہے کہ ہماری تحریر بہنوں
میں ایک ساعت کی زیادہ پیدا نہیں کرسکتیں لیکن ساتھ
ساتھ ہی یہ ہم انکو یقین دلاتے ہیں کہ مسز مشتاق احمد
صاحبہ کا یہ انعام مالیت کے اعتبار سے کیسا ہی ہو
مگر قیمت کے اعتبار سے اتنی قیمت رکھتا ہے کہ عصمتی
بہنیں ضرور اس طرف متوجہ ہوں۔ ہماری خواہش
ہے کہ ہمیشہ عصمت پرائز کا اعلان کرتے رہیں
تاکہ ہر بہن کو اس میں کوشش کرنیکا ہر وقت موقع
ملے امید ہے کہ اس کے بعد کوئی اور بہن عصمت پرائز
کا اعلان کرینگی۔ مسز مشتاق احمد صاحبہ کا انعام
حاصل کرنیوالی بہنیں پندرہ نومبر تک اپنے مضامین
دفتر میں بھیج دیں۔ اس انعام کا مستحق نہ کوئی مرد ہو سکتا ہے
نہ کوئی ایسی خاتون جو عصمت کی خریدار نہیں ہیں +

جائنٹ ایڈیٹر

عصمت کو ہفتہ وار کرنیکے واسطے قریب قریب تمام
خریداران عصمت کے خط آچکے ہیں لیکن ہماری
دو بہنوں کے خط جو ہم درج کرتے ہیں زیادہ
غور کے قابل ہیں۔ بہن سعید جہاں بیگم کی رائے
ہے کہ ایک دوسرا اخبار ہفتہ وار کنواری لڑکیوں کے
واسطے جاری کیا جائے۔ اس قابل ہے کہ تمام
خریداران عصمت اس پر غور فرمائیں اور اگر اس
تجویز سے سب متفق ہیں تو ہمیں اس حکم
کی تعمیل میں انکار نہیں +

میں کئی پرچوں میں دیکھ چکی ہوں کہ بہت سی
بہنوں کی یہ رائے ہے کہ عصمت ہفتہ وار ہو جائے
میری رائے اس کے خلاف ہے۔ ہر ہفتہ اگر عمدہ
مضامین نہ چھپا ہوئے تو بھرتی کے مضمون ہونگے
اور پھر عصمت کی یہ قدر نہ رہے گی۔ اگر بہنیں
پسند کریں اور مضمون نگاری کا وعدہ کریں
تو ایک رسالہ ہفتہ وار جاری کر دیجئے لیکن عصمت
ہفتہ وار ہونے پر تہذیب نسواں کی طرح
بگڑ جائیگا۔ س ۔ خ ۔ ف ۔ از راکھو گڑھ

میری رائے میں بجائے اسکے کہ آپ عصمت کو
ہفتہ وار کریں ایک دوسرا اخبار کنواری لڑکیوں
کے واسطے ہفتہ وار جاری کر دیجئے عصمت میں
بعض مضامین ایسے چھپتے ہیں جو چھوٹی بچیاں

یہ سمجھ سکتی ہیں ابھی ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے
اگر آپ عصمت کو بیاہی ہوئی عورتوں کے واسطے
اور دوسرے رسالہ کو کنواری بہنوں کے واسطے
کر دیں تو بہت بڑی ضرورت پوری ہو+

سعید جہاں بیگم کانپور۔

گوند کا حلوا بنانے کی ترکیب

گوند ببول یعنی کیکر۔ پاؤ سیر۔ میدا گیہوں پاؤ سیر
گھی۔ پاؤ سیر۔ قند ڈیڑھ پاؤ۔ لونگ الائچی
آدھی آدھی چھٹانک۔
پہلے گوند کو دیگچی میں ڈیڑھ پاؤ پانی ڈالکر
آگ پر چڑھا دیں۔ جب گوند کچھ گاڑھا ہو جائے
تب آگ سے اتار کر چھان لیویں پھر گھی کو دیگچی
میں ڈال کے آگ پر چڑھا دیں اور لونگ الائچی
ڈال دیں گھی جب گرم ہو جاوے تب اس
میں میدا ڈالیں اور برابر چلاتے جاویں میدا
جب بادامی رنگ کا ہو جائے تب قند کا
قوام بنالیں اور گوند بھی ڈالکر خوب ملا دیں جب
گاڑھا ہو جاوے سب کیوڑا ڈالکر اتار لویں

دوسری ترکیب گوند کے لڈو

میدا جو کا ایک سیر۔ گھی آدھ سیر۔ قند تین پاؤ
گوند۔ پاؤ سیر۔ بادام کی گری چھٹانک بھر
پستہ کی گری چھٹانک بھر کشمش چھٹانک بھر
کھوپرا آدھ پاؤ۔ مکھانے آدھ پاؤ۔ ترکیب
پہلے تھوڑے سے گھی میں گوند کو بھون

جب خوب پھول جائے تب اسکو کھرل میں
مکھانے کے برابر برابر کریں بقیہ گھی میں تو
میدے کو بریاں کر ڈالیں جب وہ بادامی
رنگ ہو جائے تب اس میں گوند اور قند
اور سب مصالحہ ڈالیں وہ سب گرم ہو جائے
تب دوسرے برتن میں انڈیل دیں اور گرم
ہی گرم ہاتھ سے لڈو بنائیں۔

(خاکسار مسعودہ) بیگم

آج ہی خیر سے عصمت آیا ہوئی میں پیاری
بہنوں کی تصویریں دیکھتے ہی عبرت کی تصویر
آنکھوں میں پھر گئی اور بہت دیر تک میں
بھی تصویر کے سامنے تصویر بنی بیٹھی رہی
پھر ورق گردانی شروع کی تو تصویر انقلاب
والا مضمون نظر پڑا۔ نہایت ہی دلگیر مضمون ہے
میرے دل پر اس نے بڑا گہرا اثر کیا ہے۔ اور میرا
خیال ہے کہ یہ اثر کم سے کم عصمتی دنیا میں
ضرور ہی عالمگیر ہوگا۔ اس کے بعد اور چند
ورق الٹے تھے کہ بزم عصمت میں معمہ نظر پڑا
جسکا حل میں ذیل میں درج کرتی ہوں یقین
کرتا کہ مجھے اس کے حل کرنے میں کوئی دقت
پیش نہیں آئی معمہ دیکھتے ہی انقلاب
میرے منہ سے نکلا۔ اور اسی وقت کاغذ لیکر
آپ کو لکھنے بیٹھ گئی۔ خدا کرے سب سے پہلے
میرا ہی حل آپ کے پاس پہونچے۔

آپ کی بہن۔ س۔ ف۔ از پلو
بعض بہنیں ابتک یہ سمجھ رہی ہیں کہ انعام

وہ حق وہی ہوگا جسکا جواب دفتر میں پہلے آجائے لیکن ہم اعلان کرچکے ہیں یہ خیال غلط ہے جب سب جواب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو قرعہ ڈالا جاتا ہے اور اسمیں جسکا نام نکلے وہ انعام کا مستحق ہے

جائنٹ ایڈیٹر

اگست کے رسالہ میں جو معمہ درج ہوا تھا اسکا جواب جن بہنوں نے لکھا ہے یا ان کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ بیگم صاحبہ نمبر اول براہ مہربانی اپنے پورے پتہ سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ انعامی کتاب روانہ کردی جائے۔ بیگم صاحبہ نمبر ۲ کی خدمت میں کتاب بھیجدی گئی۔

ح۔ ب۔ صاحبہ سکندرآباد۔ ہمشیرہ نور احمد صاحب رانی کھیت۔ ر۔ ح۔ ب صاحبہ علیگڈھ۔ بیگم عبدالاحد صاحبہ شاہجہانپور۔ ہمشیرہ عبدالحلیم خاں صاحبہ کانپور۔ بیگم یعقوب علی صاحبہ میرہ دن۔ حمیدہ خاتون صاحبہ پرتاب گڈھ۔ عزیز بیگم صاحبہ بریلی۔ از نور یا بیلی بھیت والدہ محمد قطب الدین حسن صاحب حیدرآباد دکن۔ مسز رحمت اللہ صاحب شریف۔ ہمشیرہ محمد فیض صاحب لدھیانہ رقیہ خاتون صاحبہ محمد پور۔ مسز محمد یعقوب علی صاحب جبل پور۔ ہمشیرہ عبدالقادر صاحبہ بنگلور۔ مسز سید محمد فاروق صاحب۔ ہمشیرہ محمد عثمان صاحب بھوپال۔ اہلیہ چوہدری ضلع جھنگ۔ حمیدہ صاحبہ باعکلہ بھاونگر مسز رحمت اللہ بیگ صاحب حیدرآباد دکن۔ ہمشیرہ محمد یوسف الزماں صاحبہ اور مادر زوجہ صاحبہ ایڈیٹر بھائی سدہ۔ ہمشیرہ عبدالقیوم صاحبہ لاہور۔ فخر النساء بیگم صاحبہ حیدرآباد دکن۔ اہلیہ آغا مادر علی صاحب حیدرآباد دکن۔ مسز ملک داں۔ سعدی خانم صاحبہ پٹیالہ۔ بیگم صاحبہ بیلی بھیت۔ ایل۔ ایم۔ بیگم صاحبہ ہردوئی۔ مسز محمد وکی صاحبہ آناؤ۔ ہمشیرہ منشی بدیر احمد صاحب جبلپور۔ والدہ صاحبہ پیرزادہ عبدالرشید صاحب بھوپال۔ اہلیہ محمد خاں احمد خاں صاحب لدھیانہ اہلیہ میرزا محمد اسحاق صاحب نائی بمبئی۔ سیدہ تکریم فاطمہ صاحبہ گوالیار۔ امت اللطیف بیگم صاحبہ تابہ۔ مسز سید حسین میرزا صاحب حیدرآباد دکن۔ بنت حبیب آصاحبہ کاکوری۔ ح۔ ب۔ مسز عبدالت صاحب دہلی۔ مسز شیخ علی صاحب باعکلہ۔ مسز صالح محمد صاحبہ مدراس۔ بیگم نواب صمد علی خاں صاحب اولاد حیدرآباد۔ ہمشیرہ منظور احمد صاحب لدھیانہ۔ مسز احمد حسن صاحب میرٹھ

”عصمت“ کی جتنی تعریف کیجائے کم ہے۔ یہ وہ دریا ہے کہ ہر بہن کو چاہئے کہ مثل گوہر ہر لفظ ہے سے ادا کریں لوائسکے لاجواب مضامین سے ہمیشہ مستفیض ہوا کریں۔

اگر ہماری قابل بہنیں جن کے بے بہا مضامین اکثر ”عصمت“ میں شائع ہوا کرتے ہیں وقتاً فوقتاً سوانح عمریاں اسلام کے ان بزرگوں کی جنھوں نے اپنے قلم اور سیف کے زور سے جھنڈا اسلام کا مشرق سے مغرب تک گاڑ رکھا تھا اور ان خواتین عرب و عجم و ہند کے اوصاف حمیدہ کی جنکی تاریخ شاہد رہی ہے لکھا کریں تو بہت مفید ہو۔

گ۔ س۔ ب صاحبہ بیلو۔ ۔ ست حفیظ النساء صاحبہ امرتسر۔ م۔ ب صاحبہ بھوپال۔

عالم نسواں

شیخ الاسلام نے قسطنطنیہ میں وزارت داخلہ کو اطلاع دی ہے کہ ہماری عورتیں روز بروز آزادی کیطرف جھک رہی ہیں اور پردہ جو ہمارا قومی شعار ہے اسکی حدود سے باہر آنا چاہتی ہیں وہ ایسے طریقے اور لباس اختیار کر رہی ہیں جو ہماری طرز معاشرت کے مناسب نہیں +

اس اطلاع پر وزارت داخلہ نے حکم دیا ہے کہ اس کی روک تھام کی ضروری تدبیریں کی جائیں اور کوشش کیجائے کہ ہماری عورتیں پردہ کو ہاتھ سے نہ دیں +

عصمت کی لاج

جن بہنوں اور بھائیوں نے عصمت کی اشاعت پر توجہ فرمائی ہے انکا شکریہ ادا کیا جاتا ہے امید ہے کہ باقی ناظرین بھی اسطرف توجہ فرمائیں گے

سید رضا حیدر صاحب رضوی کیرا گڈھ	۱
محمد دستگیر صاحب میسور	۱
احمد النساء بیگم صاحبہ میرٹھ	۱
نصیر الدین حیدر صاحب کانپور	۲
مسز عباس علی صاحب دہلی	۱

نمائش ممالک متحدہ

لیڈیز سکشن

مسز لجرلی پورٹر نے لیڈیز سکشن کے ساتھ ایک پردہ کلب بھی ہندوستانی مستورات کے آرام کیلئے قائم کرنیکا ارادہ کیا۔ ایک جلسہ ۱۹ جون کو لیڈیز سکشن کے بابت چند امور کے فیصلہ کیلئے منعقد ہوا تھا۔ تمام حاضرین اس کی چند روزہ مستقل ترقی کو جانچنے پر حیران تھے۔ لیڈیز سکشن کا نقشہ اس اجلاس میں پیش کیا گیا تھا۔ وہ حصہ جو لیڈیز کے لیے مخصوص کیا گیا ہے خوشنما اور وسیع ہے۔ اور اسکی چھت پر سے پردہ کے ممبر تمام رات کو جبکہ احاطہ نمائش میں یا دریا پر ہونگی بجلی پردہ کے اندر سے دیکھ سکینگے +

مسز لیوری جو کہ اس کلب کی پریسیڈنٹ ہیں اسکی [illegible] معقولیت کی ترتیب بہت ہی عمدگی کے ساتھ ساتھ کی گئی ہے۔ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے

مسز لیوری پورٹر بڑی خوشی سے ان تمام مستورات کے نام جو اس کلب میں شامل ہونا چاہتی ہیں قبول کریں گی۔ وہ ہر ایک کو جو اس کلب میں شامل ہونا چاہتی ہیں شوق دلاتی ہیں کہ تعداد ان کی درخواستوں جو گورنمنٹ ہوس میں بھیجی جاتی ہیں اسکا [illegible] بڑھ جاوے نمائش کے یہ تمام [illegible] ۱۲ اکتوبر سنہ [illegible] پہنچ نفیس اور اعلیٰ قسم [illegible] میں [illegible] جائیں گے

نمائش کے لیے مفصلہ ذیل اشیاء آنی چاہئیں!

لیس کے کام کے مختلف نمونے ریشم کی کڑھائی چکن۔ ساٹن جالی اور ریشم پر اچھا کام۔

اون کام کے مختلف نمونے۔ نیتہ یا دھاگہ کا کام

ساڑھیوں کے کنارے کے بیل بوٹے کے مختلف نمونے

مصنوعی تصاویر و پھل پتی کسی کپڑے سے پیپر پر [illegible] مختلف تصاویر کے نمونے لکڑی کا کام بھی تصاویر [illegible] سونے کا ری کے مختلف نمونے +

تسلی دہندہ وزری کے کام وغیرہ جاپانی تمائیں بھیجینگی یورپین لیڈیز کو مفصلہ ذیل [illegible] گڑیاں بھیجنی مختلف ملکوں کی گڑیاں جنکے پاس ایک خاص لباس پر ملبوس تسلیم ہوگا +

گڑیاں مفصلہ ذیل لباسوں میں پہنی چاہئیں۔

شادی کا پہناوا۔ [illegible] سائیس۔ زمانہ قدیم کا انگریزی لباس۔ یورپ کا قومی لباس +

ہر ایک لباس میں لیڈیز کو اپنے مذاق کے مطابق جو بنانا چاہئے کا اختیار ہے وہ شادی کا ایک پر انتظار جشن کر سکتی ہیں

نمائش کنندگان کے لئے ہدایات

(۱) ہدایات اشیاء وہ ہیں جو قیمتی یا دلچسپ ہیں۔ جو چیزیں کہ پہلے نہیں بھیجی گئی ہیں (۲) گاڑی وغیرہ کے تمام اخراجات پہلے ادا کرنے چاہئیں (۳) مالک کا نام اور پتہ صاف طور پر لکھا ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شے بیچنے کے لئے ارسال کی گئی ہے تو اسکی قیمت صاف طور پر لکھ دینی چاہئے +

(۴) تمام اشیاء مفصلہ ذیل پتہ پر اکتوبر [illegible] بھیجی جانی چاہئیں پتہ [illegible] بہادر جوائنٹ سیکرٹری بورڈ آف ریونیو۔ الہ آباد۔

حضور سلاطین عجم وامرائے اقبال کی آرزو ہیں آئینہ ماہ تک جملہ محصول و تصنیف قیمت کی رعایت

گنجینۂ شایگان ۔ دنیا بھر کی سلطنتوں کے سونے چاندی تانبے کے سکے۔ دو جلد کامل قیمت عاؔ

تاج و نشان ۔ دنیا بھر کی سلطنتوں کے قومی نشان مدارج کے ۔ پھریرے مانوگرام وغیرہ کی تصویر مع حال ۵ر

دستار و کلاہ ۔ تمام جہان کے مختلف قسم کی کلاہ ۔ پگڑی، خود، کنٹوپ، شملہ وغیرہ کا مع حال تصاویر ۸ر

مخزن الفوائد ۔ دنیا بھر کے اوزان، مقادیر، پیمانے، سکوں کے حالات، تصاویر، سیکڑوں ضروری اور مفید صنعتیں

ترکیبیں، جنتری، کیمیاوی نسخے، دوسرے ملکوں کے اوزان وغیرہ کا مقابلہ مع نقشے و تصاویر، دو جلد کامل [illegible]

تاریخ اودھ ۔ چار جلد نواب برہان الملک سعادت خاں سے محمد واجد علی شاہ تک مفصل حالات ۲؍

نایاب کتب کا انتخاب، فوٹو کی تصویر مصنف مجلد تیار ہیں ۔ لوکل گورنمنٹ بھی اس کی قدر کر چکی ہے عہ ر

مصباح الادب ۔ پند و حکمت کے گوہر معنی خیز سندباد نامہ کا ترجمہ اردو جس کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے ۸ر

کنز العظمیٰ ۔ نایاب ظفری، ایک ایک صفحہ کلاں پر، قابل دید، باعث برکت ۱۴ر

حل اللغات ۔ کلام پاک کے تمام الفاظ لغات، محاورات، آیات، حدیث، ضرب الامثال وغیرہ عہ ر

احسن الاذکار ۔ غوث پاک کی سوانح عمری مع کرامات، اوراد و خوارق عادات و شجرۂ نسب وغیرہ ۱۲ر

تذکرۃ السلوک ۔ فلسفہ اور حکمت کے بڑے بڑے تصوف کی نایاب اور نئی ضخیم کتاب قابل دید عہ ر

مشاہدۃ الفکر ۔ شرح مثنوی مولانا روم سلیس عام فہم اردو در فرد نکات کی شرح جلد اول عہ ر

جواہر الغیب ۔ طریقہ ہائے جفریہ اکابرین و اسمائے خداوندی کے خواص و شرح عمل صحیح ۸ر

حیات جامی ۔ اساتذہ کے سوانح و کلام جن کے کلام کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ ۸ر

تاریخ الکرام ۔ قطعات تاریخ رحلت بزرگان دین و اولیائے کرام قابل دید ہیں عہ ر

۲۴ ۔ بزرگان دین کا فوٹو ایک گروپ میں علیحدہ علیحدہ مع ہر ایک کے نام کے قابل برکت و عزت عاؔ

فوٹو قدم پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع مہر نبوت ۔ خط کوفی ہر ایک قسم کی ڈاک روپیہ [illegible]

سوانح امیر کابل ۔ دو جلد کامل، جو ترکی امیری خاندان مہاراجہ ... حال لکھی عاؔ

رسالہ مجیب ۔ ... ماہوار ۔ فی پرچہ ... قابل [illegible]

اخبار نیر اعظم ۔ سال کا پرانا مہذب ۔ گورنمنٹ کا وفادار ... [illegible]

المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی ۔ یو ۔ پی ۔ مراد آباد

(روہیلکھنڈ)

دیکھو! ۲۵ اکتوبر ہی کو نہ چوکنا

(صرف ۱۲۵ - مکمل فرہنگ کی قیمتاً نصف رعایت)

جو لوگ فرہنگ آصفیہ کے دلدادہ ہیں اگر وہ خاص تاریخ مذکورہ کو مبلغ ... روپے بابت محصول ڈاک وغیرہ مع درخواست خریداری پوسٹ آفس میں داخل کر دینگے تو فوراً صحت یابی مولف کے شکریہ میں بذریعہ وی پی بقیہ روپے اور دیگر کلاں تقطیع کی پوری چاروں جلدیں اور اسکا تازہ صحت نامہ گھر بیٹھے پہنچا لیں گے + فقط

منیجر دفتر فرہنگ آصفیہ کوچہ پنڈت۔ دہلی ۲۴ ستمبر ۱۹۱۰

الناظر

کے جاری کرنے کی غایت اولین اردو کو علمی زبان بنانا ہے یہی وجہ ہے کہ اسمیں فلسفی اور تحقیقی مضامین کا خاص التزام ہے۔ دوسرا مقصد فرقہ نسواں کی پست حالت کی درستی تعلیم اشاعت اور طرز معاشرت کی اصلاح کرنا ہے جسکے لیے اسمیں ایک حصہ مخصوص رکھا گیا ہے تیسری غرض یہ ہے کہ ملک کے انگریزی خوان طبقہ کو اردو سے دلچسپی پیدا ہو جائے جو ہر شخص کو اپنی مادری زبان سے ہونا چاہیے۔ اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے ہم نے "الناظر" کے صفحات عام طور پر تعلیم یافتہ گروہ کی جولانی طبع کیلئے وقف کر دیے ہیں عموماً مضامین اسی گروہ کے قلم سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ زبان کی صحت پاکیزگی اور نفاست کی پابندی میں "الناظر" آپ اپنی نظیر ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ عام مذاق اور عموماً ناظرین کی ضیافت طبع کا سامان بھی ہوتا ہے۔ ۲۰۰ صفحہ کا یہ مجموعہ جو جامعیت جہاں تک ہر صنف دین کا تعلق ہے قسم اول کے کاغذ پر (مجلد) چار روپے میں اور معمولی کاغذ پر مع ... ۳ روپیہ چھ آنہ میں ملسکتا ہے +

منیجر الناظر۔ فلاور... لکھنؤ۔

دی زبان پبلشنگ کمپنی دہلی

اس کمپنی کا مدعا علاوہ اس ماہواری رسالہ زبان کے دیگر مفید مطلب کتابیں بھی شائع کرنا ہی۔ علاوہ ازیں یہ اوروں کی تصنیفات کو بھی اپنی زیر نگرانی عمدگی سے چھپانے کو تیار ہے۔ لہذا عمدہ لکھائی چھپائی مانند رسالہ زبان و نگین کام بھی۔ کتاب تعدادی پانچسو مع کاغذ فی روپیہ کمیں جز۔ زیادہ تعداد کے لیے نرخ کم ہوگا جسکا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے +

رسالہ زبان کی قیمت [illegible] ہے بذریعہ وی۔ پی پیشگی ہی نمونہ کا پرچہ فی نمبر [illegible] گذشتہ میں سے کسی ماہ کا اگر مخصوص کیا جائے تو فی نمبر [illegible]

نرخ اشتہارات یہ ہیں سرورق یعنی ٹائٹل کے کاغذ پر فی صفحہ سالانہ پیشگی [illegible] یا فی نمبر [illegible]۔ دیگر سفید کاغذ پر فی صفحہ [illegible] سالانہ اور ششماہی کے لیے نرخ طے ہونگے

رسائل ۱۹۰۸ء کی کچھ جلدیں موجود ہیں جنمیں جنوری کا نمبر ختم ہو گیا ہی اسلئے دورہ فی سال کے پرچے خریداران کو دیئے جائینگے۔ وہاں کے یکمشت خریداران کو بیچ میں پانسیں نمبر بھیجے جائینگے۔ ان قیمتوں میں محصول ڈاک شامل نہیں ہے۔ اور اگر جنوری نمبر کے واسطے پچاس پچاس خریدار خواستگار ہونگے تو [illegible] فی جلد دوبارہ شائع کریں گے +

ہماری تصنیفات میں سے اسوقت آئیڈیل یعنی سوامی رام کرشن پرم ہنس جی کی سوانح عمری جسکو پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے پسند کیا ہے قیمت فی جلد [illegible] ہے اسکی بابت مختلف رائیں اشتہارات میں درج ہیں +

نوٹ: جن صاحب کی خدمت میں یہ پرچہ بطور نمونہ مفت روانہ کیا جاتا ہے ان سے دست بستہ مستدعا ہے کہ وہ ہمیں دوسرا نمبر بذریعہ وی۔ پی بھیجنے کی اجازت دینگے [illegible] کے اندر اندر اسکے برخلاف اطلاع دیں گے +

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اِس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم ہمارے اس ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے [illegible] ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ [illegible] خاص ممیرے والا خالص سفید سرمہ فی تولہ [illegible] محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

المشتہر۔ پروفیسر رتیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو رتیا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مندرجہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا بہنا دھند سوزش ہر قسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن [illegible] ناخنہ پھولا اندر کی جھلی کا ورم [illegible] بہت کارگر ہے۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر اجزا نہیں ہے اسلئے ہر کسی کیلئے اس کا استعمال مفید ہے۔ مقامات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی [illegible] سرمہ ضرور رکھنا چاہیے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ بہت ہی مفید ہو۔ دستخط ڈاکٹر ایم۔ ایل۔ سانگل صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سی یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرتسر۔

(۲) جناب سردار صاحب تسلیم میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ سرمہ کمزوری چشم کے لئے بہت مفید ہے میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں عینک لگاتا تھا ایک شیشی کے استعمال سے منفعت ہوا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ سرمہ کے چند روز کے استعمال سے عینک نہیں ہے بلکہ تمام اچھی طرح کام کر سکتا ہوں دستخط [illegible]

پانچ سو روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کا [illegible] ثابت کرے [illegible] پانچ سو روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے بینک میں اسی مطلب کے لیے [illegible] سے جمع کیا گیا ہے۔

عالیجناب شمس العلما مولانا حاجی حافظ [illegible]
محمد عبداللہ صاحب [illegible] پروفیسر [illegible]
جنہوں نے اس حمائل شریف کی [illegible] زبانی [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] صنعت [illegible]
[illegible] صنعت ہے۔ اس حمائل شریف کو لکھا ہو [illegible]
تمام تر ہی قابل تعریف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حمائل شریف
جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم الخط
کے مطابق لکھی ہوئی ہے۔ اس کی تصحیح کے لئے [illegible] نے ایک
حمائل شریف کا اول سے آخر تک [illegible] صحیح پایا [illegible]
کہ [illegible] [illegible] [illegible]
کرتا ہوں کہ یہ اعجاز صنعت حمائل شریف کو [illegible]
چاہئے کہ ہر ایک مسلمان کو [illegible] پاس رکھنا چاہئے
[illegible] [illegible] کر کے [illegible] تمام اہل اسلام
[illegible] [illegible] کر کے [illegible]

قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ

(۱) قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کا معجزہ تو قریباً ہر ایک
(۲) مسلمان کو معلوم ہے لیکن اس کا یہ نیا معجزہ صنعت تحریر ہے۔
(۳) چنانچہ حمائل شریف اعجاز صنعت جس کا یہ اشتہار ہے اس کے [illegible]
(۴) صفحات ہیں اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں پر چھٹی یعنی درمیانی سطر
(۵) سے اوپر اور نیچے پانچ پانچ سطریں ہیں اور صنعت تحریر یہ ہے
(۶) کہ اس حمائل شریف کے تمام صفحات میں ہر ایک صفحہ کی درمیانی سطر
(۷) سے اوپر والی پانچوں سطروں کا نیچے والی سطروں سے مقابلہ کیجئے
(۸) ہر صفحہ میں جن جن حروف سے اوپر والی سطر شروع ہوتی ہے [illegible]
(۹) حروف سے نیچے والی سطریں شروع ہوتی ہیں اور درمیانی چھٹی سطر [illegible]
(۱۰) بصورت حمائل کے سطر کی درمیانی چھٹی سطر سے [illegible]
(۱۱) سلسلہ قرآن شریف [illegible] [illegible]

شمس العلما مولوی [illegible] صاحب [illegible]
ناظم دارالعلوم [illegible] [illegible]
شمس العلما قاضی میر [illegible] صاحب [illegible]
معلم علوم مشرقی [illegible] سکول لاہور
جناب مولوی [illegible] صاحب صدیقی پروفیسر [illegible]
جناب مولوی [illegible] پروفیسر [illegible] اسلامیہ کالج
جناب مولوی [illegible] پروفیسر [illegible]
جناب مولوی [illegible] صاحب [illegible]

ایک سو روپیہ انعام

[illegible] اس شخص کو دیا جائیگا [illegible]
صنعت کی مندرجہ ذیل [illegible] [illegible]
[illegible] کیا گیا ہے (۱) اعجاز صنعت حمائل شریف [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

عصمت

جلد ۵ نمبر ۵ — نومبر ۱۹۱۰ء

یعنی

شریف ہندوستانی بیبیوں کا رسالہ

اُردو میں

پاکیزہ خیالات علمی اور ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ذخیرہ

ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اور

ہر حصہ ملک کے ممتاز اہلِ قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے

پاکیزہ مضامین اور مشہور مقامات و مناظر کی تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے

شیخ محمد اکرام ایڈیٹر
مع عبدالراشد الخیری
مسز محمد اکرام جائنٹ ایڈیٹر

سالانہ چندہ والیان ریاست سے ۵ - رؤسا سے ۳ عام صاحبوں سے ۲ روپے - معہ محصول ڈاک

اینٹکزیما۔ تمام امراض جلد بدن کا علاج

جو لوگ اکزیما۔ یا زخمی ٹانگ یا بست ویتنگ یا چھے ہنوز پھولے زخم اور مزمن جلدی بیماریوں
میں مبتلا ہوں انکو جاننا چاہیئے کہ اینٹکزیما کے استعمال سے انکو فوراً آرام اور دائمی
فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ جوانوں اور بچوں کی جلدی بیماریوں کے دفعیہ کیلئے انگلستان
کی بڑی مشہور دوا ہے۔ اینٹکزیما میں نہ تو چکنائی ہوتی ہے نہ کوئی زہریلی چیز ہوتی ہے۔ اور نہ
یہ نظر آتی ہے۔ اور نہ اسکے لگانے کیلیے پٹیوں کے باندھنے کی ضرورت ہے یہ چکنائی والا
مرہم نہیں ہے بلکہ طلائی جیسی ایک رقیق شے ہے جو زخم کی جگہ جذب ہو کر خشک ہو جاتی ہے اور زخم
کی سڑن روک کر بدبو کو دفع کرتی ہے۔ جلد کو تندرست تمام سوزش اور جلن کو رفع کرکے بیماری کو
دفع کر دیتی ہے۔ یہ دوا ایک خوشنما اور خوشبودار مرہم ہے اور جلدی امراض کے لیے حیرت انگیز
طور سے تیر بہدف علاج ہے اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے +

جلدی بیماریوں کے مریضوں کو بسبب زخموں پر مرہم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت بالکل
نہیں رہی انکو چاہیئے کہ وہ اینٹکزیما کا استعمال کریں یہ نہایت ٹھنڈک ڈالنے والی طلائی جیسی سیال شے
ہے جو سرج یا دوا اور تمام قسم کے زخم اور جلدی امراض کی جلن کو تعجب انگیز طور سے دفع کر دیتی ہیں۔

جہاں ہسپتال کے مرہموں بلکہ اور سب قسم کے علاجوں سے فائدہ نہ ہوا ہو وہاں اس
اینٹکزیما کے علاج سے اور اس کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے پس تم بھی آج
ایک بوتل اینٹکزیما کی خرید کرکے اس کے خواص کو آزما لو۔

ہندوستان میں تمام انگریزی دوافروشوں و سوداگروں کی دکان سے یہ دوا مل سکتی ہے
قیمت۔ ایک روپیہ (عہ) فی بوتل۔ علاوہ خرچ روانگی و محصول ڈاک۔

اسٹرنس کارڈیل اوف کاڈلور اکسٹریکٹ

یہ نہایت عمدہ غذا اور مقوی دوا تمام نازک مزاج عورتوں بیماروں - اور بچوں کے لیے ہے اس میں کاڈلور آئیل کے تمام طبی شفابخش اوصاف موجود ہیں طبیعت فوراً قبول کرتی ہے مالش نہیں کرتی ہاضمہ میں فرق نہیں آتا چکنائی بالکل نہیں ہے بھوک - اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے +

قیمت - نو - اونس کی بوتل عہ ۱۲؍ اور سولہ - اونس کی بوتل عہ ۲؍

رسالہ رفیق مریضان جسمیں ان اور دیگر ادویہ تیار کردہ کارخانہ فریڈریک اسٹرنس ڈیٹرایٹ ملک امریکہ کے مفصل حالات ہیں نائلس اڈورٹائزنگ ایجنسی کشمیری دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو

زائمول کریم

چہرہ کی جلد پر کیسی قسم کے داغ اور بدنما دھبے ہوں تو پہنچنی اور مہاسوں کا بھی حاتما غرض ہر قسم کی جلدی تکالیف کے واسطے ایک بے نظیر غازہ ہے قدرتی خوشنما رنگ اس کے استعمال سے دوبارہ پیدا ہوتا ہے بلا مبالغہ تعریف اور لفاظی کے بغیر تامل دعوے کیا جاتا ہے کہ اس زائمول کریم سے بہتر اسوقت اور کوئی غازہ نہیں ہے - نئی طرح کی ٹیوبوں میں بند کیا گیا ہے جس میں حسب ضرورت دو انگلیوں کے دبانے سے غازہ برآمد ہوتا ہے ذرا بھی بیکار نہیں جاتا -

قیمت نہایت ہی مناسب یعنی ۱۲ ؍ فی ٹیوب علاوہ محصول ڈاک

اسٹرنس ہیڈیک کیور

ہر قسم کے درد سر کیواسطے آسان نہایت یقینی زود اثر اور بلا ضرر ... خریدنے میں دھوکے سے بچانیکے واسطے اسٹرنس صاحب کی دوا اور دیگر کے برعکس پر شناخت کے دستخط انگریزی میں چھاپے گئے ہیں

۱۲ ٹکیہ کا بکس قیمت بارہ آنے ۱۲؍



فہرست مضامین رسالہ عصمت بابت نومبر ۱۹۱۱ء

عصمت

نارضامندی کی شادی

(۱)

اخبار رسالے کتابیں۔ غرض یہ کہ جو جو کچھ بھی لڑکیوں کے واسطے لکھا جا رہا ہے۔ جہاں اُسکا مقصود تعلیم نسواں کا شوق۔ اخلاق کی درستی۔ مذہب کی وقعت وغیرہ وغیرہ ہے۔ وہاں اُن رسوم کی اصلاح بھی ہے جو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہی ہیں۔ لیکن مصنف ہو یا اڈیٹر کسی نقص کو بیان کرنے سے پہلے اُسکا فرض ہے کہ اسپر بھی غور کرے کہ مرض قابل علاج ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہے تو اِسکا علاج کیا ہے؟ اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اُسکی رائے کلام ربانی اور اگر اڈیٹر ہے تو اُسکے نامہ نگار کی تحریر حدیث نبویؐ نہیں کہ ایک جماعت ایمان لے آئے۔ اسکو سوچ لینا چاہئے کہ جو علاج میں تجویز کر رہا ہوں۔ اگر سب نہیں تو ساٹھ پچاس۔ چالیس فیصدی تو میری رائے سے متفق ہونگے۔ اگر ایسا نہو اور خود محرک [illegible] کہ مرض لاعلاج ہے۔ اور جو تجویز میں کر رہا ہوں بے سود

تو میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر وہ واقعی اسکو نقص سمجھتا ہے اور دوسرے نہیں سمجھتے تو اُس وقت کے واسطے چھوڑ دے جب تک خود ہی یہ فیصلہ نہ کر دے کہ بعض واقعی نقص ہے۔ اور زمانہ کی رفتار اپنی زبردست طاقت سے منکروں کو بھی اپنے رستہ پر لے آئے ۔

نارضامندی کی شادی پر آجکل بہت زور شور سے زنانہ پرچوں میں بحث ہو رہی ہے۔ اور کوئی وجہ نہ تھی کہ اسکا اثر نامہ نگاران عصمت پر نہ پڑتا۔ چنانچہ کئی مضمون ہمارے پاس بھی آچکے ہیں۔ ہمیں اُنکے درج کرنے میں تامل نہیں مگر جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ نقص تو سب نے بتائے مگر علاج ایک نے نہ بتایا۔ اور اگر تجویز بھی کیا ہے تو ماشاءاللہ ایسا کہ اسکا چھپنا تو درکنار ہم بھولی بھالی لڑکیوں کے کان تک بھی یہ بھنک نہیں ڈال سکتے ۔

کسی بیمار کو دیکھکر بیمار کہدینا بہت آسان ہے مگر اُسکی بیماری کا نسخہ لکھنا صرف طبیب کا اور تیر بہدف لکھنا طبیب حاذق کا کام۔ ضرورت یہ ہے کہ وہ فضول اور بیہودہ رسمیں جو قریب قریب مذہب کا جزو بن کر خواتین کی گھٹی میں پڑ گئی ہیں کسطرح انکی طبیعتوں سے نکلیں اور بجائے اسکے کہ اُنسے یہ کہا جائے کہ یہ رسم مضر اور تباہ کرنے والی ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ اسکی برائیاں بھی بتائی جائیں اور اس سے بچنے کی تدبیریں بھی ۔

نارضامندی کی شادی میں اگر کوئی ماں یا باپ اِس علم پر بھی کہ اُسکا لڑکا یا لڑکی اس شادی سے خوش نہیں۔ محض اپنی بات کی پچ پر دو زندگیاں قربان کر دے اور صرف اپنی خواہش پوری کرنیکے واسطے دونوں کو چولھے میں جھونک دے تو وہ چاہے

ہندو ہو یا مسلمان۔ ہمارے خیال میں انسان ہی نہیں۔ اگر کوئی شخص آدمی ہو کر جانور بنائے جانے کا حق رکھتا ہے تو وہ اور یقیناً وہ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ نارضامندی کی شادی آیا صرف وہی کہی جا سکتی ہے۔ جس میں الدین یا وجود دولہا۔ دلہن کی نارضامندی کے دونوں کو نکاح کی زنجیر میں جکڑ دیں یا وہ شادی بھی نارضامندی کی شادی ہے جس میں والدین اپنی اولاد کو یہ اختیار نہ دیں کہ دولہا دلہن ایک دوسرے کے مزاج۔ عادات۔ خصائل سے اچھی طرح واقف ہو کر رائے دے سکیں +

پہلی قسم کی شادیاں کہ ماں باپ کو اولاد کی نارضامندی کا علم ہو گیا اور پھر بھی اپنی بات پر اڑے رہے یہانتک کہ نکاح کر کے دونوں کو طرح طرح کے عذابوں میں پھنسا دیا۔ ہمارے علم میں زیادہ سے زیادہ مسلمانوں میں دس فیصدی ہو جاتی ہونگی۔ لیکن دوسری قسم کی شادیاں کم سے کم نوّے ۹۰ فیصدی ہوتی ہیں۔ اب اگر یہ نوّے ۹۰ فیصدی شادیاں بھی نارضامندی کی شادیاں ہیں اور ان میں رضامندی حاصل کرنی والدین کا فرض ہے تو موجودہ حالت میں فریقین کا رائے دینا بالکل ایسا ہے کہ کسی لڑکی سے یہ سوال کیا جائے کہ تم اپنی دادی کی پرنانی کی پھوپھی کی بابت کیا رائے دے سکتی ہو وہ کیسی آدمی تھیں +

جب ذاتی واقفیت اور مزاج کی مناسبت کا علم نہیں تو سُنے سُنائے لغویات پر جس طرح ایک نتیجہ نکال سکتا ہے اسی طرح دوسرا۔ مگر عقل یہ کہتی ہے کہ ایک تجربہ کار آدمی کی رائے ایک دور اندیش شخص کا خیال اس سے بہتر ہوگا جو نشیب و فراز سے واقف نہیں اور جس نے ابھی دنیا کا کچھ نہیں دیکھا +

اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ہمیں ایک نظر اُدھر بھی ڈالنی پڑے گی جہاں ماں باپ کو دخل دینے کا کچھ بہت حق نہیں۔ اور جہاں شادی زیادہ تر فریقین کی رضامندی پر منحصر ہے۔ اور یہ دیکھنا پڑے گا کہ رضامندی کی شادیوں کا انجام ان نارضامندی کی شادیوں کے مقابلہ میں جو ۹۰ فیصدی ہو رہی ہیں اگر وہ بھی نارضامندی میں شامل ہوں) کیسا ہے۔ اگر ہماری واقفیت دھوکا نہ دے تو شاید ہم یہ کہیں کہ رضامندی بھی اس معاملہ میں کچھ زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوئی۔ اور جیسے تکلیف دہ واقعات نارضامندی میں پیش آتے ہیں اُس سے زیادہ جگر خراش رضامندی میں سُنتے رہتے ہیں +

فریقین کی رضامندی قانوناً۔ شرعاً۔ عقلاً۔ رواجاً نکاح کے معاملہ میں نہایت ضروری ہے۔ اور اُن ماں باپوں کو چھوڑ کر جو ۱۰ فیصدی میں شامل ہیں اور جو اپنی اولاد کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہیں اور جو ماں باپ ہونے کا تنا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں کہ دو جاندار چیزوں کو غارت اور برباد کر دیتے ہیں۔ عام طور پر ماں باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ اولاد کی رضامندی کا ضرور لحاظ رکھیں اور کہتے ہیں دولہا یا دولہن کو یہ معلوم ہو جانیکے بعد کہ ہماری شادی فلاں جگہ ٹھیری ہے۔ اگر دولہن کی سہیلیوں۔ بہن بھاوجوں۔ وہ دولہا کے دوستوں بھائی بندوں سے مخالفت نہیں سُنتے تو اُنکی یہ رائے ہوتی ہے کہ یہ فریقین کی رضامندی ہے۔ اب رہا حکم شرعی۔ اِسکی تعمیل نکاح کے وقت ایجاب و قبول سے ہو جاتی ہے۔ لیکن سوال پھر یہی ہوتا ہے کہ آیا یہ طرز عمل قابل اصلاح ہے یا قابل اطمینان +

ماں باپ کا یہ فرض تسلیم کرنیکے بعد اب ہم پہلے اِس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ اولاد کو یہ اختیار نہ دینا کہ وہ ایک دوسرے کے مزاج وعادات سے اچھی طرح واقف ہوکر اپنی رضامندی دیں کس حد تک ظلم ہے ؟

اِسوقت سب سے پہلے ہم اُس کامل انسان اور سچے رسول کے طرزِ عمل پر نظر کیوں نہ ڈالیں جسکے واسطے ہماری مقدس کتاب ہم کو حکم دیتی ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔ یہ آیت ہمکو بتا رہی ہے کہ ہمارے واسطے سب سے بہتر رسولؐ کی پیروی کرنی ہے ۔ گو سرور کائناتؐ کو کسی بیٹے کی شادی کرنیکا اتفاق نہیں ہوا ۔ مگر سیدۃ النساؓ کی شادی مذہب کے اعتبار سے اس مسئلہ کو طے کر دے گی ۔

سنی اور شیعہ دونوں فریق اسپر متفق ہیں کہ جسوقت حضرت عمر رضؓ نے حضرت علی رضؓ سے جنگل میں جب حضرت علی رضؓ اونٹ چرا رہے تھے یہ الفاظ کہے کہ تم کیوں نہیں رسول اللہؐ سے فاطمہؓ کی درخواست کرتے ۔ اور حضرت علیؓ نے اگر درخواست کی ہے تو سرور کائناتؐ نے اپنی ذات سے رضامندی ظاہر کر دی ۔ بلکہ یہانتک ہوا ہے کہ نکاح اور وداع کے بعد جب حضرت سیدہؓ کو غمگین دیکھکر مقدس باپ نے وجہ دریافت کی اور سیدۃ النساؓ کو یہ کہنا پڑا کہ قریش کی عورتیں مجھے اس نکاح پر طعنہ دیتی ہیں تو آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ تیرا شوہر بہت اچھا شوہر ہے ۔

اِس واقعہ سے اِس خیال کی تصدیق تو ضرور ہوتی ہے کہ والدین کو شادی کیواسطے کوئی جگہ تجویز کرنیکے بعد اگر اولاد کی نارضامندی کا علم ہو تو وہ رضامندی سے نہیں لیکن یہ بحث ابھی باقی ہے کہ ایسے اہم معاملہ میں جسپر زندگی کا دارومدار ہے کیوں نہ فریقین سے اچھی طرح اجازت لیجائے امید کہ وہ ۹۰ فیصدی شادیاں رضامندی کی ہیں یا نارضامندی کی ۔

راشد الخیری

قلم دوات

یہ تو خدا کا شکر ہے کہ لڑکیوں کو لکھنے پڑھنے کا شوق روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پڑھنے لکھنے کی چیزوں کو احتیاط سے بھی رکھنے لگی ہیں۔ لیکن دوات کے فرش وغیرہ پر گر جانے کی شکایت اکثر دیکھنے میں آتی رہتی ہے۔ اور اس قصور کا ذمہ دار اگر گرانے والا ہے تو رکھنے والا بھی ضرور ہے۔ بعض لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ لکھا لکھایا اور قلم دوات وہیں پھینک پھانک اٹھ کھڑی ہوئیں۔ یا اوندھی سیدھی کہیں ڈال ڈول چلدیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں فرش پر رکھی ہوئی ہے۔ اور کسی انجان کا پاؤں لگ گیا تو ادھر سیاہی گری ادھر فرش خراب ہوا۔ اور اگر طاق میں یا ادھر ادھر پڑی ہوئی ہے۔ اور کوئی بچہ پہنچگیا تو اس نے لنڈھا دی۔ اور جب تک کوئی دیکھے وہ خود لتھڑ گئے۔ اور بچھونا سب کچھ ناس ہوا قلم کو جو دیوار پر گھسا تو بتی بالکل ہی خراب ہو گئی +

لڑکیوں کو مناسب ہے کہ جب لکھ پڑھ چکیں تو قلمدان میں یا اور جو جگہ مقرر ہے قلم دوات کو احتیاط سے وہاں رکھدیں تاکہ فرش بھی خراب نہ ہو اور چیز بھی ناس نہ ہو +   احمد النساء



مخزن چونکہ لاہور چلا گیا عصمت کے متعلق تمام خط و کتابت دفتر عصمت دلی کے نام ہونی چاہیے +

مرحوم قیصر

شہ لندن جلوہ گاہ خسروان تاجدار | ساری دنیا پہ جسے ہے آج حاصل افتخار
۶ مئی کی شب جب اس آفت کا شہرہ مچ گیا | ہند و انگلستان کا دنیا سے اُٹھا تاجدار
امن تھا جسکی حکومت میں اماں تھی حکم میں | حیف نکلی عمر اسکی کسقدر ناپائدار
تھی رعایا جان سے بڑھکر اُسے اپنی عزیز | اور رعایا کا عزیز دل تھا وہ عالی وقار
ہو گیا بس یک بیک اپنی رعایا سے جدا | جو کہ تھا ہر طرح سے ذی مرتبہ ذی اقتدار
حکم بس اس سے زیادہ اُسکو رہنے کا نہ تھا | چلدیا بس سنتے ہی حکم خدائے کردگار
نام اُسکا رہ گیا در ورد زبان خاص و عام | مستحق جسپر تھی کرنیکو رعایا جان نثار
تھا وہ ہمدرد ہندوستان آخری دم تک رعایا کیلئے | جس سے پھولا اور پھلا ہندوستاں کا مرغزار
کر گیا ہندوستان تک جو کچھ کہ اس سے ہو سکا | مستعد امداد کو ہر ایک کی تھا وہ تاجدار
ہو رعایا اہل اسلام میں اُسکی محبت کے اسیر | تھی حکومت اسکی دنیا کو نہ ہرگز ناگوار
ہوتا تھا سلوک خاص و عام سے بہتر | ہند کیا انگلش تلک سب اُسکے ہیں منت گذار

ہے دعا اقبال سے ہر دم کہ اے رب کریم
پھولتے پھلتے رہیں شہزادۂ[عہ] والا تبار

یہ نظم میرے بچہ کی بنائی ہوئی ہے

شفقت علی خاں بھوپال

عہ یعنی کنگ جارج پنجم ۱۲

حور اور انسان

(۱)

رات اپنی منزل کا نصف حصہ طے کر چکی تھی۔ دریائے سامن کی لہریں جا بجا تھمیں۔ گلے مل مل کر اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے شب ماہ کو حسرت سے دیکھ دیکھ کر رخصت کر رہے تھے۔ چشموں کی روانی چیخ چیخ کر صبح کا پیغام دے رہی تھی پانی کے شور اور ہوا کی سائیں سائیں کے سوا دوسری آواز نہ تھی سامن کے مشرقی کنارے پر دو میاں بیوی دامن کوہ میں تصویر بنے ایک دوسرے کو حیرت و تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ چاند کی روشنی تناور درختوں میں سے چھن چھن کر ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔ آخر عورت نے خموشی کا قفل توڑا۔ اور ہوا میں یہ الفاظ گونجنے شروع ہوئے +

میں اس گھڑی کو نہیں پاتی جب انسانی روحوں نے مجھے آسمان پر حیرت میں ڈالا۔ انسان کے مطالعہ کا شوق مجھے پیدا ہوا۔ میں نے بارگاہ خداوندی میں یہ درخواست کی کہ مجھے چند روز کے واسطے دنیا پر جانے کی اجازت ملے تاکہ میں تیری اس مخلوق کو جو اشرف و افضل سمجھی جاتی ہے اور جسکے اعمال اور افعال کا تیرے ہاں حساب کتاب ہوتا ہے غور سے دیکھوں۔ میں اس راز کو پاؤں جسنے فرشتوں جیسی بیگناہ مخلوق سے ایسی گنہگار مخلوق کو سجدہ کروایا ملکہ خیابان کی مظلوم روح جسنے مرد کے ہاتھوں سخت مصیبتیں برداشت کیں تھیں

رحم وکرم کی امیدوار تھی جو اس وقت دوزخ میں بھی اُسی ظالم شوہر کا کلمہ پڑھ رہی ہے۔ میری ناچیز ہستی جو تیرے جلال کے ادنیٰ اشارے سے خاک سیاہ ہوجائے اتنی قدرت نہیں رکھتی کہ ملکہ کی حمایت لے۔ مگر ہاں اتنی التجا ضرور ہے کہ میں اُس روح کے جسد خاکی کو زندہ دیکھوں جو اپنے محسن پر ظلم روا رکھے میری یہ التجا قبول ہوئی۔ مگر یہ شرط لگادی گئی کہ مرد کے تعلقات میں میں بھی جکڑی جاؤں۔ اور سیر حیات انسانی کی سیر کروں۔ چنانچہ یہ میری ہی التجا تھی کہ آسمان پر جہاں مرد کا نام تک نہیں تیرا ظہور ہوا اور ہم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے زمین پر پہنچادیے گئے۔

آج ان باتوں کو بلامبالغہ چوبیس برس ہوگئے۔ اس سفر میں جو جو کچھ مصیبتیں مجکو اُٹھانی پڑیں۔ اور مکار دغاباز خودغرض انسان کے جو جو کرشمے میں نے دیکھے اُنکے خیال سے دل بے چین ہوتا ہے۔ اب اتنی آرزو ہے کہ میں ایک دفعہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوکر اسقدر عرض کروں کہ کیا یہی مخلوق فرشتوں کے سجدے کے لائق تھی۔ عزیز۔ عزیز۔ معاف کیجیو۔ میں نے انسانی فرقہ کے افضل حصہ مرد کو اپنے تجربے میں مکر اور ظلم کا سرچشمہ پایا اور مجھے غریب ملکہ کی مصیبتوں کا یقین ہوگیا۔ درحقیقت دنیا میں جو کچھ بے انصافی ہورہی ہے اُسکا زیادہ تر بار مرد کے اوپر ہے میں چاہتی ہوں کہ اپنی تمام سرگزشت سناکر ہمیشہ کے واسطے تجھ سے رخصت ہوں۔ لہذا ان دونوں سوتے بچوں کو جو بدقسمتی سے لڑکے ہیں تیرے ہیں دبادوں۔ اگر اب مجھے آسمان پر پہنچنا نصیب نہ ہوا تو جبتک یہ زندگی بسر کرنی ہے ایسی جگہ گزارونگی جہاں مرد کی صورت نہ دیکھوں۔

اے ظلم وستم کی پوٹ مرد۔ آسمان کی سکونت تیری بدولت ترک کی۔ آبادی کا رستہ تیری وجہ سے چھوڑا۔ جنگلوں کی خاک تیرے طفیل چھانی۔ مگر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تیرا گزر نہو۔ زمین پر تیرا جسم۔ آسمان پر تیری روح۔ بس بس عزیزہ جا جا۔ میرے سامنے سے ہٹ جا۔ میں نہیں چاہتی کہ مرد کی صورت دیکھوں۔ ابھی پہر ڈیڑھ پہر کا ذکر ہے کہ شاہ خیابان اپنے دوستوں کو لیے دریا کا لطف اُٹھاتا۔ اُس پار گیا ہے۔ اسکی صورت دیکھکر میرے تمام بدن میں آگ لگ گئی۔ اور اب میں تجکو ہمیشہ کیواسطے رخصت کرنا چاہتی ہوں۔

(شوہر) مجکو تعجب ہے کہ کسطرح تجکو ایسی شئے سے ہمدردی پیدا ہوسکی جس سے زیادہ تکلیف دہ جو غرض اور نقصان پہنچانے والی کوئی جاندار چیز دنیا میں نہیں۔ میں نے اپنے تجربے میں عورت کو ظالم۔ سرکش۔ ضدی پرلے سرے کی مطلبی۔ اور صد درجہ کی بے مروت پایا۔ یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ ہم دونوں اُن واقعات کو جو ہمنے دیکھے۔ باری باری بیان کریں۔ اور پھر مقابلہ کر کے فیصلہ کریں کہ کسکا دعوٰے سچا ہے۔ مگر سب سے پہلے تو ملکہ خیابان کی مفصل کہانی بیان کر۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس دنیا کے ایسے ایسے واقعات عورتوں کی بے اعتنائی کے دیکھے کہ جنکو بیان کرتے ہوئے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

(بیوی) ملکہ خیابان کی مصیبت کا ایک ایک حرف اس قابل ہے کہ تو اُسکو سن کر رو۔ اور روتے روتے بیہوش ہو جا۔ اُسکی بپتا دردانگیز ہے اور

اگر تجھ میں ہمت ہو تو تیرے واسطے اسلیئے کہ تو بھی مرد ہے مرجانے کا
مقام ہے۔ یہ شاہ خیابان جو آج دنیا کا لطف اُٹھاتا پھر رہا ہے جسکے پاس
رنج و غم کبھی بھولکر بھی نہیں پھٹکتا ملکہ کا شوہر ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی
دس برس تک ساتھ رہے۔ ملکہ بادشاہ پر پروانہ تھی۔ اور شب و روز اُس کی
اطاعت میں مصروف۔ ملکہ نے دس سال تک اپنی زندگی کا فرض یہی سمجھا کہ
بادشاہ کی آنکھ کسی طرح میلی نہو وہ اسکے قدموں کے نیچے آنکھیں بچھاتی تھی
اسکی کوشش یہ تھی کہ تمام عمر میں کسیوقت بادشاہ کو ناخوش ہونے کا موقع
نہ ملے۔ اچھا تو عزیز اب غور سے سُن۔ اور کان دہر۔ ایک دن خدا کا کرنا کیا
ہوتا ہے۔ نوروز کا جشن تھا۔ باغ پھولوں سے سجایا گیا۔ خیمے ڈیرے لگے
گنگا جمنی کرسیاں دہریں۔ سونے چاندی کا تخت جس میں ہیرے اور موتی
جڑے ہوئے بچھا۔ اور چوبدار عصائے زریں ہاتھ میں لیئے ادب سے کھڑے ہوئے
دفعۃً بادشاہ کی سواری کا غلغلہ بلند ہوا اور سب نے ملکر دعائے ترقی دولت کے
نعرے لگائے۔ سُنا ہے کہ جسوقت بادشاہ تخت پر آیا اور جواہر نگار کرسی پر بیٹھا
تو ملکہ دیکھ دیکھکر نہال ہو رہی تھی۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔ بادشاہ جشن سے
فارغ ہوکر روشوں پر پھر رہا تھا۔ شہزادی اُسکے ساتھ تھی۔ ایکا ایکی بادشاہ کا
پاؤں پھسلا۔ گرا اور سخت چوٹ لگی۔ ملکہ کی کیفیت جو کچھ تھی وہ بیان نہیں ہو
جاسکتی۔ بادشاہ کی چوٹ نے اُسے مُردے سے بدتر بنادیا تھا۔ چوٹ کاری
لگی تھی۔ بادشاہ کی حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی۔ ایک دن حالت یاس میں آگئی
رات کے وقت ملکہ تنہا ہوکر سجدے میں گری اور دعا کی کہ اے العالمین! میں

پی! پیاری جان کو بادشاہ پر قربان کرتی ہوں۔ میں اس وقت نہ دیکھوں کہ
بادشاہ اس دنیا سے رخصت ہو اور میں زندہ رہوں۔ جسوقت ملکہ یہ دعا کر رہی
تھی اسکا تمام چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ نہ معلوم اس کی التجا کا اثر تھا یا اتفاق
بادشاہ اچھا ہوتا گیا اور ملکہ بیمار ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ جسروز بادشاہ بالکل
تندرست ہوا ملکہ اس جہان سے رخصت ہوئی۔ جب ملکہ کی روح آسمان پر
پہنچی تو باوجود اس یقین کے کہ بادشاہ سے اسکی مفارقت ابدی ہے ہر وقت اور
ہر لمحہ اسکی یاد میں دیوانی تھی۔ آخر اسکے اعمال کا جائزہ شروع ہوا اور مجھے یہ دیکھکر
بہت ہی تعجب ہوا کہ ایسی اچھی بیوی بھی شوہر کے حقوق میں پوری نہ نکلی۔ اسپر کئی
شوہر کے جرم تھے اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو عذاب اسپر کیا جاتا ہے اسکا ایک حصہ
اسوقت ختم ہو جائے گا۔ جب بادشاہ اپنے حقوق معاف کریگا۔ لیکن افسوس
ایسا نہ ہوا۔ اور اس سخت عذاب میں بھی جو دوزخ کے فرشتے اسپر دن رات کرتے
تھے۔ اسکو اگر کبھی ہوش آتا تھا تو بادشاہ کے سوا کوئی لفظ اسکی زبان سے نہ
نکلتا تھا۔ ایک روز جبکہ تمام گنہگاروں پر عذاب کی تخفیف تھی، شہزادی کی روح نے
دوزخ کے فرشتے سے درخواست کی کہ ایک لمحہ کیواسطے خیابان کے محل شاہی میں
پہنچا کر بادشاہ کی صورت دکھا دو۔ اسکی گریہ و زاری سے تو تمام فرشتوں کو اسی روز
سے ہمدردی تھی جب سے اسکا حال سنا۔ اس روز اسکی حالت نے کچھ ایسا اثر کیا کہ
دوزخ کا فرشتہ اس شرط پر راضی ہو گیا کہ اسکے بعد اس پہلے طبقہ سے تجکو ہمیشہ
ہمیشہ کے واسطے ساتویں طبقہ میں رہنا پڑے گا۔ اور اسکا عذاب اس سے سات گنا
گنا زیادہ ہے ٭

باقی آئندہ

راشد الخیری

الوانِ نعمت

ترکیب برکی روٹی کی:- میدہ سوا سیر۔ شکر سوا سیر۔ گھی تین پاؤ۔ یا سیر بھر۔ کشمش آدھ پاؤ۔ اول گھی کو دیگچہ میں رکھکر چولھے پر چڑھا دو۔ جب گھی گرم ہوجائے تو اسمیں میدہ کو ڈالکر بھونو۔ جب میدہ میں خفیف سی سرخی آجائے تو اسمیں شکر ڈالدو اور برابر چلاتے رہو۔ کشمش بھی ڈالدو تین منٹ کے بعد اُتار لو پھر چینی کی طشتریوں یا تام چینی کی کے پلیٹوں میں جو پہلے سے اسکے واسطے صاف کرکے رکھ لیجاویں۔ ہر پلیٹ میں آدھ آدھ پاؤ کے انداز کا نکالو اور مثل روٹی کے کفگیر سے برابر جمالو۔ لیکن جہاں تک جلد ہو۔ بہتر ہے۔ اوپر سے پستہ کی ہوائی چھڑک دو۔ یہ روٹیاں ہمارے اس موسم سرا میں بنائی جاتی ہیں۔ اگر برابر کا گھی پڑے تو اور زیادہ اچھی ہونگی۔ جسوقت خوب جم جاویں اور سخت ہوجائے تو گرم راکھ پر طشتری رکھو جب ہر طرف سے گرم ہوجائے تو اسکو چاقو سے آہستہ اکھیڑ لو یہ روٹیاں عرصہ تک رکھکر کھائی جاتی ہیں +

راقمہ ج ف بیگم۔ از گونتی

گولر کے کباب:- کچے گولر پانی میں بھگودیں۔ اور بیچ میں سے چیر کر چاقو کی نوک سے بیج نکال لیں۔ اب تھوڑا سا نمک پانی میں ڈالکر جوش دے لیں پھر اچھی طرح نچوڑ کر بیسن کی طرح گولیاں بنالیں۔ مریض اگر خواہش کرتا ہو اور گوشت مضر ہو تو یہ بالکل گوشت کے معلوم ہوں گے +　　ح۔ ب

"ہوائی گھوڑے"

انسان - نہ معلوم خلیفۃ اللہ ہونے کی وجہ سے - یا کسی اور گھمنڈ میں - دنیا کی ہر کائنات میں دخل در معقولات دینے سے نہیں رکتا - وہ کائنات چرند ہو یا پرند - وحشی ہو یا درند - زمین کی ہو یا پانی کی - یہ حضرت سبھی جگہ پہونچتے - انکی عادات اور ان کے روزمرہ دریافت کرنے میں شب و روز کوشش کرتے پھرتے ہیں جیسے کوئی خاندان کے کسی پرانے شجرہ سے سراغ چلا پڑتا صاحب کے والد بزرگوار کے بھائی (مرحوم جو بہت پہلے عرصہ ہوا گھر سے نکل گئے تھے) کی تلاش میں نکلا ہو اس امید پر کہ بھلا انکی اولاد - جواب پتہ چلتا ہے کہ دولت آباد میں آباد ہے اور نہایت صاحب ثروت - انکی کاہل میں مدد ہو - یا وہ مرحوم بزرگ ان کے حق میں کچھ وصیت کر گئے ہوں - تو وہی ہاتھ لگ جائے - یا اور کچھ نہیں تو شاید پرانا تعلق ثابت کرنے سے رشتہ ناطہ ہی ہو جائے . . .

. . . . . دولت آباد تو ملا یا نہ ملا - مگر اس کی تلاش کی کوشش میں آپ نے دنیا چھان ڈالی - پانی اور خاک میں قطرہ قطرہ اور ذرہ ذرہ الگ الگ کر کے دیکھ لیا - راستے میں پہاڑ - دریا - جنگل جو آئے انہیں راستے کاٹنے سے پہلے وہاں کی مشکلات کو دور کیا - درندوں کو بھگایا - پہاڑوں کو کاٹا - دریاؤں کو سکھایا - جنگلوں کو ویران کیا - آخر ریل چلائی اور کونے کونے میں - اس سے

اپنے آپ کو فاتح زمین کا خطاب دے لیا۔ سمندر سامنے آیا۔ تو اس کے عبور کی سوجھی۔ جہاز بنائے۔ طوفانوں لہروں کا مقابلہ کیا۔ خوفناک مچھلیوں کو شکار بنایا۔ نئی نئی زمینیں دریافت کیں۔ برفانی علاقوں میں پہونچے۔ اور آخر قطبین پر جھنڈے گاڑ دیے۔ اور سمندر کی فتح اپنے نام لکھ دیا۔ سینہ پر "فاتح آب"۔ "فاتح خاک" کے طمغے لگنے لگے +

ہوا۔ جو پرانی قسم کے عنصروں میں سے ایک زبردست اور لابد عنصر ہے کے فتح کرنے میں تاب دو ہونے لگی۔ کیونکہ اس کے ورے زہرہ اور مشتری وغیرہ ستاروں کی دنیا ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ وہاں تک تو رسائی ہو یا نہ ہو مگر فی الحال چیل اور کوے۔ ان کے انڈوں بچوں کی خیر نظر نہیں آتی +

تھوڑے عرصہ میں پرندوں کی طرح اڑنے کی مشین بنا ڈالی۔ اور "فاتح باد" کا طمغہ بھی جلد حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا +

+

معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں اڑنے کا خیال بہت پرانا ہے۔ اس کے متعلق الف لیلہ کے قصے اور پرانی پرانی حکایتیں گو جھوٹ معلوم ہوتی ہیں مگر انہیں تھوڑی بہت سچائی کے ہونے بھی کلام نہیں گو مبالغہ بہت ہے تاہم خیال اصلیت سے خالی نہیں ہو سکتا +

نقص صرف اتنا ہے کہ وہ قصے کسی تاریخی بنیاد پر نہیں لکھے گئے۔

بارھویں صدی عیسوی سے ہوا میں اڑنے کی کوششوں کا سراغ چلتا ہے جبکہ قسطنطنیہ میں ایک مسلمان نے ایک نہایت اونچے مینار سے ہوا میں تیرنے

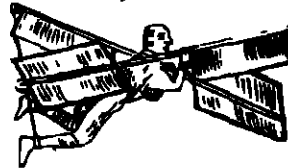
کی کوشش کی تھی۔ اسکا پورا حال "کزن" نامی مؤرخ نے تاریخ قسطنطنیہ میں لکھا ہے۔ کہ اس اڑنے والے کو ایک سفید جبّہ پہنایا گیا تھا جسکی ہاتھوں میں مختلف جگہ پر بانس کی قسم کی چھڑیاں لگائی گئی ہیں۔ تاکہ وہ جبہ تن کر بادبان کا کام دے۔ خلیفۂ وقت کے سامنے حکم لوگوں کا بہت بڑا مجمع ہو رہا تھا۔ مناسب ہوا کے انتظار کے بعد وہ شخص پرندے کی طرح ہوا میں اڑا مگر قدیم زمانے کے دوسرے اڑنے والوں کی طرح۔ اسکا بھی وہی انجام ہوا کہ زمین پر گرا۔ اور ہڈیاں چور چور ہوئیں +

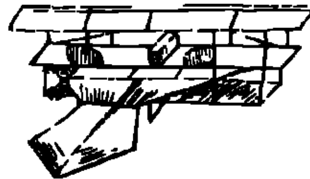
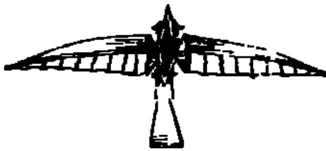
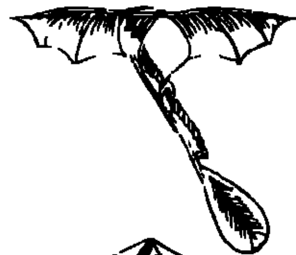
کہتے ہیں کہ چودہویں صدی کے آخر میں دانتے ایک اطالین حساب داں مصنوعی پروں کے ساتھ جھیل ٹراسین پر اڑا تھا۔ اس تجربہ میں اصلاح کرنے کے لئے ایک بڑے اونچے مینار سے پھاندا۔ مگر تربیت نے ایک گرجا کی چھت پر گرا۔ اور صرف ایک ٹانگ کے ٹوٹ جانے پر آیندہ اڑنے کے مسئلہ کو بالائے طاق دہر دیا +

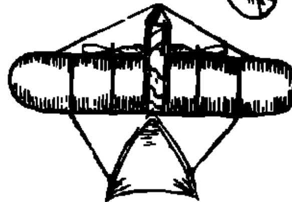
اڑنے کے متعلق چند سائنٹفک خیالات کو پہلے پہل تحریر میں لانے کا شرف لیونارڈ نامی ایک اور اطالین کو حاصل ہے۔ یہ طبّاع پندرھویں صدی کے درمیان میں پیدا ہوا تھا۔ اور نقشہ کشی۔ سنگ تراشی۔ علم موسیقی۔ علم ہندسہ اور علم طبعیات کا ماہر تھا۔ سب سے پہلے اسی نے پرندوں اور انکے اڑتے وقت کی مختلف حرکتوں کا مطالعہ کیا۔ زمین کی کشش کا اثر۔ ہو سکنے کی وجہ دریافت کی اور اور بہت سی ابتدائی اور ضروری باتیں ایک کتاب کی صورت میں لکھیں جو آج کل ہوائی مشینیں چلانے والوں کے لیے مفید مطلب ہو رہی ہیں +

اس کے بعد اُنیسویں صدی کے شروع تک اگرچہ فرانس میں لوئیس چاردہم اور لوئیس پانزدہم کے زمانہ میں بہت سی کوششیں اڑنے کے متعلق ہوئیں۔ مگر کامیابی کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ کتنوں نے تو جانیں دیں کئی ایک زخمی ہوئے۔ ان میں سے اکثر اُڑنے کے لیئے چار مصنوعی پر استعمال کرتے تھے جو ہاتھ اور پاؤں سے ہلائے جا سکتے تھے۔

اُنیسویں صدی کے شروع سے انگلستان۔ جرمنی اور فرانس میں ہوا میں اڑنے کیلئے سرتوڑ کوششیں جاری رہیں۔ اور مختلف جگہوں میں مختلف

قسم کے اڑن کھٹولے بنا بنا کر لوگ تجربے کرتے رہے۔ مگر پوری کامیابی کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ ان میں یہ چند قسمیں جنکی تصویریں صفحہ ۲۰ پر دکھائی گئی ہیں۔ ضرور باعث دلچسپی ہونگی ٭

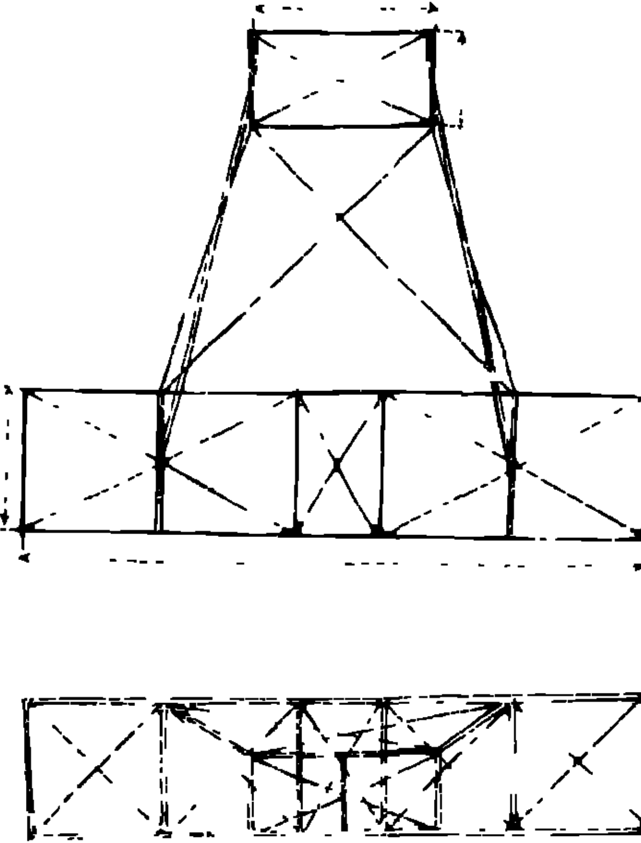
اس نہایت مختصر مضمون میں زمانۂ حال کی مشینوں کی نسبت کچھ مفصل لکھ سکنا تو ناممکن ہے۔ تاہم مختصراً ان کا اصول سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ٭

کون نہیں جانتا۔ جب بڑا جھکڑ چلے۔ آندھی آئے۔ ہوا سناٹے کی ہو۔ ہوا کے مخالف چلنے میں دقت ہو۔ درخت ٹوٹ جائیں۔ مکانوں کی دیواریں گر جائیں۔ کیونکہ ہوا میں طاقت ہے۔ اسی طاقت سے کسی ایسے ڈھب کے ساتھ کام لینا۔ اور ہوا سے زیادہ وزنی اور بوجھل چیزوں کو اٹھانے کے لیئے قابو میں رکھنا۔ ہمارا سب سے بڑا مقصد ہے ٭

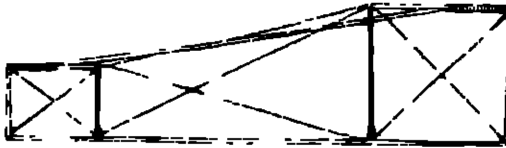
۔ اس مقصد کے حاصل کرنیکے لیئے ہمیں دو تین چیزیں درکار ہیں (۱) ایک ایسی سطح کہ ہوا جب اسکے مخالف چلے تو اسکو اوپر اٹھانے میں مددگار ہو (۲) یہی سطح اس قسم کی بنائی جائے کہ ہوا میں نیچے گرتے وقت پرندے کی طرح بازو پھیلائے۔ بغیر کسی ایذا کے زمین پر آجائے۔ (۳) اسی سطح کو مخالف ہوا پہنچانیکے لیئے یا دوسرے لفظوں میں مصنوعی جھکڑ پیدا کرنے کیلئے کسی نہ کسی قسم کا آلہ اسمیں ایزاد کیا جائے ٭

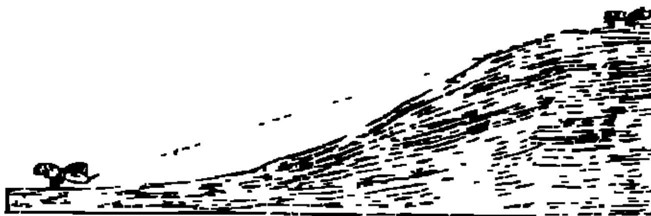
ایسی سطح کی تلاش کے لیئے لوگوں نے پرندوں اور اُنکے پر و بازو کا مطالعہ شروع کیا۔ مگر موجودہ زمانہ کی فوٹوگرافی بڑے شکریہ کے قابل ہے جس سے

ایک منٹ کے اندر پرندوں کے بازوؤں کی بیسیوں حرکتوں کا فوٹو لیا گیا اور ان فوٹوؤں سے کئی قسم کے نتیجے اخذ کرکے ایک خاص قسم کی سطح بنائی گئی اُسے "مشین سطحین" یا صرف "سطحین" (B i plain) کہا جاتا ہے یہ خاص قسم کی سطح اسلئے زیادہ دلچسپ ہے کہ بہت صورتوں میں بالکل ایک پرندے کی مشابہ ہے۔ اسکا نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ ناظرین تینوں مختلف شکلوں سے سطحین کا نقشہ بخوبی ذہن نشین کر سکتے ہیں۔



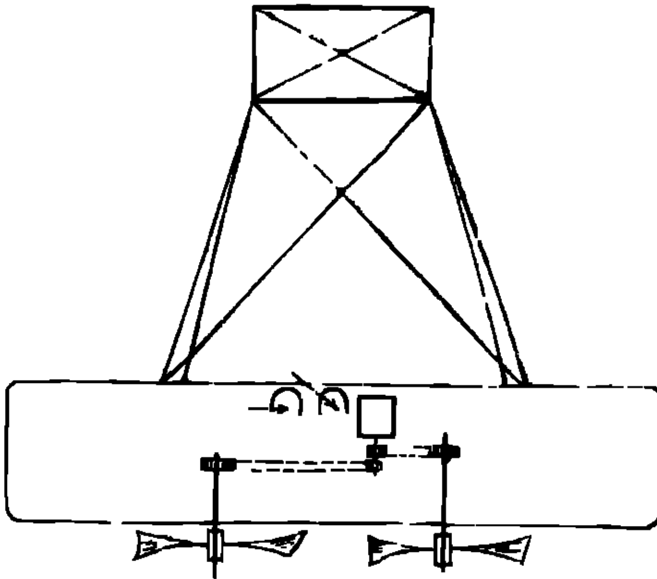
سطحین اسلیئے زیادہ کامیاب ہی کہ نیچے گرتے وقت پرندے کی طرح بازو پھیلائے بغیر کسی ایذا کے زمین پر آجاتی ہے۔ اسلیئے صرف ہوا میں تیرنے ہی کے لیئے ہی استعمال کیجا سکتی ہو۔ چنانچہ اوپر کی شکل کے مطابق ایک ڈھانچہ اگر بنایا جائے جسمیں موٹی یا دوہری لکیروں کی جگہ بانس اور باریک لکیروں کی جگہ لوہے کی تار کی تیلیاں۔ جہاں جوڑ کی ضرورت ہو وہاں مضبوط پیچ اور ڈھبریاں۔ اور بادبان کی جگہ سفید لٹھہ یا خاصہ کی چادریں استعمال ہوں کسی پہاڑی یا اور کسی اونچی جگہ سے اسمیں بیٹھکر ہوا میں تیرا جائے تو نجوبی ایک دو منٹ ہوا میں رہکر زمین پر صحیح و سلامت آسکتے ہیں۔





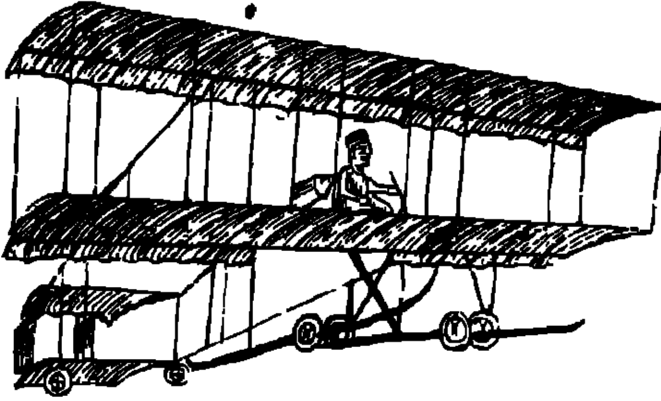
یہی سطحین بجائے بانس کے اگر فولاد کی بنالی جائے تو ہمارے مقصد کے حاصل کرنیکے لیئے کسی صورت میں کم نہیں ہوگی۔ اور ٹوٹنے پھوٹنے کے خطرہ کے بغیر اونچی جگہ سے نیچی جگہ پر ہوا میں تیر کر آجائیگی۔ علاوہ ازیں اگر ہوا اِسکے مخالف چلائی جائے تو اسے اوپر اُٹھنے میں بھی کچھ دریغ نہو گا +

اب صرف ہم ہوا میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ مصنوعی جھکڑ اور اُسکی طاقت ہمارے کام میں آئے۔ اُسکے لیئے ہم دونوں بازوؤں پر دو پنکھے اور پنکھوں کو چلانیکے لیئے موٹر انجن لگادیتے ہیں۔ چنانچہ سطحین کی شکل اِس طرح بدلجائے گی +



اب آیئے۔ بیٹنگ مشین چلا کر دیکھ لیجئے (پہلے ذرا سردی کے بچاؤ کیلئے موٹے موٹے کپڑے پہن لیجئے۔ اب خوب مضبوطی کے ساتھ اِسکے اندر بیٹھ جائیے)

اور آپ رہ گئے! رہ گئے!! رہ گئے!!! +



اسوقت مغربی دنیا کی توجہ جس قدر یہ ہوائی گھوڑے لے رہے ہیں شاید ہی کوئی دوسری چیز لے رہی ہو۔ قریبًا ہر ملک۔ خاصکر انگلستان۔ فرانس جرمنی اور امریکہ تو اسپر ٹوٹا ہوا ہی۔ ہزاروں اور لاکھوں روپیہ اُڑنے والوں کی ہمت بڑہانے اور مشینوں کے اندر اصلاحیں کرنے کیلئے صرف کیا جا رہا ہی جس کی بدولت بیسیوں قسم کی مشینیں ایجاد ہو گئی ہیں۔ جو اپنی اپنی شکل میں سب نرالی ہیں۔ کوئی طوطے کے اصول پر۔ تو کوئی چڑیا کے اصول پر۔ اور بعض بعض مچھلی کے اصول پر۔ ہر روز اڑنے والوں کو نئی نئی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اور نئی نئی اصلاحیں ہوتی جاتی ہیں +

آج سے چند سال پہلے ہوا سے وزنی مشین ہوا میں نہیں اُڑ سکتی تھی۔ مگر

اِسوقت تک - جبکہ ابھی نہایت ناکمل حالت میں ہی - اِسنے دنیا کی کل سواریوں کو مات کر دیا - تیزی میں - ڈاک گاڑیوں - اور جلد سے جلد چلنے والی موٹر گاڑیوں کو پیچھے پھینک دیا ہی - لیکن چونکہ ہوا کی تبدیلیوں کے ساتھ ابھی اِسکی پیش نہیں چلتی - نہایت تُند ہواؤں میں اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتی - تاہم سیکڑوں میل کا فاصلہ چند گھنٹوں میں طے کر سکتی ہی - لنڈن سے مانچسٹر اور پیرس سے لنڈن تو آنے لگ گئی - انگلش چینل کو کئی دفعہ عبور کیا - انگلستان اور آئرلینڈ کے درمیانی سمندر کو - جو کم از کم ساٹھ میل ہی - اُڑ اُڑا لا ۔

لڑائیوں کی غرض کیلئے فوجوں میں استعمال ہونے لگی - ڈاک رسانی کے تجربے اِس سے کیئے گئے - اور یہ سب کچھ چھ سال کے عرصہ میں ہوا جس سے پہلے انجن کی طاقت سے مع انجن زمین سے اُٹھ سکنا ایک معجزہ تصور کیا جاتا تھا ۔

وہ وقت دور نہیں ہے - جبکہ اِسکے اندر ہر ایک قسم کی تکمیل ہو کر ہزاروں اور لاکھوں منوں کا بوجھ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جایا کرے گا - اور حضرت انسان کو نیسر اخطاب "فاتح ہوا" کا بھی ملجائے گا ۔

محمد امین - از مانچسٹر

اثبات واجب الوجود - مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے نے اِس کتاب میں باریتعالےٰ کی ہستی پر نہایت قابلیت سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس دنیا کے انتظام کے واسطے ایک منتظم حقیقی کا ہونا ضرور تھا - اِس کتاب کا مطالعہ آجکل کے زمانہ میں جبکہ ادھوری تعلیم مذہب کی طرف سے لوگوں کے خیال کو برگشتہ کر رہی ہے بہت مفید اور ضروری ہے - کتاب ہرہائی نس بیگم صاحبہ بھوپال کے اِسم سامی پر معنون کی گئی ہے - ہمیں امید ہے کہ مفتی صاحب کی محنت کی قوم سے داد ملے گی - قیمت ایک روپیہ - مفتی صاحب سے محل بھوپال کے پتہ سے مل سکتی ہی ۔

لباس

لباس کی تاریخ پتوں اور کھال سے شروع ہوتی ہے۔ جب دنیا وحشیانہ حالت میں تھی تو وحشی انسان سردی اور گرمی سے اپنے بدن کی حفاظت کرنیکے لیئے پتوں یا کھال کو اپنے بدن کے گرد لپیٹ لیتا تھا۔ اُس وحشی حالت سے جب انسان نے ترقی کی تو اس نباتات اور اُون کے کپڑے بُننے شروع کیئے۔ اور جوں جوں لباس پہننے کی عادت بڑھتی گئی۔ لباس نہ صرف جسم کی حفاظت ہی کیلئے ضروری ہو گیا بلکہ بدن ڈھکنے کا ذریعہ بھی بن گیا۔ اسوقت تک لباس نہایت سیدھا سادہ ہوتا تھا۔ اور اکثر تراش و خراش اور سلائی بالکل کم ہوتی تھی۔ تہذیب کی ترقی کے ساتھ لباس نہ صرف بدن ڈھکنے کا ہی ذریعہ رہا بلکہ باعث زینت اور زیبائش بھی سمجھا گیا۔ اور دن بدن لباس میں نئی نئی تراش و خراش ہوتی رہی یورپ میں جو کہ بہت ترقی یافتہ براعظم ہے ہر سال لباس کا فیشن بدل جاتا ہے جسکا اندازہ پرانے زمانہ کی اور آجکل کے یورپین مرد اور عورتوں کی تصویریں دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارا ملک ہندوستان نہایت ہی مفلس ملک ہے۔ ایک تو قدرتی وجوہات سے یعنی اِس ملک کے تین طرف سمندر ہے اور ایک طرف ایسا زبردست پہاڑ ہے کہ جسکو عبور کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اسی لیئے جب تک کہ جہازرانی میں کافی ترقی نہ ہوئی۔ ہندوالے نہ باہر گئے۔ نہ باہر والوں کو اندر آنے دیا دوسرے ہندوؤں کا مذہب محدود مذہب ہے۔ اور انکو کبھی غیر مذہب ملچھ قوموں کی فتوحات کا خیال

نہیں ہوا۔ گرد و پیش کے حالات کا اثر نہ صرف چال چلن پر ہوتا ہے۔ بلکہ لباس پر بھی ہوتا ہے۔ لہذا ہندوؤں کا لباس باوجود انکے ترقی یافتہ ہونیکے کچھ بہت نہ بدلا۔ اور جو مسلمان ہند میں آکر بسے۔ انہوں نے اپنا اور ان کا لباس ملا ہوا اختیار کیا۔ حتیٰ کہ دونوں میں بہت کم تفریق رہ گئی۔ اسکے بعد انگریز آئے اور انہوں نے اپنے لباس کا اثر ڈالا۔ مردوں نے تو بہت کچھ انگریزی لباس اختیار کر لیا ہے۔ لیکن عورتیں اب بھی اُسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ حقارت کی وجہ غالباً اب مذہبی تعصب یا مفتوح کا بغض نہیں ہے۔ بلکہ غالباً یہ ہے کہ دیسی عیسائی عورتیں جو عام طور پر دیکھنے میں آتی ہیں زیادہ تر سابق کم نیچ قوم سے ہوتی ہیں اور وہ انگریزی لباس کی نقل کرتی ہیں۔ اور انکو عموماً شریف زادیاں اسی حقارت سے دیکھتی ہیں جس طرح اُنکے مذہب بدلنے سے پہلے دیکھتی تھیں۔ اسلئے اُن کے لباس سے بھی کچھ بغض لگی ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں یورپین لباس ایک بے پردہ قوم کا لباس ہے اور انہیں کو خوب سجتا ہے۔ پردے دار قوم کے مطلب کا نہیں ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ شریف مسلمانوں کا لباس شروع میں زیادہ تر ایران سے اور کچھ عرب سے آیا۔ اور ہندی اثر سے بدلتے بدلتے اب یہ رہ گیا ہے۔ تنگ موری کا یا ڈھیلا فرشی پاجامہ۔ چھوٹے کپڑے یا کرتہ یا قمیص۔ وہ لائیڈ اور دوپٹہ۔ اسمیں ملک کے مذاق کے مطابق فرق ہوتا رہتا ہے مثلاً متذکرہ بالا لباس۔ دہلی لکھنؤ میرٹھ۔ آگرے کے گرد و نواح میں استعمال ہوتا ہے۔ پنجاب میں شتمن یعنی موریوں اور پنڈلی پر سے بہت تنگ اور اوپر سے بلدار اور ڈھیلا شلوار سے ملتا ہوا۔ کرتہ کے بجائے اکثر قمیص مروج ہے۔ اور اسکے اوپر جاکٹ یا واسکٹ بھی ہوتی ہے۔

پشاور اور سندھ میں کرتے ڈھیلے ڈھالے ہوتے ہیں۔ جھکے گریبان میں گھنڈی تکمہ ہوتا ہے اور شلوار پاجامے کے بجائے۔ بنگال یوپی۔ جنوبی ہند میں ساڑی استعمال ہوتی ہے۔ راجپوتانہ اور ممالک متوسط میں لہنگا اور چولی استعمال ہوتی ہے۔ پنجاب کے گاؤں میں عورتیں تہمد بھی استعمال کرتی ہیں +

اب ہمارے ملک کی ترقی یافتہ بہنیں اپنے قدیم لباس سے اُکتا گئی ہیں یا یہ کہ موجودہ ضروریات انہیں لباس کی تبدیلی پر مجبور کرتی ہیں۔ اسلیئے وہ ایک نیا لباس تجویز کرنا چاہتی ہیں +

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ لباس تین کام دیتا ہے۔ جسمانی حفاظت۔ بدن [illegible] زینت۔ نئے لباس میں ہمیں ان ضروریات کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ ہمارے [illegible] علاوہ اُن لباسوں کے جن کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ چند اور بھی نمونے موجود ہیں مثلاً بمبئی کے بوہروں اور خوجوں کا لباس خاص ترکی لباس۔ عربی اور ایرانی لباس کشمیری اور پہاڑی لباس چینی اور جاپانی لباس +

ہمارے ملک میں چونکہ پیشہ ور لوگوں میں تعلیم نہیں ہے۔ اسلیئے وہ مکھی پر مکھی مارنے میں تو خوب ماہر ہیں لیکن اُنہیں اختراع کی قابلیت بہت کم ہے۔ یہ کام اصل میں درزیوں یا مغلانیوں کا تھا کہ وہ کوئی نیا لباس عورتوں کیلئے نکالتے۔ اور اب بھی جو بیگم صاحب نیا لباس ایجاد کرنا چاہیں تو پہلے اُن کو متذکرۂ بالا لباسوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے +

میرے خیال میں ساڑی قابلِ تقلید لباس ہے۔ یو۔ پی۔ دکن اور بنگال میں مسلمان ہندو سب اس لباس کو استعمال کرتے ہیں۔ اس لباس سے تینوں ضروریات

پوری ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ساڑی سے بدن اچھی طرح ڈھکا رہتا ہے بلکہ جسم کی حفاظت کے ساتھ یہ لباس عورت کے حسن کو دو بالا کر دیتا ہے۔ موجودہ ہندوستانی ساڑی البتہ نہایت ہی لغو چیز ہے۔ اسمیں تمام جسم دکھائی دیتا رہتا ہے۔ پارسی ساڑی اچھی ہوتی ہے۔ اور اسمیں دن بدن نئی نئی ایجادیں ہوتی رہتی ہیں۔ ساڑی کے نیچے انڈر سکرٹ یعنی فرشی پاجامہ یا لہنگا پہننا احسن ہے۔ بعض بیگمات قومی وجوہ سے اس لباس کو پسند نہیں کرتیں اور اپنا قومی لباس چاہتی ہیں۔ قومیت کا احساس اچھی چیز ہے۔ لیکن اسکی زیادتی خیالات کو محدود کر دیتی ہے۔ لباس کا مسئلہ قومیت کی مبتذل حدود سے باہر ہونا چاہیئے۔ یورپ کا مردانہ لباس بلا تخصیص مذہب و ملک تمام مہذب دنیا کا لباس ہو گیا ہے۔ جو فرق ہے وہ بہت تھوڑا ہے اتنا فرق ہم بھی اپنی مسلمانی ساڑی میں رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً مسلمانی اور ہندوانی دکرکھے میں صرف سیدھے اُلٹے پردے کا فرق ہے۔ مسلمانی اور پارسی ساڑی میں بھی اسی قسم کا فرق رکھا جا سکتا ہے۔ اگر پارسی عورتیں داہنے ہاتھ کو آنچل ڈالتی ہیں تو مسلمان بائیں طرف آنچل ڈال لیا کریں۔ اتنی قومیت کی تخصیص کافی ہے بعض بہنیں یہ کہیں گی کہ یہ لباس خوشنما نہیں۔ لیکن میں انسے نہایت ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خود یہ معلوم نہیں کر سکتیں کہ کونسا لباس اُنپر پھبتا ہے کھائیے من بھاتا۔ اور پہنئے جگ بھاتا۔ عورتوں کی تو خبر نہیں مگر مردوں میں میں اور میرے بہت سے دوست اس لباس کو ترجیح دیتے ہیں۔

مشتاق

جاپانی لڑکے اور لڑکیاں

(نمبر ۱)

سوائے جاپان کے دنیا کے کسی ملک میں بچوں کا بچپن خوشگوار نہیں ہوتا۔ چونکہ جاپان میں والدین اپنی اولاد کی دیکھ بھال کو اپنا فرض منصبی خیال کرتے ہیں۔ اسلیئے وہاں کے بچے عموماً ہشاش بشاش پائے جاتے ہیں +

جاپانی لڑکے اور لڑکیوں کا مردوں اور عورتوں کی مانند چال ڈھال میں خوش خوش مزاج سنجیدہ طبع ہونا بلا مبالغہ ایک معمولی بات ہے۔ جب بچے کچھ کچھ بولنا شروع کرتے ہیں تو والدین انکو اسی وقت سے اپنی خواہشوں کو ضبط کرنے کی تربیت دیتے ہیں۔ تاکہ کسی تکلیف کے وقت رو کر یا آزردہ ہونے سے برانگیختہ نہ کریں اور کوئی معیوب حرکات وسکنات سے دوسروں کی طبیعتیں کو خراب نہ کریں۔ علاوہ اسکے خوشی کے وقت زور سے ہنسنا یا زیادہ آواز کرنا رذیل حرکات میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً جاپانی لڑکے اور لڑکیاں بڑے ہو کر بہت ہی سنجیدہ۔ نہایت سلیم الطبع اور ذی خلق ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ ہر بات میں مسکراہٹ ظاہر کرتے ہیں +

اس زمانے میں جبکہ یہ بچے بہت چھوٹے اور کم سن ہوتے۔ اور ابھی مدرسہ جانا شروع نہیں کرتے۔ طرح طرح کے کھیل کھیلتے ہیں۔ انکے کھیلنے کا کوئی خاص مقام نہیں ہوتا۔ اسلیئے ہر شہر اور ہر گاؤں میں راستوں پر ہی کھیلا کرتے ہیں

باہر ہوجاتا ہے کہ اپنے تئیں ایک مرد تصور کرنے لگتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اسکا کل لڑکپن آج دور ہو گیا +

جاپانی اپنے پاؤں میں موٹے سفید "تابی" (جرابیں) پہنتے ہیں۔ اگر ہم اسکو پاؤں کے دستانے کہیں تو کچھ غیر مناسب نہو گا۔ چونکہ ان جرابوں میں مثل دستانوں کے انگوٹھوں کے لیئے جا جدا خانے ہوتے ہیں۔ یہ "تابی" دونوں طرح سے کار آمد ہیں۔ کیونکہ جب باہر جاتے ہیں تو کھڑاؤں کے اندر جرابوں کا کام دیتے ہیں۔ اور جب گھر میں آتے ہیں تو بجائے سلیپر کے انکو استعمال کرتے ہیں۔ جب جاپانی مکان سے باہر جاتا ہے تو اپنے پاؤں میں اونچے اونچے کھڑاؤں پہن لیتا ہے۔ اور واپس ہو کر انہیں دروازہ کے پاس چھوڑ دیتا ہے صرف جرابوں سے ہی اندر پھرتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جاپانی اپنے مکانوں میں میز کرسیاں استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ ہر جگہ صاف فرش بچھا رکھتے ہیں۔ اسلیئے جوتوں سے پاک وصاف فرش کو خراب کرنا پسند نہیں کرتے۔ جاپانیوں کے لباس میں جیب نہیں ہوا کرتی۔ اگر کچھ اشیاء بازار سے خرید کریں تو انکو اپنی گون کی آستینوں میں بھر لیتے ہیں یا کمر کے پٹکوں میں ٹھونس لیتے ہیں۔ انکی آستینیں عموماً ڈھیلی ہوا کرتی ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیئے کافی گنجائش رہتی ہے +

عمدہ گون اور قیمتی پٹکے صرف مالدار ہی زیب تن کرتے ہیں۔ عام لوگ جنکو اس قسم کی چیزیں میسر نہیں ہوتیں۔ سادہ لباس پہنتے ہیں۔ جاپانی مزدور گرما کے موسم میں صرف ایک چھوٹا سا سوتی پاجامہ پہنکر اپنے کام پر چلا جاتا ہے۔ اگر ایسے موقع پر اسکی نظر کسی کانسٹبل پر پڑ جائے تو یہ فوراً اپنے نیلے رنگ کا سوتی کوٹ

پہن لیتا ہی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جاپان میں پولیس کے لوگوں کو ہدایت ہی کہ مزدوروں کو اس طرح برہنہ پھرنے سے منع کریں۔ ان مزدوروں کی عورتیں صرف سوتی گون پہنا کرتی ہیں۔ مزدوری پیشہ مرد۔ عورت کا پورا لباس از سرتاپا پنتالیس سین (تقریباً ایک روپیہ چھ آنے) میں تیار ہو سکتا ہی۔

(نمبر ۲)

جب جاپانی لڑکے اور لڑکیاں مدرسہ جاتے ہیں تو اپنے استاد کیا کو آواز کے ساتھ اندر سانس کھینچتے ہوئے بہت ہی جھک کر "باؤ" کرتے ہیں سلام کرنے کا یہ طریقہ غایت درجہ کی تعظیم میں داخل ہی۔ ہوا انکے جواب میں استاد بھی جھک کر باؤ کرتے ہیں۔ اسکے بعد بچے نیچے بیٹھکر اپنا سبق پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ انکی کتابیں دیکھنے سے تعجب ہوتا ہی۔ اگرچہ ان کتابوں کی تحریریں مغربی تحریروں کی مانند بائیں جانب سے شروع ہو کر دائیں جانب ختم نہیں ہوتیں بلکہ مشرقی زبانوں کی طرح دائیں جانب سے بائیں جانب لکھی جاتی ہیں۔ تاہم حیرت اس بات کی ہی کہ کتاب کے حروف بہت موٹے موٹے ہونیکے علاوہ اسکے سطر صفحہ کے عرض کی سیدھ میں ایک کے نیچے ایک نہیں لکھے جاتے بلکہ صفحہ کے طول کی سیدھ میں ایک کے بازو ایک لکھے جاتے ہیں۔ ہر طرح اجنبی ان کتابوں کو دیکھکر دنگ ہو جاتا ہے۔ جب لکھنے کا وقت آتا ہی تو بچے بجائے قلم کے برش استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ انکے پاس قلم نہیں ہوتے۔ اسلئے صرف برشوں کو سیاہی میں ڈبا کر ایک کے نیچے ایک حرف اس طرح بنانا شروع

کرتے ہیں کہ سطر شروع صفحہ کے سیدھے کونہ سے شروع ہو کر آخر صفحہ کے بائیں کونہ پر ختم ہوتی ہے۔ اگر کسی لفافہ پر پتہ لکھنا چاہیں تو لفافہ کو اُلٹا رکھکر شروع شہر کا اور سب سے آخر مکتوب الیہ کا نام اسطرح لکھتے ہیں جیسا کہ ذیل میں مثال دیجاتی ہے۔

(انگلینڈ۔ لنڈن۔ کنسنگٹن گارڈنز۔ براون جان مسٹر)

(دہلی۔ چاندنی چوک۔ الدین فضل مسٹر)

جاپانی بچے جسقدر مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں اسیقدر گھر میں بھی تربیت پاتے ہیں۔ مدرسہ میں یہ ریاضی جغرافیہ۔ تاریخ پڑھتے ہیں۔ اور گھر میں انہیں انکے والدین لوگوں سے ادب و اخلاق کے ساتھ پیش آنے اور چال وچلن درست رکھنے کے طریقے سکھلاتے ہیں۔ جاپانیوں میں دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ سیکھنا کچھ آسان بات نہیں ہے۔ صرف نیک خیالات نرمی۔ ملائمت واخلاق کے ہدایات ہی نہیں بلکہ ہرایک کے ساتھ طریقہ سلوک و برتاؤ و مدارج سلام و آداب "باؤ" کی پوری تعلیم دیجاتی ہے۔ اپنے سے بڑوں کو اور ہمسروں خوردوں کو مختلف طریقوں سے مختلف پیرایہ میں متعدد سلام کرنے پڑتے ہیں لڑکیوں کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ جاپانی لڑکی اپنے ہاتھ سے مہمان کو اس طریقہ سے چائے کا پیالہ دیتی ہے کہ دوسرا دیکھنے والا بہت آسانی کے ساتھ فوراً لڑکی و لڑکے میں تمیز کر سکتا ہے۔ بچوں کو اس قسم کے آداب کے مراتب اوائل عمری ہی میں سکھلائے جاتے ہیں۔ جن میں یہ کبھی غلطی ہونے نہیں دیتے۔

ہر جاپانی لڑکے کو اپنے بزرگوں کے سامنے چلنے جُھک کر باؤ کرنے گھٹنوں کے بل بیٹھنے اور زمین کو بوسہ دینے اور پھر اُٹھنے کے طریقے بتلائے

جاتے ہیں۔ ان آداب کے مراتب کو بچے اس قدر عمدگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں کہ اسکے گون میں ایک سلوٹ تک پڑنے نہیں پاتی۔ کھانیکے وقت دوسروں کو بہت ہی نزاکت کے ساتھ صحیح طور پر کالی یا پیالہ دینے کا طریقہ اور دعوت کے وقت لوگوں کے روبرو کھڑے رہنے کا طور۔ کمرہ میں داخل ہونے اور کشتی یا کٹورہ سیدھے ہاتھ سے لیجانے کا طرز ہر بچے کو سکھلایا جاتا ہے۔

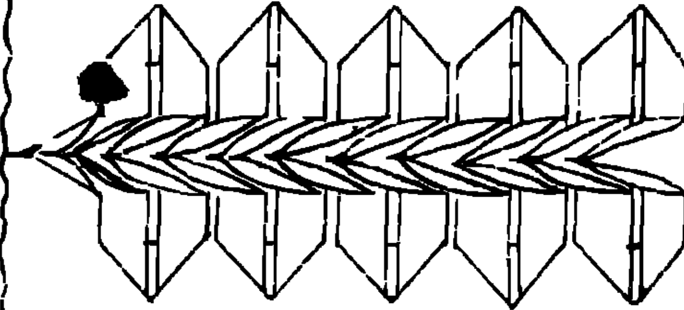
ایک مصنف لکھتا ہے کہ اسکو چند اشیاء خریدنے کی غرض سے کسی جاپانی شاپ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مالک دکان۔ اسکی زوجہ اور بچے سب کے سب اُسکے روبرو جھک پڑے۔ اسکے بعد اُنھوں نے ایک دو سالہ بچے کو جو اپنی بہن کی پیٹھ پر پڑا سو رہا تھا۔ نیند سے جگایا اور اسکو اس اجنبی جنٹلمین کی تعظیم کے لیئے اشارہ کیا۔ یہ بچہ بلا ناراضی اور رونے چلانے کے ہوشیار ہوا۔ اور فوڑا مطلب سمجھ گیا۔ اُنھوں نے اُسکو اُسکے قدموں پر بٹھلا دیا۔ اور نشت باؤ کرنا شروع کیا جسطرح اُسکے بزرگ اور عزیزوں نے کیا تھا۔ اسیطرح اس بچے نے بھی زمین کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد پھر وہ شال میں لٹا دیا گیا۔ جہاں وہ وہ فوڑا سو گیا۔

پھولوں کا جانا اور زیبائشی چیزوں کا سنوارنا بھی لڑکیوں کی تعلیم کا ایک ضروری جزو خیال کیا جاتا ہے۔ کمرہ میں ہر ایک چیز بہت خیال کیساتھ جائی جاتی ہے تاکہ آس پاس کی چیزوں کے ساتھ کچھ مناسبت پیدا ہو۔ پھولوں کے گچھوں کا چینی کے گلدانوں میں جانا ایک عقل و تمیز کا کام ہے۔ بچوں کو پھولوں کی ڈالیاں جمانے میں عمدہ خوبصورتی پیدا کرنے کے طریقے سکھلائے جاتے

ہیں۔ اور اکثر جاپانیوں کے گھروں میں اس ہنر کے متعلق کتابیں بھی پائی
جاتی ہیں۔ جنمیں پھول جمانے میں کمال حاصل کرنیکے لیئے نقشے اور قواعد مندرج
ہیں۔ اس کام میں زیادہ تر دلچسپی لینا ہر امیر غریب جاپانی کیلیئے ایک فطرتی
بات ہے۔ ایک مشہور صناع لکھتا ہے "میرے تعجب خیز تجربات میں سے ایک
تجربہ جسکو میں نے جاپانی صناعوں کی کوشش سے سیکھا ہے ذیل میں درج کیا
جاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ چند پنکھوں کی ڈنڈیاں خریدیں اور دوپہر کے
وقت انکو دیواروں پر جمانے میں مشغول ہوا۔ میرے پاس جو جاپانی لڑکا نوکر
تھا وہ بھی اسوقت کمرہ میں موجود تھا۔ جسوقت میں اپنے کام میں مصروف ہوا
میں نے کئی دفعہ اسکے چہرہ پر ایسے آثار پائے جو میرے کام کی نسبت
ناپسندیدگی ظاہر کرتے تھے۔ جب میں نے غور سے دیکھا کہ غیر موزونیت کیسا قہر ڈھانے
میں اسکو بے چینی ہو رہی ہے تو اسکا مطلب دریافت کیا۔ اس نے صاف طور سے
کہدیا کہ جس طریقہ پر میں جما رہا ہوں وہ اسکو ناپسند ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا تھا تو
پہلے ہی سے مجکو کہا ہوتا۔ اس نے جواب دیا۔ چونکہ آپ انگلینڈ کے صناع ہیں اسلیئے
میں نے آپکے کام میں دخل دینا نہیں چاہا۔ پھر میں نے پنکھوں کی ڈنڈیوں کا جمانا
اسکی مرضی پر چھوڑ دیا اور اس سے ایک عمدہ سبق حاصل کیا۔ اس نے اس کام کے
جمانے اور اندازہ کرنے میں دو گھنٹے صرف کیئے اور جب کام ختم ہو چکا تو اسکی کاریگری
بہت ہی عمدہ معلوم ہونے لگی۔ دیوار ایک تصویر کا نمونہ بن گئی اور دیکھنے سے ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک ڈنڈی صحیح اور مناسب مقام پر لگائی گئی ہے اور اسقدر درست ہے
کہ اگر انمیں سے ایک ڈنڈی بھی بدل جائے تو یہ حصہ غیر موزوں ہو جائے میں نے
سبق بہت ہی شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور ہمیشہ کیلیئے اس بات کا قائل ہو گیا کہ جاپانی کاریگر

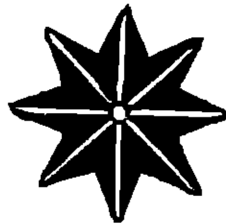
لہر اور دھنک کے پھول

لہر



کپڑے کے ٹکڑے پر باریک دھنک کو موڑ کر ریشم کے ڈورے سے ٹانکتے ہیں جتنی چوڑی بنانا چاہو اُتنی بن سکتی ہے۔ کپڑے پر لگاتے وقت یہ جس کپڑے کے ٹکڑے پر بنی ہوئی ہو اُسی کپڑے کو دونوں طرف سے موڑ کر ٹانک لیتے ہیں۔

دھنک کے پھول



دھنک کو موڑ کر ریشم کے ڈورے سے ٹانکتے ہیں۔ اسکے سب ٹانکے بیچ میں دیئے جاتے ہیں جب یہ تیار ہو جائے تو اسکے بیچ میں ایک ستارہ ٹانکتے ہیں اور کپڑے پر لگاتے وقت اسکی نوکیں ٹانک لیتے ہیں +

خورشید جہاں بیگم۔ سورت

کم بولنا

پیاری بہنو! میرا خیال ہے کہ عورتوں کے واسطے ضرور ہے کہ کم سخن اور نرم گفتار ہوں - اور بلا ضرورت ہر کس و ناکس سے باتیں نہ کریں۔ ممکن ہے مردوں کے واسطے بھی یہ اچھی چیز ہو۔ مگر میں اُن ہی خاص فائدوں کا ذکر کرتی ہوں جو صرف عورتوں کو کم سخنی کے باعث حاصل ہوتے ہیں۔ اوّل لوگوں کو اُسکے کلام سننے کی خواہش بہت ہوتی ہے۔ دوسرے سخن چینیوں کو بہت کم موقع ملتا ہے کہ کوئی الزام اُسپر لگائیں۔ تیسرے غیبت کرنے یا مضحکہ کرنے کی عادت نہیں پڑتی۔ چوتھے جھوٹ بولنے سے بچاؤ رہتا ہے۔ پانچویں رعب داب بڑھتا ہے۔ قدر و عزت زیادہ ہوتی ہے۔ برعکس اسکے جو عورتیں زیادہ بک بک کرتی ہیں اور باتونی ہوتی ہیں وہ بہت بے وقار اور اکثر ذلیل و خوار ہوتی ہیں۔

ہم لوگوں کو جس مجلس میں خواہ وہ شادی کی ہو یا غمی کی جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو اُسمیں تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے جاہل اور ناسمجھ بیویاں زیادہ ہوتی ہیں۔ اور بسا اوقات ایسی مجلسوں میں زیادہ بات چیت کرتے کرتے آپس میں جھگڑا و فساد ہونے لگتا ہے۔ اگرچہ اُس جھگڑے کی کوئی نہ کوئی اصلیت اور خاص وجہ بھی ضرور ہوتی ہے۔ مگر عموماً بک بک ہی اُس جھگڑے کا باعث ہوتی ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب ہمکو بوجہ بے علمی کے اچھی باتیں جن سے فائدہ ہوسکے کرنی نہیں آتیں۔ اور باتیں کرنے کا شوق موجود ہے۔ تب آخر یہی باتیں

کریں گی کہ فلاں کی بی بی کیسی ہے۔ اپنے گھر کا کام کاج کیسا کرتی ہے
اپنے عزیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ اور اُسکے رشتہ دار عورت
و مرد اُسکو کیسا سمجھتے ہیں۔ اور جب گفتگو کا آغاز ہوا تو انجام میں یا تو اُسکو بھلا
کہیں گے یا بُرا۔ اگر اُسی مجمع میں کوئی مُنہ پھٹ نے والا ہوا تو اُسیوقت جھگڑا
موجود ہوا۔ یا ہوتے ہوتے وہ بات ایک کے مُنہ سے دوسرے تک اور
دوسرے سے تیسرے تک غرض اُس تک جا پہنچتی ہے جسکا ذکر تھا۔ لہٰذا وہ
یا تو خود جھگڑنے کو آموجود ہوتی ہے یا اپنے گھر کے مردوں کو خاطر خواہ
مشتعل کر کے جھگڑنے بلکہ لڑنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اس طرح عورتوں کے
آپس کی بات چیت سے مردوں کے دلوں میں کدورت آجاتی ہے۔ اور
طرح طرح کی خرابیاں عزیز و اقارب میں پڑجاتی ہیں۔ تاہم اِس تقریر سے میرا
یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل مُہر خاموشی منہ پر لگائی جائے۔ اور موقع و محل پر
بھی چُپکے ہی رہنے کی عادت اختیار کیجائے۔ اور باوجود ضرورت کے بات
نہ کرے یا چُپ رہکر کوئی الزام اپنے ذمہ لگالے۔ بلکہ یہ کہ بولنے کیوقت چپ
رہنا اور چپ رہنے کیوقت بکنا دلیل نادانی و حماقت ہے۔

تراب النساء بیگم قاریہ

ہمارے دانت

معزز بہنو! تم میں بہت کم ایسی ہونگی۔ جنکے اصلی دانت صاف چمکدار اور تندرست ہیں۔ ورنہ بہت سی بہنیں ایسی نکلینگی۔ جنھوں نے خواہ لاپروائی سے یا خواہ ایک میں احتیاط نہ کرنیسے اپنے دانت خراب کر دیئے یہ تم جانتی ہوگی۔ کہ وہ چہرہ جسکے دانت اِدہر اُدہر پھیلے ہوئے ہوں خوبصورت نہیں کہا جا سکتا اسلیئے میں دانتوں کے متعلق کچھ لکھتی ہوں +

اصلی اور نقلی (یعنی بنے ہوئے) دونوں قسم کے دانتوں کے واسطے ایک ہی طرح کی احتیاط ہے۔ یعنی اُنکو صاف رکھنا ہندوستان میں اعلیٰ ذات کے برہمن ایک گھنٹہ کے قریب صبح اُٹھکر دانتوں کی خدمت کرتے ہیں گو یہ وقت زیادہ ہے مگر یہ طریقہ اختیار کرنیکے قابل ہے +

دانتوں کا برش اور ٹھنڈا پانی مضبوط دانتوں کے واسطے اچھی چیز ہے اگر دانت کمزور نہوں تو سخت برش ہونا چاہیئے کمزور ہوں تو برش نرم اور پانی کنکنا۔ چاک مٹی بھی دانتوں کو چمکانے کے لیئے مفید ثابت ہوئی ہے +

میری رائے میں ہر کھانیکے بعد دانت برش سے صاف کر لینے چاہئیں تاکہ روٹی کے ٹکڑے اور بوٹی کے تُش دانتوں میں رہنے نہ پائیں صاف مُنہ سے مراد خوشگوار سانس سے ہے کہ برابر بیٹھنے والے کو سانس لینے سے بُو نہ آئے۔ رات کو سوتے وقت بلاناغہ دانتوں کو برش سے صاف

رکے سونا چاہیئے تاکہ میل کچیل جمنے نہ پائے +

مٹھاس کی کثرت دانتوں کے واسطے اچھی نہیں ہے۔ دانتوں کی بابت میں ایک ڈاکٹر کی رائے ہے کہ ذرا سخت چیز شروع ہی سے بچوں کو دینی چاہیئے تاکہ دانت کام کرنے کے لائق بنیں اور عادی ہوں۔ دانتوں کو ہر قسم کی آفت سے بچانے کا اصلی وقت بچپن ہی ہے۔ اگر ہم اس طاقت کا جو موجود ہے استعمال نہ کرینگے تو وہ طاقت غارت ہوجائے گی۔ گوشت کھانے والے جانوروں سے بچو۔ دیکھو کسطرح ہڈی بھنبھوڑتے ہیں۔ گو انہیں زیادہ نہیں ملتا مگر دانت مضبوط ہوتے ہیں اور یہ مشق مفید ہوتی ہے +

دانتوں کی احتیاط رات کے وقت اور صبح دانتوں کو ضرور صاف کرو۔ اور ایک دفعہ دن رات میں نمک سے دانت ضرور مانجھ لو۔ برش کو پسے ہوئے نمک پر رکھ لو وہ کافی ہوگا +

دانتوں کی احتیاط میں تین باتیں خاص طور پر لحاظ کے قابل ہیں۔ اوّل یہ کہ شروع ہی سے اِن سے اچھی طرح کام لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ سرد گرم چیزوں کو نہ ملانا چاہیئے۔ ابھی تو ایک چیز نہایت ٹھنڈی کھائی۔ اوپر سے نہایت گرم کھالی تیسری چیز دانتوں کی احتیاط سے غفلت ہے۔ اگر دم بھر کو بھی غفلت کی اور کچھ کھانے کے بعد دانت صاف نہ کئے۔ اور کوئی ذرہ دانتوں میں رہ گیا تو جڑیں اور مسوڑے سب خراب ہونے شروع ہوجائینگے +

ہندوستانی ربڑ کا برش بہت مفید اور قابلِ اطمینان ہے +

(ترجمہ)

غریب رشتہ دار

ایک ایرانی شاعر اور نہ صرف شاعر بلکہ فلسفی اور حکیم کا مقولہ ہے کہ تمام مخلوق آپس میں ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔ جسطرح ایک انگلی میں پھانس لگ جانے سے آدمی کا تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ اسیطرح اگر کسی شخص کو کوئی تکلیف پہنچے تو ہر وہ شخص جو سچ مچ کا شخص ہے اُسکی تکلیف سے بیقرار ہو جائے۔ اور جس طرح پھانس کے نکالنے کی تدبیر میں درد کا علاج زخم کو اچھا کرنیکی کوشش کیجاتی ہے۔ اسیطرح جب ایک انسان اپنے ہی جیسے انسان اور اپنے ہی جیسے خدا کے بندے کو مصیبت میں گرفتار۔ آفت میں پھنسا۔ دقتوں میں گھرا دیکھے تو جو کچھ بھی ممکن ہو اُسکے چھٹکارے کی تدبیریں کرے ورنہ اس انسان سے جو اشرف المخلوقات ہونے کا مدعی ہے وہ بے زبان بے عقل اور بھولے بھالے جانور ہزار درجہ بہتر ہیں جو اپنے بھائی بندوں کی مصیبت پر چیختے چلاتے بھی ہیں روتے دھوتے بھی ہیں۔ موقع ہو تو دشمن سے لڑنے بھڑنے کو بھی موجود۔ اور ضرورت پڑے تو مقابلہ کیواسطے سینہ سپر ہونے کو تیار۔ غنیم کا پیچھا کرنے میں انہیں عذر نہیں۔ دشمن پر وار کرنے میں انہیں خوف نہیں۔ برادری کی حمایت وہ لیں قوم کی پاسداری وہ کریں۔ عزیزوں پر جان وہ چھڑکیں تو بے وفا انسان انکی ہمدردی سے یہ فائدہ تو اُٹھائے کہ جال میں تیتریں رکھکر تیتر پھانسے جنگل میں ہرن چھوڑ کر ہرن مارے۔ اور پنجرے میں لال ڈالکر لال پکڑے مگر اپنی ہمدردی کا

...ت تے تو رخ نہ کرے منہ پھیرے۔ اُس رستے نہ چلے ۔ وہ نام نہ لے ۔

بس تم سے بہتر اور بدتر سے بدتر یعنی اشرف المخلوقات اور ارذل المخلوقات کا

مقابلہ ہمدردی کے معنی اچھی طرح بتا دے گا ۔

کوا | او خبیث ایسا کہ لاکھ ہنکاؤ اور ہزار مارو اِدھر اُدھر اُڑا۔ پھر وہیں موجود
ظالم ایسا کہ ننھا بچہ بلکتا رہ جائے اور یہ ہاتھ سے بوٹی اُچک سیدھا چھپے
...یاں چیں چیں کر رہی ہیں اور اپنے بچے کو پنجہ میں دبا کا گرم کر لیا۔ سیانا اتنا
کہ انڈے اٹھانے کی کوئی ترکیب نہ سوجھی تو چونچ سے چھید کیا اور اڑا دیا تھا
خبیث۔ ظالم۔ سیانا۔ مکار سب ہی کچھ سہی۔ مگر کس کے ساتھ۔ دوسروں کے
ساتھ۔ اتنا بُرا جانور بھی غور سے دیکھو تو اپنوں کا عاشق اور قوم کا شیدا۔ آنکھوں
دیکھی بات ہے۔ ایک شخص جانوروں کی بولی بولنے میں کمال رکھتا تھا۔ کوٹھے پر
چڑھ بغل میں گردن ڈال جو کائیں کائیں کی آواز لگائی تو خدا جھوٹ نہ بلائے
دو سو کوا آموجود ہوا ۔

بندر | اس سے زیادہ شریر اس سے بڑھ کر سنگدل کیا کوئی ہوگا۔ بیٹا
...ے بچے گھونسلے سے نکال دکھا دکھا کر کھائے اور ڈکار تک نہ لے۔ ہشیار ایسا کہ
دو گز بھر کی زنجیر گلے میں ڈال کھونٹی سے باندھ لکڑی لیکر کھڑے ہو جاؤ۔ لاکھ
جتن کر ڈالو یہ مار کھانیوالا نہیں مطلبی اتنا کہ کھانے کی چیز ہاتھ سے لیلے لو کیا
مجال جو دانت لگ جائے۔ مگر ایک بچہ تو پکڑ کر دیکھ لو۔ فوج کی فوج آموجود
ہوئی۔ آن کی آن میں گھر بندروں سے بھر جائیگا ۔

چڑیا | یہ تماشا تو سب نے دیکھا ہوگا۔ ماں باپ بچے کو اُڑنا سکھاتے ہیں

ابھی ننھے ننھے پروں میں اتنی طاقت نہیں کہ دو چار منٹ ہوا میں ٹھیر سکیں بچہ کچھ اُڑ رہا ہے کچھ پھدک رہا ہے۔ کونے سے اُڑا انگنائی میں آیا۔ انگنائی سے اُڑا طاق میں جا بیٹھا۔ جو کہیں کسی کی نظر پڑ گئی اور بچہ کو پکڑ لیا تو بیسیوں چڑیاں آ موجود ہونگی۔ اور چیں چیں کرکے گھر سر پر اُٹھا لیں گی +

کوّے۔ بندر اور چڑیا پر کیا موقوف ہے۔ ہرنوں کا حال سنا ہوگا۔ ڈاڑھ کی ڈاڑھ پڑی سوتے اور ایک کھڑا پہرا دے۔ ذرا کھٹکا ہوا اور اس نے سب کو جگایا شروع جاڑے میں کونجوں کو دیکھو۔ کسطرح قافلہ کا قافلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ روانہ ہوتا ہے۔ لنگوروں کی سیٹی مشہور ہے۔ جہاں شیر کی صورت دیکھی اور ایک نے سب کو چونکا کیا +

جانوروں کی انسانیت تو یہ کچھ پر افسوس انکی ہمدردی کو رات دن دیکھنے والا انسان محض اس وجہ سے کہ عقل نے اسکو ان بے عقلوں سے اشرف کردیا اتنا خودغرض ہوجائے کہ حاجتمند اپنی مصیبت کا ذکر اسکے سامنے روئے اور وہ ٹھٹھے لگائے۔ بھوکے اسکا منہ تکیں اور وہ ڈٹ ڈٹ کر کھائے اور آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے۔ چلے کے جاڑے میں معصوم بچے انسان کے بچے اکڑے ہوئے پھریں سُکڑے ہوئے لیٹیں مگر اسکا دل نہ پسیجے۔ پڑوسی فاقے کریں۔ ہمسائے بھوکوں مریں عزیز دکھ بھریں۔ دوست تکلیف اُٹھائیں۔ مگر اسکے کان پر جوں نہ چلے بدنصیبوں کی داستان اس کان سُنے اور اُس کان اُڑا دے۔ جو لوگ آسرے لگا لگا کر دور دور سے آئیں وہ آس لیکر پہنچیں مایوس ہوکر لوٹیں۔ امید لیکر آئیں ناامید ہوکر جائیں +

عقلمندوں کا خیال ہے کہ انسانی طبقہ میں عورت مرد سے زیادہ رحمدل ہے
وہ ہمدردی کا پتلا اور انسانیت کی دیوی ہے۔ اسکے پہلو میں ایسا دل ہے جو
دوسروں کی تکلیف کا فوراً اثر ہوگا۔ اسکے منہ پر ایسی آنکھیں ہیں جو بہت جلد
ہمدردی کے آنسو بہادیں گی۔

مگر ہمیں یہ دیکھکر تعجب تو کیا افسوس ہوتا ہے کہ غریب رشتہ داروں کے
ساتھ مرد تو مرد عورتوں کے تعلقات بھی نفرت کے قابل ہیں۔ کیا تعریف اُس لڑکی
سے غیروں کو ہوسکتی ہے جو اپنے حقیقی رشتہ داروں کے دُکھ درد میں شریک ہونا
تو درکنار ہاتھ تک نہ بٹائے اور محض اسوجہ سے کہ وہ غیروں کی طرح اُسکی خوشامد
نہیں کرسکتے صرف اسلئے کہ وہ اُسکا ہاتھ تکنے والوں کی مانند اُسکی [illegible] نہیں
کرتے۔ فقط اسواسطے کہ وہ جھوٹ موٹ اُسکی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔ وہ
غیروں سے بدتر سمجھے جائیں۔ لفتے زکوٰۃ خیرات کے مستحق ہوں اور اپنے ایک
ایک پیسہ کو محتاج رہیں۔ شادی بیاہوں میں ملنے جلنے میں کھانے پینے میں
آنے جانے میں عزت ہو تو اُنکی جنکے پاس چار پیسے ہیں خواہ غیر ہی کیوں نہوں
اور ذلت ہو تو اُنکی جو غریب ہیں چاہے اپنا خون ہی کیوں نہ ہوں۔ کتنے بڑے
افسوس کا مقام ہے کہ حقیقی بھائیوں کی بیٹیاں ایک تہوار کے [illegible] ایک تو
کی روٹی۔ کوئی چھوٹی کوئی موٹی اور بہت والی اس سبب اور صرف اس سبب
کہ انکو خدا نے دے رکھا ہے۔ سگے چچا کی بیٹی بن ٹھن [illegible] اسلیئے کہ وہ فقیر
ملتے ہوئے آنکھ چرائے اور بات کرتے ہوئے شرمندہ ہو۔

کیا یہ غریب رشتہ دار اپنے پیاروں کے پیارے نہیں؟ کیا ان کی مدد انکی

عزت انکی خاطر انکی تواضع انسانیت کا فرض نہیں ؟ کیا انکی ذلت اپنی ذلت نہیں ؟ کیا وہ عورت عزت سے دیکھی جاسکتی ہے جو سونے میں نہیں ہیروں تک لدی ہوئی ہو اور اُسکے عزیز بھیک مانگتے پھریں ؟ کیا وہ محفل امیروں کی محفل ہے جسمیں ایک کے سر پر کارچوبی دوشالہ ہو اور باقی بیچاریاں رضائی کے چیتھڑے اوڑھے ہوں ؟ اور کیا وہ خاندان معقول خاندان کہلائے گا جسمیں ایک بہن کے دروازے پر ہاتھی جھولیں اور دوسری کے دروازے میں ثابت کواڑ بھی نہوں ؟ خاندانی عزت کی لاج شخصی عزت سے بہت زیادہ ضروری ہے۔ غریب رشتہ دار امیر ملاقاتنوں سے زیادہ عزت کے مستحق ہیں۔ خدا برکت دیگا اُس بہو کے گھر میں جو بجائے ڈیڑھ روپیہ گز کا کپڑا پہننے کے آٹھ آنہ گز کا آپ پہنے گی اور آٹھ آنہ گز کا بیوہ نند اور غریب دیورانی کو پہنا کر چار بیویوں میں بیٹھے گی۔ اور سچے زیور سے آراستہ ہوگی وہ بیٹی جو چار سو روپیہ کا جھومر لگا نیکے بدلے اپنے اُن رشتہ داروں کا پیٹ بھرے گی اور عزت کرے گی جو حاجتمند ہیں۔ گو دنیا کو اِن بہو بیٹیوں کی نیک خصلتوں کا علم نہ ہو مگر آسمان پر فرشتے اُن کی تعریف کرینگے ۔

راشد الخیری

خریداران عصمت جبتک نمبر خریداری تحریر نہ فرمائیں گے اُنکے خطوں کی تعمیل کا دفتر ذمہ وار نہیں۔ براہ کرم آیندہ ہر خط پر اگر وہ رسالہ کی شکایت یا پتہ کی تبدیلی کے واسطے ہو نمبر خریداری جو پتہ کے اوپر لکھا رہتا ہے ضرور درج کریں ہر مہینہ کا رسالہ چونکہ اسی مہینے کے پہلے ہفتہ میں دفتر سے روانہ ہوتا ہے اسلئے پندرہ تک انتظار کرنیکے بعد اگر رسالہ نہ پہنچے تو دفتر کو اطلاع دیں ۔ منیجر عصمت دہلی

چاند کے عجائبات

ہم سب دیکھتے ہیں کہ چاند ایک روشن اور منور چیز ہے۔ لیکن اسکی روشنی چاند سے کم ہے۔ پیشتر ہم سب چاند و دیگر ستاروں کی نسبت بہت کم جانتے تھے۔ ملک یورپ اور ہیئت والوں نے دریافت کیا ہے کہ زمین مثل نارنگی کے گول ہے۔ اور اسی طرح چاند۔ سورج اور جتنے ستارے ہماری نظر سے گزرتے ہیں مثل نارنگی کے گول ہیں۔ آج میں چاند کے کچھ حالات لکھتی ہوں +

چاند کی روشنی آفتاب سے بہت کم ہے۔ اگرچہ چھ کروڑ تینتیس لاکھ چاند اکٹھے کیے جاویں۔ تب کہیں آفتاب کی روشنی کو پا سکتے ہیں۔ چاند زمین سے چھوٹا ہے۔ لیکن وہ آفتاب کے برابر اسواسطے نظر آتا ہے کہ بہ نسبت اور ستاروں کے چاند زمین سے سب سے زیادہ نزدیک ہے۔ چاند ہماری زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔ چاند کا قطر (یعنی وہ خط جو چاند کے مرکز سے ہوتا ہوا اسکی سطح تک گیا ہے) ۲۱۶۰ میل ہے +

چاند میں تین قسم کی حرکتیں ہیں۔ اوّل محوری (جس سے چاند میں دن رات ہوتے ہیں)۔ چاند اپنے محور پر ۲۷ دن ۷ گھنٹہ ۴۳ منٹ میں گھوم جاتا ہے +

دوسری حرکت چاند میں دوری ہے (جس سے موسم تبدیل ہوتے ہیں) چاند کی حرکت محوری اور حرکت دوری دونوں برابر ہیں۔ یعنی جتنے عرصہ میں چاند ایک مرتبہ

زمین کے گرد گھوم جاتا ہے استنے ہی عرصہ میں وہ اپنے محور پر گھوم جاتا ہے +

چاند میں ایک تیسری قسم کی حرکت ہے جو ہماری زمین میں نہیں یعنی چاند زمین کے ساتھ آفتاب کے گرد بھی گھومتا ہے۔ جس سے چندر گرہن اور سورج گرہن واقع ہوتے ہیں +

آجکل کے ہیئت دانوں نے ایسی عمدہ عمدہ دوربینیں ایجاد کی ہیں جن سے اگر کوئی روک درمیان میں نہ ہو تو تین کروڑ میل کی چیز نظر آسکتی ہے۔ افریقہ کے رصدخانے میں ایسی دوربین ہے جس سے مریخ و زہرہ بہت ہی صاف نظر آتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہوگا کہ فرانس کی نمائش میں ایک ایسی دوربین لائی گئی تھی۔ جس سے چاند بہت ہی صاف نظر آتا تھا۔ اُسوقت چاند کے قدرتی مناظر کا اچھے طور سے مشاہدہ کیا گیا +

چاند کے سیاہ داغ اصل میں پہاڑ۔ غار وغیرہ کے نشانات ہیں۔ چاند بھی کسی زمانہ میں ہماری دنیا کی طرح آباد و سرسبز و شاداب تھا۔ اور سمندر۔ دریا پہاڑ وغیرہ مثل ہماری زمین کے موجود تھے۔ لیکن چاند کی سرزمین میں قیامت اپنا اثر دکھا چکی ہے۔ اب چاند میں بجز گہرے غاروں اونچے پہاڑوں لق و دق میدانو کے کچھ باقی نہیں +

چاند بذاتِ خود منور نہیں۔ بلکہ اُسکو یہ روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے اب سے بہت پہلے جبکہ ہم لوگ بہت کم سیاروں کی نسبت جانتے تھے اہل یونان نے یہ دریافت کر لیا تھا کہ چاند بذاتِ خود روشن نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ چاند ایک تاریک کرہ مثل زمین کے ہے یعنی یہ بھی آفتاب کی روشنی کا محتاج ہے۔

اور لوگ حسب ذیل رائیں اُسکے ثبوت کیواسطے پیش کرتے تھے ۔

اوّل اگر چاند خود ہی روشن ہوتا تو چھوٹا بڑا ہرگز نہ نظر آتا یعنی ہلال اور کمالت نہ ہوتی بلکہ ہمیشہ مثل سورج کے منور رہتا ۔

دوم یہ کہ آفتاب ہمیشہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ میں ضرور نظر آتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں سنا گیا کہ آفتاب سارے جہان میں نہ نکلا ہو۔ برخلاف اسکے قمری ماہ کی ۳۰ یا ۲۹ تاریخوں کو چاند سارے عالم کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہی۔ اگر وہ مثل آفتاب کے منور ہوتا تو ہمیشہ نظر آتا ۔

اب رہا یہ امر کہ چاند کبھی ہلال اور کبھی بدر کی صورت میں نظر آتا ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ اثنائے گردش ماہواری میں کبھی چاند کا رخ اور کبھی اُس کی پشت زمین کی طرف پڑ جاتی ہے۔ جسوقت کہ پورا روشن حصہ سامنے رہتا ہی اُسوقت تمام چاند نظر آتا ہے۔ لیکن جب چاند کی پشت زمین کی طرف ہوتی ہے اور اُسکا روشن حصہ آفتاب کی طرف ہوتا ہی۔ اُسوقت ہم سب اُسکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ اور یہ حالت ۲۹ تاریخ کو ہوتی ہے۔ اُسکے بعد جب قمر اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے تو اہل زمین کو ہلال کی شکل میں نظر آتا ہے ۔

ہمشیرہ محمد یوسف الزمان صفوی

ماں (چھ برس کی لڑکی سے) بیٹی یہ کیسی بری بات ہے کہ تو کبھی میری بات پر دھیان نہیں کرتی۔ ہمیشہ اِس کان سنتی اور اُس کان اُڑا دی ۔

بیٹی ۔ اماں۔ تو پھر یہ دو کان اللہ نے دیئے ہی کس لیئے ہیں ۔

سیر یورپ

۳۰- جون (سلسلہ کے لئے ستمبر کا پرچہ ملاحظہ ہو) ۱۹۰۸ء

جلد لنچ کھا کر تیار ہو گئے اور شاہی گارڈن پارٹی میں ریل سے ونڈسر کیسل کی طرف چلے۔ ابر اور ہوا بند ہونے سے بارش کا خوف تھا۔ اسلئے ویسے ہی موزوں لباس پہنے۔ ریل گاڑیوں کا خاص انتظام تھا۔ جن میں سوائے اول درجہ کے اور درجے تھے ہی نہیں۔ نو ہزار دعوتیں دی گئیں اور اخباروں سے معلوم ہوا کہ سات ہزار لوگ شریک تھے۔ ہر دس منٹ کے بعد سپیشل گاڑی روانہ ہوتی تھی۔ اس حالت میں پولیس کا کیا انتظام ہو سکتا ہی۔ مگر پھر بھی قابل تحسین ہے۔ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی پولیس اس پولیس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ اور یہ بات عام طور پر مانی ہوئی ہے۔ سٹیشن پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ ہم اپنے درجہ میں بیٹھ گئے اور سیر کرتے ہوئے۔ نظارہ دیکھتے ہوئے چلے۔ جہاں تک نظر پہنچا۔ سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ آدھے گھنٹہ میں منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اس موقع پر سیکڑوں گاڑیاں بادشاہ کی طرف سے مہمانوں کی خدمت میں حاضر رہتی ہیں۔ جتنی موجود ہیں۔ انکی گاڑیاں خاص شاہی ہوتی ہیں اور انکے علاوہ ونڈسر شہر میں جتنی گاڑیاں بہم پہنچ سکتی ہیں وہ بادشاہ اپنے تصرف میں لاتے ہیں انکی شناخت کی علامت یہ ہو کہ کوچبان کے بازو پر شہر نہ فیتہ ہوتا ہی۔ مہمان ریل سے اترتے ہی گاڑی پکڑنے دوڑتے ہیں

بہت سے پیدل بھی چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ محل دو یا تین منٹ کے فاصلے
پر ہے۔ ہم بھی اِدھر اُدھر گاڑی کے لیئے دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص
آیا۔ اور حضور کو پہچان کر ایک عمدہ گاڑی جو الگ کھڑی تھی لایا۔ اور ہم سوار ہو کر
چلے۔ شاہی باغ سے گزر کر ایک حصہ پر گاڑی رُکی۔ اور ہم اُتر کر اُس جگہ گئے جہاں
مہمان اپنے لبادے اُتار کر رکھتے تھے۔ ہم نے بھی چلکے کلوک اُتارے۔ ہنوز
ہم وہاں سے باہر آئے بھی نہیں تھے کہ کسی نے للکارا۔ اور پھر کر میں نے
دیکھا کہ لیڈی جرسی آئیں اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملیں۔ لارڈ جرسی سے
بھی ملاقات ہوئی۔ لیڈی نارتھکوٹ کے متعلق دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی آئی
ہیں۔ گویا مہمانوں کا دریا اُمنڈ رہا تھا۔ ہزاروں موجود تھے۔ ونڈسر محل ذرا
بلندی پر واقع ہے۔ اِسکے اردگرد سبزی اور باغ دیکھ کے جی باغ باغ ہو گیا۔
محل سے لگا ہوا بہت بڑا چبوترہ ہے۔ اور اس چبوترے کا زینہ نیچے باغ
تک پہنچا ہے۔ بہت ہی وسیع پارک ہے جو اس موسم میں زمرد کے ٹکڑے کی
طرح دکھائی دیتا ہے۔ رونق دار منظر تھا۔ صبح کا تمام غبار دور ہو کر چمکتی دھوپ
نکل آئی تھی۔ اور ہوا بھی دلچسپ اور موزوں سردی سے بھری ہوئی۔ زینہ کے مقابل
کوئی تین سَو قدم دور بادشاہ اور شاہی خاندان کے لیئے خیمے نصب کیئے تھے
اسکے سامنے ایک شامیانہ لگا ہوا تھا۔ اس شامیانہ کی ہمیشہ نہایت تعریف
لکھی جاتی ہے۔ مگر مجھے کوئی خاص بات انوکھی نہیں معلوم ہوئی۔ معمولی چاندی
کے ستونوں پر کسی قسم کی سرخ جھالردار چھینٹ لگی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ چیز
بادشاہ اپنے ساتھ ہندوستان سے شوق سے لائے تھے۔ زینہ سے خیمے تک

پہنچے کے لیئے کوئی پچاس قدم چوڑی گھانس کی روش صاف اور اُسکے دونوں جانب مہمانوں کی صف جمی ہوئی تھی۔ کوئی چوکیوں پر متمکن تھے۔ کوئی کھڑے تھے۔ کوئی ٹہلتے تھے۔ خوبصورت لباسوں میں ملبس تھے۔ مگر ایبکٹ کی ہمسری نہیں ہوسکتی تھی۔ مقررہ وقت پر شاہی خاندان کا جلوس محل سے نکل کر دو رویہ مہمانوں کی صف کے درمیان سے گزرتا ہوا اُس خیمے میں جانیوالا تھا۔ تمام خلقت اسی کی منتظر تھی۔ تقریبًا ہر قدم پر کوئی نہ کوئی شناسا مِلتا تھا۔ جہاز کے ہمسفر دونوں بشپ اور انکی بیبیاں ملیں۔ ہندوستانی رئیس بھی موجود تھے انکے لباسوں سے ورا مجلس میں چمک تھی۔ نیپال زمرہ نرالا ہی سب ہے موتیوں کی واسکٹیں پہنے ہوئے تھے۔ سب کے سب لشکری لباس میں تھے ٭ (باقی آیندہ)

ماں کی دولت اور خوشی:۔ اس سلسلہ کی یہ نو آخری تصویریں ہیں۔ محبت کے مختلف رنگوں کا تصویر میں ظاہر کرنا اور واقعات کی ہو بہو تصویر اتار دینے میں قابل مصور کی استادی داد کی مستحق ہے۔ محبت کا جوش مامتا کی معنی اولاد کی قدر و منزلت جو ان تصویروں میں دکھائی گئی ہے وہ قلم کے بس کی نہیں۔ انہیں مامتا کے حُسن دل کا ایک ایک حرف پڑھ سکتی ہیں۔ اُسکو ان قیمتی منظر کا لطف اُٹھا سکتا ہے۔ مگر زبان اسکے معنی ادا نہیں کرسکتی۔ یہ ہی ہے وہ دولت جس سے بہتر دنیا میں کوئی دولت نہیں۔ اور یہ ہی ہے وہ سچی خوشی جسکے آگے دنیا کی سب خوشیاں ہیچ ہیں ٭

کام کی باتیں

چمنی صاف کرنیکا طریقہ۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ اُبلتی ہوئی پتیلی کی بھاپ چمنی کے اندر پہنچا دی جائے۔ اِسکے بعد ایک اُجلے کپڑے سے صاف کی جائے۔ اور اوپر سے ایک نرم کاغذ پھیر دینا چاہیئے۔

ٹوٹے ہوئے چینی کے برتن جوڑنیکا مسالحہ۔ انڈے کی سفیدی اور خالص چونہ دونوں ملا کر ٹوٹے ہوئے برتن کے کناروں پر اچھی طرح لگا کر دونوں ٹکڑے جوڑ دو۔ اور کئی دن تک ہاتھ نہ لگاؤ۔

آگ سلگانا۔ اگر سیل کی وجہ سے چولہے میں آگ نہیں سلگتی تو تھوڑی سی مٹی منگا کر رکھ لو۔ اور چولہے میں ڈال دو۔ فوراً آگ بھڑک اُٹھے گی۔

آئینہ کے دھبے چھڑانیکی ترکیب۔ بہت تیز سرکہ آگ پر چڑھا دو جب خوب جوش کھانے لگے۔ ایک کپڑا اُس میں ڈال دو۔ اور اُس سے آئینہ رگڑ رگڑ کر صاف کرو۔

رنگ بنانیکی عجیب ترکیب۔ ہلدی کو نیل کے ساتھ ملانے سے رنگ سبز۔ گہرے شہاب میں رنگ کر نیل دینے سے رنگ عباسی۔ گلابی رنگ میں رنگ کر ہلکا نیل دینے سے فاختئی۔ اور نیل میں تھوڑی سی سُرخی دیکر پھٹکری ڈالنے سے رنگ سوسنی ہو جائے گا۔

(ترجمہ)

نماز

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۝

اور پڑھتے رہو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے

اے جوانی کی طاقت اور چار دن کی دولت پر گھمنڈ کرنے والے انسان! اے وہ انسان جسکو لاچاری اور مجبوری کی حالت میں ایک روز دنیا سے کوچ کرنا ہے ذرا اس ارشاد پر بھی نگاہ رہے۔ یہ کسکا حکم ہے۔ اُس بادشاہ کا جو زمین آسمان کا بادشاہ۔ اُس مالک کا جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کا مالک۔ اُس حاکم کا جو بادشاہوں کا بادشاہ۔ مالکوں کا مالک اور حاکموں کا حاکم۔ اے اپنی ہستی کو بھول جانے والے انسان۔ محسن حقیقی کے احسان کو بھلا دینے والے انسان تجھ سے فرما رہے ہیں۔ تجھکو حکم دے رہے ہیں کہ قائم کر نماز +

یہ تو خوب اچھی طرح ظاہر ہے کہ وہ خدا ئے برحق جو حکم دے رہا ہے۔ ہماری عبادت کا محتاج نہیں۔ ہمارے خدا کہنے سے اُسکی خدائی کو چار چاند نہ لگ جائینگے ہمارے سجدہ نہ کرنیسے اُسکی خدائی کو بٹہ نہ لگیگا انسان اگر غور کیے تو خدا کے حکم کا ایک ایک حرف اِسکو بتادے گا۔ جو کچھ کہا جارہا ہے میرے ہی فائدہ کو۔ کیا دن بھر سست اور بیکار پڑا رہنے والا آدمی۔ کیا بے غل و غش سونیوالا انسان اِس حکم کی تعمیل کرنیسے بحال نہ ہوجائے گا۔ جو وقت وہ ہاتھ منہ کہنیاں اور پاؤں دہو کر فارغ ہوگا تو کیا یہ سات گھنٹہ کی سستی اس سے دور نہ ہوجائیگی

کیا دن بھر کے گرد و غبار میں کام کرنے والا مزدور ایک بچے دریا میں سے نہا کر نکلے
جو اُس سر نو تر و تازہ نہ ہو جائے گا۔

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں اور منافقوں میں سب
سے بڑی تمیز صرف نماز کی ہی ہے۔ اگر ایک محفل میں تیس بیویاں بیٹھی باتیں کر رہی
ہوں اور اذان کی آواز سُنکر مسلمان بیویاں بھی غیر مسلموں کی طرح باتوں میں صرف
رہیں تو ان میں اور اُن میں کیا فرق ہوا۔ جو پاک بندے اس فرض کو فرض سمجھتے ہیں
اور نماز کے وقت عاجزی اور انکسار کے ساتھ اُنکے حضور میں حاضر ہوتے ہیں انکے دل سے
پوچھو کہ اس فرض کے ادا کرنے کے بعد کیا خوشی ہوتی ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم
اللہ وجہہ جب نماز کا وقت آتا تو کانپنے لگتے۔ چہرہ کا رنگ بدل جاتا۔ لوگ کہتے
کہ امیر المومنین یہ کیا کیفیت ہے۔ جواب دیتے کہ اس امانت کا وقت آگیا جسکو آسمان
زمین۔ پہاڑ کسی سے نہ اٹھایا۔ اور انسان نے اٹھالیا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ وضو کے وقت
اسقدر روتے اور ڈرتے کہ بدن میں رعشہ پیدا ہو جاتا۔ ایک دفعہ بیوی نے کہا کہ یہ
آپ کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ فرمانے لگے تمہیں نہیں معلوم کہ کسکے حضور میں حاضر ہوتا ہوں
حضرت عمرؓ کے حالات میں لکھا ہوا ہے۔ آپ ایک دفعہ فرمانے لگے افسوس ہے اُن مسلمانوں
پر جنکی عمر اسلام کے دعوے میں بسر ہو گئی اور ایک نماز بھی ادا نہ کی۔

اس شخص سے زیادہ احسان فراموش کون ہو سکتا ہے جو مسلمان ہو کر نماز نہ پڑھے
اور اُس وقت کو بھول جائے جب خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ آجکل جاڑے کے موسم
میں صبح کی نماز پڑھ کر جس قدر دل خوش ہوتا ہے اور ساتھ بدن میں جو چالاکی آتی ہے
وہ نماز پڑھنے والوں سے پوچھو۔ حضور اکرم صلعم فرماتے ہیں [illegible] وہ شخص [illegible]

مدِ امداد

ستمبر کے عصمت میں جب ہم نے بہن مریم بیگم صاحبہ کا اپیل درج کرکے ناظرین عصمت کو اس بیوہ کی مدد پر متوجہ کیا ہے جو انقلاب زمانہ کی سچی تصویر ہے تو یہ لکھدیا تھا کہ باوجود اکثر بہنوں اور بھائیوں کی خواہش کے ہم اس قسم کا کوئی فنڈ کھولنے کیواسطے تیار نہ تھے۔ لیکن ایک ایسی خاتون جو کل تک چار بہنوں میں ملکر بیٹھنے کے قابل تھی جسکا ہاتھ کسی سے نیچا نہ تھا۔ اور جسکی آنکھ کسی سے شرمندہ نہ تھی۔ آج زمانہ کے ہاتھوں اپنی شان کھو کر انہی بہنوں کی دست نگر اور محتاج ہے جو اُس کو عزت سے دیکھتی تھیں جو کل تک دوسروں کے ساتھ سلوک کرتی تھی۔ آج اُسکے اپنے بچے یتیم ہو کر ملتے کررہے ہیں۔ جو خود ملازموں اور درزیوں سے کپڑے سلواتی تھی۔ آج ایک ایک کی محتاج اس لیئے کہ راضی ہے کہ کوئی درزی کی دکان سے اسکو سلائی کے کپڑے لادے۔ قرضہ کا تقاضا اُسکے دل پر کچوکے دیتا رہتا ہے لوگ اُسکی مدد کے واسطے تیار ہیں۔ مگر وہ اپنے مذہب کی محبت میں غیروں کی مدد اس لیئے منظور نہیں کرتی کہ اس مدد کی تہ میں کوئی غرض پوشیدہ نہ ہو۔

ہماری رائے میں اسوقت بھی اور اب بھی یہ بدنصیب اتنا حق رکھتی تھی کہ ہم اُسکی داستان مصیبت مسلمانوں کے کانوں تک پہنچادیں۔ اب یہ اُسکی تقدیر کہ ناظرین عصمت نے اُس کی طرف کافی توجہ نہ کی۔ گو بعض بہنوں اور بھائیوں نے بہت کچھ ہمدردی ظاہر کی۔ اور اپنی اپنی حیثیت کے موافق مدد بھی کی۔ مگر افسوس چندہ کی یہ مقدار قابل اطمینان نہیں۔ اسکا ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ قرضہ کا روپیہ ناظرین عصمت ادا کرینگے۔ اور عصمتی بہن بھائی ملکر اس بدنصیب کو قرضہ کی اذیت ناک مصیبت سے رہائی دلائیں گے۔ مگر اسکا ہمیں تعجب ہے کہ جن بھائی بہنوں کی مدد کا ہمیں یقین تھا اور ہے وہ کیوں خاموش بیٹھے ہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم اُن ہمدردانہ خطوط کا ذکر کریں جو ناظرین عصمت نے اس بارے میں لکھے ہم اپنی دو محترم بہنوں این ایچ صاحبہ بجری آباد اور سلطان بیگم صاحبہ پشاور کے دو خطوں کو اسلئے نقل کرتے ہیں کہ بہنوں کی رائے ایک دوسری کے خلاف ہے۔

این ایچ صاحبہ فرماتی ہیں "عنوان بالا کی سرخی سے ایک اڈیٹوریل مضمون نکلا ہے جس کے پُر زور دلائل و رقت خیز الفاظ نے یہ اثر ذہن نشین کرادیا ہے کہ ہر شخص کو مدد کرنا چاہیے۔ مجھے اس مضمون و نیز چند معزز بیگمات کی اِس تحریک سے کہ ایک فنڈ ایسا قائم ہو جو بیکسوں کی مدد کرے اتفاق نہیں ہے۔ اخباروں میں اِس مذاق کی خبروں کا ہونا غیر ضروری ہے۔ بیٹی کے بیاہ کیلئے

امداد شخصی - حاجت روائی کی اپیل - کسی قرض کی ادائیگی کی ضرورت - یہ سب اسی قسم کی باتیں ہیں کہ ان کا تعلق اخبار سے نہ ہونا چاہیئے - یہ کیا خیال کر کے سکوں کہ ان حاجتمندوں کی مدد نہ کرو - بلکہ بجائے اسکے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو اب تک شخصی امداد کے حصول کا مروج ہو چکا ہے ۔

زین لیکچ صاحبہ کا مضمون طویل ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس فنڈ سے صرف سکھ سے دہلی کے مستفیض ہو سکتے ہیں یا دیگر شہر کے غربا بھی؟ اس صورت میں کوئی اعتراض نہیں - اس صورت میں یہ مشکل ہو کر درخواستوں کا موزوں انتخاب کیونکر ہوگا - کوئی وجہ نہیں کہ سکریٹری نٹ خریطہ اخبار کی سفارش پر امدادی روپیہ نہ بھیجے - اس غریب قوم کا کوئی ویلفیئر فنڈ خالی نہیں اگر سب کے اپیل دربار عصمت میں گزرنے لگیں تو کیا امید ہو سکتی ہے - آجکل نام نمود شیپ ٹاپ زیادہ ہے - اسپر ایڈیٹر صاحب کی قلم توڑ تحریک اپنے پرچوں کے قریب خواہ کس آدمی پر پڑھا دیا جائے ۔

محترمہ بہن سلطان بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں :-

دس روپیہ روانہ کرتی ہوں واقعی ایسی شریف محتاج بیبیاں خیرات کی مستحق ہیں - جہاں تک ہو سکے سب کو ملکر ان غریب بی بی کی امداد کرنی چاہیئے - اگر زکوٰۃ کے روپیہ میں سے کچھ ماہوار کر دیں تو خاصا سہارا ہو جائے ۔

میں یہ روپیہ زکوٰۃ میں سے بھیجتی ہوں آیندہ سے انشاء اللہ دو روپیہ ماہوار بھیجا کرونگی جن بی بی کی امداد کے لیئے اپیل چھپا ہے شاید یہ - - - - - - میں پچھلے مہینہ میں بھی میں نے انکو کچھ رقم ایک اللہ کی معرفت بھیجی تھی ۔

اسکے ساتھ ہی عصمت کے کرمفرما خان بہادر محمد اشرف صاحب پولیٹکل کے خط کا خلاصہ جسکا ایک ایک حرف ہمدردی میں ڈوبا ہوا ہے درج کیا جاتا ہے ۔

اگرچہ لاہور و دیگر مقامات میں یتیم خاتون کی نسبت بہت کچھ کیا جاتا ہے - لیکن آجکل شریف گھرانوں کی مصیبت زدہ خواتین کے واسطے اب تک کوئی تحریک نہیں دیکھی گئی - مجھے ہمیشہ اس امر کا خیال رہا - اور بہت کوشش بھی کی کہ انکی اصلی حالت کا پتہ لگ جائے لیکن ہوا خدا بھلا کرے بہن مریم بیگم صاحبہ کا کہ انہوں نے اس طرف توجہ کی - اور کچھ حال معلوم ہوا ۔

زمانہ کی خود غرضی نے ہمکو یہاں تک پہنچایا مسلمانوں کی ہمدردی - فیاضی - رحمدلی اور ایک دوسرے پر جان دینا کیا ہوا - اللہ اکبر - کیا حالت ہو گی - ان شریف زادیوں کی جنکے اُن کے سر پر سے چھتے - آباد گھر سونے ہو گئے اور مصیبت و تنگدستی نے نازوں رولایا - لیکن

اُف تک نہ کی۔ دستِ گدائی نہ پھیلایا۔ اپنی آن اور شرافت کی پکّی بزرگوں کے نام پر مرنے والیاں پردے میں خاموشی سے بچوں کو پالا اسی مصیبت میں جان دی اور کسیکو خبر تک نہ ہوئی کہ ان پر کیا گزری۔ وا سے برحال آں جو مصیبت میں جان دیتی ہیں اور انکی مصیبت کسی کو معلوم نہیں شکر ہے اب تو مسلمان بیدار ہیں کوشش کرینگے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ بیوگان اور حاجتمند خواتین کی امداد کی ایک مستقل تحریک کیجائے۔ اب جو محترمہ مریم بیگم صاحبہ نے اوّل تحریک کی۔ اور ایسے ہی حاجتمند خواتین کے واسطے فنڈ کھولے جانے کی تحریک کی تو ضرور ہے کہ اسکا اعلان اچھی طرح کیا جائے تاکہ دوسرے بھائی بہنوں کے کان تک یہ صدا پہنچ جائے۔ میں ہمیشہ کوشش کروں گا اور مجھے انکی کامیابی کی پوری اُمید ہے کہ مستقل طور پر ایک بہت بڑا فنڈ قائم ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اسوقت مصیبت زدہ بہن کا سارا قرضہ ادا کرنیکے قابل میرے پاس روپیہ نہیں۔ بیس روپیہ بھیجتا ہوں۔ اور جبتک پورا قرضہ ادا ہو اسیقدر یا زیادہ ماہوار روانہ کرونگا۔ ایسی مصیبت زدہ بہنیں اور بھی ہونگی۔ انکی حالت سے آگاہی پاکر مطلع کریں میں نے قریب اسی روپیہ کے جمع کر لیا ہے۔ انشاءاللہ عنقریب سو روپے سے کچھ زیادہ جمع کر کے روانہ کروں گا ۔

مکرمہ بہن رابعہ سلطان بیگم صاحبہ کا خط خاص طور پر قابل ذکر ہے جسکی چند سطریں ہم درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا ان دونوں بچوں کی عمر دراز کرے اور بزرگوں کے زیر سایہ انہیں پھلنا پھولنا نصیب ہو۔

مصیبت زدہ بہن کا حال سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دل لرز گیا۔ خدا کسیکو اس طرح بے والی وارث نہ کرے۔ میں نے یہ پرچہ چھوٹی بہن [illegible] اور دونوں بچے عصمت کو پڑھ کر سنایا۔ ننھے ننھے معصوم دل پر اتنا اثر ہوا کہ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اور اپنی اپنی جیب سے ایک ایک اٹھنی اس مصیبت زدہ بہن کے لئے لا کر دی۔ یہ ننھا چندہ بھیجتے ہوئے اور بھی زیادہ قابل ہے کہ مہینہ ختم ہونے کی وجہ سے انکے پاس بس ایک اٹھنی رہ گئی تھی۔ میں نے امتحاناً چاہا کہ اب اگر کسی چیز کی خواہش ہوئی تو کیا کرو گے کہنے لگے ہمیں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ ہماری خواہش [illegible] بچوں کی صورت [illegible]

ان خطوط کے علاوہ اور جو خطوط آئے ہیں [illegible] چندہ کی [illegible] ساتھ درج ہیں۔ ان میں سے ایک ایسے بزرگ [illegible] بھیجکر [illegible] صاحب [illegible] نیک نفس [illegible] نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔

ان بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں [illegible]

[illegible]سروں کو ترغیب دیکر ثواب میں داخل ہوئے۔ ہم اپنی محترم بہن این ایچ صاحبہ تحریک با[illegible]
[illegible]خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر خان بہادر محمد اشرف علی صاحب پوپلزئی کی تجویز سے
[illegible]ناظرین عصمت نے اتفاق کیا۔ تو ہمیں اس فنڈ کے مستقل کرنے کی ضرورت ہوئی تو
[illegible]اس مد سے فائدہ اٹھانے کا حق تمام دلّی کی حاجتمند خواتین کو نہیں بلکہ ہر جگہ کی خواتین کو
حاصل ہوگا۔ ناظرین عصمت کا صرف یہ کام ہوگا کہ اگر کسی مصیبت زدہ خاتون کا انہیں علم
[illegible]وہ ہمیں ازراہ مہربانی اطلاع دیدیں یہ ہمارا فرض ہوگا کہ ہم وہاں کے خواہ کسی مسلمان حاکم
[illegible]حضرات میں کو تکلیف دیکر یا خود جاکر کسی طرح سے اپنا اطمینان کرلیں اور اطمینان کے
[illegible]بعد مصیبت زدہ پردہ نشینوں تک انکی خیرات پہنچادیں جو انکی خدمت کرنی چاہتے ہیں
[illegible]افسوس ہے ہم بہن این ایچ صاحبہ کی اس رائے سے متفق نہیں کہ ملک کے ہر حصے سے اس
[illegible]سالہ میں مدد نہ لی جائے جنکا تعلق مقامی ہو۔ یہ اصول مدرسوں وغیرہ کے واسطے ضرور قابل
تسلیم ہے۔ لیکن حاجتمندوں کی امانت میں یہ اصول مدنظر رکھنا کسی طرح مناسب نہیں۔ جہاں
تک ہم سے [illegible] معاملہ میں عام رائے پر کام کرتا ہے۔ ناظرین عصمت مہربانی فرماکر خان بہادر صاحب
کی تجویز اور این ایچ صاحبہ کے خط کو ملاحظہ فرماکر اپنی رائے سے مطلع فرمائیں ۔

۱۰۔ تاریخ تک جو روپیہ اس فنڈ کا بینک میں وصول ہوا ہے اسکا حساب اسطرح ہے

	روپیہ	
وہ روپیہ جسکا اکتوبر میں اعلان ہوا	[illegible]	
اصول سابق	[illegible]	
جناب محمد حیات صاحب پرکمپور	للعہ	منشی لطافت حسین صاحب، سید رضا حسین صاحب، [illegible]، مولوی محمد یٰسین صاحب، منشی [illegible] صاحب، منشی [illegible] صاحب، شیخ عالم صاحب، [illegible] صاحب، محمد عبدالشکور صاحب
[illegible] عبدالغفور خان صاحب [illegible]	[illegible]	امداد وصول کرکے [illegible] تعلیم [illegible]
[illegible]		

[illegible]

نام	رقم	کیفیت
معلوم الاسم صاحب	عـــه	سود اتارنیکے لیے نوٹ یا روپیہ بھیجا جائے ممکن ہو کہ یہ ادا قرض اتارنیکے لیے کچھ یا پوری مدد بعد میں دے سکوں
جناب ہمشیرہ صاحبہ صاحبزادہ سید الظفر خان صاحب و بیگم صاحبہ محمد محفوظ اسد خان صاحب	عـــه	اس کار خیر میں جو اظہار ہمدردی بہن صاحبہ نے کیا ہے میری طرف سے شکریہ ادا کیجئے
جناب منشی سید عنایت حسین صاحب	ـــے	"
جناب بت باوا الٰہی بخش صاحب کشمیر	ـــے	ایک روپیہ والد صاحب کا ۔ ایک چھوٹی بہن غلام فاطمہ کا اور ایک میرا
جناب مسٹر رضا اسد صاحب پشاور	عـــه	
- - - - میباج	عـــہ	
- - - - -	عـــه	راز
جناب رابعہ سلطان بیگم صاحبہ	عـــه	صفیہ بیگم سلمہا ۔ میر ممتاز علی خان سلمہ ۔ خاکسار
جناب ہمشیرہ صاحبہ عبد القیوم صاحب لاہور	عـــہ	
- - - - -	عـــه	بہت بہت
جناب سید امیر شاہ صاحب کیمبل پور	عـــہ	مولوی محمد اسحٰق صاحب ۔ ڈاکٹر شیخ فضل الٰہی صاحب ۔ ماسٹر غلام محمد صاحب ۔ مولوی غلام رسول صاحب ۔ مولوی بہادر علی صاحب ۔ سید امیر شاہ صاحب
- - - -	عـــه	احمد علی خان صاحب ۔ مولوی نصرت اسد خان صاحب ۔ مولوی میر برکت علی صاحب ۔ اہلیہ خاکسار ۔ خاکسار
مس صاحبہ شفقت علی خان صاحب میر منشی بھوپال	عـــہ	مد امداد میں جمع کیجئے ۔
جناب خان بہادر محمد اشرف خان صاحب پولیٹیکل	عـــه	
میزان کل - - - -	۱۴	

بزم عصمت

ایک شرطی انعام۔ اگر خریداران عصمت کی
اب تک عصمت پر اتنے کے مضامین کی تعداد بجائے
۱۰ کے بیس ۲۰ جنوری تک مقرر ہو۔ اور چونکہ بیشتر ان
میں تحریر کی طرح رضا مند ہو سکتے ہیں۔ صرف خرید کر
دلچسپ لگا ہوا مصروری ہو۔ اسلیئے مردوں کو بھی اجازت
دی جاتی ہے کہ وہ بھی اس مضمون پر لکھنے کی تکلیف گوارا
فرمائیں ہمکو اس بات سے تعلق ہونے میں عذر نہیں
اسلئے ہم اپنی محترمہ بہن مسز مشتاق احمد صاحبہ زاہدی کی
اجازت سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ خریداران و ناظران
نگاران عصمت میں سے جو صاحب ۱۵ جنوری ۱۹۱۱ء تک ہمکو
مضمون بھیجیں گے بے شک بے قبول ہوگا اور اُس
کمیٹی میں پیش کر دیا جائیگا جسکے ممبران کا اعلان نمبر
میں ہو چکا ہے جو قابل انعام مضمون کا فیصلہ کریگی۔

حسب وعدہ رومال بھیجا جاتا ہے مہربانی فرما کر محترمہ
احمد النساء بیگم صاحبہ کی خدمت میں ارسال فرما کر ممنون
کیجئے۔ جنہوں نے میرے مضمون بال زردہ کی تائید میں
مضمون تحریر فرمایا ہے + لیس بیگم آپکی بہن

رومال پہنچا اور بہن صاحبہ کی خدمت میں بھیجدیا گیا
بہن صاحبہ آپ کا شکریہ ادا کرتی ہیں + (ایڈیٹر)

بجواب استفسار حیدرآبادی بہن

بالوں کی دانت کو کسی تہہ پیالی ڈالکر گھسیں اور
اسمیں خالص شہد ملا کر لگانا چند روز جہاں چندلا
ہو گیا ہو یا بال کم ہو گئے ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد
بال نکل آئینگے + مسز محمد حبیب الدین

ایک حیدرآبادی بہن کو مانگ میں بال کم
ہونیکی شکایت ہے۔ انکے لیے یہ نسخہ مجرب
ہے۔ ببول کا گوند۔ سرسوں چھلی ہوئی۔ تینوں چیزوں کو
ہم وزن لیکر ایک پیسیں۔ اور مانگ میں تل کا
تیل لگا کر دن میں تین چار دفعہ کیں۔ یہ نسخہ کم سے کم
ایک مہینہ استعمال کرنا چاہئے + مسز محمد رفیق اللہ

ایک نسخہ یہ ہے کہ اگر ناریل کو جلا کر اسکی راکھ تیل میں
ملا کے لگائیں تو فائدہ ہوگا۔ اور کیلیں دفع
کرنے کا علاج یہ ہے کہ ہر ہفتہ تیسرے روز چاول کا
دھویا ہوا پانی منہ پر ملیں اور خشک ہونے کے بعد

صاف پانی سے دہو لیں ۔

دختر نواب مولوی بشیر الدین احمد صاحبہ

عصمت کو ہفتہ وار یا دوسرا ہفتہ وار جاری کرنے کی نسبت جو خطوط آئے ہیں متعدد کثرت سے ہیں کہ اس مرتبہ انکے درج ذیل گنجائش نہیں۔ آئندہ پرچہ میں درج ہونگے ۔

جن بہنوں نے ستمبر کی پہیلی کا جواب کیرالا اور کلیان لکھا ہے۔ اور صحیح ہے ان کے اسم گرامی درج کیے جاتے ہیں۔ بیگم صاحب نمبر اول بذریعہ قرعہ اندازی کی مستحق ہیں جو جلد روانہ ہوگا ۔

مرمان۔ بنت محمد شفاعت علی خاں صاحب بھوپال۔ بنت الرحمن صاحب کمشنر۔ بشیر محمد عثمان صاحب بھوپال۔ مسز رحمت اللہ صاحب حیدرآباد۔ بنت نواب محمد ہدایت حسین خاں صاحب ... بی دختر نواب مولوی بشیر الدین احمد صاحب دکن۔ ہمشیرہ عبد القادر صاحب ماہرہ۔ زہرہ بیگم صاحبہ ... اور مسز محمد حسن صاحبہ۔ مسز سید حسن رضا صاحبہ ... دکن۔ محمود سلطان صاحبہ گجرات۔ مسز محمد یوسف الزماں صاحب ناو۔ مسز محمد وحید الدین صاحب کرنال۔ ایک خاتون صاحبہ از بچہ ایوں۔ بنت حفیظ اللہ صاحب ایڈیٹر۔ حفیظ خاتون صاحبہ چشتی فتحپور۔ ہمشیرہ عبدالحلیم خاں صاحب کانپور۔ ایس بی بیگم صاحبہ پٹیالہ۔ والدہ مصطفیٰ اشرف سلمہ بے پورہ۔ ح د بیگم گرمتی ۔

مرسلہ ان عصمت میں سے جو بہنیں اس پہیلی کو حل کرینگی انکو بذریعہ قرعہ نمبر اول ایک کتاب بطور انعام دی جائے گی۔ میں پانچ حرف کا لفظ ہوں۔ اور ایک بہت بڑے بادشاہ کا نام ہوں۔ پہلا اور آخر کا حرف ... سے انتہا پادری ہیں سرفراز ہوں۔ اور دوسرا حرف نکال دینے سے ہندی کا بہت اچھا ... ہوں۔ چوتھا پانچواں حرف ملانے سے ... ہوں ۔

اگر کوئی بہن یہ پہیلی جانتی ہوں کہ سینا ... گئی حل ہوسکے تو مطلع فرمائیں ۔

ہمشیرہ سید انور علی شاہ

ممیرے کا سرمہ

تصدیق جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ نزول غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پال جانا۔ خارش وغیرہ وغیرہ۔ اکثر ڈاکٹر و حکیم صاحبان اور دوسرے لوگ جو آنکھ کے دکھوں میں اس سرمہ کا استعمال کر چکے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے [illegible] [illegible] مفید ہے قیمت سلائی [illegible] [illegible] قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے [illegible] ممیرے کا سرمہ [illegible] [illegible] [illegible]

المشتہر [illegible] [illegible]

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ سرمہ [illegible] [illegible] ایک [illegible] اور مفید دوا ہے [illegible] امراض کے لیے [illegible] آنکھوں سے [illegible] کمزوری [illegible] چونکہ [illegible] اس کا استعمال مفید [illegible] جہاں ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی چیز کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لیے میں بلا شک و [illegible]

دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے سرمہ [illegible] مفید ہے (دستخط) ڈاکٹر ایم ایل ساگل صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ [illegible]

(۲) جناب [illegible] صاحب [illegible] میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہ [illegible] کمزوری چشم کے لیے بہت مفید ہے میری آنکھیں [illegible] کرنے سے معذور ہو گیا تھا [illegible] استعمال سے [illegible] تمام [illegible] کام کر سکتا ہوں [illegible]

پانچ ہزار روپیہ انعام	اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ [illegible] ثابت کرے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا [illegible] لاہور کے بینک میں اسی غرض کے لیے [illegible] جمع کیا گیا ہے۔

قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ

عالیجناب شمس العلماء مولوی حاجی حافظ مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور جنہوں نے اس حمائل شریف کا مع عربی ریویو تحریر فرمایا کہ جناب فاضل مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب نے جس حسن و خوبی و عجیب و غریب صنعت سے اس حمائل شریف کو لکھا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ علاوہ ازیں یہ حمائل شریف جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم الخط کے مطابق لکھی گئی ہے۔ اس کی تصحیح کے لئے میں نے اس حمائل شریف کو اول سے آخر تک پڑھا اور صحیح پایا۔ اس کی لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ہیں [illegible] میں سفارش کرتا ہوں کہ اس اعجاز صنعت حمائل شریف کو بطور تبرک ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنا چاہئے

نیز مندرجہ ذیل جلیل القدر علمائے کرام بھی تمام مسلمانوں کو اس کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں

(۱) قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کا معجزہ تو مشہور ہی ہے مگر یہ
(۲) مسلمان کو معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ یہ بھی معجزہ صنعت تحریر ہے۔
(۳) چنانچہ حمائل شریف اعجاز صنعت جس کا یہ اشتہار دیا گیا ہے
(۴) صفحات میں اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں یعنی درمیانی سطر
(۵) سے اوپر اور نیچے پانچ پانچ سطریں ہیں اور صنعت تحریر یہ ہے
(۶) کہ اس حمائل شریف کے تمام صفحات میں ہر ایک صفحہ کی درمیانی سطر
(۷) سے اوپر والی پانچوں سطروں کا نیچے والی سطروں سے مقابلہ کیجئے
(۸) ہر صفحہ میں جن جن حروف سے اوپر والی سطریں شروع ہوتی ہیں انہی
(۹) حروف سے نیچے والی سطریں شروع ہوتی ہیں اور درمیانی چھٹی سطر کا
(۱۰) مقابلہ مقابل کے صفحہ کی درمیانی چھٹی سطر سے کر دیکھئے آپ سچ کہتے ہیں کہ
(۱۱) سارے قرآن شریف میں ایسی صنعتی تحریر کا ہونا معجزہ قرآن نہیں تو اور کیا ہے؟

شمس العلماء مولوی عبدالحکیم صاحب صدر انجمن نعمانیہ پروفیسر فارسی دار العلوم مشرقی و فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور
شمس العلماء قاضی میر احمد صاحب [illegible] اعلیٰ معلم علوم مشرقی سنٹرل ماڈل سکول لاہور
جناب مولوی علاؤ الدین صاحب صدیقی پروفیسر [illegible]
جناب مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور
جناب مولوی محمد باقر صاحب پروفیسر عربی [illegible] کالج لاہور
جناب مولوی محمد شفیع صاحب [illegible]

ایک سو روپیہ نقد انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو ثابت کرے کہ حمائل شریف اعجاز صنعت کی مندرجہ ذیل خوبیوں کے علاوہ کسی قسم کا [illegible] استعمال کیا گیا ہو۔ اعجاز صنعت حمائل شریف [illegible] سے پہلے [illegible]

ہدیہ حمائل شریف مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:- مولوی حکیم غلام محی الدین ناظم [illegible] اشاعت [illegible] لاہور

عصمت

جلد ۵   یعنی   ۱۹۱۰ع

شریف ہندوستانی بیبیوں کیلئے

اردو میں

پاکیزہ خیالات علمی اور ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ذخیرہ

ہر انگریزی مہینے میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اور

ہر پرچہ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے

قلم سے مضامین اور مشہور مقامات و مناظر کی تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے

شیخ محمد اکرام ایڈیٹر

مسز محمد اکرام جائنٹ ایڈیٹر

سالانہ چندہ والیان ریاست سے … رؤسا سے … عام شائقین … روپے معہ محصول ڈاک

خواتین ہند کے لئے نعمت عظمیٰ!

جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب نے دہلی میں مدرسہ طبیہ زنانہ و شفاخانہ زنانہ قائم کر کے مستورات ہند کی
اس مصیبت کو دور کرنے کا انتظام فرمایا ہے جو بیچاری مستورات کو فرط حجاب کی وجہ سے قابل طبی امداد ملنے سے
پیش آتی ہے۔ ہندوستانی دواخانہ دہلی اسی مدرسہ و شفاخانہ کو اپنی آمدنی دیتا ہے۔ اس دواخانہ کی ایک غرض یہ بھی
ہے کہ طب یونانی اور فن بدنی کی وہ ادویات جو ہمیشہ کام میں آتی ہیں نیز خاص خاص مجربات اور جو حکما کی بیاض
میں محفوظ چلی آتی ہیں بہت صحیح طریقہ پر تیار کرے اور خالص دوا نہ ملنے کی عام شکایت کو دور کرے۔ ذیل
میں مستورات کے متعلق اس دواخانہ کی چند مجربات ادویہ درج کی جاتی ہیں۔ چونکہ ہندوستانی دواخانہ مستورات کی خدمت
اور ہمدردی کے لیے وقف ہے۔ اس لیے جو خواتین کسی پرانی بیماری کے مستقل علاج کے لیے طبی مشورہ لینے
کی خواہشمند ہوں گی ان کے حالات و نسخہ کا مسودہ جناب حاذق الملک کی خدمت میں پیش کر دیا جائیگا اور پھر جو
نسخہ تجویز فرمائیں گے وہ ان کو بھیج دیا جائیگا۔ بیماری کی کیفیت اچھی طرح مگر اختصار کے ساتھ لکھی جائے
نہایت اخفا اور رازداری کے ساتھ خواتین کی اس خدمت کو انجام دیا جائیگا +

مستورات کے لیے چند خاص دوائیں

حب مروارید

اس زمانہ میں اکثر خواتین ناتوان کر دینے والی شکایات میں مبتلا رہتی ہیں۔ ضعف کا
بدن ڈھالا ہونا۔ کلیجہ پر گرمی کا ہونا۔ اور دل کا دھڑکنا۔ پریشان رہنا۔ دماغ کا
کمزور ہو جانا۔ کھل کر بھوک نہ لگنی۔ اور روز بروز قوت میں کمی معلوم ہونی۔ یہ گولیاں اس موقع پر استعمال
کرنے سے چند روز میں فائدہ ہو جائے گا۔ اور صحت کامل ہو جانا محسوس ہوگا۔ یہ دوا بہت
ہی مفید ثابت ہوئی ہے +

ترکیب استعمال صبح اور شام کو ایک ایک یا دو دو گولیاں عرق عنبر کے ساتھ
یا یوں ہی کھائی جائیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے (۲)

خط کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ

تار کا پتہ۔ "میڈیسنز"

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی امراض مستورات کی مجرب دوا

عورتوں کی بیماریوں میں نہایت مفید ارکین ملک کی مشہور دوائیں ڈالی برنم اور ویدک کی قدیم زمانہ کی مشہور دوائیں اسوک وغیرہ کئی ایک دوائیوں کو ملا کر یہ دوا تیار کی گئی ہے اور اسکی آزمائش بھی واقعی طور سے ہو چکی ہے +

یہ ہر قسم کے امراض مستورات کی دوا ہے ان تمام بیماریوں میں جو پیدائش سے متعلق ہیں یہ دوا فائدہ کرتی ہے اس سے وہ سب شکایتیں جو تکلیف دہ ہیں دور ہو جاتی ہیں۔ کمر ٹانگوں میں درد۔ دوران سر۔ جی متلانا۔ وغیرہ فوراً دور ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات کمزوری اور نقاہت کیوجہ ولادت کی نوبت نہیں آتی یہ دوا ایسے موقعہ پر بے نظیر ثابت ہوئی ہے جو اکسیر کا حکم رکھتی ہے +

قیمت فی شیشی سولہ خوراک ۱ روپیہ محصول ڈاک وغیرہ ۸ دو شیشی تک

اسسٹنٹ ارف دی فیملیس ہاسپٹل رامپور لکھتے ہیں آپکے جو عدد شیشی امراض مستورات کی دوا روانہ کی اس سے ہمارے مریضوں کو بہت آرام ہوا لہذا تین شیشیاں اور بھیجدیجئے +

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و نمبر ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

فہرست مضامین رسالہ عصمت بابت دسمبر ۱۹۱۰ء

عصمت

نارضامندی کی شادی

(۲)

جہاں حضرت سیدہ کی شادی ہمارے واسطے ایک مثال ہوسکتی ہے وہاں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے سیدۃ النسا کو حضرت علی کے مزاج۔ عادات خصائل وغیرہ سے پوری واقفیت ہو اور شادی کا چرچا ہو جانے کے بعد سیدہ کی خموشی رضامندی سمجھی گئی ہو بہرحال اس بحث کا نتیجہ آشنا ضرور نکلے گا کہ فریقین کو شادی کا علم ہو جانے کے بعد اگر والدین کو مخالفت کا علم نہ ہو تو وہ رضامندی سمجھیں۔ اس مضمون کے پہلے حصہ میں یہ تو طے ہو چکا ہے کہ اگر نارضامندی کے علم پر ماں باپ نکاح کر دیں تو یہ نکاح نکاح نہیں بلکہ دشمنی ہے اب یہ سوال طے ہونا ہے کہ رضامندی حاصل کرنیکا یہ طریقہ کہ ماں باپ بیٹا بیٹی کو کسی جگہ شادی ٹھہرا کر اطلاع دیدیں اور انکی خموشی رضامندی سمجھ لیں قابل اطمینان ہے یا نہیں اور یہ درج کہ کسی لڑکے یا لڑکی کے سُننے سُنانے حالات [illegible] دولہا یا دلہن کے خود تجربہ

نکالنا کس حد تک قابل ترمیم ہے۔

یہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ موجودہ حالتیں جبکہ فریقین کو ایک دوسرے کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہونیکا موقعہ نہیں دیا جاتا یا دیا جاسکتا اور سنی ہوئی باتوں پر نتیجہ نکلتا ہے تو تجربہ کار آدمی کی رائے ناتجربہ کار سے بہتر ہوگی مگر بحث کے اس حصہ میں یہہ سوال پیدا ہوگا کہ یہہ موجودہ رواج کہ موقعہ نہیں دیا جاتا درست ہے یا نہیں ہے۔ اب اس مضمون میں دو سوال بحث کرنے کے قابل ہیں :-

(۱) جب اولاد کو یہہ علم ہوجائے کہ ہماری شادی فلاں جگہ ٹھہرتی ہے اور اسپر وہ خاموش رہیں تو رضامندی ہے یا نہیں ہے ؟

(۲) ماں باپ کا اولاد کو اتنا موقعہ نہ دینا کہ وہ آزادانہ ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کرسکیں اور صرف انکو اطلاع دیدینا اور خموشی کو رضامندی سمجھنا اور دو ایسے آدمیوں کو جنھیں ایک دوسرے کے ساتھ ملکر زندگی بسر کرنی ہے ناتجربہ کار سمجھکر اپنی رائے سے یہہ فیصلہ کرلینا کہ یہ نکاح خوشگوار نتیجہ پیدا کرے گا جائز ہے یا نہیں ہے ؟

یہہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ مذہب کا تعلق اس معاملہ میں صرف اتنا ہے کہ فریقین رضامند ہوں اور اگر وہ اس عمر کو نہیں پہونچے جب انکی رضامندی رضامندی سمجھی جائے تو ان کے ورثا گو اسلام نے کمسنی کی شادی میں وارث حقیقی کی رضامندی کی احتیاط نہایت معقول و مناسب کی ہے اور یہ ہونی چاہیے تھی۔ لیکن اب ہم سوا کسی خاص حالت کے اسی ضرورتیں نہیں دیکھتے کہ گڈے گڑیونکی طرح چھوٹے چھوٹے بچونکی شادیاں کردی جائیں اور ماں باپ محض اس ارمان کو پورا کرنیکے لیے کہ ننھی سی دلہن اور چھوٹا سا دولہا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ انکی

بجز ایک ایسے لڑکے کی بابت رائے دے دیتی ہے جسکے حالات اس سے اتنے کہے گئے
ہیں کہ انٹرنس پاس ہے سو روپیہ مہینہ کا باپ نوکر ہے دو بھائی تین بہنیں ہیں مزاج
کا اچھا ہے نماز کا پابند ہے صوفی منش ہے شاعر ہے کرکٹ کھیلتا ہے فٹ بال
سے نفرت ہے بائسکل کا شوقین ہے۔ ہوا خوری کو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ
اگر نارضامندی کی شادی میں نقص ہیں اور رضامندی ان نقصوں کو اسطرح دور
کر دے گی کہ فریقین کو رائے دینے کا حق دیا جانے تو لیجئے یہ رائے کس قسم کی ہونی چاہئے
میرا خیال یہ ہے کہ یہ اختیار اس نقص کو دور کرنے کے بجائے اور زیادہ
خرابیاں پیدا کریگا اسلئے کہ محض سنے ہوئے واقعات پر تجربہ کار آدمی کی رائے
ناتجربہ کار سے یقیناً بہتر ہوگی۔ اب نتیجہ قطعی یہ نکلیگا کہ اولاد کو مر ان سے واقفیت
حاصل کر کے رائے دینے کا اختیار دیا جائے۔ افسوس یہ ہے کہ نارضامندی
کی شادی کے نقص بتلانے والے اس نتیجہ کو چبا جاتے ہیں اور یہ زبان سے
نہیں نکالتے کہ رضامندی جو مطلوب ہے اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہے
کہ پردہ اٹھا دیا جائے اور دولہا دلہن نکاح سے پہلے ایک دوسرے سے آزادانہ
بات چیت کر سکیں۔ رہی یہ صورت کہ فریقین خاندانی تعلق یا ایک گھر میں رہنے
سہنے کی وجہ سے اگر باہمی واقفیت رکھتے ہیں اور اس میں بھی ماں باپ اپنے
اچھی طرح اجازت نہ دے لیں تو یہ شادیاں اس ہی دس فیصدی میں شامل
ہیں جو شادی نہیں بلکہ ماں باپ کا ایک ایسا ظلم ہے جس کے خیال سے
تکلیف ہوتی ہے +

پردہ کی بابت ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ اب تک مشکل سے بیس فیصدی مرد یا

عورتیں ایسی پیدا ہوئی ہونگی جو اس رسم کو فضول سمجھتی ہوں اور پچھتر فیصدی ایسی ہیں جو ہشدت اشد ضرورتاً اور سخت سے سخت مصیبت میں بھی اسکو ترک کرنا پسند نہ کریں +

وہ فریق جو پردہ کو ظلم سے تعبیر کر رہا ہے اور اسکا علیحدہ کرنا معیوب نہیں سمجھتا شوق سے اپنی رائے پر عمل کرنے کا موقعہ دے کہ فریقین مزاجوں سے آشنا ہوں اور رضامند ہوں تو شادی کر دے لیکن مصیبت تو ان کی ہے جو پردہ کو نعمت سمجھ رہے ہیں۔ اور شاید انکو موت گوارا ہوگی لیکن یہ منظور نہ ہوگا کہ وہ اپنی بہن بیٹیوں کو بیاہ کی اور آزادی سے کسی غیر شخص کے مزاج سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ دیں +

اس فریق کو چھوڑ کر جو پردے کا مخالف ہے اصلاح کی ضرورت اس فریق میں سمجھی چاہئیے جو پردہ کا حامی اور موجودہ طریقہ کو قابل اصلاح نہیں سمجھتا اسوقت ان حضرات سے جو نارضامندی کی شادی پر زور دے رہے ہیں یہ درخواست ہے کہ اس فریق میں اس طریقہ کی اصلاح کا کیا ذریعہ ہے ؟

پردہ ان سے الگ نہیں ہو سکتا وہ شادی کے وقت اتنی احتیاط کرتے ہیں کہ بیگانہ شادی تجویز کرنے کے بعد بیٹا یا بیٹی کو اسکی اطلاع دیتے ہیں اور اگر مخالفت کا علم نہیں ہوتا تو خاموشی کو رضامندی سمجھتے ہیں اور شرعی حکم کی تعمیل ایجاب و قبول سے کر دیتے ہیں +

پہلا سوال یہ قائم کیا گیا ہے کہ خاموشی رضامندی ہے یا نہیں۔

اس طریقہ پر زیادہ سے زیادہ اتنی ترمیم اور ہو سکتی ہے کہ خاموشی رضامندی نہ سمجھی جائے۔ بلکہ علانیہ رضامندی حاصل کر لی جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ شائستہ سمجھدار والدین اس ترمیم پر اعتراض نہ کریں گے لیکن اس سے آگے ہمیں امید نہیں کہ کسی ترمیم کی گنجائش ایسی نکلے جسکا اثر پردہ پر نہ پڑتا ہو +

ہمیں اس رائے سے اختلاف ہرگز نہیں کہ شادی کے معاملات میں فریقین کو اپنی رائے دینے کا قطعی اختیار ہونا چاہیئے اور ہم باوجود اس بحث پر مفصل لکھدینے اور یہ کہہ چکنے کے کہ موجودہ حالت میں جبکہ دونو خصلتوں اور عادتوں سے قطعی ناواقف ہوتے ہیں انکی رائے بہت زیادہ وقعت نہیں رکھتی یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ انکی رضامندی حاصل کر لینا ماں باپ کا فرض ہے ممکن ہے کہ لڑکی یا لڑکے کے کان میں دوسرے کا کوئی نقص ایسا پہنچا ہو جسکی اطلاع والدین کو نہیں ہوئی اور دولہا یا دولہن کی رائے میں وہ نقص آیندہ زندگی کو برباد کرنیوالا ہو۔

راشد الخیری

عصمت کی گذشتہ جلدیں

جنوری ۱۹۰۸ء سے جون ۱۹۰۸ء تک کے تمام رسالے مجلد موجود ہیں اور اس خیال سے کہ اکثر ناظرین عصمت پچھلے رسالوں کے زیادہ مشتاق رہتے ہیں ہم نے ان چند رسالوں کو مجلد تیار کیا ہے قیمت فی جلد عہ ۱۲

منیجر عصمت دہلی سے طلب کیجئے

خانہ داری کا بجٹ

جن ملقیس بیگم صاحبہ نے جو اگست کے پرچہ میں خانہ داری کے بجٹ پر مضمون لکھا ہے وہ نہایت ہی اچھا اور ہمارے لئے بے حد ضروری ہے تاوقتیکہ خانہ داری کا بجٹ نہیں رکھا جاوے گا۔ ہمکو کبھی آمدنی و خرچ کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اور ہم اپنے فضول بیجا اخراجات کو کبھی روک نہیں سکتے بہت سے خرچ ایسے ہوتے ہیں جنکو ہم لاعلمی میں بے حساب کرتے چلے جاتے ہیں اور کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اگر ہمکو اپنے اخراجات کے حالات معلوم رہیں تو ہم ضرور ان سے بچ جاویں۔ اکتوبر کے مہینہ میں ایک نقشہ بھی بجٹ کے نمونہ کا چھپا ہے مگر میں اوسمیں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ شاید بہت سی بہنیں اس ترمیم کو پسند کریں گی۔ جو نمونہ دیا گیا ہے وہ روزانہ تاریخ وار خرچ کا ہے اور اوس میں علاوہ دیگر خانوں کے نمک مصالحہ ایندھن پارچہ۔ جوتہ۔ تیل۔ کرایہ مکان۔ تنخواہ ملازمان وغیرہ کے بھی خانے ہیں لیکن میری رائے میں یہ نقشہ اس وجہ سے ٹھیک نہیں ہے کہ عام طور پر کپڑا جوتہ۔ غلہ وغیرہ روزانہ نہیں منگائے جاتے ہیں اور نہ روزانہ کرایہ مکان اور ملازمان کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور خانہ داری کے بجٹ کا اصلی منشا اور غرض یہ ہے کہ ہر گھر کی بی بی کو اپنی آمدنی اور خرچ کا اندازہ رہے جسطرح ممکن ہو آمدنی سے زیادہ خرچ نہونے پاوے اور اس کوشش سے کسیقدر پس انداز بھی

ہو جاوے جو ضرورت اور ناگہانی اخراجات کے پیش آنے پر کام آوے
لہذا میری رائے ہے کہ ہر مہینہ سے شروع ہونے کے قبل اپنے اخراجات
کا بجٹ طیار کر لیا جاوے اور اوسی کے مطابق سب سامان جنس وغیرہ منگالی جائے
کیونکہ عموماً گھروں میں کل سامان مہینہ بھر کے خرچ کا شروع مہینہ میں منگالیا
جاتا ہے اور باقی روزانہ کے معمولی اخراجات گوشت ترکاری۔ دودھ۔ پان میوہ
وغیرہ رہ جاتے ہیں جو متفرق خرچ کہا جاتا ہے اور یہ سب چیزیں اسی خانہ میں
آسکتی ہیں +

مہینہ شروع ہونے سے قبل اندازہ کر لینا چاہیئے اور اوسی کے مطابق
غلہ گھی۔ دال شکر۔ نمک مصالحہ۔ چھالیا۔ کتھا۔ الائچی۔ چاء داناء۔ ایندھن منگالیا
جاوے۔ متفرق اخراجات کرایہ مکان تنخواہ ملازمان کارڈ لفافہ کتابیں ادویات
کے خانہ علیحدہ علیحدہ رکھنے چاہیں۔ اور پھر مہینہ کے اخیر میں دیکھنا چاہیئے۔
کہ جو تخمینہ کیا گیا تھا اوس میں کتنا زیادہ یا کتنا کم اور کن وجوہات سے خرچ ہوا
اور آئندہ مہینہ میں اوسکا بجٹ بناتے وقت اور خرچ کرنے میں لحاظ رکھا
جاوے۔ لہذا میں اس کے ہمراہ رسالہ ایک نقشہ بنا کر بھیجتا ہوں اگر یہ پسند آجائے
تو بہت مناسب ہے۔ کیونکہ نہایت سادہ اور کام بھی کم ہے۔ اور جب سب
بہنیں اس کے رکھنے کی عادی ہو جاویں گی تو حسب منشا اسکو گھٹا بڑھا سکتی ہیں۔
اکثر بڑے نقشہ میں روزانہ پابندی کے ساتھ خانہ پری اور پورے حساب کتاب
مرتب رکھنے کی ضرورت ہے اگر ایک دن بھی کسی وجہ سے حساب نہیں لکھا گیا تو
حساب میں یقینی گڑبڑ ہو جاوے گی اور بہت سی بہنیں اس الجھاؤ اور یکایک پابندی

خانہ داری کا بجٹ بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء

تفصیل آمدنی۔ تحویل ماہ سابق... [illegible].. تنخواہ ماہ نومبر . . . [illegible] میزان کل [illegible]

نام مہینہ	غلہ	دال	روغن زرد	مصالحہ جات	چھالیا کتھا الائچی	ایندھن	مٹی کا تیل	لیٹر حجام	تنخواہ ملازمان	زر بیمہ	ادویات	اجرت	[illegible]	چندہ	متفرق	میزان کل
نومبر سنہ ۱۹۱۰ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	6	6	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
زائد خرچ			[illegible]	·	·	[illegible]	·	[illegible]	·				[illegible]	·	·	[illegible]
کمی ہوئی	[illegible]	·	·	·	·	·			-		[illegible]	[illegible]		·	·	[illegible]
ناگہانی اخراجات															[illegible]	·

نوٹ۔ خرچ متفرق میں روزانہ کے پان۔ ترکاری۔ میوہ، دودھ، کارڈ وغیرہ آسکتا ہے

کل آمدنی [illegible] کل خرچ مہینہ کا [illegible]۔ بچت [illegible]

حامد قریشی

الوانِ نعمت

گاجر کا مربہ چاہئے کہ اس کی جو نہ بہت بڑا ہوں نہ چھوٹی۔ دو سیر گاجریں کچھ سرخ رنگ کی ہوں مگر اندر سے پھوکی نہوں انکو اسطرح چھیلو کہ چھلکے کا پتہ تک نہ رہے نوک دے سیدھا کتر کر پھینکدو۔ ٹکڑے کر لو۔ اور پانی میں ڈالنا شروع کرو جب سب کتر لو تو نکالکر کچھ سکھا دو تاکہ ستھرہ وغیرہ اچھی طرح جسم ہو جائے اب انکو جوش دو جوش دیتے وقت اگر تھوڑی سی پھٹکری ڈالدو تو اور اچھا ہے کوئی چار سیر شکر کا شیرہ بنا ڈالو اسمیں ان اُبلی ہوئی گاجروں کو ڈالدو رات بھر پڑا رہنے دو صبح کو گاجروں سے نکالکر الگ کر کے شیرے کو چھانو اور پھر چولھے پر رکھکر گاڑھا کر لو۔ اب اسمیں وہ گاجریں ڈالدو۔ مگر جب شیرہ ٹھنڈا ہو جائے کسی مرتبان وغیرہ میں ڈالکر منہ بند کردو اور حفاظت سے رکھدو ا۔ ن۔

مونگ کے لڈو۔ ڈھائی سیر کے قریب مونگ کی دال لیکر پسوا لیں اسمیں سے دو سیر آٹا تو لکر ڈیڑھ سیر گھی میں خوب بھون لیں اور پھر تین سیر کے قریب کھانڈ ملا کر ہاتھ سے لڈو باندھ لیں۔ ج۔

راحتِ زمانی

مصنفہ مولوی سید احمد صاحب دہلوی

اس کی بہت تھوڑی سی جلدیں باقی رہ گئی ہیں ناظرین عصمت جلد درخواستیں بھیجیں۔ قیمت صرف (عہ)

منیجر عصمت۔ دہلی۔

جہانگیری

شہنشاہ محمد نور الدین جہانگیر کے زمانہ میں وزارت کا کام آصف جاہ کے سپرد تھا۔ تمام چھوٹے موٹے کام اسی کے صلاح و مشورے بلکہ اسی کے ہاتھوں سے انجام پاتے تھے۔ اس وزیر کو بادشاہ کے مزاج میں اسقدر دخل تھا کہ سلطنت کے کاموں میں جو کچھ وہ کرتا تھا بادشاہ کو بغیر چون و چرا ماننا پڑتا تھا گو اندرون دربار میں بہت سے ایسے نامور لوگ موجود تھے۔ جو عقل و شعور میں آصف جاہ سے بڑھا ہے تھے مگر جو خاطر بادشاہ کو اسکی منظور تھی اور کسی کی نہ تھی اس لئے اگر کسی موقع پر اس سے سہو چوک سے یا دیدہ دانستہ کوئی ایسی بات ظاہر ہو جاتی تھی جو بادشاہ کے خلاف ہو تو بادشاہ چشم پوشی کر جاتے تھے اسکی وجہ سوا اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ بادشاہ کی نہایت پیاری اور چاہیتی بیوی بلکہ اسکی سلطنت کی مالک نور جہاں کا حقیقی بھائی تھا۔ گویا ہندوستان کی حکومت اسکا سیاہ و سفید اور اس کی تقدیر نور جہاں کے ہاتھوں میں تھی۔ اور وزارت کی باگ ڈور آصف جاہ کے قبضۂ قدرت میں تھی مختصر یہ کہ بہن بادشاہ تھی اور بھائی وزیر۔

برسات کا موسم ختم کے قریب ہے مگر کبھی کبھی ترشح ہو جاتا ہے۔ آصف جاہ ایک عالیشان محل کی تیاری میں مصروف ہے بلحظ بلحظ راج مزدور اور کاریگروں کو حکم نامے صادر ہوتے ہیں کہ ایسی عمارت تیار ہو جسکی خوبی اور نفاست کے سامنے شاہی عمارتیں بھی گرد ہو جائیں۔ جسقدر روپیہ چاہیئے ہمارے خزانہ سے لو۔ علاوہ

روزانہ مزدوری کے انعام الگ دیا جائیگا اس لیے ہر ایک شخص جان توڑ کر کوشش کر رہا ہے۔ میر عمارت نے عرض کی کہ حضرت وزیر صاحب کا حکم بجا ہے اور حضور کے جاہ و جلال میں روز افزوں ترقی ہو محل کی جنوبی عمارت میں سخت نقص پیدا ہو جانیکا اندیشہ ہے۔ صرف اندیشہ ہی نہیں بلکہ کامل یقین ہے اگر فلاں مکان کی زمین اسمیں شامل ہو جائے تو بد نما دھبا دور ہو جائیگا۔ آصف جاہ نے حکم دیا کہ مالک مکان سے وہ مکان خرید لیا جائے یا اُسے اور کسی جگہ مکان بنوا دیا جائے۔ اور اُس مکان کو گرا کر محل کی عمارت کے ساتھ شامل کر کے فوراً اُس نقص کے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ حکم کے ملتے ہی دو تین آدمی مالک مکان کے پاس گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس مکان میں ایک بڑھیا عورت بستی رہتی ہے۔ جب وزیر صاحب کا حکم اُسے سنایا گیا۔ تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں اپنے خاندان کی یادگار کو جو کئی پشتوں سے ہے کسی حالت میں نہیں بیچ سکتی ہر چند وزیر صاحب نے اصرار پر اصرار کیئے۔ مگر بڑھیا کے انکار کے سامنے وزیر صاحب کی تمام باتیں بیکار ثابت ہوئیں۔ جب وزیر صاحب نے دیکھا کہ بڑھیا کسی حالت میں اپنا مکان نہ دیگی نہ سری حکومت کے تازیانے ہی کا کچھ خوف اس کے دلمیں آسکتا ہے نہ روپیہ پیسہ کا لالچ ہی اُس کے دل کو نرم کر سکتا ہے تو زبردستی مکان گرا دینے کا حکم دیا اور ہاں کیا دیر تھی۔ ایک آن کی آن میں مزدوروں نے بڑھیا کی پشت ہا پشت کی یادگار اس کے سرمایۂ ناز اُس کے آرام کی جھونپڑی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر زمین کا پیوند کر دی۔ بڑھیا بیچاری روتی چلاتی رہی مگر کسی نے ایک نہ سنی

آہ اُس وقت اُس بیچاری غریب بیکس کا کیا حال ہوا ہوگا۔ جب اس نے اپنے مونس غمخوار ہر وقت کے جلیس مہربان اُسکو دھوپ سے بچانے والے اور مینہ لونڈی کے آرام دینے والے مکان کو خیرباد کہا ہوگا۔ آہ اے خدا ناترس وزیر اگر تجھکو اس بیکس مظلومہ واجب الرحم بڑھیا کے حال پر رحم نہیں آیا تھا۔ تو کیا جہانگیر کے عدل و انصاف کے تازیانے کا بھی خوف تیرے دل سے اُٹھ گیا تھا۔ آہ تو نے حکومت کے زعم میں آکر اپنی آنکھوں کے آگے پٹی باندھی۔ کہ حق ناحق کی بھی تمیز نہ رہی +

دن کے بارہ بجے ہیں دھوپ نہایت تیز ہے پسینہ سر سے پاؤں تک آ رہا ہے۔ اس وقت کوئی اکا دکا آدمی نظر آتا ہے۔ ورنہ حیوان سے انسان تک تمام آرام میں مصروف ہیں۔ ایک بڑھیا اسی برس کی پھٹے پرانے حالوں اُس سڑک پر جو شہر سے قلعہ کو جاتی ہے اکیلی روتی دھوتی چلی جا رہی ہے اوہو! یہ تو وہی بڑھیا ہے جسکا مکان آصف جاہ نے گرا کر اپنے مکان میں شامل کر لیا ہے۔ ہیں! یہ اسوقت یہاں کیوں؟ شاید بادشاہ سے آصف جاہ کے ظلم کی فریاد کرنے جا رہی ہے۔ لیجیے یہ تو عین قلعہ کے دروازہ میں پہونچ گئی اور اُس زنجیر کو پکڑ کر ہلانا شروع کیا جو بادشاہ نے خاص کر کمزور مظلوموں کی دادرسی کے واسطے لگا رکھی تھی۔ جسکا ایک سرا دروازہ میں تھا اور دوسرا بادشاہ کی محل میں۔ اور اُسمیں ایک گھنٹی بندھی ہوئی تھی۔ جب اُس گھنٹی کی آواز بادشاہ کے کان میں پہنچتی تھی۔ خواہ اس وقت کیسا ہی ضروری کام ہو چھوڑ چھاڑ سب سے پہلے فریادی کی فریاد سنا کرتا تھا۔ گھنٹی کی آواز سنتے ہی بادشاہ فوراً

محل سے اٹھ کر بڑھیا کے پاس آیا۔ اور اسکی سرگذشت سننی شروع کی بڑھیا نے
تمام قصہ اپنا انکار وزیر کا اصرار وغیرہ وغیرہ کہہ سنایا۔ بڑھیا کی رنج والم بھری داستان
سنکر بادشاہ کانپ اٹھا تسلی تشفی کی ایک مکان اس کے رہنے کے لئے
دیدیا۔ اور کہا کہ میں تیرے معاملہ کی پوری پوری چھان بین کرکے ترا مکان
تجھے دلادونگا۔ بڑھیا خوشی خوشی وہاں سے واپس آکے نئے مکان میں
رہنے سہنے لگی +

آگرہ کے قلعہ کے اندر بادشاہی محل کی جنوبی دیوار سے ملتا ہوا ایک چھوٹا
سا مکان ہے جو شاہانہ فرنیچر سے دلہن بنا ہوا ہے۔ اسمیں صرف شہنشاہ جہانگیر
اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اپنے دل ہی دل میں فیصلہ کر رہے ہیں کہ اگر
آصف جاہ کو اس کے ظلم کی سزا دیتا ہوں۔ تو نورجہاں کو ناگوار گذرتا ہے اور
اگر معمولی واقعہ سمجھکر اس سے درگزر کرتا ہوں۔ تو جہانگیری عدل وانصاف میں
سخت دھبا لگتا ہے۔ قیامت کے دن جب مجھ سے سوال کیا جائیگا
تو کیا جواب دونگا۔ آصف جاہ کی یہ جرأت صرف نورجہاں کے بل پر ہے۔
میں نہیں چاہتا۔ کہ قیامت کے دن بڑھیا کے معاملہ میں پکڑا جاؤں اور خدا کے
سامنے ندامت اٹھانی پڑے۔ مجھے دنیا کی بدنامی منظور مگر عاقبت کی شرمندگی
منظور نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نورجہاں کو قتل کرا دوں نہ نورجہاں ہوگی نہ آصف جاہ
کو غریبوں بیکسوں پر ظلم کرنے کی جرأت ہوگی۔ دوسرے دن امراء و وزراء اور اعیان
سلطنت کو بلوا کر حکم دیا کہ [illegible] نورجہاں۔ بیگم شاہ اہل دربار نے جب بادشاہ کی
زبان سے ایسا سخت حکم سنا تو ہر ایک کے بدن میں سنسنی سی دوڑ گئی سناٹے کا

عالم چھا گیا۔ کسی میں اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ عرض معروض کر کے اس حکم کو منسوخ کرا لے اور یہ بھی حکم دیدیا کہ جب تک نور جہاں قتل نہ ہو لے۔ کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے خواہ کیسا ہی ضروری کام ہو۔ اہل دربار نور جہاں کے قتل کا محضر لیکر رخصت ہوئے اور باہم ملکر صلاح و مشورہ کرنے لگے۔ کہ اگر نور جہاں کو قتل کراتے ہیں۔ تو ممکن نہیں کہ بادشاہ دم بھر بھی زندہ رہ سکیں۔ اگر شاہی حکم کی تعمیل میں پس و پیش کرتے ہیں تو ہم میں ہر ایک کو اپنی اپنی جان کے لالے ہیں۔ اسی کشمکش میں تھے کہ اتنے میں ایک بزرگ جنکو خاندان سادات سے نسبت تھی اتفاقاً اُدھر آ نکلے یہ صاحب بادشاہ کے مزاج میں بہت دخیل تھے اور بے تکلف بات چیت کر سکتے تھے۔ اہل دربار کو اس کشمکش و رنج کی حالت میں دیکھکر اصل سبب پوچھا انہوں نے تمام قصہ من و عن سامنے بیان کر دیا۔ سید صاحب نے انکو تسلی دی اور کہا۔ کہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا کر اس حکم کے منسوخ کرنے میں کوشش کرتا ہوں۔ لیکن جب تک میں واپس نہ آجاؤں آپ نور جہاں بیگم کا قتل ملتوی کریں شاید میرا جانا کام کر جائے اور بیگم قتل ہونے سے بچ جائے۔

سید صاحب نے بادشاہ کی نشست گاہ پر جا کر دربانوں سے اپنے آنے کی اطلاع کرنے کے واسطے کہا مگر انہوں نے یہ کہکر انکار کر دیا۔ کہ آج بادشاہ کی قطعی ممانعت ہے۔ ہم کسی کی خبر نہیں کریں گے لیکن سید صاحب نے منت سے خوشامد سے غرض جس طرح سے ہو سکا اپنے آنے کی اطلاع بادشاہ کو کرا ہی دی اور بادشاہ نے اُن کو اپنی حضوری میں طلب بھی کر لیا۔ مختصر علیک سلیک کے بعد بادشاہ نے کہا یہ صرف تمہاری خاطر ہے ورنہ آج کسی کو آنے کی اجازت نہیں

سید صاحب نے کہا کہ یہ حضور کی نہایت مہربانی ہے میں بھی خاص فرض ادا کرنے کے واسطے آیا ہوں یعنے سرور کائنات پیغمبر صلعم دین و دنیا کے بادشاہ کا پیغام لیکر خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ بادشاہ حضور سرور کائنات کا پیغام سننے کے لیئے سروقد ہاتھ سینے پر رکھکر کھڑے ہوگئے۔ اور سید صاحب نے یوں بیان کرنا شروع کیا +

آج رات کو ہمارے دین و دنیا کے بادشاہ مذہب اسلام کے حامی قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے حضور رسول صلعم نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ دیکھو تم ہماری آل اولاد میں سے ہو۔ ہم نہیں چاہتے۔ کہ روز محشر میں تمھارا بادشاہ کسی علت کے بدلے پکڑا آئے۔ تم جاؤ اور بادشاہ کو نور جہاں کے قتل سے باز رکھو۔ دریافت کرو کہ نور جہاں کو کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا جاتا ہے صرف یہی کہ اس کے بھائی آصف جاہ نے بڑھیا کا مکان ظلم سے دبا لیا۔ اس سے بڑھکر جہلا رہ کیا ظلم ہوسکتا ہے کہ کرے بھائی اور بھگتے بہن یا درہے کہ اگر نور جہاں کو قتل کرادیا۔ تو خدا کی سخت ناراضامندی ہوگی۔ اور یہ گناہ ہرگز نہ بخشا جائیگا +

یہ سنتے ہی بادشاہ کی عقل کے طوطے اڑگئے بدن تھرتھرانے لگا۔ رعشہ طاری ہوگیا۔ ٹوٹے ہوئے لفظوں میں کہا تو یہ کہا۔ کہ اب کیا ہوسکتا ہے شاید اسکو تو قتل کردیا ہوگا۔ اگر قتل نہ بھی کیا ہوگا۔ تو حکم کا فسخ کرنا داب شاہی کو کسقدر نقصان پہنچائیگا۔ اور اسمیں مری کسقدر سبکی ہوگی۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے قتل کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ حکم نامہ میں صاف یہ جملہ لکھا ہوا ہے

کہ خون نور جہاں بریز ند؟ اِس میں بہت سی گنجائش ہے۔ نور جہاں بھی بچ رہے گی۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی۔ یعنے بیگم صاحب کے بدن کے کسی حصے کا خون نکالدیا جائے۔ حضور اطمینان رکھیں کہ بیگم کو بھی قتل نہیں کیا۔ کیونکہ میں آتے وقت یہ انتظام کرآیا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ فوراً نور جہاں کو اپنے حضور میں طلب کیا اور اسکی دونو کلائیوں کا خون نکالا جس سے بادشاہ کے حکم کا منشا پورا ہو گیا۔ اور نور جہاں کی جان بھی بچ رہی۔ حکیم کو بلا کر زخموں کے اندمال کی پوری پوری فہمائش کر دی۔ اور پھر آصف جاہ کو بلا کر اُس دیوار کے گرانے کا حکم دیدیا۔ اور کہہ دیا کہ ہفتہ کے اندر اندر بڑھیا کا مکان اپنے صرف سے تیار کرنا ہو گا۔ اگر آئندہ کو کبھی ایسی واردات ہمارے کان تک پہونچی تو نتیجہ اچھا نہو گا +

چند روز کے بعد نور جہاں کے زخم اچھے ہو گئے۔ لیکن نشان قائم رہے جس سے نور جہاں جیسی خوبصورت عورت کے حسن کو بدنما دھبا لگ گیا۔ بادشاہ نے اِس نقص کو دور کرنے کے واسطے سونے کی جڑاؤ مرصع دو چوڑیاں دونو طرف پہنا دیں جنکے سے اُس عیب کو چھپا لیا۔ بادشاہ نے اُن چوڑیوں کا نام اپنی اصطلاح میں جہانگیریاں رکھا۔ جواب تک عورتیں نہایت خواہش سے پہنتی ہیں۔ اگرچہ اسکی شکل پہلے کی نسبت بہت کچھ بدل گئی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جہانگیری سے جہانگیر کی یاد قیامت تک تازہ رہے گی +

مسز نعمت علی خاں

حور اور انسان

گذشتہ اشاعت سے آگے

کیوں عسس نہ کیسے شوق سے بھرا ہوگا وہ دل اور سچی محبت کا کیا نمونہ ہوگی وہ جنس جسنے ساتویں طبقہ کا عذاب گوارا کیا۔ اور محض ایک نظر اس شخص کے دیکھنے کے لیے جو کبھی اسکا مونس اور رفیق تہا یہ شرط منظور کرلی۔ عزیز پرستش کے قابل تہی وہ روح جس کی محبت پر فرشتہ بھی مرحبا کہہ رہے سکتے یہ کچھ ایسے مزے کا تماشا تھا کہ میں بہی اس چہوٹے سے قافلے کے جسمیں دو فرشتہ اور ایک شہزادی گل اندام کی روح تہی ساتھ ہولی اور ہم چاروں خیاباں پہنچے۔ ریاست کا چپہ چپہ اور کونہ کونہ شہزادی کو جنت تھا وہ جانتی تہی کہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں آخری ہے رنج سے بھری ہوئی خوشی وہ محسوس کر رہی تہی مگر آنیوالے لمحہ کے اشتیاق و انتظار میں اسکو کچھ ہوش نہ تھا وہ اپنے خیالات میں اسقدر محو تہی کہ اسوقت دوزخ کی تکلیف کا اسے مطلق خیال نہ تھا یہانتک کہ محل شاہی کے کنگورے ہمکو دکھائی دئے ناممکن ہے کہ میں اسوقت کی کیفیت جو شہزادی کی تہی بیان کرسکوں اسکی حرکات و سکنات اسکی نظر وہ خود اس محبت کا ایک دفتر تہی جو فطرت نے عورت کی سرشت میں کوٹ کوٹ کر بہری ہے ہم آناً فاناً محل شاہی میں پہنچ گئے مجہے یہ دیکھکر تعجب ہو رہا تھا کہ شہزادی کی جو حالت کبھی دوزخ میں بھی نہ ہوئی وہ اسوقت تہی اسکی روح تھر تھر کانپ رہی تہی شوق لحظہ بہ لحظہ تیز

ہو رہا تھا اور ہماری رفتار جو ہوا سے کم نہ تھی اسکو سست معلوم ہوتی تھی +

ہم محل کے اس مقام پر پہونچے جو عیش منزل کہلاتا تھا۔ پہرہ چوکی والے ہتھیار لگائے ہشیار کھڑے تھے۔ چونکہ بادشاہ یہاں موجود نہ تھا اس لئے ہم اور آگے بڑھے اور شاہی آرام گاہ میں داخل ہوئے اسوقت رات کا دوسرا پہر شروع ہوچکا تھا مگر یہاں ہی ہم نے بادشاہ کو نہ دیکھا اور گل اندام باغ ٹپ آئے یہ بلخ شہزادی کا بنایا ہوا تھا بارہ دری۔ جہاڑ فانوسوں کی روشنی سے جگمگا رہی تھی وہ جواہر نگار کرسیاں بچھی ہوئی تھیں ایک شاہ خیابان۔ اور دوسری شہزادی کی ایک سر گوندہنے والی داروغہ ہیرا اور موتیوں سے لدی شہزادی کی جگہ بیٹھی تھی ہم قریب پہونچے تو ہم نے یہ گفتگو سنی ؟

عورت۔ بادشاہ ! اس دل کی حالت قابل اعتبار نہیں ہوسکتی جو کل تک شہزادی گل اندام کا کلمہ پڑہ رہا تھا +

بادشاہ۔ یہ خیال غلط ہے ! میں نے کبھی اسکو منہ نہیں لگایا۔ افسوس وہ اسوقت زندہ نہیں ورنہ میں اسکو اے ملکہ خیاباں تیری لونڈی بناکر رکھتا +

اتنا سنتے ہی گل اندام کی روح نے دوزخ کے دونو فرشتوں کو دیکھا اور کہا بس ہا بس فرشتوں چلو چلو بس ساتویں طبقہ میں ڈالدو اور اپنا عذاب شروع کرو +

کیوں عزیزو ! کیا محبت کا بدلہ یہی ہے کہ جبتک گل اندام زندہ رہی بادشاہ کے دل و جان کی مالک تھی اور جب وہ مرگئی تو بادشاہ کی زبان سے اس کے لئے یہ لفظ نکلیں +

عزیزا یہ ہے وہ واقعہ جو مجھکو جنت سے نکالکر دنیا جیسے دوزخ میں جہاں سانپ بچھو اور اژدہوں سے بدتر شے مرد کا وجود ہے لایا۔ میں نے مردوں کا مطالعہ کیا یہاں پہونچکر جو کیفیتیں میں نے دیکھیں اور جیسے جیسے مرد میری نظر سے گذرے انکی زندگی دنیا کے لیئے باعث شرم ہے جب میں پہلے روز آبادی میں داخل ہوئی ہوں تو میری نظر ایک عالیشان دروازے پر پڑی اندر گئی تو معقول پڑہے لکھے آدمیوں کا گھر تہا بچے ادھر ادھر کھیلتے پھرتے تہے عورت کچھ پکا رہی تہی اتنے میں ایک مرد اس گھر میں داخل ہوا عورت اپنا کام چھوڑکر اٹھی مرد کے واسطے پانی لاکر رکھا کھانا دیا اور پنکھا لیکر کھڑی ہوئی مرد نے یہہ کہکر "کھانے میں نمک زیادہ ہے" کھانا اٹھاکر پھینکدیا اور نہایت سخت سست باتیں سنائیں مجھے تعجب اور حیرت تہی کہ جب انسانیت کے اعتبار سے دونو جنسیں برابر تہیں تو مرد کو عورت پر حکومت کرنے کا کیا حق حاصل تہا اس کا طرز کلام اسکی بول چال اسکی نگاہ اسکی رفتار گفتار۔ غرض ہر چیز ظاہر کر رہی تہی کہ وہ حاکم ہے اور عورت اسکی محکوم میں نے اپنے مطالعہ کے صرف اس سبق کو تقریباً دو سال تک پڑھا اور کوئی گھر ایسا نہ دیکھا جہاں مرد عورت پر حکومت نہ کر رہا ہو اور یہ نتیجہ نکالا کہ شاید قدرت کا قانون زمین پر ایسا ہی ہو اور عورت باوجود دنیا کی سخت کشمکش اور مصیبت میں گرفتار رہنے کے مرد کی ماتحت بنائی گئی ہو یہ خیال کرنا مشکل تہا کہ میں قدرت کے اس فیصلہ کو ظلم سمجھتی اس لیے یہ طرز معاشرت میں نے قدرت کی مصلحت اور دنیا کے قائم رہنے کی ضرورت سمجھا۔ عزیزہ تو میرے وہم و گمان میں بہی نہ تہا کہ یہ تمام کارستانی

مردلی ہے اور ہندوستان میں جہاں میں بدقسمتی سے پونہچی مردوں نے اپنی
برجستی سے عورتو ںپر حکومت شروع کردی ایک دن دوپہر کے وقت جب کہ
سامنے کی لہریں اٹکھیلیاں کرر ہی تھیں دیکھتی کیا ہوں کہ دریا کے کنارے آدمی
جمع ہیں اور ایک مُردے کو جلا رہے ہیں جلتا تپا ہوئی لکڑیوں پر گھی ٹپکایا
گیا استے میں ایک کمسن عورت ماتھے پر چندن کا ٹیکا ہاتھ میں پھولوں کی
مالی بالن کہا لئے کاجل لگائے آئی خاوند کی جو جل رہا تھا اسنے حیرت سے
دیکھا اور چتا پر بیٹھ کر پروانکی طرح قربان ہوگئی مجھے اسوقت یہ یقین ہوگیا کہ
بیشک ہندوستان کی سرزمین جس چیز پر ناز کرسکتی ہے وہ دیوتا ہی
کی ذات ہے کیسی کیسی صبر و رضا کی دیبیاں اسکی گود میں آرام کررہی ہیں جنہوں
نے اپنی زندگیاں مردوں پر سے قربان کردیں رنج سہتی دکھ بھرتی ہیں مصیبتیں
اٹھاتی زندہ رہیں مگر مرد کی حکومت سے منہ نہ موڑا ۔ مبارک ہیں وہ گھر اور
چار دیواریاں جنہیں انسانیت کے یہ سچے نمونے مظلوم بیبیاں اور بدنصیب
بیٹیاں اپنی زندگی بسر کررہی ہیں ترسے تقدیر اس آسمان کی جسکا سایہ انپر
پڑرہا ہو اور خوشانصیب اس زمین کے جو ان کے قدم اپنی آنکھوں پر رکھتی ہو
سب مجھے ان واقعات کے بعد کچھ ایسی نفرت ہوئی کہ میں کامل تین مہینہ شہر سے
دور رہی اور ارادہ کرلیا کہ اب ادھر کا رخ نہ کرونگی ایک روز اتفاق سے آسمان
پر کالے کالے بادل دوڑرہے تھے اور پھویاں پھویاں پھوار پڑرہی تھی
بجلی چمک چمکا کر اور بادل گرج گرجا کر تھم چکے تھے مگر اندھیری جھکی کھڑی تھی
یہ سامنے کا میدان جسمیں آج خاک اڑرہی ہے سبزہ سے لہلہا رہا تھا پانی

ہری ہوئی ہوا خود رو پھولوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔ مالی کے گُلندار درخت پر ایک خوش الحان بلبل نے چہکنا شروع کیا اس سمیں میں بلبل کی سریلی اور میٹھی آواز کلیجہ کے پار ہو رہی تھی۔ میں دامن کو ہاتھ سے پکڑ کر دیر تک کھڑی سنتی رہی آخر بلبل تھوڑی دیر بعد اڑی اور مشرق کی طرف چلی میں بھی اس کے پیچھے ہولی آبادی کے قریب پہونچکر اس نے پھر گانا شروع کیا اور میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کھڑی اسکی باتیں سنتی رہی وہ ادھر اُدھر کے درختوں پر ناچتی اور ٹہنیوں پر جھولتی پھرتی تھی اور میں اس کے ساتھ تھی مجھے اسوقت مطلق ہوش نہ تھا کہ میں کہاں ہوں جب بلبل کا ترانہ بند ہوگیا اور میری آنکھ کھلی تو میں بستی میں تھی اِس حالتمیں میں ایک طرف منہ اٹھا چل کھڑی ہوئی۔ شہر کے بیچ میں پہونچی تو میں نے ایک طرف سے چھوٹی سی برات آتی ہوئی دیکھی گو باجا گاجا کچھ بھی نہ تھا مگر قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ چند آدمی دولہا کو ساتھ لیے دلہن لیے جا رہے ہیں جس جگہ اُگر ٹھیرے میں بھی وہیں ٹھٹک گئی یہ ایک مردانہ مکان میں بٹھائے گئے جس کے پاس ہی زنانہ مکان تھا دفعۃً زنانہ مکان سے شور غل کی آواز آئی اندر جاکر دیکھتی ہوں تو عورتوں کا مجمع ہے اور دو مرد غصہ میں لال پیلے کھڑے ہیں۔ دلہن ایک چودہ برس کی لڑکی تھی جو تین دن کی بیاہی رانڈ ہوئی پہاڑ سی زندگی کا کاٹنا اس بچی کے واسطے قیامت تھا۔ ماں نے اسکا نکاح ایک جگہ غیر ا یہ وقت نکاح کا مقرر کردیا بھائی شہر میں موجود نہ تھا۔ دو تو چچا اور ایک بھائی اسکا نکاح اپنی ناک کٹنا سمجھتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ یہ لڑکی صرف اس لیے کہ اسکا خاوند مرگیا اب تمام عمر رنڈاپے کی زندگی بسر کرے

زندگی بھر کا کوئی لمحہ خوشی کا ۔ گذرے انہوں نے نکاح سے پہلے بڑے بھائی
دو موبیا ڈر اس نے اسے ہی حکم دے دیا کہ اگر میں اس لڑکی کے نکاح کا
میں بھی سنوں گا تو دونوں کو ایسا بیدان کر جان سے مار ڈالونگا۔ ہمارے خاندان میں
بہت سی عورتیں اور لڑکیاں بیوہ ہوئیں مگر انہوں نے یہ بے غیرتی اختیار نہیں کی
کہ دوسرے نکاح کا نام لے کر سات پشت کی عزت خاک میں ملا دی ۔ یہ اس کے
نکلنے کے بعد میں سوچنا ۔ اس قابل رہتے گا کہ میں برادری میں دکھا سکوں وہ
غصہ میں کچھ ایسا بھرا ہوا تھا کہ یہ کہہ رہا تھا اور منہ سے کف جاری تھے بہن بیچنے
میں سنوں تیرا سر ۔ بیٹی اسطرح بیٹھی تھی کہ گویا سانپ سونگھ گیا ۔ مائی رنگت زرد
پڑی ہوئی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ بیٹے کے سامنے ایک لفظ بھی زبان
سے نکال سکے خوکھو، مرد تھوڑی دیر تک ٹہلتا رہا اور پھر چھوٹے بھائی کو حکم
دیا کہ ان لوگوں سے جا کر کہو ابھی ہمارے مکان سے نکل جائیں ورنہ ایک
آدھ کا خون ہو جائیگا وہ لوگ تو چلے گئے اور بات بھی گئی گذری ہوئی۔ مگر
میری اسوقت کی حالت دیکھنے کے قابل تھی اور وہ وقت ایسا تھا کہ میں نے
جب بھی کہا اور اب بھی کہتی ہوں کہ اگر یہ انتظام قدرت کا ہے تو اس قدرت
کے بنانے والے کو دونوں ہاتھوں سے سلام ۔

بتا بتا عزیز تا کیا اس سے زیادہ ظلم ممکن ہے کہ محض اپنی خواہش کے آگے
ایک لڑکی کی تمام عمر برباد کر دی گئی کیا حق تھا اس ظالم بھائی اور سنگدل چچا کو
کہ وہ ایک خدا کی بنائی ہوئی جاندار شے کو دنیا کی تمام نعمتوں سے محروم اس کی
زندگی مصیبت اور اسکی دنیا دوزخ کردیں یہ ایسا ظلم تھا کہ جبتک جب کبھی خیال

آتا ہے میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں میں اکثر اس لڑکی کو دیکھنے
جایا کرتی اور اسکی حالت دیکھکر میرے کلیجہ پر سانپ لوٹتا اسکو اتنی اجازت تھی
کہ وہ کبھی سر گوندھ لے اسکو اتنا حکم نہ تھا کہ وہ اچھے کپڑے پہن لے اے
عزیز کسطرح بتاؤں کہ وہ اپنی زندگی کیونکر بسر کر رہی تھی میں تجھے یقین دلاتی ہوں
کہ اس شہر کا ہر کتا اس سے اچھی زندگی بسر کر رہا تھا میں نے اس کے منہ پر
کبھی مسکراہٹ نہ دیکھی میں نے اسکو کبھی کسی سے ہنستے بولتے نہ پایا۔ ہر وقت
تفکرات کی گھٹا اس کے پر چھائی رہتی اور پریشان خیالات اس کے ساتھ
تھے۔ ان الجھنوں نے اسکی صحت بگاڑ دی اور چند ہی روز بعد وہ مظلوم ہستی
سر پٹک پٹک کر مر گئی اے عزیز آ میں تجھکو اس کی قبر دکھاؤں جس کے ڈھیر
حسرت برس رہی ہے اور اسکی خاک کا ہر ذرہ یہ صدا دے رہا ہے کہ اے
عالم فانی کے بسنے والو کیا تمہاری دنیا کوئی مثال ایسی پیش کر سکتی ہے کہ کسی
مرد کو بیوی کی موت کے بعد عورتوں نے دوسرا نکاح نہ کرنے دیا ہو اور وہ اس
ناشاد دلہن کیطرح نامراد اٹھ گیا ہو۔ بول عزیز خدا کے واسطے کچھ تو بول چل اور
چل کر دیکھ اس بدنصیب کی قبر پر کیسی حسرت برس رہی ہے۔ آسمان اس پر
خون کے آنسو رو رہا ہے اور زمین اسکو گود میں سلا کے اسکے صبر اور سعادتمندی
پر مرحبا کہہ رہی ہے

راشد الخیری

کام کی باتیں

موتی صاف کرنے کی ترکیب۔ سجّی، ہار، شورہ، شنجرف، کف دریا سب چیزوں کو ہموزن جمع کر میں پکالو جب جھاگ آنے لگیں تو موتی ڈال دو اور تھوڑی دیر آگ پر رکھو۔ پھر اتار کر صاف روئی میں ملو۔ موتی بالکل صاف ستھرے اور اُجلے ہو جائیں گے +

محمدی بیگم اہلیہ محمد حیات بادشاہ

سیاہ رنگ رنگتے وقت اگر پھٹکری اور تھوڑا سا سرسوں کا تیل ڈال لیں تو رنگ نہایت تیز اور چمکیلا ہو جاتا ہے۔ ہمشیرہ منظور علی۔

جاڑے میں کپڑے دھونے کے بعد جب کہ ہاتھ پانی میں زیادہ دیر تک کام کرتے رہیں اکثر سن اور کچھ سخت سے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس وقت تھوڑا سا زیتون کا تیل ہاتھ پر مل کر دس منٹ کے بعد گنا ہوا اچھی طرح ملیں تو ہر قسم کی تکلیف سے ہاتھ محفوظ رہیں گے + ترجمہ

اگر کپڑا جس کو رنگنا منظور ہے موٹا ہو تو پہلے خالی پانی میں ڈبو کر نچوڑ لو اور پھر رنگو ورنہ دھبے پڑ جائیں گے +

پھولوں کی ڈنڈیوں پر اگر تھوڑا سا موم پگھلا کر لگا دیں تو بہت دیر تک نہ مرجھائیں گے + ترجمہ

آگ یا گرم تیل سے جل جانے کا بہتر علاج بکری کا خون یا مرغی کے انڈے کی سفیدی ہے گھیکوار کے پتوں کا گودا بھی مفید ہے +

اسلام اور عورتیں

جرمنی کے ایک فاضل پروفیسر گولڈزیہر کے ایک مضمون کا ترجمہ عرصہ ہوا ایک انگریزی اخبار (سول ملٹری گزٹ) میں چھپا تھا جسکو شاید کسی اور اخبار نے بھی شائع کیا تھا۔ یہ مضمون میری نظر سے بھی گذرا، چونکہ نہایت ہی لطیف ہے اور اسمیں پوری تحقیق اور انصاف سے کام لیا گیا ہے۔ اس لیئے میں ناظرین عصمت کے واسطے یہ ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

فاضل پروفیسر لکھتا ہے

کہ اسلام میں جو مقام عورتوں کو دیا گیا ہے۔ اس کے بارہ میں اہل یورپ کی کثرت سے یہی رائے دیکھی جاتی ہے کہ مذہب اسلام نے ان بیچاری عورتوں کے لیے ترقی کا وہ اعلیٰ مرکز ہرگز تجویز ہی نہیں کیا۔ جو کہ نوع انسان کے واسطے لازم ہے۔ لیکن تاریخ میں ایک گہری نظر کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کی تنزلی کا باعث مذہب اسلام نہیں ہے بلکہ موجودہ معتقدین اسلام کی تمدنی کمزوری ہے۔ اسلام کے سب سے قدیم زمانہ میں ہم بہت سے واقعات میں عورتوں کو پبلک اور سیاسی کاموں میں حصہ لیتے ہوئے دیکھتے ہیں اس زمانہ میں عورتیں صرف مقدس ہی نہیں تھیں جو عبادت اور مجاہدات میں لگی رہتی ہوں بلکہ ایسی عورتیں بھی موجود تھیں جو علاوہ امور تجارت میں شریک ہونے کے اسلام کی اندرونی مشکلات

ں میں حصہ لیتی تھیں +

اسلام کی دلیر عورتیں

مورخ طبری بیان کرتا ہے کہ لڑائیوں کے موقعوں پر عرب ہرگز پسند نہیں کرتے تھے کہ عورتیں موجود نہ رہیں۔ اس سوسائٹی میں جہاں عورتیں غلاموں کے برابر سمجھی جاتی ہوں۔ بی بی عائشہ جیسی عورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور وہ قدر و منزلت جو حضرت عائشہؓ کو حاصل تھی۔ اور جو تسلط اور رعب وہ اسلامی سلطنت پر انکا تھا۔ ایک مثل کی رو سے ہندوستان کی حرم کی زندگی کی مانند خیال نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی پہلی ہی پشت میں زینب ابن زبیر کی بیوی کہا کرتی تھی۔ کہ اللہ نے ہمیں ہمارے حسن کی وجہ سے ممتاز کیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آدمی دیکھ لے تاکہ وہ پہچان لے کہ میں اس سے بہتر ہوں اور مجھ میں کوئی عیب نہیں ہے کا۔ مجھے حصہ دیا جاوے۔

شاید اسلام نے شروع ہی زمانہ میں عورتوں کی واحیا خلقی کمزوریوں کو تازہ زور دیا ہو۔ مگر وہ کسی طرح ان کو دنیا کے معاملات سے الگ نہیں کرتا۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کافی ہے۔ خیال کرو کہ عورتوں نے حسینؓ کی بدقسمتی کے معاملہ میں کیا حصہ لیا تھا۔ حضرت علیؑ کے خاندان کے واقعات میں عورتیں ہر جگہ موجود ہیں۔ اور معاملات کی وابستگی سے الگ نہیں کی گئیں۔ حضرت حسینؓ کے اپنے خاندان کے حقوق حاصل کرنے کی حسرت بھری لڑائی میں دردناک و دلگیر واقعات کے ساتھ ہم وہ حسرتناک مقابلہ بھی دیکھتے ہیں جس میں ام وہب جو دمشق خلافت کے ایک

پرجوش مددگار کی بیوی تھی ایک خیمہ کی کھونٹی اکھاڑ لیتی ہے اور اپنے شوہر کے پاس دوڑی جاتی ہے اور یہ کہتی ہے۔ کہ میرے ماں باپ تیرے قربان۔ اب جاؤ اور حضرت محمدؐ کی اولاد کے حق کے لیئے لڑو۔ اسکا بدنصیب شوہر یہ چاہتا تھا کہ وہ عورت وہیں جائے۔ مگر وہ اسکا کپڑا کھینچکر بولی "میں اپنے تئیں تم سے الگ نہ کرونگی۔ جب تک میں تمھارے ساتھ مر نہ جاؤں"

اور جب وہ لڑتا ہوا گرا تو اس نے اس بیجان لاش کو یہ کہکر شاباش دی کہ مبارک ہو تمکو کہ تم جنت کے لیے موزوں ٹھہرے۔ حضرت اسماء بنت (حضرت) ابوبکر صدیقؓ کی روش پر بھی غور کرو۔ وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کو جرأت دلاتی رہی۔ جب وہ حجاج سے جنگ کر رہا تھا۔ لڑائی میں جاتے وقت اپنے بیٹے کا زرہ بکتر بھی پہننا گوارا نہ کیا اور کہا کہ یہ زرہ بکتر ایک ایسے شخص کے لیے بالکل نازیبا ہے جو اسبات کے لیے لڑ رہا ہو جس کے حق ہونے کا اسکو کامل یقین ہے۔

اسلام کے شروع زمانہ میں عورتیں اپنے دلیر شوہروں کا مذہبی جوش مشکل سے مشکل گھڑیوں میں بھی ساتھ دیتی تھیں۔ حبیب ابن مسلمۃ الفہری جس نے ۴۲ھ میں وفات پائی۔ ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی میں جانے کو تھا جن میں اس نے اپنی ساری عمر گذاری تھی۔ اسوقت اسکی بیوی نے اس سے سوال کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ کہ یا تو دشمن کے خیمہ کیطرف یا اگر خدا نے چاہا تو بہشت میں۔ اسکی بیوی نے فوراً جواب دیا۔ کہ میں دونو حالتوں میں تم سے بڑھ چڑھ کر رہونگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حبیب اپ

دشمن کے خیمہ کے پاس پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو وہاں پہلے سے موجود پایا۔ ایک خارجی شہزادہ کے قاتل نافع بن الازرق کو ایک عورت ہی نے قتل کیا جسے اس مقتول شہزادہ کے خون کا بدلا لینے کے لیئے اس کے ساتھ تنہا لڑنے کی جسارت کی۔

اسلام کی مقدس عورتیں

لیکن عرب کی عورتیں صرف بہادری میں ہی نہ جب کمال نہ تھیں بلکہ جنگ کے وقتوں میں بھی ہم بہت سی عورتوں کو ایسا ہی پاتے ہیں جنہوں نے عمدہ کی انسانیت و بنی نوع انسان کی سچی محبت کا ثبوت دیا ہے۔ اسلم قبیلہ کی ایک عورت جس کا نام رفیدہ بنت سعد تھا۔ وہ پہلی عورت تھی جس نے غزوہ خیبر کے درمیان جنگی ہسپتال ایک مسجد میں قائم کیا تھا۔ جہاں وہ دیگر عورتوں کے ہمراہ زخمیوں کا علاج و خدمات کیا کرتی تھی جیسا کہ ابن سعد نے لکھا ہے۔ عورتوں کا جنت میں داخل ہونا ایک ایسی بات ہے جو قرآن شریف کے مخالف ہے؟ ہم کو ان بیشمار آیتوں پر ایک نظر کرلی چاہیئے جن میں صرف مومنوں کا ہی ذکر نہیں مومنات کا بھی ہے اور نہ صرف صالحوں کا ہی نہیں بلکہ صالحات کا بھی ہے۔ یعنی ایماندار مرد اور عورتیں اور نیک مرد اور عورتیں۔ بہت سی آیتیں ہیں جن میں عورتوں کا اس طرح ذکر ہے کہ جس سے انکا مردوں کے برابر ہونا کامل طور سے پایا جاتا ہے۔ خاصکر دیکھو سورۂ احزاب الاسرا اور دیگر مقامات۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ نہ تو اسلام کی قدیم واقعات میں عورتوں کی ایسی

حالت تھی اور نہ خود بانی اسلام کی ایسی تعلیم تھی۔ کہ جس سے انکا درجہ پرہیزگاری اور
تقدس میں کسی طرح بھی مردوں سے کم سمجھا جائے۔ درحقیقت جیسے جیسے ہم مختلف
زمانہ کے مسلمانوں کے حالات زیادہ پڑھتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے تذکروں کی
کتابوں کو غور سے دیکھتے ہیں ویسے ویسے اسلام کی عورتوں کی قدر و منزلت
کے بارہ میں ہمارا خیال بعض مصنفوں کی رائے سے قطعاً مخالف ہو جاتا ہے
شروع اسلام سے اب تک ہم ولیہ عورتوں کا ذکر سنتے آتے ہیں۔ جو عموماً شیخہ
کہلاتی ہیں۔ لوگ انکو نام بنام جانتے ہیں۔ اور انکی سوانح بہت تقدس اور
عزت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ جنکو وہ انکی کرامات یا معجزات سمجھتے ہیں۔ اور
ابھی کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ اورینٹل سیگزیدوں نے اسکٹ۔ دیہہ میں شیخہ
آمنہ کی باشوکت تجہیز و تکفین کا ذکر کیا تھا۔ اولیاء کے تذکروں کی کتابوں میں
معدودے چند ہی ایسی کتابیں ہیں جن میں ولیہ عورتوں کا ذکر نہ ہو۔ حروف تہجی
کے ہر حرف کے حد میں ایسی ولیہ عورتوں کا بھی ضرور ذکر رہتا ہے۔ جن کی
عجائبات کا پلہ مردوں کے عجائبات سے ہرگز ہلکا نہیں ہوتا اور ان اوراق
میں وہ مردوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھی نظر آتی ہیں۔ اور بعض محقق فاطمہ کو
قطب مانتے ہیں۔ جو کہ ولیوں میں بہت ہی بڑا درجہ ہے۔ ولایت میں مرد
اور عورت دونو برابر ہیں۔ اسی مضمون کی ایک کتاب میں جس کے مصنف
شیخ تقی الدین ابو بکر الحسینی ہیں۔ ایک خاص باب مقدس عورتوں کی سوانح
میں ہے۔ اور ایک علحدہ باب ان کے ذکر کا قائم کیا ہے جس کا عنوان
متقی اور پرہیزگار عورتوں کے حالات جو خدا کے رستہ پر چلیں۔ ہے۔

اور اس کتاب کا مقصد جیسا کہ دیباچہ میں اس کے مصنف نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ اسکو مطالعہ کرنے والی عورتیں ان کے حالات سے نصیحت حاصل کریں۔ اور تقدس اور پرہیزگاری میں انکو مثال مانکر اپنی طرز زندگی بھی ویسی بنائیں۔ وہ بار بار اس زمانہ کی عورتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ (افسوس بدا فرما سے اس زمانہ کی عورتوں تمپر افسوس۔ تم اس سے دیکھنی زمانہ سے کیونکہ اس نے تقدس کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتا ہے) بالکل غلاف ہو۔ تم دنیا کی خوشی میں منہمک ہو ایک ناخدا ترس شوہر جو پکا شرابی ہے اور دوسرے گناہوں میں مبتلا ہے تمہارے ساتھ ہے اگرچہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی بدکاریاں اور بیحیائیاں خدا کے غضب ہی کو کیوں نہ کھینچ لاویں۔ اور تم خدا ترس لوگوں کی صحبت سے گریز کرتی ہو۔ حالانکہ ان کی صحبت ہمیشہ ابدالآباد کی خوشی اور خدا کی مہربانی کا باعث ہوتی ہے" یہ بزرگ مصنف آگے چل کر ان گنہ گاروں پر لعنت کرتا ہے۔ جنکو خدا کا قرب حاصل کرا دینے والی باتوں میں بہت ہی کم خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہ اسلام ہی ہے۔ جو اپنے جاذبانہ اور عابدانہ ترغیبوں کے ساتھ ان زاہدہ اور عابدہ عورتوں کو مبارکباد دیتا ہے۔ اور تعریف کرتا ہے جن کا پاک وجود اسلامی کتب کی عزت کو بڑھاتا ہے +

مترجمہ حمید الحمید

عصمت کی گذشتہ جلدیں۔ جنوری ۱۹۰۹ء سے جون ۱۹۱۰ء تک کے ماہ برسے مجلد قسم اول با تصویر قیمت ۱۲/

منیجر عصمت دہلی سے طلب کیجئے ۰

ماؤں کے واسطے سنہری اصول

ماں بیٹیوں کی ذمہ داری ہر لڑکی کی ماں کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اپنی بیٹی کو اچھی بیوی بنا دینا ہے یہ مقصد خانہ داری کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے اور ہر بیٹی کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جو غلطیاں وہ ماں کو خانہ داری میں کرتے دیکھ رہی ہے اسپر خوب غور کرے اور یہ ارادہ کرے کہ جب میں گھر والی ہونگی تو یہ غلطیاں میں نہ کرونگی اس کے سپرد جو ایک چھوٹے سے پودے ہی کی حفاظت کیوں نہو وہ اسکی ضرورتوں میں غفلت نہ کرے اور یہ جان لے کہ آج اگر وہ اس ذرا سی کو پورا کر رہی ہے تو کل بہت بڑی بڑی ذمہ داریوں کے پورا کرنے میں بھی وہ نہ گھبرائے گی ؎

بچے کیونکر بگڑتے ہیں ان کے قصور و نیز ہلسوان سے جھوٹ بولنے کی پروا نہ کرو ان سے خود جھوٹ بولو ان کی ضدیں پوری کرو انپر ہر وقت چیخنے چلاتے رہو اگر ان سے اتفاقیہ کوئی چیز ٹوٹ جائے تو مارو ان کے کھیلوں کی طرف مطلق توجہ کرو۔ جب وہ کچھ پوچھیں تو گھرک دو۔ ان کو گلی کوچوں میں کھیلنے دو اور ان کی ضرورتوں کا کبھی خیال نہ کرو ان کے استادوں کے برخلاف رہو۔ ان کے کھلونے فضول سمجھو۔ اور یہ بھول جاؤ کہ کبھی تم بھی بچے تھے۔

ترجمہ

سفر کیا ہے؟

ترقی کا ذریعہ ہے اس سے انسان بڑے بڑے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور
اپنے آپکو اعلیٰ درجہ پر پہونچا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی نظیر اہل عرب اور اہل یورپ
ہیں۔ اہل عرب جو سفر کے فنون میں یکتا تھے۔ اُن کا یہ مقولہ ہے کہ السفر وسیلۃ الظفر
(سفر وسیلہ ترقی او فتح کا ہے۔) گو اہل یورپ نے بہت سفر کئے اور اونکی
وجہ سے کامیابیاں بھی حاصل کیں لیکن اہل عرب نے جس بے سروسامانی
کے ساتھ سفر کیے وہ قابل تعریف ہیں۔ سات مرتبہ جو بیت المقدس پر اہل عرب
اور اہل یورپ سے جنگ ہوئی اور عرب کو فتح وہ زیادہ تر اس لیے کہ ایک
خاص حد تک اہل عرب سفر اور اس کے مصائب برداشت کرنے کے عادی
تھے۔ ورنہ کوئی وسیلہ ان کے فتح کا نہ تھا۔ کیونکہ ان کے پاس نہ کافی ہتھیار
تھے نہ زیادہ آدمی نہ بہت مال اسباب حتےٰ کہ کھانے کی قسم میں سے بھی
کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ دو دو روز میں ایک ایک خرما دکھجور نصیب ہوتا تھا
جو ان کی روزی تھی۔ جب یہ لوگ سفر کرتے تھے تو ڈیرہ خیمہ وغیرہ بھی نہ ہوتا
تھا اور بارش آندھی کو یہ اپنے سروں پر روکتے۔ اور اندھیری رات کی
دہشت درندوں کی آواز کی وحشت سے بلا پریشانی اور خوف خطر قرآن شریف
کی آیتیں پڑھتے ہیں ان غریب الوطنوں کی ڈھارس اور امید تھی جس سے
یہ بشاش چہرے خوشی اور نشاط میں اُچھلتے کودتے چلے جاتے تھے۔ نہ

درندوں کا خوف نہ مخالفوں کا ڈر نہ تاریکی کا خیال نہ پانی کا دھیان۔ سوائے
ایک خدا کے نام جو انکا رہبر تھا۔ مخالف اس بات پر اطمینان رکھتے تھے کہ سفر
کی اذیتیں آسمانی مصیبتیں ہماری مددگار ہو کر انکو ہٹا دیں گی لیکن وہ اولوالعزم
مسافر کب استقلال کو ہاتھ سے جانے دیتے تھے۔ ان مصائب و تکالیف کو
برداشت کرتے اپنے پیغمبر کی وصیتیں یاد کرتے اور بڑھے چلے جاتے۔ آخر
اس استقلال اور ہمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح یاب ہوئے اور یہ ہمت نام پایا چنانچہ
جب تک دنیا قایم ہے انکا نام بھی مشہور رہے گا۔ اہل یورپ نے بھی بہت
سفر کیے لیکن ان دو اشخاص نے جسقدر سفر کیے ان کے برابر کسی دوسرے
شخص نے سفر نہیں کیا۔ ان دو اشخاص سے میرا مطلب ایک کلمبس اور دوسرا
واسکوڈی گاما سے ہے۔ جو مشہور و معروف اولوالعزم مسافر یورپ کے تھے
پہلے پہل امریکہ کا پتہ کلمبس ہی نے لگایا تھا اور وہ ایک ایسے گھرانے
میں پیدا ہوا تھا جو سرپرآوردگی سے بالکل محروم تھا۔ مگر اس نے سفر کیوجہ سے
اسقدر ترقی حاصل کی کہ اوسکا نام ابتک مشہور ہے اور ہمیشہ صفحات تاریخ پر لکھا
جائیگا۔ واسکوڈی گاما نے کل کرہ زمین کا سفر کیا تھا اور ہندوستان پایا
تھا چنانچہ اسکا نام بھی ابتک مشہور اور تا قیامت صفحات تاریخ کو روشن کرتا
رہیگا۔ اگر سفر کے فوائدوں کو پیش نظر کرکے یہ کہا جائے کہ عورتوں کو بھی
ایک حد تک سفر کرنا فائدہ مند ثابت ہوگا تو میرے نزدیک یہ نامناسب
ہوگا لیکن بخت افسوس ہندوستان جنت نشان پر کہ جہاں کے مرد بھی سفر کو
قبیح خیال کریں تو چہ جائیکہ عورتیں جو ہمیشہ محصور رکھی جاتی ہیں۔

راقمہ ز۔ ازمرلو آباد

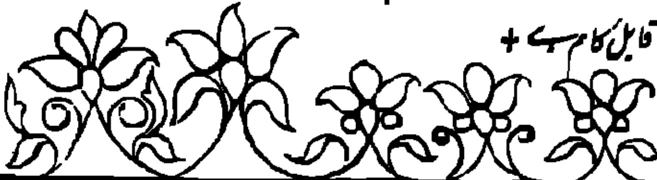
ڈھول پر گانا

گجرات کے اکثر مسلمان لوگوں کے ہاں تقریبوں پر دستور راتوں میں ڈھول پر گانیکا رواج ہے۔ مکان کی عورتیں تمام رات جاگتی ہیں خوب گانا ہوتا ہے اور ڈھول پیٹا جاتا ہے اور اس سے ایسا حظ اٹھاتی ہیں کہ بیان سے باہر۔ ایک عورت ڈھول لیکر بیچ میں بیٹھتی ہے اور گرداگرد اوس کے جس کے ہاں تقریب ہو اوسکی اور اوس کے نزدیک کے رشتہ کی بہو بیٹیاں بیٹھتی ہیں اور اونکا گانا سنتی ہیں ضعیفوں کا ایک غول علٰحدہ صدر کے طور پر رونق افروز ہوتا ہے۔ گانے کے حکڑ میں دو تین ہلکی گانیوالی ماماؤں وغیرہ کو بھی بٹھلاتے ہیں پھر جسکو جو غزلیں وغیرہ یاد ہوں خوب زور سے گائی جاتی ہیں جنمیں غلطیاں بیشمار ہوتی ہیں اور تال سر تو برابر لاہی کہاں سے سکیں کیونکہ اوسکو تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکو میں سخت ناپسند کرتی ہوں اور میری رائے میں یہہ رواج اچھا نہیں۔ اسمیں بہت سی برائیاں ہیں اور یہہ برائیاں ایسی ہیں جو یقیناً دوسری بری باتیں پیدا کرتے دیر نہیں لگاتیں ٭

جو لوگ کہ حیا اور شرم رکھتے ہیں وہ کبھی اپنی بہو بیٹیوں کا گانا پسند نہیں کرتے اور جسوقت گانا شروع ہوتا ہے تمام محلے اور راستہ کے آنے جانے والے لوگ بہو بیٹیوں کی آواز سنتے ہیں اور بعضے قہقہا لگاتے ہیں یہہ بہت بری بات ہے اور دو چار ہلکی جو گانے والی ماماؤں کو بٹھلاتے ہیں وہ

خاصہ کی پتی کا کام

یہ طرح شروع ہوتا ہے کہ پہلے کرتے یا دوپٹہ میں تو لی ٹانکنا لو تولی پر ایک ٹانکا لگاؤ۔ سوئی سینک کے برابر بیراتی ہی جگہ چھوڑ کر ایک بند اور لگاؤ جب دو بند لگا لو تو جلندری بیچ کو تین لڑیں کر دو اور ڈبل دو دو بھا تواں ہو جائیگی پھر اوسی بہاتواں دھاگے کے گول گول پھیر بنا لو ذرا صحیح اور ٹھیک ہوں جب دہاگا سب ٹنک سے چکے تو اب پتیاں کتر لو اول گول پتی جو جیسی تم دیکھتی ہو اور ایک طرف کو اوسمیں نوک نکلتی ہوئی ہے جو دہاگے کی نوک پر جا کے ہے جب یہ بن گئی تو پیر ادہر اودہر گول مروڑی بناؤ مروڑی کی ڈنڈی اوسی دہاگے سے بناؤ جو تمھاری سوئی میں ہے جب ڈنڈی بنا چکو تو سوئی کو توڑنا چاہیئے اب یہ تین پتی کا پھول بن گیا۔ باقی جو تین پتیاں کیری کی رہیں وہ بعد میں لگاتی جاؤ یہ دو بیلیں ہیں دونوں کی ایک ترکیب ہے ایک باریک پتی کی ہے دوسری ذرا موٹی مگر ان کے اندر بھی ستارہ رکھو اگر سادی جالی ہو تو ستارہ رکھو اور اگر شبنم یا جنگل باڑی ہو تو پتی کے اوپر تار کی کامدانی بنا دو یعنی ہر پتی پر تار کی قردی بنا دو یہ خاص معزز بیگمات کے قابل کام ہے +



مراخل لعنی گرڈ ہی جل

ایک مُبارک نکاح

میرے قصبہ میں ایک مبارک واقعہ ہوا جو اس بات کی صاف دلیل ہے
کہ علم کی روشنی نے اپنا پورا پورا اثر اب انشاء شروع کیا جس سے امید ہے کہ
انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد جہالت تعصب اور مراسم کی تاریکی دور ہو جائے گی۔
ہمارے یہاں شرفا میں بیوہ کا نکاح کرنا گناہ کبیرہ اور ایسا گناہ کبیرہ سمجھا جاتا
ہے جو کسی توبہ اور استغفار سے نہیں معاف ہو سکتا ہے افسوس غریب
بیوائیں ایسی ذلیل سمجھی جائیں کہ ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں حالانکہ ہمارے
پیارے رسول کی دس بیبیاں بیوہ ہی تھیں اور خود خدا اپنے کلام پاک
میں فرماتا ہے کہ بیواؤں کا نکاح کر دو۔

آہ وہ بیکس بیوہ جس کی عمر تخمیناً سولہ سترہ سال کی ہوتی ہے وہ اپنی
حسرت۔ آرزو۔ تمنا۔ کو عمر بھر دل میں لیے ہوئے گھر کے ایک کونہ میں پڑی ر ہے
یا دوسرے لفظوں میں زندہ درگور ہو جائے اور بزرگ ہیں کہ خوش ہیں +

اگر کوئی اللہ کا بندہ ان بزرگوں سے کہے کہ اے مقدس بزرگو اپنی بہن لڑکی
یا کسی اور عزیز بیوہ کی شادی کر دو تو ان کو وہی جواب ملے جو رسول کو کفار
قریش جواب دیا کرتے تھے کہ اے رسول ہم اپنے بزرگوں کے خلاف طریقہ
کچھ بھی نہ کریں گے بزرگوں کا یہ حال اور نوجوانوں کی یہ کیفیت کہ ان میں
اصلی تعلیم اور حقیقی تربیت مفقود اور تعلیم اسلام تو معدوم ہی سمجھنا چاہیئے۔

پھر بیچاری بیوہ بہوؤں کا کیا ٹھکانا بوڑھے شادی کرنا پسند نکریں اور جوان بیوہ سے شادی کرنیکو راضی ہی نہوں لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر کہ ایک عالی نسب لایق اور تعلیم یافتہ نوجوان نے اس کارخیر کے لیے قدم بڑھایا اور ایک لایق اور تعلیم یافتہ بیوہ سے شادی کی گو تمام ارباب برادری - اعزا اور خاص لوگ نفرین کرتے ہیں اور دونوں کی صورت دیکھنے کے روادار نہیں ہیں لیکن ایک سچے مسلمان کے دل سے یہی دعا نکلے گی کہ اللہ تعالی دونوں کو استقامت ادا کرے اور خدا کرے کہ اور ایسے نوجوان پیدا ہوں جو مراسم کی قید سے قوم کو نجات دیں - اور خدا ان دونو میاں بیوی میں اخلاص و محبت عطا کرے آمین

راقمہ ایک پردہ نشین - نرکاکوری

ہندوستانی بیٹیاں

اے ہند کی بیٹیوں تمھارا　　ہے ڈھنگ جہان سے نرالا

ماں باپ کے گھر ملا نہ آرام　　ہر وقت رہا ہے کام سے کام

قربان گئیں تم اپنے کنبہ پر　　مرتی رہیں اپنے بھائیوں پر

گنتی نہ تھیں اپنے بچوں کے ساتھ　　تم دن کو دن اور رات کو رات

تم ڈلہن سے ہو خوش خوشی پر آئی　　مردونکی خوشی خوشی تمھاری

فرض اسکا ہر ایک کام گویا　　خاوند کی ہو تم غلام گویا

راحت کیطرف نظر نہیں ہے　　اپنی تمھیں کچھ خبر نہیں ہے

ایثار کی آج جان ہو تم　　سچ ہے کہ خدا کی شان ہو تم

ابوالحسن ناطق

ہوا کا چلنا

نسیم آندھی۔ طوفان

اگر ذرا غور کرنے سے نہ معلوم کر سکتی ہو کہ ہوا کو کسی وقت سکون نہیں ہے گرمیوں میں دوپہر کو جس وقت ہوا بالکل ٹھہری ہوئی محسوس ہوتی ہے اور حبس ہو جاتا ہے۔ اسوقت بھی اگر خیال کرو تو کبھی کبھی کوئی درخت کی پتی ہلتی نظر آجائے گی یا تم دیکھو گی کہ دھوئیں کا مرغولہ جو سیدھا اوپر کو جاتا ہے یکایک دوسری جانب کو ملٹ جاتا ہے ان سب مشاہدات سے ہوا کا چلنا محسوس ہوتا ہے نسیم سحری کے ہلکے جھوکوں سے ڈرانی آندھی اور پر آشوب طوفان تک یہ سب ہوا کے چلنے سے پیدا ہوتے ہیں اب اس کو سمجھو کہ ہوا کیوں چلتی ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں +

تم اوپر پڑھ آئی ہو کہ سرد ہوا سے گرم ہوا ہلکی ہوتی ہے اس اصول کو اچھی طرح یاد رکھو اور اس کی وجہ کو سمجھ لو ہوا میں جب گرمی پہونچتی ہے تو اس کے اجزا پھیلتے اور الگ الگ ہوتے ہیں جس سے وہ پتلی پڑ جاتی ہے اور اس وجہ سے ہلکی ہوتی ہے اس کے خلاف سرد ہوا کے اجزا باہم پیوستہ اور ملے رہتے ہیں جس سے وہ بھاری ہوتی ہے قانون قدرت یہ ہے کہ ہلکی چیز اوپر کو جاتی ہے اور بھاری چیز نیچے کو آتی ہے۔ تیل پانی سے ہلکا ہوتا ہے ان دونوں کو ملا دو تو تیل اوپر کو چلا جاتا ہے اور پانی تہ نشین

ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہوا گرم ہوتی ہے تو وہ ہلکی ہونے کی وجہ سے اوپر کو چڑھتی ہے اور سرد ہوا نیچے کو اترتی ہے یا یہ ہوتا ہے کہ اک مقام کی ہوا گرم ہو کر اوپر کو جاتی ہے اور آس پاس کی سرد ہوا خالی جگہ کو مملو کر لینے کے لیئے ہر چہار طرف سے سمٹ کر دوڑتی ہے +

اس اصول کو تجربہ کر کے دیکھنا چاہتی ہو تو اپنے لیمپ کو جلا کر میز پر رکھ لو اور چمنی کے اوپر دھنکی ہوئی روئی یا کاغذ کے نہایت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو لو۔ کے سامنے گراتی جاؤ تم دیکھو گی کہ ہر ایک ٹکڑے کو ہوا اوپر کو اڑا لے جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ شمع کے جلنے سے چمنی کے اندر کی ہوا گرم ہو کر اوپر کو چڑھتی ہے اور ارد گرد کی سرد ہوا چمنی کے نیچے جو جالدار جھنجھری بنی رہتی ہے اُس سے اندر کو جاتی ہے اور جو ہوا گرم ہو کر اوپر چڑھتی ہے اسکی جگہ کو پُر کر دیتی۔ علاوہ اسکے تجربہ جس کو تم نے ضرور دیکھا ہوگا وہ تنور کا روشن ہونا ہے جس وقت تنور میں لکڑی جلائی جاتی ہے تو اُس کے اندر کی ہوا گرم ہو کر اوپر کو جاتی ہے اور باہر کی سرد ہوا اک چھوٹے سوراخ سے جس کو سانی کہتی ہیں دوڑ کر تنور کے پیٹ میں آتی ہے اور تنور کے اندر کی ہوا جو گرم ہو کر اوپر کو جاتی ہے اُس کی جگہ کو بھر دیتی ہے اور اس طرح تنور کے اندر ہوا کے جھونکے آتے ہیں جو آگ کو لہرا دیتے ہیں جاڑوں میں جس وقت تمہارے کمرے میں آتشدان روشن کیا جاتا ہے تو تم نے محسوس کیا ہوگا کہ وہ بیرونی ہوا کو اندر کھینچتا ہے۔ دہکتے ہوئے کوئلوں کے اوپر کی ہوا گرم ہو کر ہلکی ہو جاتی ہے اور کمرہ کی چمنی سے اوپر کو چڑھتی ہے اور باہر کی سرد ہوا اُس کی جگہ لینے کو

ہوتی ہے جس کمرے کے اندر تازہ ہوا آتی ہے۔ غرض ان تجربات سے تم سمجھ سکتی ہو کہ ہوا جب گرم ہوتی ہے تو وہ ہلکی ہو جاتی ہے اس لیے وہ اوپر کو چڑھتی ہے اور سرد ہوا جو بھاری ہوتی ہے دوڑ کر اس کی جگہ کو بھر دیتی ہے۔

ہوا کے چلنے کا تماشا جو تم اپنے گھروں میں اک چھوٹے پیمانے پر دیکھتی ہو وہ تمام روئے زمین پر قدرت کے زبردست نظم سے عظیم الشان پیمانے پر ظہور میں آتا ہے۔ تم سن چکی ہو کہ آفتاب اک بہت بڑا قدرتی آتشدان ہے جو کالے کوسوں آکاس میں شدت حرارت سے جل رہا ہے ہماری زمین سورج کی حرارت سے گرم ہوتی ہے اور اس کے نور سے تاباں اور روشن ہے سورج کی کرن کرہ ہوائی میں ہو کر زمین پر اترتی ہے لیکن تم جانتی ہو کہ اس سے ہوا گرم نہیں ہوتی ہے اگرچہ ہوا کا کرہ زمین کے اوپر ہے اور سورج کی کرن ہوا میں ہو کر آتی ہے لیکن پہلے زمین گرم ہوتی ہے ہوا پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے جلتی ہوئی دھوپ میں اگر چہرے پر پنکھے سے آڑ کر لو تو فوراً خنکی محسوس ہوتی ہے اور پنکھا گرم ہو جاتی ہے اگر کرن سے ہوا گرم ہوتی تو یہ بات نہیں ہوتی اس لیے کہ چہرے سے ملی ہوئی ہوا جو پہلے تھی وہ اسوقت بھی موجود ہے آڑ کر لینے سے صرف سورج کی کرن رک جاتی ہے جو پنکھا کو گرم کر دیتی ہے اس طرح گرمی کے آنے کو جس سے درمیان کی چیز گرم نہیں ہوتی اشاع حرارت کہتے ہیں جس کا حال پڑھ چکی ہو +

باد و باراں۔ سورج کی کرن سے پانی اور زمین دونوں کی سطح تپ جاتی ہے

زمین کے گرم ہونے سے اُس کے اوپر کی ہوا جو زمین سے ملی ہوئی ہے گرم ہوتی ہے اور اس وجہ سے وہ ہلکی ہوکر اوپر کو چڑھتی ہے گرم ہوا زمین سے جب اوپر جاتی ہے تو اردگرد کی سرد ہوا خالی جگہ کو مملو کرنے کے لیے دوڑتی ہے اور اسطرح زمین پر ہوا کے جھونکے پیدا ہوتے ہیں جس کو بادِ رواں کہتے ہیں +

نسیم۔ گرمی کے دنوں میں اگر سمندر کے کنارے پر قیام ہو تو صبح کو سویرے ہوا کے نہایت ہلکے جھونکے سمندر سے زمین کی جانب کو آتے ہوئے محسوس ہوں گے اس ہوا کو نسیم سحری کہتے ہیں جو نہایت دھیمی دھیمی صبح سے نو بجے دن تک چلتی ہے لیکن جب زیادہ دن چڑھتا ہے۔ اور سورج کی آنچ تیز ہوجاتی ہے تو بند ہوجاتی ہے پھر شام کو سیر کے لیے جاؤ تو اُلٹی ہوا محسوس ہوگی اسوقت سرد ہوا کے خوشگوار جھونکے زمین سے سمندر کی جانب کو جاتے ہیں جسکو نسیم بری کہتے ہیں اب ان دونو طرح کی نسیم کے چلنے کی وجہ کو خیال کرو +

تم کو معلوم ہے کہ سورج کی کرن سے کوئی چیز جلد گرم ہوتی اور کوئی چیز ایسی ہے جو دیر میں گرم ہوتی ہے۔ چنانچہ زمین بہ نسبت پانی کے جلد گرم ہوتی ہے اس لیے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو زمین تو گرم ہو جاتی ہے لیکن اُسوقت تک سمندر کا پانی سرد رہتا ہے زمین کے گرم ہونے سے اُس کے اوپر کی ہوا گرم ہوکر ہلکی ہوتی ہے اور اوپر کو چڑھتی ہے اس لیے پانی جو سرد رہتا ہے اُس کی سطح سے ملی ہوئی سرد ہوا خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے سمندر سے

زمین کی جانب کو آتی ہے اور اسی وجہ سے صبح کو نسیم بحری چلتی ہے لیکن جب
زیادہ دن چڑھ جاتا ہے اور پانی بھی گرم ہو جاتا ہے تو اس کے اوپر کی ہوا گرم
ہو جاتی ہے جس سے زمین اور پانی کی اوپر کی ہواؤں کا مزاج ایک ہو جاتا ہے
اور اسی وجہ سے نسیم بحری بند ہو جاتی ہے پھر جب شام ہونے کو آتی ہے تو بالکل
الٹی بات ظہور میں آتی ہے یعنی جو جلد گرم ہوتی ہے وہ جلد سرد ہو جاتی ہے
اور پانی جو دیر میں گرم ہوتا ہے وہ دیر تک گرم رہتا ہے اس سے پانی سے
ملی ہوئی ہوا جو گرم ہوتی ہے اوپر کو صعود کرتی ہے اور زمین کے اوپر کی سرد
ہوا خالی جگہ کو بھرنے کے لیے سمندر کی جانب کو جاتی ہے اور اسی طرح
شام کو الٹی نسیم چلتی ہے جس کے سرد خوشگوار جھونکوں سے روح کو فرحت
ہوتی ہے +

اس مقام پر تم پوچھ سکتی ہو کہ جب ساون میں مینہ کی جھڑی برابر لگی رہتی
ہے اور سات سات دن تک سورج دکھائی نہیں دیتا اس وقت ہوا کیوں چلتی
ہے اس سوال کے جواب میں تم کو بالکل ایک نئی بات سیکھنی ہے جو ہوا کے
چلنے کی دوسری وجہ ہے۔ تجربات سے ثابت ہے کہ ہوا سے بخارات آبی ہلکا
ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی مقدار ہوا میں جس قدر زیادہ مخلوط ہوتی ہے ہوا
اتنی زیادہ ہلکی ہو جاتی ہے بخارات آبی کے ملنے سے جب ہوا کا وزن کم
ہو جاتا ہے تو آلہ مقیاس البرودت کا پارہ گر جاتا ہے اور وہ پانی اور طوفان
کی خبر دیتا ہے۔ غرض ہوا میں جب بخارات آبی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو وہ
ہلکی ہو کر اوپر کو چڑھتی ہے اور گرد و نواح کی خنک لیکن بھاری ہوا اس کی

قائمقام ہوا کو دوڑتی ہے اور اس طرح زمین پر ہوا چلتی ہے جس کو سورج کی تابش اور ہوا کے گرم ہونے سے کوئی تعلق نہیں +

آندھی طوفان یہاں تک تو ہوا کے ہلکے جھوکوں کا بیان تھا اب اس کی خوفناک چال اور ڈراونی صورتوں کا ذکر سنو ہوا کے گرم ہونے یا ہوا میں بخارات آبی کی مقدار زیادہ ہوجانے سے جب کسی ملک یا کسی خاص مقام کی ہوا کا وزن یکایک کم ہوجاتا ہے تو وہاں کی ہوا اٹھی ہو کر اچانک اوپر کو بھاگتی ہے اور اس وجہ سے دوسرے ملک یا گرد و نواح کی سرد ہوا اس کی جگہ پر حملہ کرنے کو نہایت تندی سے خروش کرتی ہوئی دوڑتی ہے ہلکی ہوا جس قدر تیزی سے اوپر کو جاتی ہے اسی قدر آنے والی ہوا کا داخلہ زیادہ پرآشوب ہوتا ہے جس سے زمین پر آندھی چلتی ہے اور ہولناک طوفان آتے ہیں۔

باد بخارات زمین کا کرہ تو تم نے اسکول میں دیکھا ہوگا اس کے اوپر بیچ میں جو خط چاروں طرف حائل ہے اس کو خط استوا کہتے ہیں یہ خط جن ملکوں میں ہو کر گذرتا ہے وہاں شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ اور وہاں آفتاب دوپہر کو سیدھا سر پر ہوتا ہے تمھارے ملک میں خط استوا جزیرہ سیلون سے پرے دکھن بحر ہند میں ہو کر گذرتا ہے۔ خط استوا پر سورج کی آنچ تیز پڑتی ہے جس سے بخارات آبی پیدا ہوتے ہیں اور وہاں کی ہوا ہمیشہ مرطوب اور گرم رہتی ہے اب تم سمجھ سکتی ہو جہاں کی ہوا میں بخارات آبی کی مقدار افراط سے مخلوط ہو اور جہاں کی ہوا سورج کی آنچ سے تاؤ کھاتی ہو وہ کس درجہ ہلکی ہوگی خلاف اس کے قطب شمالی اور قطب جنوبی کی

ہوا جہاں آفتاب کی شعاع بمشکل سے پہونچ سکتی ہے سرد ہے اور اس وجہ سے
بھاری ہوتی ہے او خط استوا کی گرم ہوا اوپر کو چڑھتی ہے او قطب شمالی
او جنوبی سے سرد ہوا کے جھونکے بالا برابر خط استوا کو آتے ہیں اس کی
وجہ سے وہاں ہمیشہ ایک ہوا چلتی رہتی ہے چونکہ یہ ہوا جو خط استوا کے
کے چاروں طرف استقلال سے چلتی ہے تو تجارتی جہازوں میں غیرمعمولی آسانی وغیرہ کو بہت
نفع پہونچا ہے اس لئے پرانے لوگوں سے اس ہوا کا نام **باد تجارت**
رکھا ہے جو اس وقت تک اسی نام سے مشہور ہے ؕ

سید راحت حسین بی۔ اے۔

مجھے اس سے پہلے بھی یہ کہنے کی ضرورت ہوئی اور آج پھر عزیز بہنوں اور
معزز بھائیوں سے التماس ہے کہ اگر وہ چندہ ختم ہونے پر عصمت کو اپنے ملاحظہ
سے محروم کرنا چاہیں تو اسکی سال بھر کی خدمات اور ناچیز کوششوں کا اتنا حق
تو سمجھیں کہ اگر بطور خود نہیں تو اطلاعی کارڈ پر جو وی۔ پی۔ سے پہلے بھیجا جاتا ہے
دفتر کو منع کر دیں اور وی۔ پی کی واپسی سے دفتر کو نقصان نہ پہونچائیں ؕ
میں مشکور ہوں ان بہنوں اور بھائیوں کی جو مضامین کی جلد اشاعت کی
پابندی اور حسن انتظام کی داد دیکر میری حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں مگر اس داد
کے اصل مستحق وہ قدردانان عصمت ہیں جنکا اسکا برسوں ساتھ ہے اور جو اسکی
ترقی کی کوششوں سے کبھی غافل نہیں ہیں۔

جائنٹ ایڈیٹر

سیر یورپ

۲۰ جون (گذشتہ اشاعت سے آگے) سنہ ۱۹۱۰ء

لارڈ جارج ہملٹن کہ جو ایک وقت میں وزیر ہندوستان تھے انکی لیڈی صاحبہ نے ہندوستان کی بہت سی باتیں کیں۔ دوستوں سے ملتے ہوئے جان پہچان کرتے ہوئے خوش گپیاں اڑاتے ہوئے سر کرزن وائلی کی ہدایت کیموافق جہاں خیمے لگے ہوئے تھے اس کے قریب قریب چلے کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ لوگ اس طرف آئیں جب شاہی گروہ آئے گا تو پہلے رئیسوں سے ملنا ہوگا بعد میں دوسروں سے ملیں گے۔ شاہی خیمہ کے نزدیک دو اور دو خیمے لگے ہوئے تھے جو خاص رئیسوں کے لیے تھے اسمیں ایک نیپال والوں کے واسطے مقرر تھا اور ایک ہم سب دوسرے رئیسوں کے لیے۔ لوگوں کے گروہ سے ہوتے ہوئے شاہی خیمہ کے روبرو گھاس پر ہم پہونچے یہاں تمام الگ الگ سلطنتوں کے سفیر کھڑے تھے۔ اور نیپال والے کوچ بہاری ٹولی اور اجگڑھ کے ٹھاکر صاحب وغیرہ تھے تھوڑا سا وقت باقی تھا تو آپس میں ملنے جلنے لگے۔ حضور نیپال کے مہاراج سے ملے اور مجھ سے بھی تعارف پیدا کروایا۔ اچھی طرح اردو بولتے ہیں۔ میں نے اپنی دستخطی کتاب میں نام لکھنے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے خوشی سے منظور کیا۔ یہاں وہاں کی گفتگو ہو رہی تھی شاہی علاقہ داروں سے چونکہ جان پہچان ہوگئی تھی ان سے بھی ملے اسی

تھا۔ جس خدا بادشاہ کو سلامت رکھے بجنے لگا تو فوراً سر کرن سے ہم سب رئیسوں کو قریب
سے الگ کھڑا کر دیا۔ اب سواری آنے لگی۔ نہایت شوق سے سب دیکھتے تھے
اور شاہی گروہ کی ہمراہ اور حضرت میرہ لباس حریر غرض ہر چیز پر جو طرف نگہ
حیرانی ہوئی تھیں جسکو سننا باعث خیز تھا۔ سب کا پہلے سفیروں سے ملے ہوتے
ہوا۔ تب رئیسوں کی نوبت آئی۔ تین راجہ پہلے ملے بعد حضور اور ملکہ کی ...
ت نئے بعد نوشن لکیطرف تب بے حسب معمول جو بیورت اامیسرماں معلوم ہوتی
ہے۔ انکی ملاقات کے بعد ہم بھی اپنی جگہ پر آگئے اور اوروں کا ترمث دیکھنے لگے
ہر طرف سے لوگ دیکھنے کی ہوس میں اپنے تئیں سب سے آگے ڈال
رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد یہ رسمی طریقہ ختم ہوگیا۔ بادشاہ اور ملکہ اپنے
مہمانوں سے رخصت ہوئے جنے اور بات چیت کرنے لگے۔ یہاں وہاں ٹہلتے
تھے اور خود بیتابی سے ملتے تھے۔ ناشتے کے بعد اراکین خاندان شاہی
درمیانی خیمہ میں بیٹھے اور ہمارے لئے جو خیمے لگائے گئے تھے ان میں
نائی علاقہ کے لوگ ہم کو لے گئے۔ تمام یہ خالص سونے کی چیزوں سے
مدی ہوئی تھی بڑودہ کی ریاست کا ٹھاٹھ یاد آگیا۔ دودہ دان شکردان
چھے چھتریاں سب تھیں سونے کی اسقدر وزنی معلوم ہوتی تھیں کہ اٹھانا
مشکل۔ اور جو بنی بھی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ حضور کے ہمراہ تین رئیس اور اس
اس جلسہ میں موجود تھے اور سکھ کا ایک راج تھا جو چینی لباس میں تھا۔
تاکی کا جبہ اور عجیب ٹوپی اوڑھے تھا۔ عمدہ یل۔ اعلیٰ مٹھائی اور عمدہ

۵۰ گرام سیودی انگک ...

نارنگی کا شربت کافی۔ چار وغیرہ مطلب یہ کہ انواع و اقسام کی نعمتیں مہیا تھیں یا سکتے ہیں کہ ہمیشہ بادشاہ کی دعوتی میز پر لطیف نعمتیں چنی رہتی ہیں اور ہم کو بھی تین وقت کے تجربہ سے ثبوت مل گیا۔ ان تین خیموں کے سوا بیشمار اور میزوں پر لوگوں کے لیے ناشتہ چنا ہوا تھا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے سب نے کھایا۔ ناشتے کے بعد کئی لوگ ویٹنڈ سر محل ملاحظہ کرنے کے لیے گئے یعنی ہوں کہ چند کمرے دکھاتے ہیں۔ ناشتے سے فراغت پا کے ہم باہر آئے اسوقت نرالا ہی رنگ دیکھا۔ دور سے ایک بوڑھی فارسن بی بی کسی تارسی کا ہاتھ تھامے ہوئے آ رہی تھیں جیلے نے بیچا ہا کہ بس جانا لا ہے وہ ضعیفہ اسی جگہ گئی جہاں سب رئیس بیشتر کھڑے ستھے۔ ہم دونوں نے بخوبی تمام تماشہ دیکھا وہاں کچھ دیر ضعیفہ کھڑی رہیں ان کی پیرانہ سالی پر سر کرزن نے رحم کھا کر چوکی دی کہ بیٹھ جائیں۔ (باقی)

مختلف ملکوں کی مزاج پرسی

(جرمنی) آپکو کیسی گذرتی ہے (فرانس) کسطرح بسر کرتی ہو (ہسپانیہ) تمھاری عمر دراز ہو (اٹلی) تمھارا ہاضمہ درست رہے (مصر) تمکو خوب پسینہ آیا (افریقہ) تمھارا سایہ دراز ہو (روس) صبر کرو (عرب) آپر سلامتی ہو (ایران) امن ہو۔ (رومانیا) مضبوط ہو (اعمان) تندرست رہو (ایمان) خوشی مناؤ (ہندوستان) مزاج شریف

(اہلیہ محمد حیات بادشاہ گھنالہ)

بچوں کی معمولی شکایتوں کا علاج

اگر بچہ کا کان بہتا ہو تو مازو اور پھٹکری دونو برابر لیں اور باریک پیس کر ایک بتی میں لپیٹ لیں اور شہد میں ملا کر بچہ کے کان میں رکھدیں +

روغن کاہو یا خشخاش کا تیل اگر بچہ کو نیند نہ آتی ہو تو سر اور کنپٹی پر ملنا بہت مفید ہے +

سردی سے اگر سر میں درد ہونے لگے تو تھوڑی سی افیون اور گوند پانی میں گھس کر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر گول کتر کر لگالیں اور اس کاغذ کو دونو کنپٹیوں پر چپکالیں +

بچہ کو اگر پیچش ہوجائے تو جامن کا رُب تولہ ابر لوپست ایک اکسیر ہے +

بعض بچوں کی آنکھیں پیدائش کے بعد ہی دکھنے آجاتی ہیں اگر پیدا ہوتے ہی احتیاط کی جائے کہ صاف پانی یا بورک لوشن سے دہو کر ہلکا کاسٹک لوشن کا ایک چھوٹا سا قطرہ ڈالدیں تو بہت اچھا ہوگا۔ کاسٹک لوشن ایک دو گرین فی اونس ڈالا ہو +

بچوں کو کبھی کبھی ہچکیاں بہت آنے لگتی ہیں جو مشکل سے بند ہوتی ہیں اگر یہ بدہضمی یا پیٹ کے پھولنے سے ہوں تو گرم پانی میں بٹھادیں اور سونف کا عرق پلائیں۔ شہد کا چٹانا بھی مفید ہے +

بے جا کفایت شعاری

کفایت شعار اور کنجوس میں اتنا ہی فرق ہے۔ کہ کفایت شعار بے ضرورت خرچ نہیں کرتا اور کنجوس ضرورت پر بھی خرچ نہیں کرتا۔ مگر بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ضرورت پر خرچ نہ کریں اور بے ضرورت خرچ کریں۔ ایسے لوگوں کے لیے وہ مثل مشہور ہے کہ اشرفیاں لٹیں اور کوئلوں پر مہر۔ ایک تیسری قسم ایسے اشخاص کی ہے جو اپنی طرف سے تو کفایت شعاری سے کام لیتے ہیں اور اس کفایت شعاری سے ظاہر تو روپیہ بچتا ہوا نظر آتا ہے لیکن اصل میں چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ دس روپے گز کا کپڑا خریدتا ہے۔ مگر زیادہ سلائی دینے کے ڈر سے کسی معمولی درزی کو وہ کپڑا سینے کیلئے دیدیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو چار روپے کی بچت سے تیس چالیس روپے کے کپڑے کا بھی ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اسیطرح بعض لوگ دھوبی کو دھلائی دیتے ہوئے گھبراتے ہیں بُرا دھوبی ایک تو کپڑے ایسے میلے دھو کر لاتا ہے کہ ایک دن پہنو اور میلے دوسرے انکو دھونا اس بری طرح سے ہے کہ کپڑے کی جان نکل جاتی ہے سال بھر کا چلتا کپڑا تین مہینے میں پھٹ جاتا ہے۔ اسیطرح اور سستی چیزوں کا حال ہے دیکھنے میں تو بہت اچھی مگر ایک دن کے استعمال میں حیثیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے مثل مشہور ہے کہ سستا روئے بار بار اور مہنگا روئے ایکبار +

اب اور غلط کفایت شعاری یہ ہے کہ جان کو ہلکان کیا جائے اور پیسہ
بچایا جائے۔ مثلاً گھر میں نوکر نہ رکھا جائے۔ اس میں بچت اتنی ہوئی کہ دو تین روپیہ
مہینہ ماما کی تنخواہ کا بچا اور ایک آدمی کا کھانا لیکن بیگم صاحبہ کو جو نقصانات پہنچے
اُس کا اندازہ نہ کیا۔ کھانا پکانا پڑا تو دل و سارا پسینے میں ہاتھوں میں لہسن
پیاز اور مرچوں کی خوشبو بسی پھر آگ کو درست وقت [illegible]
زیور کا ستیاناس ہوا۔ ہتھیلیاں مانجھتے وقت ہاتھوں کی رگڑوں میں راکھ
کی سیاہی کاری ہوئی۔ پھر آگ کے آگے بیٹھنے سے رنگت خراب علیحدہ ہوئی
اور دھوئیں سے آنکھیں علیحدہ خراب ہوئیں ان سب نقصانات کا مجموعی
نتیجہ یہ ہوا کہ پیش از وقت بڑھاپے نے آن دبایا ہم ان اثرات کو دور
محسوس نہ کریں لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ اپنا کام کیے بغیر نہیں رہتے
ایسی کفایت شعاری حماقت ہے۔ ناموت (ناداری) کی بات اور ہے
مفلسی اور ناداری کیا کچھ نہیں کراتی۔ لیکن بعض متوسط الحال لوگ ایک طرف
فضول خرچی کرتے ہیں اور اس کی کسر پوری کرنے کو اس قسم کی بے جا کفایت
شعاری سے اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مثلاً ایک بیگم صاحبہ کو کسی
رسم میں روپیہ صرف کرنا منظور ہے۔ بچے کا عقیقہ کرنا ہے یا بچی کا جہیز بنانا
ہے یا لڑکے کی بسم اللہ ہے۔ بس اب اس بے جا اسراف کرنے کے لیے کیا
کچھ جتن (کفایت شعاری) نہ کیا جائیگا۔ اچھا کھانا۔ اچھا پہننا جسم کو
آرام پہنچانا سب موقوف۔ ایک ذرا سے نام کے لیے۔ ایک ذرا سی خوشی
کے لیے مہینوں اور برسوں جان کو ہلکان کیا جائیگا۔ بعض لوگ اس طرح علاج میں

کنجوسی کرکے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں یا بعض اوقات ہلاکت میں بھی جیسے
نیم حکیم لوگوں کی بتائی ہوئی دواؤں پر گزر ہوگا پھر ایسے حکیم کا علاج کیا جائیگا
جو سستی تیل اور دوائیں بھی سستی ہوں۔ پھر جب بہت ہی حالت خراب ہوگئی تو ڈاکٹر
تک پہنچا جائیگا ایسی صورتوں میں اکثر جان علیحدہ ہلاک ہوتی ہے اور کوفت علیحدہ ہوتی ہے۔

خوش رہنا اور آرام سے رہنا طوالت عمر اور صحت کے لیے نہایت ضروری امور ہیں
تمام حسن کی بھی یہی صورت ہے تکالیف جسمانی اور روحانی کا اثر فوراً چہرے پر پڑتا ہے
اور انکا نتیجہ جھریاں ہیں جو بڑھاپے کی پیشرو ہیں۔ تو جو شخص ان سے بچنا چاہے
اُسے چاہیئے کہ جسم اور روح کے آرام کے آگے روپیہ کی پرواہ نہ کرے۔ ہر وقت صاف
رہنا اور آرام سے رہنا اس سے بہتر ہے کہ بیاہ و شادی والے دن تو خوب قیمتی
لباس و زیور سے آراستہ ہو جائیں اور گھر کو بھی خوب سجایا جائے لیکن روز فقیروں سے
بھی بدتر حالت میں ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیشہ ایک ہی قسم کا اپنی حیثیت
لباس کیوں نہ پہنا جایا کرے یا اگر کچھ تفریق ضروری ہے تو تھوڑی سی ہونی
چاہیئے نہ کہ ایسی کہ روز تو کانوں میں ڈوڈو بالیاں گلے میں ایک توڑا اور ہاتھوں میں
کڑے ہیں اور معمولی ململ کا بیل لگا ہوا یا لٹھے کا دوپٹہ ہے اور شادی کے موقعہ
پر گہنے سے لدی ہوئی ہیں دوپٹہ بھی گوٹے پٹھے سے لسا ہوا ہے اور بالکل نمائشی
گڑیا بنی ہوئی ہیں ایسا ہی ہے تو روز سے ذرا زیادہ قیمتی لباس اور زیور استعمال
کر لئے جائیں میرا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ روزمرہ کی رہائشی زندگی اور خاص موقعہ
زندگی میں ایسا بین فرق نہ ہونا چاہیئے جو ایسا کرتے ہیں وہ بیجا کفایت شعاری کرکے
نقصان اٹھاتے ہیں۔

مشتاق احمد زاہدی۔ پروفیسر

بہتان

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا

اور جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں پر بغیر کسی کام کے کیے تہمت رکھتے ہیں تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ اور ظاہر گناہ کا۔

آجکل بہت سی اکثر بہنیں کسی پر بہتان لگانے میں بالکل نہیں ڈرتیں اور بیگناہ پر اپنے دل سے طوفان جوڑ کر کھڑا کر دیتی ہیں اس آیت میں جناب باری تعالیٰ اسی کا ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹ اور گناہ کا بوجھ اٹھا رہے ہیں یہ بوجھ اسوقت تو بیشک بار گراں نہیں معلوم ہوتا مگر جس روز ہاتھ اور پاؤں آنکھ اور کان اور زبان اپنے اپنے کاموں کی گواہیاں اس کے حضور دینگے اسوقت اس بوجھ کی سخت عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا خدا سب بہنوں کو اس گناہ سے بچائے ہمارے حضور اکرم نے ہزاروں درود اور سلام انپر اسی واسطے زبان کی سخت احتیاط فرمائی ہے۔ عبداللہ بن سفیان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں کس چیز سے بچوں آپ نے دست مبارک سے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے بچو کسقدر افسوس اور صدمہ کی بات ہے کہ رسالتماب صلعم تو اسکی اتنی تاکید فرمائیں اور ہم اس کے استعمال میں مطلق انجام پر نظر نہ ڈالیں اور جسپر دل چاہے بہتان کھڑا کر دیں وہ بیگناہ تو اسوقت سن ہی لیگا مگر جس روز مالک حقیقی تخت عدالت پر ہوگا وہ اس بہتان کا فیصلہ کریگا اور وہ زبردست عذاب بھگتنا

پڑے گا جسکی دہشت سے ولیوں اور نبیوں تک کے چہرے زرد ہو گئے حضرت عبداللہ
ابن مسعود فرماتے ہیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارا پروردگار ہے کہ زبان سے
زیادہ کوئی چیز قید میں رہنے کی محتاج نہیں حاکم عبادہ بن صامت کی روایت سے
کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے حضرات اس سے فرمایا کہ اگر چھ باتیں مان لو تو اس کی
خوشنودی یقینی ہے ایک یہ کہ جب کچھ کہو وہ جھوٹ نہو۔ دوسرے یہ کہ جو وعدہ
کرو وہ پورا کرو تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ آنکھ سے
برا کام نہ سوچا پانچویں یہ کہ کسیکو ایذا نہ دو چھٹے یہ کہ ہر عضو کی حفاظت کرو

سنو سرور کائنات کے اس ارشاد پر غور کرو اور زبان کو وہ چیز سمجھو جو خدا کی خوشنودی
کا باعث ہو گی اگر آج اسبات کا عہد کر لو کہ جبتک دم میں دم ہے انشاء اللہ زبان
سے کوئی لفظ جھوٹ نہ نکلیگا تو حقیقی مالک کی کیسی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے
دنیا چند روزہ اور زندگی ناپائدار ہے یہ وقت گذر جائیگا اور یہ تمام عزیز جو آج لمبے
چوڑے دعوے کر رہے ہیں اپنے اپنے دھندوں میں پڑ جائیں گے جو کچھ کہا اسکو
بھگتنا پڑیگا اگر ہر وقت موت کو سامنے اور یوم الحساب کو آیا سمجھو تو زبان
سے کوئی لفظ غلط نہ نکلے گا۔

کتنے بڑے صدمہ کا وقت ہے کہ جب ہم چار بہنیں ایک جگہ ہو کر بیٹھیں
اسی بحث میں وقت گذر جائے کہ انکی ایسی ہے اور ڈھمکی ایسی کیا یہ زبان اسی
واسطے عطا ہوئی تھی کیا اسکا یہ کام نہ تھا کہ یہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچاتی کیا یہ
غلط استعمال روز محشر دکھایا جائیگا ؟

خدا اس گناہ در جھوٹ کے بوجھ سے سب بہنوں کو محفوظ رکھے جسکی بابت جناب باری
تعالیٰ اپنے کلام میں ارشاد فرمارہے ہیں۔ زاہدہ بیگم۔

ننھا ڈاکٹر

گو بچوں کی تربیت پر عصمت میں متعدد کافی مضمون نکل چکے ہیں کہ اب اس مضمون پر بحث
کرنے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں مگر عصمت کی پڑھنے والی بہنیں اتنا خیال کریں تو بہت جلد وہ وقت
آجائے کہ ان کی گودوں سے ایسے لال نکلیں جن کی روشنی اگر تمام دنیا کو نہیں تو ہندوستان کو ضرور جگمگا
دے بلکہ آج جو تصویریں پیش کی جاتی ہیں یہ بالکل نئے اسباب کا نقش کر دینگی کہ بچوں کی تربیت ہی
قوم کی ترقی کا پہلا راز ہے کوئی قوم خواہ وہ کیسی ہی طاقتور اور کیسی ہی مالدار کیوں نہ ہو مگر
کسی زندہ قوم کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہوگی جبتک اسکی مائیں بچوں کی تربیت کی پوری نگرانی نہ
کریں دو تصویریں ہیں جس میں قوم کی طرز معاشرت کا ایک ادنی نمونہ ہے جو ہر دل [illegible] دنیا کو تسخیر کر رہی ہے ان تصویروں
مطالعہ لڑکیوں کو سبق دیگا کہ اس تمام ترقی اور تہذیب کا سہرا جسکے پھول ہمارے دماغوں کو معطر کرتے ہیں انکے سر ہے
ماؤں کے ہاتھ کا سدھایا ہے جو باتوں ہی باتوں میں آئندہ زندگی کی تمام مشکلات اور ضرورتیں انکے
سامنے حل کر دیتی ہیں بچپن ہی سے انکا سچا رہبر جو دنیا کے تمام رستوں سے ان کو خبردار کرتا ہے اور
جو خوبیاں ہم کو جوانی اور بڑھاپے میں بھی مشکل سے نصیب ہوتی ہیں وہ لڑکپن ان کے دماغ
میں چپکے ہی چپکے داخل کر دیتا ہے +

گڑیاں ہمارے ہاں بھی کھیلی جاتی ہیں اور تعجب نہیں جو یہ کھیل انگلستان نے ہم ہی سے لیا ہو لیکن
ناخود اُکھا دکھا مگر ایمان کی بات یہ ہے کہ جو مقصد اصلی تھا وہ حاصل کیا اور کھیل کو معراج کمال پر پہونچا
دیا ایک ہمارے ہاں کی گڑیاں ہوتی ہیں بے ہنگم صورت بدوضع بڑے بڑے منہ والے تاگے کی آنکھیں
اور لال ڈورے کے ہونٹ بہت کسی نے تکلف کیا تو منہ پر گوندے کا لاٹیکا لگا دیا۔ یہ تو
انگلستان کی گڑیا ہے [illegible] دیکھ پڑتی ہوئی ہے مزا یہ ہے کہ گڑیا گڑیا ہی معلوم ہو رہی ہے آدمی کا بچہ

نہیں مگر چہرے پر بیماری کے آثار برس رہے ہیں اور لباس میں بھی وہ تمام احتیاط موجود ہے جو بیمار بچے کے واسطے ضروری ہے لڑکی نے جو بیمار بچہ کی ماں ہے بیماری سے پریشان ہوکر ڈاکٹر کو بلایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں۔ ڈاکٹر بھی کچھ بڑے زیادہ عمر کا نہیں ہے مگر آتے ہی ٹوپی اتار کر سلام کیا اور بچے کی کیفیت پوچھی +

ہمارے ہاں تو شاید اس قسم کا کھیل نہایت منحوس سمجھا جائے کہ بھرے گھر میں بچے بیمار بیمار کھیل رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ڈاکٹر کے آنے کی ضرورت ہو لیکن بہت ممکن ہے کہ ڈاکٹر اور ماں اس معمولی کھیل میں وہ کچھ حاصل کرلیں گے جو انکی زندہ عمر میں سب سے بڑا مددگار ہوگا اس ماں کے ذہن میں آج ہی یہ بیٹھ جائیگا کہ بچہ کی بیماری میں علاج سے زیادہ تیمارداری کی ضرورت ہے وہ آج ہی ان تمام فرائض کو ادا کریگی جو بھی اسکو سچ مچ کی ماں بنکر ڈاکٹر کیواسطے ادا کرنے میں لڑکا اگر ڈاکٹر ہوا تو سبحان اللہ ورنہ یہ کھیل اسکو اتنا ابھی سے بتا دیگا کہ کسی غیر گھر میں جاکے اور کسی سے ملاقات میں کیا کیا باتیں ملحوظ رکھنی پڑتی ہیں +

کیا یہ ننھا سا ڈاکٹر اور چھوٹی سی واقعی ڈاکٹر اور سچ مچ کی ماں نہیں معلوم ہوتے لڑکی کے چہرہ کو غور سے دیکھئے ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کا شکریہ اور بچہ کی علالت سے تشویش۔ دونو باتیں چہرہ سے ظاہر ہو رہی ہیں لو یہ اسوقت کی تصویر ہے جو زندگی بھر کبھی نہ کبھی ضرور آئے گا اور آج یہ گڑیا کا کھیل اس چھوٹی سی ماں کو اسوقت کے لیے تیار کر رہا ہے پہلا دن ہو چکا ڈاکٹر صاحب دیکھ کر چلے گئے دوسرے دن پھر آئے۔ اب دوسری تصویر دیکھیے تھرمامیٹر لگا کر حرارت دیکھی اور ماں یہ سنکر کہ حرارت زیادہ ہے سخت پریشان ہوگئی مگر ڈاکٹر صاحب کیا کہتے ہیں کہ احتیاط کروگی تو مرض دور ہو جائیگا۔ مریض کی احتیاط کا سبق اس ماں کو ابھی مل گیا جو کبھی نہ ملتا ابھی چار روز اور باقی ہیں امید ہے کہ ناظرین عصمت اس سلسلہ کو جو فروری میں ختم ہوگا دلچسپی سے دیکھینگے

محمد اکرام

مدِّ امداد

خدا اجر دے ان بہنوں اور بھائیوں کو جو مصیبت زدہ بہن کے قرضہ اتروانے میں خوب ہی مدد کر رہے ہیں اور ایسے
دوسروں کو بھی ترغیب دے رہی ہیں جنکی لائق تعریف ہمدردی کہ عصمت میں ان پردہ نشین اُٹھ ونڈ کھیاریوں یا بچوں
تھا جنکے واسطے ایک مستقل فنڈ کھولدیا جاتا جنکی دردناک صدا قوم کے کان تک نہیں پہونچ سکتی اور جو تنگ
شان شکر ہے آج دکھ بھری آپ مصیبت جھیل رہی ہیں ان کی حالت دیکھکر یہ خوشی ہوئی کہ خان بہادر محمد اشرف
نے مصیبت کی تائید میں اکثر خط آئے وہاں ہمکو دیکھکر سخت افسوس ہوا کہ بہن بیگم صاحبہ کی التجا کی نذر سے
عصمت کے گیارہ صفحے کئے آج سات نومبر تک بھی بد نصیب بیوہ کا قرضہ نہ اترنے کا ہمارا خیال تھا کہ تو ہم
بہن بھیج بنا تا ہیں عصمت تو اس حاجتمند بہن کی حالت سنا کر رقم حکمت نہ دینی پڑے مگر افسوس ہے
کہ آج پھر ہمکو یہ کہنا پڑا کہ یہ پردہ نشین بھوپال کی بدنصیب خیرات کی سچی مستحق ہے اور اسکے قرضہ میں
مدد دینا ایک ایسی خاتون کو جو بنکر بگڑ گئی ایک بڑے عذاب سے نجات دینا ہے ہمارے رسالے
اس وقت بھی مسلمانوں کے وہ کارنامے موجود ہیں جب مہاجرین کا گروہ مدینہ منورہ میں
آیا جہاں صرف ایک کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا جو پانی بہت گراں بیچتا تھا اور مسلمانوں کو پانی کی
تکلیف ہوئی تو سرور کائنات صلعم نے فرمایا تم میں سے کون ایسا مسلمان ہے جو بیر رومہ میں مسلمانوں کا
تو وہ ... سے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں اس خدمت کو
انجام دیتا ہوں ÷

جو بہن اور بھائی اس میں مدد دے رہے ہیں وہ ہمارے دلی شکریہ اور معروض خاتون کی دلی دعاؤں
کے مستحق ہیں خدا انکی ہمدردی قبول کرے اور انکو جزائے خیر دے اس پرچہ میں چونکہ جگہ کافی نہیں
ہے مدِ امداد کا چندہ آئندہ پرچہ میں درج کر کے ہم اس خاص التجا پر افسوس ہے کہ آج
عصمت کا کوئی صفحہ نہیں دے سکتے۔

ایڈیٹر

گدا کی صدا

جو کوئی اچھی سے کہے دنیا میں وہ اچھی سنے　　اور جو کھوٹی کہے وہ آپ بھی کھوٹی سنے
جو یہاں گالی دے بابا وہ یہاں گالی سنے　　کوسنے دے جو کوئی وہ کوسنے خود بھی سنے

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دوسرے کو جو بھلا کہتا ہے وہ ہے خود بھلا　　جو برا کہتا ہے وہ ہے سو بروں کا اک برا
بول میٹھے بول شہد و قند مصری سے سوا　　کر عمل تو ذوق کے اس شعر پر بابا سدا

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

دوسروں کو جو کمینہ سمجھے وہ خود ہے کمیں　　اور جو لعنت کرے اوروں پہ وہ خود ہے لعیں
بد زبانی ہے بری شے کر لے اسکو دل سے تیں　　سچ کہا ہے ذوق نے یہ شعر بابا کر یقیں

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

فکر سے دنیا کے اپنے آپ کو آزاد رکھ　　کعبۂ دل کو خدا کے ذکر سے آباد رکھ
اپنے بس میں کر زباں کو اور بیجا گو نہ رکھ　　یہ نصیحت خوب سے سن اور بابا یاد رکھ

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

جان اپنی تو خدا کی راہ میں بابا چھڑک　　آئے گر سائل ترے در پر تو اسکو مت جھڑک
اسطرح مت بول اس کو جیسے بجلی کی کڑک　　جانے کیا منہ سے نکل جائے گدا کی بے دھڑک

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

[illegible] ہمیشہ نرم و شیریں گفتگو　　رکھ نظر نیچے بڑوں سے بات مت کر دو بدو
دوسرے کو [illegible] تو بھی نہ کہیو آپ تو　　لکھ لے دل میں یہ نصیحت ذوق کی اے نیک خو

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

نہ فقیروں کو خدا کی راہ میں تو مال و زر جان تک بابا خدا کی راہ میں قربان کر
بد زبانی سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کر بد زبانی سے پہنچ جاتا ہے انساں کو ضرر

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

سن نصیحت عرشی مسکین کی اے نیک ذات کر فقیروں سے ہمیشہ نرمی و لطف و کرامات
مت نکال اپنی زباں سے بات کوئی واہیات سن خدا بابا کرے آفات سے آئیں نجات

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے۔
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مرجھائی ہوئی کلیاں

لاکھوں کلیاں ہیں جو نہ پھولیں۔ شاخوں پہ بہار میں نہ جھولیں۔
امید شباب میں بڑھیں وہ پروان مگر نہ چڑھ سکیں وہ
کیا خوش تھیں ہرے بھرے چمن میں پھولی جاتی تھیں پیرہن میں
ارمان بڑے تھے گو تھا بچپن گہوارہ ان کا تھا سبزہ زار گلشن
شبنم سے تھیں روز منہ کو دھوتی فطرت کی نگاہ میں تھیں پلتی
گہوارہ میں برگ گل کے ہر دم خوش خوش جھولتی تھیں باہم
جب باد صبا تھی لوری دیتی بڑھ بڑھ کے بلائیں تھیں لیتی
آنا تھا کہ مر گئیں وہ گلشن کو تباہ کر گئیں وہ
اس رشتۂ زندگی کو توڑا بچپن میں قضا نے ناتا جوڑا
گودی میں کھلیں نہ پھولیں ماں کے کیا جلد پڑے ہیں لالے جاں کے
گلگشت چمن نہ ان کو بھائی گلشن کی ہوا نہ راس آئی
تقدیر سے لڑ سکیں نہ افسوس قدرت سے جھگڑ سکیں نہ افسوس
دنیا سے نامراد اٹھیں اٹھیں تو بیٹا مراد اٹھیں۔

بزمِ عصمت

ناظرینِ عصمت یہ سنکر خوش ہونگے کہ ۲۹ اکتوبر روز جمعرات کو میرے عزیز دوست شیخ محمد اکرام کے ہاں فرزند تولد ہوا اور احمد اکرام نام تجویز کیا گیا۔ خدا مولود کو عمرِ طبعی عطا کرے اور ماں باپ کے سایۂ عاطفت میں نونہال کو پھلنا پھولنا نصیب ہو۔ (راشد الخیری)

باوجود کہ اس اعلان کے کہ خواہ تہذیب ہماری بابت کچھ ہی لکھے ہم اسکے متعلق کچھ نہ لکھیں گے افسوس ہے کہ ایک ہمارے پاس مضامین کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ ہم اپنے ہمدرد کے مشکور ہیں کہ وہ اکثر ہمکو یاد کرتا رہتا ہے اور ناظرینِ عصمت سے باادب درخواست کرتے ہیں کہ وہ براہ کرم ان فضولیات کی طرف توجہ کر کے عصمت کو بدنام نہ کریں اور ایک سطر بھی ایسی درج ہونے نہ دیں جسکے درج ہونا اور نہ ہونا دونوں یکساں ہیں۔ ہم اپنی محترمہ بہن سیدہ جہاں بیگم صاحبہ کو جنکی اس تجویز کے ترا... کہ کنواری بچیوں کے واسطے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا جائے۔ محترمہ بہن رابعہ سلطان بیگم صاحبہ لڑکیوں کا اخبار کے عنوان سے تہذیب میں مضمون لکھ چکی ہیں یاد دلاتے ہیں کہ رابعہ سلطان بیگم صاحبہ ان چند بہنوں میں سے ہیں جن کے دل میں قومی درد کا احساس موجود ہے ان کی رائے قابلِ تسلیم نہیں مگر ہمدردی اور ہمدردی کی بری ہوئی ہے اس لیے مجبوراً آپ کا مضمون نظرانداز کرتے ہیں مگر بہن رابعہ سلطان بیگم صاحبہ سے اتنا ضرور عرض کرینگے کہ قوم میں کھری کھوٹی چیز کے پرکھ کا مادہ موجود ہے۔

مسٹر مشتاق احمد صاحب زاہدی کے انعامی اعلان کیواسطے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی اس میں بجائے مسز سلطانہ بیگم صاحبہ فیضی کے بیگم صاحبہ مرزا محمد اشرف صاحب بی-اے ناظم مضامین ملاحظہ فرمائیں گے +

مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ انعامی مضامین میں مردوں کو بھی مضمون لکھنے کی اجازت دیدی گئی بہن صاحبہ آپ خود غور فرمائیے کہ یہ مضمون خاص عورتوں کے لیے ہے جب مرد اس مضمون کو لکھیں تو عورتیں کیا مقابلہ کر سکتی ہیں اگر یہ قرار پا گیا ہے کہ مرد بھی لکھیں تو انعام دو رکھے جائیں ایک مردوں کے لیے ایک عورتوں کے لیے۔

دخترِ نواب مولوی بشیر الدین احمد صاحب سابق ناظم

بہن صاحبہ کی رائے نہایت درست اور صحیح ہے۔ بہن صاحبہ مطمئن رہیں کہ انعام صرف خواتین کے مضمون [illegible]
بیگمات جلالہ ہونے اور [illegible] کے رہتے اور تکلیف دور کرنے کا ایک نسخہ لکھتی ہوں [illegible]

میں تھوڑا انڈوں کی سفیدیاں ملا کر چھاؤں میں سکھائیں اور سنترے کے چھلکے بھی علیحدہ سکھالیں ہمیں آدھ پاؤ کشمش ملا کر ان سب چیزوں کو باریک پیس کر بیسن بنالیں اور منہ پر ملا کریں۔

دختر نواب مولوی بشیر الدین احمد خان صاحب سابق ناظم

آپ نے میری تحریر کا خلاصہ شائع کیا شکریہ ادا کرتی ہوں اور آپ سے گذارش ہے کہ امدادی فنڈ کے اجرا کے خلاف جو کچھ میں نے لکھا تھا اپنی اس رائے کو واپس لیتی ہوں کاش امداد کا طریقہ جو آپ کے پیش نظر ہے پہلے سے شائع ہوتا تو مجھے ہرگز اختلاف کی ضرورت نہ تھی۔

این۔ ایچ۔ ہجری آباد۔ غازیپور۔

جو بہن میرے اس معمہ کا جواب دیں گی انکو بذریعہ قرعہ اندازی ایک جلد عیار شہزادہ جسکو میرے والد نے انگریزی سے ترجمہ کیا ہے قیمتی ایک روپیہ ارسال کروں گی۔

در ہوا روزے کلنگے گفت با جیلے کلنگ

السلام اے صد کلنگا گفت ما از صد کم ایم
ما و مثل ما و نصف ما و نصف نصف ما
گر تو آئی درمیان ما کہ تا ما صد شویم

بتلایئے کونسا عدد ہے۔ ایس۔ جے بیگم

میرے سر کے بال چند روز سے جڑوں سے اکھڑے جارہے ہیں اگر کوئی بہن جڑیں مضبوط ہونیکا نسخہ جانتی ہوں تو بذریعہ عصمت مطلع فرماکر ممنون کریں۔ (انور آرا)

کوئی بہن مہربانی فرماکر پڈنگ بنانیکی ترکیب سے مطلع کریں۔

د۔ ن۔ بنت مولوی محمد تقی صاحب وکیل

جاڑوں میں ہاتھ پاؤں پھٹ جاتے ہیں انکا مجرب علاج کوئی بہن بذریعہ عصمت تحریر فرمائیں تو احسان ہوگا۔

ایم۔ این۔

بہنوں کا یہ اصرار کہ ایک اخبار ہفتہ وار آپ لڑکیوں کے واسطے ضرور نکالیں قابل شکریہ ہے اور اسکے متعلق آئندہ پرچہ میں مفصل بحث ہوگی

(جائنٹ ایڈیٹر)

بہن مریم بیگم صاحبہ کے اپیل پر چونکہ ناظرین عصمت نے کافی توجہ نہیں کی اس لیے میری رائے میں عصمتی بہنوں سے درخواست کی جائے کہ ۳۰ جنوری تک کم از کم ہر بہن ۸ مر مرادآباد

میرا بھیج دیں تاکہ بہن کا قرضہ ادا ہو جائے۔ خادم قوم عبدالحمید حیدرآباد

نومبر کے معمہ کا حل جن بہنوں نے ستکند لکھا ہے اور جو صحیح ہے ان کے اسم گرامی شکریہ سے درج کیے جاتے ہیں۔ بیگم صاحبہ نمبر اول کی خدمت میں انعامی کتاب روانہ کر دی گئی + نفیس بیگم صاحبہ علیگڑھ۔ بیگم صاحبہ سید ابوالقاسم خاں صاحب رضوی لکھنؤ۔ ح ص صاحبہ کوئٹہ بیگم صاحبہ منشی محمد جعفر صاحب میانوالی۔ ایس۔ ل۔ صاحبہ لکھنؤ۔ ام ایمن صاحبہ۔ وزیر صاحبہ او۔ ایس۔ بی۔ بی صاحبہ بیلی بھیت۔ مسز عبدالقادر صاحب احمدی۔ ر۔ ن۔ ت صاحبہ۔ ہمشیرہ صاحبہ محمد انیس خاں صاحب علیگڑھ۔ مسز حمید اللہ صاحب حیدرآباد۔ ہمشیر سید حشمت حسین صاحب شاہجہانپور۔ عزیز بیگم صاحبہ بریلی۔ صغریٰ بیگم صاحبہ علیگڑھ۔ اہلیہ صاحبہ ایس محمد حسن صاحب ناگپور۔ مسز محمد حنیف صاحب کانپور۔ ہمشیرہ عنایت حسین صاحب اٹاوہ۔ جمیلہ بیگم صاحبہ اٹاوہ۔ ف۔ ح صاحبہ محمود۔ مسز محمد عبداللہ صاحب بنارس۔ تمام۔ والدہ محمد قطب الدین حسین حیدرآباد۔ ح۔ ب صاحبہ سکندرہ۔ ۔۔ صاحبہ بنت محمد نعمت علی خاں صاحب بھوپال۔ مسز عبدالرحمن صاحب ۔ل مسز سید السید ارشد علی صاحب جبلپور۔ مسز عبدالحمید صاحب حیدرآباد دکن۔ مسز محمد حسین صاحب ۔ ہمشیرہ مسز رمان صاحبہ شاہجہانپور۔ مسز حسن مرزا صاحب حیدرآباد دکن۔ والدہ پیرزادہ عبدالرشید صاحب۔ نسیمہ صاحبہ بانکی پور۔ ہمشیرہ عبداللطیف صاحب۔ ہمشیرہ عبدالحلیم خاں صاحب کانپور۔ محفی صاحبہ لدھیانہ۔ غلام عائشہ صاحبہ کلکتہ۔ مسز غلام نبی صاحبہ۔ ہمشیرہ محمد ستار صاحب کیمبل پور۔ مسز معزالدین صاحب۔ ہمشیرہ عبدالقیوم صاحب لاہور۔ ہمشیرہ محمد عثمان صاحب بھوپال۔ مسز بیگم صاحبہ گجرات۔ حمیدہ خاتون صاحبہ۔ اہلیہ حاجی علی احمد صاحب۔ زاہدہ خاتون صاحبہ مرادآباد۔ مسیح علی صاحبہ۔ مسز محمد یعقوب علی صاحب جبلپور۔ ک۔ ح۔ صاحبہ گیا۔ ہمشیرہ محمود شاہ صاحب۔ عرشیہ بیگم صاحبہ دکن۔ مسز عبدالحلیم صاحب بریلی۔ ہمشیرہ ابو نصیر احمد صاحب۔ حاجی خاں صاحب رمان خاں صاحب گجرات۔ مسز سید زین العابدین صاحب حیدرآباد دکن۔ ح۔ ت بیگم صاحبہ۔ گوتی۔ س۔ ت صاحبہ۔ از بیلور۔ احمد النساء بیگم صاحبہ پونہ۔ رابعہ سلطان بیگم صاحبہ دکن

بہنیں براہ عنایت آیندہ سے معمہ کا جواب یا پہیلی کا حل اسی فارم پر تحریر فرما دیں۔ کیونکہ صرف وہی بہنیں شریک ہونگی جن کے جواب اس فارم پر آئیں گے۔

> ہمیں بڑے افسوس سے سنا کہ ہماری پرچہ کی قدردان الدولہ بی صاحبہ۔ ۔۔ نے بتاریخ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو انتقال فرمایا۔ خدا غریق رحمت کرے۔ (ایڈیٹر)

قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ

عالیجناب شمس العلماء مولانا حاجی حافظ مولوی [illegible] عبد اللہ صاحب ٹونکی [illegible]
جنہوں نے اس حمائل شریف کو [illegible] تحریر فرمایا
کہ جناب [illegible] نہایت [illegible]
اور عجیب صنعت ہے۔ اس حمائل شریف کو [illegible]
نہایت ہی قابل تعریف ہو۔ علاوہ ازیں یہ حمائل شریف
جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم الخط
کے مطابق لکھی گئی ہے۔ اسکی تعلیم کے لئے ہم نے اس
حمائل شریف کو اول سے آخر تک پڑھا اور صحیح پایا۔ اسکی
لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ ہیں [illegible]
کرتا ہوں کہ اس اعجاز صنعت حمائل شریف کو ضرور
تبرکاً ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنا چاہئے
[illegible]
[illegible] کی سند [illegible]

(1) [illegible] فصاحت و بلاغت کا معجزہ تو [illegible]
(2) مسلمان [illegible] کہ یہ نیا معجزہ صنعت تحریر ہے۔
(3) چنانچہ حمائل شریف اعجاز صنعت جس کا یہ اشتہار ہے
(4) صفحات ہیں اور ہر صفحہ میں گیارہ سطریں ہیں [illegible]
(5) سے لوہا [illegible] ایک ایک سطر ہے اور صنعت تحریر یہ ہے
(6) کہ اس حمائل شریف کے [illegible] صفحات ہیں ہر ایک صفحہ کی درمیانی سطر
(7) [illegible] سطروں کا [illegible] سطروں سے مقابلہ [illegible]
(8) [illegible] حروف [illegible]
(9) حروف سے [illegible] سطروں [illegible]
(10) [illegible]
(11) سارے قرآن شریف [illegible] معجزہ قرآن [illegible]

شمس العلماء [illegible] عبد الحکیم صاحب [illegible]
[illegible] دار العلوم [illegible] لاہور
شمس العلماء [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] سنٹرل ماڈل سکول لاہور۔
جناب مولوی علام اللہ صاحب صدیقی پروفیسر [illegible]
جناب [illegible] پروفیسر [illegible] لاہور
جناب [illegible] پروفیسر [illegible]
جناب مولوی محمد شفیع صاحب [illegible]

ایک سعی نفیس مؤلف کلام [illegible] اس شخص کو دیا جائیگا [illegible] حمائل شریف [illegible]
[illegible] ثابت کر دیں کہ [illegible]
[illegible] اعجاز صنعت حمائل شریف [illegible]
[illegible] حمائل [illegible]
[illegible]

ہدیہ حمائل شریف مجلد ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:- مولوی حکیم [illegible] محی الدین ناظم [illegible] کشمیری بازار لاہور

عصمت ماہ   کے معمہ یا پہیلی کا جواب

نمبر خریداری

نام اور پتہ

حل یا جواب

تاریخ روانگی